رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانے والا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

جو ہر ماہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- ایس محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۱۲/
ششماہی " " ۷/
سالانہ سرپرستوں سے عـ۵
" امراء سے ۵ر
چندہ سالانہ ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

۲- غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا

۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق یکم شوال ۱۳۵۲ھ | نمبر (۱۸)

میری بے بسی

فرقان پاک کے گورمکھی ترجمہ کی جس قدر اشد ضرورت تھی وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور یہ فرقان پاک کا گورمکھی ترجمہ اللہ کریم کے کرم سے جس قدر مقبول ہوا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اس کے متعلق آپ اسی اخبار کے ۸ صفحات پر سکھ اور ہندو۔ آریہ علماء و فضلاء کی آراء ملاحظہ فرمائیے۔ اب فرقان پاک کا ہندی ترجمہ بفضل ایزدی زیر طبع ہے۔ امید کہ انشاء اللہ بہت جلد پبلک میں آجائے گا۔ اور ہندی ترجمہ کی ضرورت گورمکھی ترجمہ سے بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ گورمکھی تو صرف پنجاب کے خطہ تک ہی محدود ہے۔ اور ہندی تمام ہندوستان کے لئے ہے۔ ان تراجم کی انجام دہی کے لئے قدم قدم پر جن مشکلات سے مجھے دوچار ہونا پڑا۔ اسے یا تو میں بہتر جانتا ہوں۔ یا میرا خدا۔ دوسرے کے وہم میں بھی نہیں آسکتا اگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو میں پہلی منزل میں ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا۔ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں افق کی سفید دھاریوں نے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کے پیغام بشارت کو لکھا ہوا پاتا رہا۔ ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ عظیم الشان کام جو بلا شبہ متشفقہ رنگ میں قومی توجہ کو چاہتا تھا۔ قرآن شریف کے ترجمہ کا کام جس قدر یکسوئی اور اہم ذمہ داری کو چاہتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اب اس کے ساتھ ایک اور مشکل آپڑی ہے۔ وہ یہ کہ مجھے جلد سے جلد اپنا مکان کھڑا کر لینا چاہئیے۔ اس مکان کی ضرورت کو نہ میں ٹھیرتا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی مگر مسجد اقصیٰ کی توسیع کے لئے میرے مکان کی ضرورت تھی۔ اور میری اسی میں بہتری تھی کہ میں بخوشی اس قربانی کو اپنے اوپر وارد کرتا۔ لہذا اب ایک ہی وقت میں فرقان پاک کے ہندی پروفوں کا دیکھنا۔ تعمیر مکان کی سردردی سے عہدہ برا ہونا۔ اور اخبار کے کھڑاک کا نبھانا ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔ گو یہ صحیح ہے کہ اخبار اسوقت مجھے پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتا۔ مئی سے لے کر اسوقت تک چار صد روپیہ اپنی گرہ سے ڈال چکا ہوں مگر تاہم میری خواہش ہے کہ یہ جاری رہے کیونکہ اپنے اور بیگانے دل سے تو معترف ہیں ہی کہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کا یہ ایک بے نظیر حربہ ہے۔ مذکورۃ الصدر وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ میں تین ماہ کے لئے اخبار کو ملتوی کردوں۔ اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تین ماہ تک اول تو مکان مکمل ہو جائے گا سو نہ اس حد تک ضرور پہنچ جائے گا کہ میں اپنی توجہ کو اخبار کی طرف پھیر سکوں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی صاحب دل دوست کی توجہ کو اسطرف پھیر سکے کہ تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے واحد آرگن کو تین ماہ کے لئے بند نہیں ہونا چاہیئے اور اس کے لئے عـ۵ ماہوار کا انتظام تین ماہ کے واسطے ہو سکے تو پھر کوئی وقفہ نہیں پڑ سکتا۔ (کیونکہ اسوقت ایک ایسا ہوشیار آدمی میری زیر نظر ہے جو پچاس روپیہ ماہوار پر اخبار کا جملہ کام بخوبی سنبھال سکتا ہے) ورنہ تین ماہ کے بعد تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ شائع ہوگا ہی۔ اس صورت میں دوست اس تین ماہ کی غیر حاضری کے لئے مجھے معذور سمجھیں اور مجھے اپنے بھائیوں سے ہر طرح توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ اس نازک وقت میں میرے ساتھ ہر طرح تعاون سے کام لینگے۔ ورنہ بصورت دیگر اگر کوئی صاحب اس بے بسی کی حالت میں صرف تین ماہ کے لئے بھی میرا ساتھ نہ دینا چاہے۔ تو مجھے اس کا چندہ واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں۔

شذرات

خطاب اور مبارک

شروع سال میں گورنمنٹ نے جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن

KHILAFAT LIBRARY

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور شیخ محمد یوسف ایڈیٹر پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY

کستوری۔ موتی۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری و مستقل ہے ضعفِ باہ، ضعفِ دل۔ ضعفِ دماغ۔ ضعفِ اعصاب، ضعفِ بصر۔ ضعفِ ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ دردِ سر۔ بے خوابی۔ مسوڑھوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ ڈکاروں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابطیس۔ کثرتِ احتلام۔ سرعت۔ خرابی خون۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ اُٹھتے وقت تارے سے دکھائی دینے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اداسی چھائی رہنی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلِ خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت دے کر سیروں دودھ۔ گھی مکھن اور بالائی ہضم کراتی اور زیادہ خون کے بےشمار ذرات پیدا کرتی اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے دائمی قبض۔ زکام۔ کمزوری دل و دماغ کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ ضعفِ اعصاب اور ضعفِ دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رَو پیدا کرتی ہے۔ دماغی تکان کو دور کر کے فی الفور کام کے لئے مستعد بناتی ہے۔ مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گویا دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی عنہ (دس روپیہ) ایک ماہ کی خوراک کیلئے۔ ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔

اکسیر اکبر کی کرامت

۳۰ بیس سالہ کمزوری دور ہو کر ۴۵ پینتالیس سالہ ۱۸ اٹھارہ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جس کی عمر ۴۵ چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں ادویہ کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسا کہ ۱۸ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"

تریاق اعظم

یہ حیرت انگیز ایجاد واقعی "تریاقِ اعظم" ہی ہے۔ اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاقِ اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں آپکی پاکٹ یا سوٹ کیس میں اس کی ایک شیشی کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں۔ قیمت صرف دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ جن امراض میں یہ تریاق اعظم مفید تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ مفصل پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمایئے:۔

سر درد ہر قسم۔ کمزوری دماغ۔ زکام۔ مرگی۔ سرسام۔ بے حسی۔ لقوہ۔ فالج۔ خارش دماغ۔ بیہوشی دماغی چوٹ۔ اعصابی درد۔ خواب غفلت۔ بیخوابی۔ ہذیان۔ درد آنکھ۔ گوہانجی۔ درد کان۔ کانوں میں کھجلی، ورم گوش۔ کرم کان۔ کان کا بجنا۔ امراض ناک۔ ناک میں پھنسیاں۔ بدبوئے ناک بدبوئے دہن۔ چھینکیں۔ سونگھنے کی قوت کا کم ہونا۔ نکسیر۔ تپ نزلی۔ درد دانت و داڑھ مسوڑھوں کا پھولنا۔ درد و کرم دنداں، دانتوں سے خون و پیپ کا جانا۔ دانتوں کو پانی لگنا۔ منہ میں چھالے۔ منہ کا سوجنا۔ سوج لب۔ سوج زبان۔ پھٹنی لب۔ دانتوں کا اسفنجی ہونا (سکروی) دانت نکلنا۔ حلق کا بیٹھ جانا۔ گلے پڑنا۔ سوزش گلو۔ گلے میں کھرکھری۔ کھانسی نزلہ۔ دمہ بلغمی۔ کھانسی و دمہ خشک۔ سل نمونیا۔ امراض دل۔ دردِ دل۔ ورم پستان پیٹ درد۔ اور پیٹ کا پھولنا۔ بدہضمی۔ ہیضہ۔ درد قولنج۔ قراقر معدہ۔ ریح معدہ کینچوا وغیرہ سب اقسام کرم الامعاء۔ پھوڑہ معدہ۔ اسہال۔ پیچش۔ جی متلانا۔ قے۔ خون کی قے ورم معدہ۔ قبض دائمی۔ ہچکی۔ ہیضہ۔ ڈکار۔ جہازی بیماری۔ یرقان۔ جلدھر۔ دردِ جگر و نفخ جگر۔ استسقاء۔ تلی۔ خروج مقعد۔ خارش مقعد۔ بھگندر۔ بواسیر۔ سوزش مثانہ۔ دردِ گردہ و مثانہ سفید پیشاب۔ پیشاب میں خون آنا۔ پیشاب بند۔ ورم گردہ یا مثانہ۔ جریان نامردی۔ ورم خصیہ۔ بائی گولہ۔ سر درد زنان۔ سر سوت زنان۔ سیلان الرحم۔ کثرتِ حیض۔ امراض حمل۔ امراض رحم۔ حیض کا درد سے آنا۔ حیض کا کم آنا۔ تمام درد اندرونی و بیرونی گٹھیا۔ عرق النساء (رنگین واؤ) درد پشت۔ پنڈلیوں کا پھولنا۔ جملہ اقسام بخار۔ انفلوئنزا یعنی جنگی بخار۔ تپ دق۔ پھوڑا پھنسی۔ زخم۔ ران کا (اسنا پت یا تپ)۔ داد۔ چنبل۔ گلٹیاں ورم چوٹ خنازیر (سیجراں) آگ سے جلنا۔ ناسور۔ چھپاکی۔ بجلی سے جھلسنا۔ خارش مسہ۔ پسینہ بدبودار۔ بغل گند۔ ہاتھ پاؤں کا پھوٹنا۔ نیلا جانا۔ چھیپ۔ چھالے۔ کثرت پسینہ۔ آتشک۔ سوزاک۔ زہردار ڈنک۔ افیون چھڑوانا۔ تمباکو کا زہر۔ باولے کتے کا کاٹنا۔ زہریلی اشیاء کھائی جانا۔ طاعون۔ امراض بچگان۔ بچوں کا دودھ نہ پینا۔ ڈبہ الطفال۔ خسرہ۔ چیچک۔ سن، موٹاپا وغیرہ۔ اور بھی کئی امراض کا یہ ایک ہی دوا بہترین علاج ہے۔ مفصل آپکو پرچہ ترکیب استعمال سے معلوم ہوگا۔ یہ تریاق اعظم کیا ہے؟ حقیقتاً بنی نوع انسان کے لئے پیغامِ شفا ہے۔ آپ کے گھر میں اس کی ایک شیشی موجود ہونا۔ گویا اس بات کی گارنٹی ہے کہ آپ ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردِ شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ انڈے۔ بالائی۔ مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے

آپ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایت رفع ہو گئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکے کام میں برکت دے۔"

KHILAFAT LIBRARY

لے جا سکتا تھا۔ خدا کے کرم سے میرے احباب کا دائرہ کچھ کم وسیع نہیں ہے۔ مگر میں نے اس قسم کی سفارشیں لے جا کر مجسٹریٹ کو پریشان کرنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ کارروائی کے بعد انصاف کے لئے مجسٹریٹ کو اس کی رائے پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ میں نے اتنی احتیاط سے کام لیا۔ کہ جب مجسٹریٹ صاحب نئے نئے بٹالہ تشریف لائے تو میں اُن سے ملا بھی نہیں۔ کیونکہ میرا مقدمہ اُن کی عدالت میں تھا۔

باوجود اس قدر غیر معمولی مصروفیت کے جس میں آنحضور صلعم کی گورمکھی سیرت کی تیاری اور قرآن پاک کے ہندی ترجمے کے پروفوں کا کام نہایت اہم تھا۔ میں نے مقدمہ کے لئے جو یہ قدم اٹھایا۔ محض قوم کی بہتری کے لئے۔ تاکہ قوم کے بچے اس قماش کے لوگوں کے شر اور بُرے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ ورنہ مجھ سے تو ملزم کئی بار معافی مانگ چکا تھا۔ یہ گذشتہ سال کی ہی بات ہے۔ کہ نہر کی پٹڑی سے تین شخصوں نے میرے ایک بچے سے سائیکل چھین لیا۔ معلوم ہونے پر وہ سائیکل چھیننے والے سائیکل کی قیمت کی نسبت مجھے تگنی قیمت دینے کے لئے تیار تھے۔ کہ میں اس مقدمہ سے ہاتھ اٹھا لوں۔ کیونکہ اس نہر پر میری قوم کے چھوٹے چھوٹے بچے اور مستورات تک بھی جاتی ہیں۔ قومی مفاد اور وقار کی خاطر میں نے اس تگنی قیمت کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا۔

گو اس مقدمہ کی پیروی پر میرا خاصا وقت اور معقول روپیہ خرچ ہوا۔ مگر اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ گذشتہ ماہ نومبر میں قریباً اسی موقعہ پر کسی کا سائیکل رہ گیا۔ وہاں کے لوگ ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس آئے۔ اور کہا کہ فلاں موقع پر کسی کا سائیکل رہ گیا ہے۔ اگر آپ کے سکول کے طالب علم کا ہو۔ تو وہ لے سکتا ہے۔ یہ کتنی شاندار قومی فتح تھی۔ مگر اس معاملہ میں اور تو اور قوم نے میری اخلاقی مدد تک بھی کرنی پسند نہ کی۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں۔ میں اُن لوگوں میں سے ہوں۔ جنہیں خدا پر بھروسہ اور اپنے آپ پر اعتماد ہے۔ ہاں میں یہ ضرور چاہتا ہوں۔ کہ جو کام میں قوم کی خاطر بجا لا رہا ہوں۔ قوم کی خاطر اپنا قیمتی وقت اور گاڑھے پسینہ کی کمائی خرچ کر رہا ہوں۔ اگر قوم میری مدد نہیں

کر سکتی تو نہ سہی۔ مگر کم از کم میرے راستے میں روڑے تو نہ اٹکائے۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ ایک احمدی کہلانے والے صفائی کے گواہ نے خدا اُس پر رحم کرے ایک بدکار کو بچانے کے لئے یہاں تک بھی کہدیا۔ کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدکار تھے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

طعنہ بر پاکاں بہ ایں روئے سیاہ

ایک مسلمان کہلانے والے کی یہ جسارت اور حد سے بڑھا ہوا کلمہ کفر سنکر ایک دفعہ تو عدالت کا کمرہ بھی کانپ اٹھا۔ کیونکہ یہ اُن مقدس ہستیوں کے متعلق بڑا بول تھا۔ اور وہ بھی ایک کہلانے والے مسلمان کے منہ سے جن کے متعلق قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے۔ لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا ابداً ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک الفوز العظیم۔ واسطے اُن کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ بیچ اس کے ہمیشہ رہیں گے۔ راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہ ہے بڑی مراد پانا۔"

میں چاہتا ہوں۔ کہ ایسے لوگ اللہ کے حضور توبہ کریں۔ اور اپنی اصلاح کی فکر۔

سفاکی و بیدردی کی انتہا

(ہندوؤں کے مشہور تیرتھ ایلور میں) جاترا کی رسم کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر بہت بڑی تعداد میں جانور بھینٹ چڑھائے جائینگے۔ اور جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اس حال میں کہ اُن کے حلق سے خون جاری ہوگا۔ اور انکے دھڑ تڑپتے ہونگے۔ ان کا جلوس نکالا جائیگا۔ دن کے وقت شارع عام پر بڑی تعداد میں جانور ذبح کئے جائیں گے۔ اور وہیں جانوروں کے سروں کا ایک انبار لگایا جائیگا۔ جانوروں کے دھڑ سڑکوں پر گھسیٹے جائینگے اور بعد کو بھینٹ چڑھانے والوں کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ رات کو بھینسیں بھینٹ چڑھائی جائیں گی۔ اور اُن کے خون میں چاول تر کر کے شہر کے چاروں طرف چھینٹے دیئے جائیں گے۔ جلوس میں ایک گاڑی ہوگی۔ جس میں بڑی بڑی نوکدار میخیں ہونگی۔ اور ہر میخ میں ایک زندہ جانور چھدا ہوا ہوگا۔

ایلور افریقہ کے وحشی قبائل کا شہر نہیں۔ بلکہ اسی ہندوستان کی ایک آبادی ہے۔ جس کے باشندوں کی اکثریت جانوروں کو دیوتاؤں کا رتبہ دیتی ہے۔ ان کی پوجا کرتی ہے۔ اور انتہا یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں انسانی جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتی۔ یہ خبر اپنی قسم کی پہلی خبر نہیں۔ مئی کے آخری ہفتہ میں مدراس اور بنگال سے بھی اسی قسم کی قربانیوں کی خبریں آئی تھیں۔ یہ قربانیاں اسی سال سے مخصوص نہیں۔ بلکہ بہت پہلے سے ہوتی آئی ہیں۔ کیا ڈاکٹر مونجے۔ بھائی پرمانند۔ مہاشہ ملاپ۔ مہاشہ پرتاپ وغیرہ اس خبر کے متعلق کوئی ارشاد فرمائیں گے؟ عید اضحی کے موقعہ پر پنڈت مالوی سے لیکر معمولی سے معمولی مہاشہ تک ہم آواز نظر آیا کرتے ہیں جیو ہتھیا جیو ہتھیا کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ لیکن آج ان سب کی زبانیں گنگ ہیں۔ نہ کسی دیوتا کی توہین پر غصہ آتا ہے۔ نہ کسی دیوی کی بے عزتی سے دل دکھتا ہے۔ جانوروں پر بدترین مظالم ہوتے ہیں۔ سفاکی و بے دردی انتہا کو پہنچتی ہے لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کیا اس سلسلہ میں برادران وطن کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں؟ کیا وہ اس حقیقت پر غور کرینگے

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)
(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۲۴ جولائی ۱۹۳۴ء)

سکھوں کی بارہ مثلیں

جب تک احمد شاہ ابدالی جیتا رہا۔ اس نے سکھوں کو پنجاب میں دم نہیں لینے دیا۔ لیکن ۱۷۷۳ء میں جب اس نے اس جہان کی دار و گیر سے مخلصی پائی۔ تو اس کے جانشینوں نے پنجاب کی طرف توجہ کم کر دی۔ کیونکہ وہ اپنے ہی ملک کے اطراف و جوانب میں پھنسے رہے۔ اور پنجاب جمنا سے لے کر اٹک تک سکھ سرداروں کی جولانگاہ بن گیا

KHILAFAT LIBRARY

ہر ایک من چلا سکھ جو اپنے ساتھ چند دلیر اور دل چلے سکھوں کو شامل کر لیتا تھا۔ سردار بن جاتا تھا۔ ان سرداروں کا کام اپنے گاؤں کے قرب و جوار میں علاقوں کا بجبر دبانا تھا۔ جو سردار زیادہ ڈو زناک علاقہ دبا لیتا تھا۔ وہ اتنا ہی زیادہ امیر بن جاتا تھا۔ یہ دستبرد عموماً مسلمان رؤساء کے دیہات پر کی جاتی تھی۔ اور ہر ایک سردار جتنا علاقہ دبا سکتا تھا۔ دبا لیتا تھا۔ بھائی پرمانند اپنی کتاب تاریخ پنجاب میں لکھتے ہیں۔ کہ سکھ سپاہی گاؤں میں جاتا تھا۔ خراج مانگتا تھا۔ روپیہ نہ ملنے پر کچھ گڑ مانگتا تھا۔ گڑ نہ ملنے پر کچھ روٹیاں لے کر اس گاؤں کو اپنا مطیع بنا لیتا تھا۔ سب سردار برابر کے رتبے کے سمجھے جاتے تھے۔ کوئی چھوٹا نہ تھا کوئی بڑا نہ تھا۔ اور انگلستان کے گول میز کے سرداروں کی مانند سب برابر سمجھے جاتے تھے سرداروں کا یہ بھی کام تھا۔ کہ ہر سال امرتسر میں جمع ہوں۔ اور اپنی فتوحات کی تجاویز سوچیں۔ ہر ایک سکھ سپاہی کو اختیار تھا۔ کہ جس سردار کے پاس چاہے چلا جائے۔ کوئی روک نہ تھی۔ ہوتے ہوتے ان سرداروں کی بارہ ٹولیاں بن گئیں۔ جن کو بارہ مثلیں کہتے ہیں۔ ہر ایک مثل ایک ایک سردار کے ماتحت تھی۔ اس طرح سارا پنجاب سکھ سرداروں کے ماتحت آگیا۔ اور مسلمانوں کی حکومت کا پنجاب میں خاتمہ ہو گیا کل جو حاکم تھے۔ وہ محکوم بن گئے۔ جو آقا تھے۔ وہ غلام بن گئے۔ پہلا نظام حکومت خاک میں مل گیا۔ اور نیا نظام قائم نہ ہو سکا۔ کیونکہ نظام حکومت کے لئے جن امور کی ضرورت تھی۔ وہ خواص ان میں موجود نہ تھے۔ سکھ سرداروں کے زمانے میں جو تقریباً چالیس سال تک رہا۔ عدالتوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور نہ کوئی ضابطہ فوجداری تھا۔ جس طرح قرون وسطیٰ میں چھوٹے چھوٹے خود مختار بادشاہ ہوتے تھے۔ اور ان کی مرضی ہی سارا قانون تھی۔ اسی طرح کا حال اٹھارھویں صدی کے آخر میں پنجاب کا ہو گیا تھا۔ جو ایک زمانے میں مغلوں کی مہذب سلطنت کا جزو رہ چکا تھا۔ بھائی پرمانند تاریخ پنجاب میں لکھتے ہیں۔ کہ مثلوں کے وقت گاؤں کا انتظام ایک پنچایت کے سپرد ہوتا تھا۔ مجرم کے چھوٹ جانے پر اسے سردار کا شکریہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ سزا ملنے پر زیادہ جرمانہ دینا پڑتا تھا۔ مجرم سے روپیہ وصول کرنے اور اقبال جرم کرانے میں سخت سزا دی جاتی تھی۔ قاتل کو مقتول کے رشتہ داروں کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ کہ جس طرح چاہیں اس کو سزا دیں۔ سنجیدہ جرموں کی سزا ہاتھ ناک وغیرہ کاٹ دینا یا آنکھیں نکال دینا ہوتی تھی۔ بعض دفعہ بڑا مجرم بھی جرمانہ ادا کرنے پر چھوٹ جاتا تھا۔ جب کسی کے ہاں چوری ہو جاتی تھی۔ تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ تھانیدار کو دینا ضروری ہوتا تھا۔ تاکہ وہ واردات کی تحقیقات کرے۔ اگر مجرم مل جاتا۔ تو اسے یا تو مالک کے سپرد کر دیتے۔ یا بعض حالتوں میں سارا مال افسروں کو دیکر وہ معافی حاصل کر لیتا تھا۔ افسر لوگ اس مال کو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ اور مالک کو کہہ دیا جاتا۔ کہ آئندہ کو احتیاط رکھو۔ مویشی کی چوری میں کھوجی کھوج نکالتا تھا۔ جہاں تک کھوج پہنچ جائے۔ اس سے آگے اس شخص کو سراغ دینا ہوتا تھا۔ جس کی زمین تک کھوج پہنچ جائے۔ ورنہ اسے مویشی کی قیمت دینی پڑتی تھی۔

کھیتوں کی لڑائیاں اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ جب اس طرح کی لڑائی میں فریقین میں سے کوئی مارا جائے۔ تو اس کے رشتہ داروں کے ساتھ شادی میں لڑکی دیکر یا ایک بھاری رقم دلوا کر صلح کرا دی جاتی تھی۔ زمین کا لگان جنس میں لیا جاتا تھا۔ اناج کی حالت میں آدھا سردار کا اور آدھا مزارع کا ہوتا تھا۔ باقی پیداوار یعنی گنا۔ روئی۔ پوست اور تیل پر نقد لیا جاتا تھا۔ سوداگری کا مال گذارنے پر سردار بہت بھاری ٹیکس وصول کرتے تھے۔ جموں۔ کشمیر اور نادون کے ساتھ شمال کی تجارت ہوتی تھی۔ سوداگر لوگ سخت سے سخت پہاڑی راستہ اختیار کرتے تھے۔ کہ محصول سے بچ جائیں اگر کوئی آدمی لگان ادا نہ کر کے دوسرے سردار کے علاقے میں بھاگ جاتا تھا۔ تو وہ سردار عموماً اسے واپس کرنے سے انکار کر دیتا تھا۔ بیگار کا دستور عام تھا۔ اور اس کا بوجھ عام طور پر غریبوں پر پڑتا تھا۔ ستی کا رواج بھی تھا۔ لیکن اس کے لئے زبردستی نہیں کی جاتی تھی۔ عام رواج کے مطابق عورتیں بیوہ کے گرد جمع ہو جاتیں۔ اور ایک دفعہ اس کے منہ سے کہلوا لینا کافی سمجھا جاتا تھا۔

۱۔ بھنگی مثل

سکھوں کی بارہ مثلوں میں سے یہ مثل بہت ہی مشہور اور طاقتور رہی ہے۔ اس کا دارالسلطنت امرتسر تھا۔ مگر اس کی حدود کی وسعت ایک طرف سیالکوٹ اور جموں اور دوسری طرف جھنگ چنیوٹ تھی۔ اس مثل کے سرداروں میں سے ہری سنگھ سب سے بڑا سردار گذرا ہے۔ اس سردار نے قصور کے حملے اور تباہی میں بھی حصہ لیا تھا۔ مگر وہ ایک دوسرے سکھ سردار کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ مثل کے سردار بنے۔ جنہوں نے ملتان تک دھاوے کئے۔ اور مثل کو پہلے سے زیادہ وسعت دی۔ رام نگر کے محاصرے میں جھنڈا سنگھ کے ہاتھ وہ مشہور توپ بھی لگی جسے بھنگیوں کی توپ کہتے ہیں۔ دراصل یہ توپ احمد شاہ ابدالی نے لاہور میں بیٹھکر تیار کروائی تھی۔ جو پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کے خلاف استعمال کی گئی تھی۔ اور اہل لاہور نے اس کے لئے ایک ایک برتن بطور چندہ دیا تھا۔ اس کے ساتھ کی ایک دوسری توپ بھی تھی۔ مگر اس کا کچھ پتہ نہیں کہ کہاں غائب ہو گئی۔ یہ توپ بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضے میں آگئی۔ اور آج کل لاہور میں عجائب گھر کے سامنے ایک چبوترے پر رکھی ہوئی ہے۔

اس مثل کو بھنگیوں کی مثل اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا سردار ہری سنگھ بھنگ بہت پیا کرتا تھا۔ یہ سلطنت ۱۸۱۱ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے تباہ ہو کر اس کی سلطنت کا ایک جزو بن گئی۔

۲۔ رام گڑھیہ مثل

یہ مثل بھی سکھوں میں بہت ہی مشہور اور طاقتور گذری ہے۔ سردار جسا سنگھ جو اس مثل کا ایک مشہور سردار ہوا ہے اس کی طاقت سے دوسرے سردار بھی خوف کھاتے تھے اس کی طاقت کو دیکھکر بہت سے سرداروں نے ملکر اس پر حملہ کیا۔ سردار جسا سنگھ ملک مالوہ کی طرف بھاگ گیا مگر مثلوں کی باہمی بے اتفاقی کی وجہ سے اسے پھر پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

میں آنے کا موقع ملا۔ اس کی وفات پر سردار جودھ سنگھ اس کا بیٹا مثل کا سردار بنا۔ نئے سردار کے پاس بہت سے پناہ گزیں جمع ہو گئے تھے۔ دیوان سنگھ جو اس کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے اپنی جائداد لڑ کر علیحدہ کر لی۔ یہی سردار دیوان سنگھ تھا۔ جس نے قادیان پر حملہ کیا تھا۔ جب وہ شہر کو بزور شمشیر فتح نہ کر سکا۔ تو ایک دن ملاقات کے بہانے سے شہر میں داخل ہو گیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس زمانے میں شہر قادیان کے گرد ایک فصیل تھی۔ جس پر تین چھکڑے پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے۔ قادیان کی تعلقداری میں اس وقت ۸۴ گاؤں رہ گئے تھے۔ جن کی سالانہ آمدنی آٹھ لاکھ روپیہ تھی۔ مرزا عطا محمد اور ان کے خاندان کے آدمی اسیروں کی طرح گرفتار کئے گئے۔ اور ان کے مال و متاع سب لوٹ لئے گئے۔ وہ درو دیوار سے بے دخل کئے گئے۔ کئی جانیں تلف ہوئیں۔ مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے۔ باغوں کو کاٹ کر بھی ویران کیا گیا۔ ایک کتب خانہ جس میں پانسو قلمی نسخے قرآن شریف کے تھے۔ وہ بھی نذر آتش کئے گئے۔ مرزا عطا محمد مع اہل و عیال نہایت بے کسی کی حالت میں بیگووال علاقہ کپورتھلہ میں چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ ان کے بیٹے مرزا غلام مرتضےٰ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اور فوجی مہمات میں شریک ہو کر ناموری حاصل کی مہاراجہ نے صرف پانچ گاؤں ان کی گم شدہ جاگیر میں سے ان کو واپس دے دیئے۔ آخر کار یہ مثل بھی مہاراجہ نے اپنی سلطنت میں شامل کر لی۔ اور اس کے وارثوں کو اپنے پاس ملازم رکھ لیا۔

۳۔ کنہیا مثل

اس مثل کا سردار جے سنگھ تھا۔ جو سکھ سرداروں کے ساتھ مل کر احمد شاہ ابدالی کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس نے بٹالہ اور کلانور پر جو ضلع گورداسپور میں مشہور شہر ہیں قبضہ کر لیا۔ سرداران مہاں سنگھ و جیا سنگھ نے مل کر اس پر حملہ کیا۔ اور بٹالہ کے قریب ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ جس میں جے سنگھ کا بہادر لڑکا گوربخش سنگھ مارا گیا۔ سردار جے سنگھ نے اپنی پوتی مہتاب کور کی شادی مہاراجہ رنجیت سنگھ سے کر دی۔ جو بٹالہ میں بڑی دھوم دھام سے رچائی گئی۔ ۱۸۰۰ء میں سدا کور کے مرنے پر جو رنجیت سنگھ کی خوشدامن یعنی ساس تھی۔ اس مثل کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۴۔ نکی مثل

اس مثل کا بانی ہیراج کا لڑکا ہیرا سنگھ تھا۔ جو قوم کا جاٹ تھا۔ جو چونیاں ضلع لاہور کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ وہ نہایت غریب آدمی تھا۔ غربت سے تنگ آ کر سکھ بن گیا۔ اور ڈاکے مارنے شروع کر دیئے۔ آخر کار وہ ایک مشہور سردار بن گیا۔ اس نے پاکپتن کے مسلمان رئیس پر گاؤکشی بند کرانے کی غرض سے حملہ کیا۔ مگر خود ہی گولی لگنے سے عین لڑائی میں مارا گیا۔ اس کی لڑکی کی شادی مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ہو گئی۔ جس سے کنور کھڑک سنگھ پیدا ہوا۔ اس مثل کا چراغ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے گُل ہو گیا۔

۵۔ آہلووالیہ مثل

لاہور سے پانچ میل کے فاصلے پر آہلو ایک گاؤں تھا۔ جہاں سداؤ سنگھ ایک کلال رہتا تھا۔ اس کے پوتے بدو سنگھ کی شادی بھاگو کی بہن سے ہوئی تھی۔ بھاگو ایک غریب شخص تھا۔ بھاگ سنگھ کے مرنے کے بعد اس کا بھانجا جسا سنگھ اس کا جانشین ہوا۔ اس کا شجرہ نسب جیسلمیر کے راجپوت خاندان سے ملتا ہے۔ جسا سنگھ ریاست کپورتھلہ کا بانی ہوا۔ نادر شاہ کے حملے کے بعد سردار جسا سنگھ نے ایمن آباد سے جو خزانہ لاہور کی طرف آ رہا تھا۔ اسے لوٹ لیا۔ ادینہ بیگ حاکم جالندھر نے صوبہ لاہور کی طلبی پر سینکڑوں سکھ جن پر ڈکیتی کا شبہ تھا۔ پکڑ کر لاہور بھیج دیئے۔ جہاں وہ ڈکیتی اور سرکاری خزانہ لوٹنے کے جرم میں قتل کر دیئے گئے۔ ۱۷۶۲ء میں احمد شاہ ابدالی نے سردار جسا سنگھ اور اس کے ہمراہیوں کو شکست دے کر کانگڑے کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کیا۔ ۱۷۶۴ء میں سکھوں نے شہر سرہند کو پھر لوٹا۔ اس حملے میں جسا سنگھ بھی شامل تھا۔ ۱۷۸۳ء میں جسا سنگھ امرتسر میں فوت ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد سردار بھاگ سنگھ مثل کا لیڈر بنا۔ بھاگ سنگھ زیادہ تر رام گڑھیا سرداروں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ ۱۸۰۱ء میں اس کی وفات پر اس کا بیٹا سردار فتح سنگھ آہلووالیہ اس کا جانشین بنا۔ اس نے سردار رنجیت سنگھ سے پگڑی تبدیل کر کے گہری دوستی پیدا کر لی۔ ۱۸۰۵ء میں سرداران رنجیت سنگھ اور فتح سنگھ سے سرکار انگریزی نے عہد نامہ کیا۔ اور ہلکر والئے اندور سے کوئی سروکار نہ رکھنے کا اقرار کر لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ترقی میں سردار فتح سنگھ کا نمایاں ہاتھ تھا۔ مگر پھر بھی رنجیت سنگھ نے اس کے علاقے پر ایک دفعہ حملہ کر دیا۔ لیکن سرکار انگریزی کی مداخلت پر کپورتھلہ کا علاقہ اس کو واپس مل گیا۔ جہاں اس کی اولاد آج تک حکومت کرتی ہے۔

۶۔ ڈلے والیاں مثل

اس مثل کا بانی تکلا بانھا۔ جو ذات کا کھتری تھا۔ وہ گلاب سنگھ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے ماتحت دس ہزار سوار جمع ہو گئے تھے۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا تارا سنگھ اس کا جانشین ہوا۔ جس نے سرہند کو جا لوٹا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے جنگ کر کے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس مثل کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۷۔ نشاناں والی مثل

اس مثل کے بانی دسوندھا سنگھ و سنگت سنگھ ساکنان منصور ضلع فیروزپور تھے۔ دسوندھا سنگھ ضابطہ خان رئیس میرٹھ کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے مرنے پر سنگت سنگھ مثل کا جانشین مقرر ہوا۔ اس کے مرنے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس مثل کا مال و اسباب سب ضبط کر لیا۔ (باقی آئندہ)

مبارک ہو

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری کی صاحبزادی نے امسال بی اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ اس کیلئے میں شیخ صاحب موصوف کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

KHILAFAT LIBRARY

قرضہ بل میں ترمیمات کے متعلق قومی مطالبہ

سود در سود قطعاً ممنوع قرار دیا جائے

دیہاتی اور شہری مزدوروں کو اس بل کے مفاد سے محروم نہ رکھا جائے

خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ ہم آج اس قابل ہوئے ہیں۔ کہ مقتدر زمیندار رہنماؤں اور کسانوں کے خیر خواہوں کے خیالات اور آرا حاصل کر کے اُن کے مشوروں کے مطابق بطور سپاہی میدان جنگ میں پہلا قدم رکھ سکیں۔ یہ لڑائی درحقیقت ہندو اور مسلمان کے درمیان نہیں۔ بلکہ سود خوار ساہوکار اور مفلس و قلاش زمیندار کے درمیان ہے۔ سود خوار ساہوکار بذات خود نہ آداب جنگ سے واقف ہے اور نہ ہی وہ کوئی لڑائی لڑنا چاہتا ہے۔ یہ اس کے شہری نادان دوستوں کی پیدا کردہ لڑائی ہے۔ جو اُسے خواہ مخواہ مفلس مگر بہادر زمیندار سے لڑوانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح مجھے افسوس ہے۔ کہ کاغذی لڑائی کے آداب سے عام زمیندار بھی ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہے۔ کہ گذشتہ تین ماہ کی ساہوکاروں کی پے در پے کاغذی گولہ باری کے جواب میں اُن کی طرف سے زیادہ سرگرمی نہیں ظاہر کی گئی۔ تاہم زمیندار بہادر ہے۔ اور اس میں سپاہیانہ روح سود خوار ساہوکار اور اس کے نادان شہری دوست سے بدرجہا زیادہ موجود ہے۔ اُسے ایک قابل جرنیل کی ضرورت تھی۔ جو اب قرضہ بل کمیٹی کے قیام نے پوری کر دی ہے:

قرضہ بل کمیٹی نے اپنے گذشتہ اجلاس عام میں اپنی مجلس ماتحت کی پیش کردہ رپورٹ کی روشنی میں مقروضیت سے مخلصی کے مسودہ قانون کے متعلق چند اہم ترمیمات منظور کر کے جن کے بغیر کمیٹی کی رائے میں مذکورہ مسودہ قانون سے زمینداروں کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ بعض حالات میں سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ مجھے اجازت دی ہے کہ میں پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے کمیٹی کی رائے واضح طور پر پیش کر دوں۔

قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں سب سے پہلے "زراعت پیشہ" کی جو تعریف مسودہ مذکور میں کی گئی ہے۔ وہ اس قدر محدود اور غیر منصفانہ ہے کہ اس سے پنجاب کی ایک بہت بڑی آبادی کو جو سب سے زیادہ امداد کی مستحق ہے ضروری امداد سے نہ صرف محروم ہی کر دیا گیا ہے بلکہ اگر یہ بل قانون بن جائے۔ تو اس سے اس مستحق امداد آبادی کی مشکلات میں اضافہ ہو جائیگا۔ اس لئے قرضہ بل کمیٹی یہ چاہتی ہے۔ کہ تمام وہ لوگ جنہیں قانون انتقال اراضی کے مطابق زراعت پیشہ اقوام تسلیم کیا گیا ہے۔ اور تمام وہ لوگ جو زمینوں کے مالک ہیں۔ یا زمینداروں کے مزارعین ہیں۔ اس امر سے قطع نظر کہ ان کی آمدنی کا ذریعہ زراعت ہے یا نہیں مجوزہ قانون میں زراعت پیشہ تسلیم کر لئے جائیں۔ علاوہ ازیں قرضہ بل کمیٹی یہ ترمیم پیش کرتی ہے۔ کہ تمام مزدوری پیشہ لوگوں کے قرضوں پر بھی جو خواہ زراعت کے کاموں میں مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ یا دوسرے کاموں میں۔ یہ قانون جاری کر دیا جائے۔ درحقیقت یہی لوگ قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں اس امداد کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اتنے ہی جتنا کہ ایک مفلس کسان۔

مسودہ قانون کے دوسرے حصّے کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ایسے مقروضین کے لئے جو اپنا قرضہ نہیں ادا کر سکتے ۲۵/۰ روپیہ کے قرضہ کی حد کو بہت زیادہ قرار دے کر یہ ترمیم پیش کی ہے۔ کہ جو شخص ۱۰۰/۰ روپیہ تک بھی مقروض ہو۔ وہ بھی اگر قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس قانون کے مطابق قرضہ ادا کرنے سے معذور قرار دیا جائے۔ درحقیقت وہی شخص زیادہ امداد کا مستحق ہے جو صرف ایک سو روپیہ کی قلیل رقم قرض لیتا ہے مگر بعد میں اس قابل نہیں رہتا کہ وہ رقم ادا کر سکے لہٰذا ایسے محتاج لوگوں کو اس قانون کی پیدا کردہ سہولتوں سے محروم رکھنا قطعاً بعید از انصاف ہے۔

سود کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ترمیم پیش کی ہے۔ کہ سود در سود کا رواج قانوناً بند کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ہی مہلک اور تباہی خیز رواج ہے۔ نیز مفرد سود کے لئے کفالت کی صورت میں نو فیصدی سالانہ اور بغیر کفالت قرضہ پر ۱۲ فیصدی سالانہ کی شرح مقرر کی جائے۔

مصالحتی بورڈوں میں قرضہ بل کمیٹی کی رائے ہے۔ کہ غیر سرکاری ممبروں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے لئے بھی کوئی دفعہ تجویز کی جائے۔

مسودہ قانون۔ کے حصّہ چہارم کی دفعات سے قرضہ بل کمیٹی یہ سمجھتی ہے کہ مصالحتی بورڈ اس امر کا مجاز نہ ہوگا۔ کہ وہ مقروض کی ایسی جائداد مثلاً زمین، مویشی، زراعت کے اوزار، گھر کا سامان، زیورات کپڑے وغیرہ جو معمولی قانون کے ماتحت قرقی یا بیع سے مستثنےٰ ہیں فیصلہ کرتے ہوئے قرضخواہ کے حوالے کر دے۔

دام دوپٹ کے قاعدے میں قرضہ بل کمیٹی نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ کہ کسی ایسے مقدمے میں جو اس قانون کے نفاذ کے بعد کسی زراعت پیشہ یا مزدوری پیشہ کے خلاف کسی عدالت میں دائر کیا جائے کوئی عدالت اصل قرض کی رقم سے دگنی رقم سے یا اس قانون کے نفاذ کے وقت واجب الادا رقم سے (ان میں سے جو زیادہ ہو) زیادہ رقم کی ڈگری نہ دے سکے۔

بنکوں کے مقدمہ میں عدالت کو کسی واجب الادا رقم کی ڈگری دیدینے کی دفعہ کو قرضہ بل کمیٹی چاہتی ہے۔ کہ اس بل میں سے قطعاً نکالدیا جائے۔ کیونکہ اس قاعدے کے مطابق یہ خطرہ ہے۔ کہ ساہوکار بھی اپنے باقاعدہ بنک بنا کر مفلس کسانوں کے خلاف آزادانہ طور پر ڈگریاں حاصل کر لیا کریں گے۔

بل میں مذکورہ فوق ترامیم کے علاوہ قرضہ بل کمیٹی حسب ذیل اضافہ کا مطالبہ کرتی ہے:۔

(۱) کسی شخص کا کسی کو کم رقم قرض دے کر رسید یا سند میں زیادہ لکھوا لینے کا فعل خواہ وہ قرضہ لینے والے کی مرضی ہی کیوں نہ ہو۔ جرم قرار دیا جائے۔

(۲) کسی گذشتہ قرضہ کے نام پر بعد میں کسی شخص کو درحقیقت اس وقت روپیہ ادا کرنے کے بغیر اُس سے کوئی رسید یا سند حاصل کرنے کا فعل بھی جرم قرار دیا جائے۔

(۳) چونکہ ایسے مقدمات وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ کہ عدالتوں نے مدعی کے ایسے بیان پر جس کے ثبوت میں مدعی نے محض اپنی ہی کتب حساب میں وصولی روپیہ کے ایسے اندراجات پیش کئے جن پر مقروض کا دستخط یا نشان انگشت ثبت نہ تھا ڈگریاں دے دی ہیں۔ لہٰذا اس بل میں ایک ایسی دفعہ بھی قائم کی جائے۔ جو اس قسم کے ثبوت پر ڈگریاں ممنوع قرار دے۔ نیز اگر مقروض اَن پڑھ ہو یا وہ اس زبان سے ناآشنا ہو جس میں روپیہ کی رسید لکھی گئی ہو۔ تو اس صورت میں صرف دستخط یا نشان انگشت ہی مدعی کے

دعویٰ کے ثبوت کے لئے کافی نہ سمجھا جائے. بلکہ عدالتیں اس امر کی پابند ہوں. کہ وہ دستخط اور نشان انگشت کے علاوہ مدعی سے اور ثبوت بھی طلب کریں.

قرضہ بل کمیٹی کو امید ہے. کہ محتاج کو ٹھوس امداد بہم پہنچانے کے ان جذبات کے پیش نظر جوان ترامیم کی تہ میں کام کر رہے ہیں حکومت ان ترامیم پر ہمدردانہ غور کرے گی. اور پنجاب کی مجلس مقننہ اپنی دانشمندی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے ان تمام ترامیم اور اضافوں کے ساتھ جو اس بل کے لئے پیش کئے گئے ہیں. اس بل کو قانون کی شکل میں منظور کرلے گی.

میں اسی بیان کے ذریعے یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں. کہ ہمارا کام سپاہیانہ طور پر مدافعت کے لئے لڑنا ہے. لہذا.. ہم کسانوں کو مطمئن کر دینا چاہتے ہیں. کہ ہم ان کے حقوق کے حصول کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے. آئندہ نتائج پیدا کرنا خدا کا کام ہے. اور ہمیں امید ہے. کہ خداتعالیٰ جس طرح ہمیشہ محتاج کی امداد کرتا ہے. اسی طرح ہماری بھی امداد کریگا اور مظلوموں کی آواز ضرور سُنیگا. جہانتک ہماری کوششوں کا تعلق ہے. ہم پوری کوشش کریں گے. ہم نے قرضہ کے بوجھ سے اہل پنجاب کو چھٹکارا دلانے کا خداتعالیٰ کے بھروسہ پر تہیہ کر لیا ہے. اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے سب سے پہلا جو مطالبہ پیش کیا ہے اس میں زراعت پیشہ لوگوں کے علاوہ دیہاتی اور شہری مزدوری پیشہ لوگوں کو بھی شامل کر لیا ہے. ہماری ترامیم کے ساتھ اگر بل منظور ہو گیا. تو مقروضین کو صرف پنجاب ہی میں نہیں بلکہ دوسرے صوبجات ہند میں بھی اس قانون کے مطابق بہت سہولتیں بہم پہنچ سکیں گی.

اب میں اخیر میں تمام زمینداروں، کسانوں اور مزدوروں سے اپیل کرتا ہوں. کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں جلسے کرکے مندرجہ فوق ترمیمات کی تصدیق کرکے اخبارات اور حکومت کو اس بات کی اطلاع دیں. کہ وہ قرضہ بل کمیٹی کی تجاویز کے مطابق بل میں ترمیم چاہتے ہیں. مجھے امید ہے. کہ جن حضرات کے پاس یہ اشتہار پہنچے گا. وہ اپنے طور پر یا اپنے حلقے میں جلسہ کرکے اس بیان سے اپنے پورے پورے اتفاق کی اطلاع چیف سیکرٹری حکومت پنجاب اور اخبارات تک ضرور پہنچادیں گے.

محمد اللہ بخش ضیا

سیکرٹری قرضہ بل کمیٹی (پنجاب)

احمدی جماعت میں بہترین خوشی کا دن

"یہ روز کر مبارک سُبحان من یرانی"

۲؍جولائی سنہ ۱۹۳۴ء کا دوشنبہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں واقعی مبارک دوشنبہ کہلانے کا مستحق ہے. کہ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ حافظ میرزا ناصر احمد صاحب بی.اے. مولوی فاضل کا نکاح حضرت نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے ساتھ اور حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کے فرزند ارجمند صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں پڑھا اس مبارک تقریب پر حضور نے ایک نہایت عارفانہ اور لطیف خطبہ پڑھا.

اس تقریب سعید پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت اُم المومنین سلمہا اللہ تعالےٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، سیّدہ اُم ناصر احمد صاحب. حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب، سیّدہ اُم منصور احمد صاحب. حضرت نواب محمد علیخاں صاحب. سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بالخصوص اور دیگر ممبران خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بالعموم صمیم قلب سے ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں. کہ اللہ تعالےٰ ان تعلقات کو تمام خاندان، اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے برکات اور خوشیوں کا موجب بنائے. آمین. اللّٰھم امین.

اس خوشی میں مدارس اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں ۲ یوم کی تعطیل کی گئی.

KHILAFAT LIBRARY

اگر آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ تو آپ کو ۳ر کا فائدہ ہے

آپ کے ملاحظہ کیلئے

اگر آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ تو آپ کو ۳ر کا فائدہ رہیگا

KHILAFAT LIBRARY

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں وغیرہ میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لا رہا ہے۔ الحمدللہ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ جن دوستوں کا چندہ ختم ہے۔ اُن کے اسماء گرامی مع نمبر خریداری کے درج ذیل ہیں۔ ... اُن کے نام انشاء اللہ تعالیٰ ۲۷۔ اگست کو وی پی ہوں گے۔ براہ کرم دوست اس آڑے وقت میں نور کا وی پی وصول فرما کر نور سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیں۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ خاکسار ایڈیٹر نور فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت میں مصروف ہے۔ ایسے وقت میں نور کی اعانت کرنا بہترین کارخیر بجا لانا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں نور کے مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر اپنی توجہ کو ان مذکورۃ الصدر ہر دو کار خیر کی طرف بہترین رنگ میں دے سکوں گا۔ ہاں اگر کوئی دوست خدانخواستہ کسی وجہ سے اس وقت نور کا وی پی وصول نہ کر سکے۔ تو اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنا نام دیکھکر فی الفور دفتر نور میں اطلاع دیدیں۔ تاکہ اُن کا وی پی روک لیا جائے۔ ورنہ انکاری صورت میں ہر ایک وی پی کا ۵ر کا ہرجانہ خواہ مخواہ دفتر نور پر پڑیگا۔ جس کی مجھے اپنے ... بھائیوں سے خواب میں بھی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

ع ۱۸ مولانا ابوالحمید صاحب
ع چوہدری حیات محمد صاحب
ع ۴۰۷ بابو غلام رسول صاحب
ع ۴۲۸ ڈاکٹر اے۔ اے بشیری صاحب
ع ۴۴۵ ڈاکٹر غلام قادر صاحب
ع ۱۱۸ ڈاکٹر محمد الدین صاحب
ع ۱۵۵ بابو اللہ جوایا ظہور احمد صاحب۔
ع ڈاکٹر میجر ایس۔ اے یوسف شاہ صاحب
ع ۳۶۳ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب احمدی
ع ۱۱۳ مولوی محمد امین صاحب چشم ساز
ع ۵۰۵ سید حسین صاحب انعام دار
ع ۱۱۸ چوہدری علی بخش صاحب
ع ۳۰۵ چوہدری فضل الٰہی صاحب
ع ۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب ایم۔ اے
ع ۱۹۴ بابو احمد اللہ خاں صاحب
ع ۵۳۴ مولوی عبدالغفار صاحب احمدی
ع ۲۶۱ بابو محمد ابراہیم صاحب سب پوسٹ ماسٹر

ع حافظ عبدالعلی صاحب وکیل
ع ۵۳۰ قاضی محمد یوسف صاحب ناظر چیف کمشنر بہادر
ع ۲۹۱ عزیزہ بی بی شریف النساء صاحبہ احمدی
ع ۶۶۷ جناب سعد اللہ خاں صاحب
ع ۳۱ مولوی غلام رسول صاحب ریڈر
ع ۱۰۸ حاجی عبدالقدیر صاحب احمدی
ع ۴۹۷ میاں عبدالرحیم صاحب دوکان بیڑی چاند مارکہ
ع ۸۰ منیجر صاحب احمدیہ ریڈنگ روم صدر بازار پشاور
ع ۲۵۹ مرزا غلام سرور صاحب
ع ۲۵۸ منشی احمد دین صاحب
ع ۵۵ حکیم محمد قاسم صاحب
ع ۷۳ کے۔ بی ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
ع ۲۷ خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب
ع ۱۴۵ خان محمد دلاور خاں صاحب اے۔ بی۔ اے
ع ۳۳ اخوانزادہ محمد افضل خاں صاحب
ع ۵۰۵ مرزا احمد بیگ صاحب احمدی

ع ۷ جناب عبدالحمید صاحب
ع ۹ ایس۔ ایس ضیاء الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
ع ۲۶۱ جناب فتح محمد صاحب احمدی
ع ۱۹۰ ایم برکت علی خاں صاحب
ع ۳۰۹ مولوی محمد علی صاحب ناظر
ع ۱۰۳ سید محمد عقیل صاحب احمدی
ع جناب گل محمد خاں صاحب
ع ۱۸۶ خواجہ غلام نبی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ
ع ۳۲۱ مولوی محمد موسیٰ صاحب احمدی
ع سید الطاف حسین شاہ صاحب
ع ۲۴۹ سید محمد حسین صاحب احمدی
ع ۲۵۲ خواجہ عبداللہ صاحب
ع ۱۴۸ بابو خواص خاں صاحب
ع ۱۴۹ ایس محمد امین و فضل کریم صاحبان
ع ۱۸۷ میر اسحاق علی صاحب وکیل
ع ۱۴۷ ماسٹر حسن دین صاحب احمدی
ع ۲۶ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس۔
ع ۱۳۸ جناب محمد عزیز اللہ صاحب

ع ۶۰۱ مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب پٹواری۔
ع ۱۹۳ ڈاکٹر افواج احمد صاحب
ع ۳۶۸ منشی احمد حسین و فضل حسین صاحبان دوکاندار
ع ۴۲ منشی عبدالغفور صاحب احمدی
ع ۶۹۱ منشی محمد علی صاحب گرداور
ع ۲۰۷ منشی دانشمند صاحب احمدی
ع ۸۶ سیٹھ علی محمد و اللہ دتہ صاحبان
ع ۱۸۹ ڈاکٹر مہر علی صاحب
ع ۱۰۳ بابو فضل دین صاحب احمدی اوورسیر
ع ۱۵ اخوانزادہ اکبر خاں صاحب
ع ۵۱ چوہدری عبدالمالک صاحب
ع ۴۰۹ خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب ایس۔ ڈی۔ او
ع ۲۳۸ جناب محمد نواب خان صاحب ظفر سیال
ع ۳۹۱ میسرز مفضل برادرز
ع ۱۹۶ مولوی عبدالرشید صاحب خزانہ دار

ع ۴۳۷ مولوی حمید الظفر صاحب بی۔ اے۔
ع ۶۱ ڈاکٹر سراج الدین صاحب
ع ۱۳۴ بابو محمد اسمٰعیل صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر
ع ۴۵ شیخ حسن صاحب احمدی
ع ۳۴۹ شیخ عبداللہ و شیخ غلام محمد صاحبان
ع ۵۳۱ پیر محمد زمان شاہ صاحب پلیڈر
ع چوہدری محمد حسین صاحب پٹواری مال۔
ع ۶۶۷ میاں عبدالعزیز صاحب احمدی
ع ۱۷۵ مولوی صدر الدین صاحب عربک مدرس
ع ۴۱۵ سردار محمد علی صاحب بی ٹے
ع ۴۱۳ جناب محمد مہدی خاں صاحب
ع ۸ جناب محمد موسیٰ مینا جی بنگلور
ع ۴۲۵ حاجی جے۔ کے احمدی آئی ایم۔ ایس ایم
ع ۲۳۹ ملک عادل شاہ صاحب
ع ۱۶۸ منشی مہر الدین صاحب پٹواری نہر
ع ۴۲۱ شیخ محمد عبداللہ صاحب بکتہ گنج

ع ۵۳۲ مولوی غلام ربانی صاحب پلیڈر
ع ۵۰ شیخ منظور علی صاحب سٹی کوتوال
ع ۱۵۶ میاں محمد ہاشم صاحب احمدی
ع ۴۲۹ شیخ عبدالغنی صاحب احمدی
ع ۲۱۸ ڈاکٹر اشفاق صاحب
ع چوہدری مشتاق احمد صاحب سی۔ آئی۔ ڈی۔
ع ۲۳۳ بابو محمد اعظم صاحب
ع ۹۱ بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر
ع منشی لعل خاں صاحب عرائض نویس
ع ۴۱۲ منشی عبدالقادر صاحب احمدی
ع ۶۷۹ بخدمت محمد اکرام خاں صاحب
ع ۲۳۴ ڈاکٹر گوہر دین صاحب ایس اے۔ ایس۔
ع ۴۳۱ خان بہادر محمد علی خاں صاحب ای۔ اے۔ سی
ع ۲۳۴ چوہدری محمد یعقوب صاحب
ع ۶۳۶ بابو حبیب الرحمٰن صاحب کمپاؤنڈر
ع ۴۴۲ ملک نادر خاں صاحب
ع ۴۷۵ منشی عبدالحمید صاحب
ع ۴۷۶ شیخ عبدالغنی صاحب

KHILAFAT LIBRARY

ع ۷۷۷ جناب عبدالجلیل صاحب
ع ۷۷۸ خواجہ ظہور الدین صاحب
ع ۷۷۹ بابو محمد شفیع صاحب
ع ۷۸۰ شیخ قدرت اللہ صاحب
ع ۷۸۱ چوہدری بدر الدین احمد صاحب
ع ۷۸۲ سردار امیر محمد خانصاحب
ع ۷۸۳ بابو عبدالرحیم صاحب
ع ۷۸۴ خان بہادر آصف زمان خانصاحب
ع ۷۸۵ جناب شرف الدین صاحب
ع ۷۸۶ میر مہدی حسین صاحب
ع ۷۸۷ چوہدری نعمت اللہ خانصاحب
ع ۷۸۸ چوہدری محمد شفیع صاحب
ع ۷۸۹ خان بہادر چوہدری ابوالہاشم خانصاحب
ع ۷۹۰ چوہدری نثار علی خانصاحب
ع ۷۹۲ چوہدری نور الدین صاحب
ع ۷۹۳ ملک مولا بخش صاحب
ع ۷۹۹ چوہدری احمد جان صاحب
ع ۸۰۰ چوہدری شاہنواز صاحب
ع ۸۰۱ چوہدری عزیز اللہ صاحب
ع ۸۰۲ میر عبدالجلیل صاحب
ع ۸۰۳ چوہدری فضل الٰہی صاحب
ع ۸۰۴ منشی حاجی محمد صاحب
ع ۸۰۵ چوہدری نظام الدین صاحب
ع ۸۰۶ سید ارشاد علی صاحب
ع ۸۰۷ منشی عبدالحی صاحب
ع ۸۰۸ بابو بشیر احمد صاحب
ع ۸۰۹ راجہ علی محمد خانصاحب
ع ۸۱۰ ڈاکٹر خیر الدین صاحب
ع ۸۱۱ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب
ع ۸۱۲ فقیر عبداللہ صاحب
ع ۸۱۴ بابو نقیر علی صاحب
ع ۸۱۵ میاں محمد اسمٰعیل صاحب
ع ۸۱۶ بابو محمد سعید صاحب
ع ۸۱۷ چوہدری اعظم علی صاحب
ع ۸۱۸ حاجی عبداللطیف صاحب
ع ۸۱۹ خواجہ عبدالعزیز صاحب
ع ۸۲۰ سید زمان شاہ صاحب
ع ۸۲۱ میاں محمد بخش صاحب
ع ۸۲۲ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
ع ۸۲۳ مولوی نصیر الدین احمد صاحب
ع ۸۲۴ ملک خدا بخش صاحب
ع ۸۲۵ چوہدری عبداللہ خانصاحب
ع ۸۲۶ چوہدری مبارک احمد صاحب
ع ۸۲۷ چوہدری سلطان احمد صاحب
ع ۸۲۸ جناب شیر محمد خانصاحب
ع ۸۲۹ بابو نصیر الحق خانصاحب
ع ۸۳۰ حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب
ع ۸۳۱ مولوی عبدالرحیم صاحب

سود در سود کی تباہ کاریاں

عدالت عالیہ پنجاب میں مسٹر جسٹس ملٹن اور خان بہادر مسٹر جسٹس دین محمد نے حال ہی میں قرضہ رہن کے ایک مقدمے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کی تفصیلات سے اس مصیبت عظمٰی کا پتہ چل سکتا ہے۔ جو ساہوکاروں کی حرص و آز اور سود در سود کی آفت سے اس صوبے کے زمینداروں پر نازل ہو رہی ہے۔ واقعات مقدمہ یوں ہیں:۔

ضلع شاہ پور کے ایک مسلمان کاشتکار نے آج سے پینتیس سال پیشتر ستاون کنال اراضی ایک ساہوکار کے پاس چھ سو روپے میں رہن کر دی۔ زمین ساہوکار کے قبضے میں دے دی گئی۔ اور معاہدے کے مطابق اسکی آمدنی ساہوکار کو ملنے لگی۔ معاہدے کا منشاء یہ تھا۔ کہ زمین کی پیداوار صرف تین سو روپے پر بطور سود سمجھی جائیگی۔ اور باقی تین سو روپے کا سود نو فی صدی سالانہ شرح سے دینا ہوگا۔ اگر سود ادا نہ کیا گیا۔ تو وہ زر رہن پر اضافہ ہوتا رہے گا۔ چند سال بعد اس مسلمان کاشتکار کا انتقال ہو گیا۔ اس کے وارثوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں درخواست دی۔ کہ زمین کی پیداوار کی مالیت چونکہ اس قرضے کی رقم کے سود سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح ساہوکار کو اُس کا سود برابر پہنچتا رہا ہے اس لئے ہمیں حق دیا جائے۔ کہ ہم چھ سو روپے اصل زر ادا کر کے ساہوکار سے اپنی زمین چھڑا سکیں۔ چونکہ مطالبہ معقول و مدلل تھا۔ اس لئے ڈپٹی کمشنر نے حکم صادر کر دیا۔ کہ مدعی چھ سو روپیہ دیکر اپنی زمین ساہوکار سے چھڑا سکتے ہیں۔

ڈپٹی کمشنر کا یہ فیصلہ سُن کر ساہوکار کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس نے فی الفور عدالت دیوانی میں ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ اور دعویٰ کیا۔ کہ جب تک چھ سو روپے اصل زر اور تین سو روپے کا سود در سود تمام و کمال ادا نہ کر دیا جائے زمین نہیں چھڑائی جا سکتی۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف سود در سود کی رقم چھ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ عدالت دیوانی کے سب جج نے اس دعوےٰ کو منظور کر لیا۔ اور فیصلہ لکھا۔ کہ یہ اراضی ساڑھے چھ ہزار روپیہ ادا کئے بغیر نہیں چھڑائی جا سکتی۔ اور جب تک یہ چھڑائی نہ جائیگی۔ اس رقم پر سود کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس پر مدعیوں نے عدالت عالیہ پنجاب میں اپیل دائر کر دی۔ اور جب تک عدالت مذکورہ نے اس کی سماعت شروع کی۔ اس قرضے کی مقدار ساڑھے نو ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

سید محسن شاہ ایڈووکیٹ ان مقروض کاشتکاروں کی طرف سے اپیل کے پیروکار تھے۔ آپ نے فاضل ججوں کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اوّل تو معاہدہ زیر بحث ہی بالکل غیر منصفانہ اور جابرانہ ہے۔ لیکن اگر اس کا نفاذ ضروری بھی ہو۔ تو تین سو روپے کا محض سود لگا دیا جائے۔ اور خلاف ورزی معاہدہ کے لئے ایک واجبی تاوان عائد کر دیا جائے۔ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے انتہائی غور و خوض کے بعد سید محسن شاہ صاحب کے نقطۂ نگاہ کو پسند کیا۔ اور حکم دے دیا۔ کہ مقروض اپنے قرض خواہ کو چھ سو اصل اور تین سو روپے بطور سود تاوان ادا کریں۔ جس کے عوض میں ساہوکار ان کی زمین کو قید رہن سے آزاد کر دے۔ گویا جو ساہوکار اپنی رقم کو ساڑھے نو ہزار تک پہنچا رہا تھا۔ اسے صرف نو سو روپے کی ڈگری ملی۔ اس لئے کہ پینتیس سال تک اس زمین کی پیداوار لیتا رہا۔ اور انصاف کا تقاضا یہی تھا۔ کہ اس کو سود بالکل نہ دیا جاتا۔

یہ ایک ایسے معاملے کی روداد ہے۔ جو اتفاق سے عدالت عالیہ تک پہنچ گیا ہے۔ ورنہ خدا جانے ہر روز کتنے زمینداروں کو نہایت قلیل قرضے کے سود در سود کے چکر میں پھنس کر اپنی جائداد سے ہاتھ دھونے پڑتے ہوں گے۔ یہ ظلم عظیم اس صوبے میں دن دہاڑے ہو رہا ہے۔ اور تمام دردمند لوگ اس کے تدارک کے خواہاں ہیں لیکن ساہوکاروں اور مہاجنوں کے سنگدل طبقے اور شہری حامیوں کی ذہنیت کے نزدیک چھ سو روپے دیکر ساڑھے نو ہزار طلب کرنا بالکل قرین انصاف ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ جب یہ لوگ سیاسی پلیٹ فارم پر آتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو غریبوں۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کا ہمدرد ظاہر کرتے ہیں۔ سبحان القدوس

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو (انقلاب)

مبارک باد

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی سکندر آبادی کو اللہ تعالےٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت نے سلطان احمد نام تجویز فرمایا۔ اسکے لئے میں مکرم سیٹھ صاحب موصوف کی خدمت میں تہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور دردِ دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و درستیٔ مزاج کیساتھ لمبی عمر عطا فرمائے دین کا خادم ہو۔ اور والدین کے لئے موجب ٹھنڈک اور ان کا نام روشن کرنے والا ہو۔ آمین

KHILAFAT LIBRARY

وصایا

۴۰۲۵ منکہ عبد الخالق بصری ولد میاں محمد امیر صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۱ ۴/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میرے پاس اس وقت مبلغ عـــہ روپیہ نقد موجود ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو اس وقت ½۱ روپیہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- عبد الخالق احمدی لاہور چھاؤنی بقلم خود۔

گواہ شد:- محمد امیر عفی اللہ بقلم خود ملازم آرڈیننس ڈپو لاہور چھاؤنی۔

گواہ شد:- اللہ بخش جنرل سیکرٹری لاہور چھاؤنی بقلم خود۔

۳۸۶۵ منکہ امۃ الحفیظ ولد مرزا محمد حسین صاحب زوجہ مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ قوم مہمند عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت سات سو روپیہ کی قیمت کی ہے۔ زیور قیمتی دو صد روپیہ اور مہر مبلغ صمار روپیہ ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی کہہ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وصیت کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور مزید ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- امۃ الحفیظ

گواہ شد:- عبد الاحد مولوی فاضل خاوند موصیہ۔

گواہ شد:- محمد حسین والد موصیہ۔

۴۰۹۸ منکہ امۃ الحفیظ بیگم ولد محمد اسمٰعیل زوجہ محمد رفیق قوم نہد پیشہ لوہار عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کلاسوالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد بصورت زیور ہے۔ جس کی قیمت مبلغ دو سو روپیہ ہے میرے پاس ہے اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپیہ مہر کا ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ یہ کل رقم مبلغ نو سو روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ مبلغ عـ۹ـہ روپیہ بابت وصیت ادا کر دیئے ہیں۔

العبد:- بقلم خود امۃ الحفیظ بیگم۔

گواہ شد:- نور حسین کوٹلی لوہاراں مغربی حال ملازم آبادان اینگلو پرشین کمپنی آئیل۔

گواہ شد:- مرزا برکت علی امیر جماعت احمدیہ آبادان ملک ایران حال قادیان دار الامان ۲۲ ۱۲/۳۳

گواہ شد:- محمد رفیق ساکن کوٹلی لوہاراں جنوبی حال ملازم آبادان۔ جنرل سیکرٹری۔

۴۱۰۰ منکہ محمد رفیق ولد احمد قوم سڈل لوہار عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء ساکن کوٹلی لوہاراں مغربی ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد جدی ہے۔ جو بصورت زمین و مکانات ہیں۔ جن کی قیمت تخمیناً چار ہزار روپیہ ہے۔ اور اس میں میرے بڑے بھائی کے لڑکے شریک ہیں۔ جس وقت اس کی تقسیم ہوگی۔ اور جو حصہ مجھے ملیگا۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میرے پاس مبلغ تین صد روپیہ نقد بھی ہے لیکن میرا گذارہ جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ عـ۲ـہ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو سکے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:- محمد رفیق بقلم خود ساکن کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ حال ملازم آبادان۔ اینگلو پرشین آئیل کمپنی۔

گواہ شد:- نور حسین سکنہ کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ حال ملازم آبادان اینگلو پرشین آئیل کمپنی۔

گواہ شد:- مرزا برکت علی امیر جماعت احمدیہ آبادان ایران سکنہ قادیان۔

۳۶۱۲ میرو صاحبہ زوجہ خواجہ خاں قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء سکنہ کاٹھ گڑھ ڈاکخانہ خاص تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳ ۱۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد زیور اور حق مہر یکصد روپیہ ہے۔ جس پر میرا گذارہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ میری اولاد بچوں کے ذمہ ہے

والسلام ۳۰ ۱۱/۳۱

بقلم سید محمد علی شاہ انسپکٹر

العبد:- میرو صاحبہ زوجہ خواجہ خاں مرحوم۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد:- عبد المنان جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کاٹھ گڑھ

گواہ شد:- ماسٹر عطاء اللہ پسر موصیہ بقلم خود

گواہ شد:- عبد العزیز خاں پسر موصیہ بقلم خود

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار اربل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں۔ کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہؤا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ سلیس ترجمہ شایع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی کتاب سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص۔ نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"!

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں"!

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت نہیں مل سکتی۔ کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اگر اللہ کو منظور ہے۔ تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر بھی چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں یا بائیں سر ہلا دینے کے

سوا ایسے حضرات کا کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے۔ کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو۔ تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے:۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھکر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے۔ کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو۔ اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ اب کشائی ایک لن ترانی ہو گی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خداوند کرے۔ کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو:۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ آخیر تک اذان بھی سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا۔ تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اس وقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا۔ اور حیران تھا۔ کہ اذان میں شاید ملّا گالیاں نکالتا ہو گا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا۔ خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم"۔ اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے۔ اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"!

جناب دیدار سنگھ صاحب گیانی بی اے (فاضل سکھ مذہب) گورمکھی استاد ڈی اے وی ہائی سکول قادیان ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک

KHILAFAT LIBRARY

کروڑوں مسلمان بھائی قرآن حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دیہاتوں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح قرآن پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے"۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹ ماسٹر خانپور ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق کے لئے نور خدا کا چشمہ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ یہ (open fact) (عین حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں۔ کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ مگر بدنشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کرودھا سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر سنگرور ریاست جیند

سے لکھتے ہیں کہ:۔ شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ جو ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو تلنیت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا!" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون سنگھ کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے"

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کیساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی پڑھنے کر ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کیساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے" "نور" ایک شدید ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

صرف دو روپے (عہ)

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز $\frac{۲۶×۲۰}{۸}$ صفحات ۸۰۰ کاغذ موٹا اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے عہ محصولڈاک ۴ر تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

رفیق زندگی

عام طور پر مقوی ادویہ گرم ہوتی ہیں - اور گرم مزاج والوں کو بعض اوقات ان کا استعمال مضر بھی ہوتا ہے - لہذا ایسے طبائع والوں کیلئے ایسی چیز کی ضرورت تھی - جو مقوی بھی ہو اور مفرح بھی - سو مبارک ہو کہ وہ چیز تیار ہو گئی - اس کا نام رفیق زندگی ہے یہ ایک نادر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے - بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد - بیرونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں - دل ہر وقت دھڑکتا سر چکرایا آنکھوں میں اندھیرا آتا - اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے - بے چینی گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو - ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو - جسم میں سخت کمزوری ہو - ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے - اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال ایک سال کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری دوا سے بے نیاز کر دے گا - قیمت فی بکس جس میں ۵ تولہ یعنی ایک ماہ کی خوراک ہے - صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں - اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں - تو آج ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں - جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا - انھیں فولاد کی مضبوط بناتا موتیوں کی طرح چمکاتا - بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے گوشت خورہ - دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا - دانتوں پر میل جمنا - یا ان کا زنگ زرد رہنا اور منہ سے پانی آنا - غرضیکہ جملہ امراض دنداں کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے - قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری شکاگو (امریکہ) حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں: "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا - بہت مفید پایا - علاوہ دانتوں کو مضبوط کرنے کے مسوڑھوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے میرے ایک دانت میں درد تھا - اسکے لئے بھی یہ بہت مفید ثابت ہوا۔"

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں - یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے - سر میں درد - چہرہ زرد - طبیعت سرد - ہاتھ پاؤں پھوٹتے ہوئے - دل اکتایا ہوا - بھوک مری ہوئی - غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے - ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے - اگر اس کی قیمت دس روپیہ بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی - مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے -

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی -

جناب مہدی خان صاحب گھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم لکھتے ہیں کہ: "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سالہ امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی - اللہ تعالی اس نیک ایجاد کے لئے آپکو جزائے خیر دے۔"

اکسیر بواسیر

سچ پوچھو تو نوے فیصدی لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں - یہ نامراد مرض انسان کا خون نچوڑ کر اور ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتی ہے - اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو - ہماری یہ اکسیر اس موذی مرض کو خواہ کسی قسم کی ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے -

قیمت صرف تین روپے - محصولڈاک علاوہ -

قبض کُش گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے - اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ - اگر آپکا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں - ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے - اگر ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے - یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے - اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے - اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے - قبض کش گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں - ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے - ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے - محصولڈاک علاوہ -

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے - علاوہ روپے کے نقصان کے انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے - بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے ہمیشہ کیلئے نجات دلا دینگی قیمت فی شیشہ گولی ۶ محصولڈاک علاوہ -

مچھر روف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کا کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں - اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے - ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے جسطرح لاحول سے شیطان - اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجیے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیے - دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ - محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویّہ

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ استعمال کرنا چاہئیے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے سلمہ اللہ تعالے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی آ جاتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سُرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا ۔

اکسیر البدن دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سرِ نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی سے اس کا استعمال کرنا شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ ۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نہایت شکرگذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اُس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اُس کا خط آیا۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت۔ جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں ۔

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے خط سے بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لختِ جگر پر بینظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمود احمد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچا لیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں" اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے پر دلی مسرت محسوس کرتا ہوں ۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یاقوت۔ ہمین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک بیس روپے۔ محصول ڈاک علاوہ ۔

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں "کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے" اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے ۔

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کے

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دُور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دُور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے۔ ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک جملہ بیماریوں کا علاج کریجیئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپکے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور جلے ہوئے آبلوں تلی۔ بخار ہیضہ بدہضمی کیلئے قصہ کوتاہ قریباً دوصد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجیئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بےنظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل۔ اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ١٥ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بےنظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کُھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاو گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب ٹمعال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سالی کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔

مچھّر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اسکے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ۔ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

لگانے کی دوا

اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کیساتھ اگر اس لگانیوالی دوا سے بیرونی مالش کی جائے۔ تو پھر کیا کہنے۔ سونے پر سہاگہ ہے۔ اور بچھوں بیچ نظیر طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس نے ایک بار استعمال کیا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرن پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ونگ (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ۔ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروں کیطرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شایع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شایع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شایع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شایع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کیصورت میں شایع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۲؎ محصولڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یہ سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کیطرف سے اس مذہب کیمتعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باؤنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار۔ (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آجتک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ۔

KHILAFAT LIBRARY

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کیطرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھکڑ چلا تھا اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اسکی مقبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار، اور سیاست، وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آجتک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ صفحات ہے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔

قیمت غیر مجلد ۶؍ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک مہدی ایک آنہ۔

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ ۹؍۲ محصولڈاک علاوہ ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دار الامان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

یہدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

نور قادیان

ہر ماہ کی ۱۷ و ۳۳ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: سردار محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے — سے ۳ر
〃 ششماہی 〃 〃 — ۱۲ آنہ
〃 سالانہ سرپرستوں سے — ۱۰ر
〃 امراء سے — ۵ر
〃 ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔
۲۔ غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۴ر ۱۲ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ر اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۲۱ر ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱

KHILAFAT LIBRARY

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جناب میاں محمد صاحب تلہ گنگ ضلع اٹک سے لکھتے ہیں۔ کہ "اس سے پیشتر آریہ مذہب کی حقیقت بابا نانک رحمۃ اللّٰہ علیہ کا مذہب مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ سکھ اور مسلمان وغیرہ آپ سے منگوا کر پڑھ چکا ہوں۔ کتابیں اچھی قابل دید ہیں۔ ایک دفعہ بھی اگر کوئی بنظر غور پڑھے۔ بس پورا اسناظر ہے۔ خود پڑھ چکنے کے بعد مذکورہ کتب کو تبلیغ کے طور پر سکھ اور آریہ دوستوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ براہ کرم ایک دوسرے دوست کیلئے یہی کتابیں بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں"۔

ایسے ہی جناب ماسٹر یوسف علی صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول چک ۴۵ ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں۔ کہ "اللّٰہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ آپ کامیاب مبلغ ہیں۔ آپ کے ذریعہ حضرت اقدس کی جاری کردہ تحریک (کہ سکھ مذہب کے بانی ولی اللّٰہ مسلمان تھے) بہت نشوونما پا رہی ہے۔ آپ کے شائع کردہ لٹریچر مقبول عام ہو چکا ہے یہاں چند ماہ ہوئے جلال آباد کے ایک مولوی واعظ جو غیر احمدیوں میں شیریں مقال و خوش الحان واعظ ہیں۔ جن کا اس علاقہ میں بہت اثر ہے آئے اور انہوں نے اپنے واعظوں میں آپ کی کتب کے حوالجات از جنم ساکھی گرنتھ و وید جن میں اصول اسلام کی صداقت درج ہے۔ عوام الناس کو خوش الحانی سے سنائے۔ جن کا بہت اثر ہوا۔ اور ان کے ساتھی نے اس جگہ پر احمدیوں کی موجودگی کا علم پا کر علیحدگی میں مجھ سے کہا۔ کہ شیخ محمد یوسف کی کوئی کتاب آپ ہم کو دے سکیں گے"۔

اللّٰہ تعالیٰ کا یہ لاکھ لاکھ کرم ہے۔ کہ وہ مجھے اپنے مشن میں کامیابی عطا فرما رہا ہے۔ میں دوستوں کی خدمت میں بارہا یہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ اگر وہ میرے اس تبلیغی مشن کو جو ہم سب کا سانجھا اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک ضروری فرض ہے کو بہترین رنگ میں بار آور دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو نہ صرف یہی کہ ایسے مجاہد پرچہ کے خود ہی خریدار بنیں۔ بلکہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے نہایت وسیع پیمانے پر سکھوں اور آریوں کے نام نور جاری کروا دیں۔ اور پھر آپ دیکھیں۔ کہ خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں ذہنیتوں میں کتنا فرق عظیم آ سکتا ہے۔ آپ تین روپیہ سالانہ خرچ کر کے یقیناً ایک سال کیلئے سکھوں اور آریوں کے لئے بہترین مبلغ کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا تین روپے کی تچھ رقم کے عوض ایک سال میں ایسے تجربہ کار مبلغ کی خدمات جس کی حسن کارکردگی کے اپنے تو اور دشمن تک بھی معترف ہیں رہنگی ہیں؟ غرضیکہ برادران کرام جس قدر بھی نور کی اشاعت کا دائرہ وسیع کریں گے۔ خدا کے کرم سے اتنا ہی تبلیغ اسلام کے میدان کو وسیع پائیں گے۔

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء)

۸۔ فیض اللہ پوریاں مثل

فیض اللہ پور متصل امرت سر میں ایک جاٹ کپور سنگھ نامی نے اس مثل کی بنیاد رکھی۔ یہی کپور سنگھ تھا جس کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب کا خطاب اور خلعت بھیجی تھی۔ نواب کپور سنگھ سنہ ۱۷۵۳ء میں فوت ہوا۔ اور خوشحال سنگھ جو اس کا جانشین ہوا سنہ ۱۷۹۵ء میں سردار بدھ سنگھ نے رنجیت سنگھ سے شکست کھائی۔ اور مثل کا نام و نشان مٹ گیا۔

KHILAFAT LIBRARY

۹۔ کروڑا سنگھ مثل

کروڑ سنگھ جاٹ نے اس مثل کی بنیاد رکھی۔ اور جگادھری کے قرب وجوار میں لوٹ مار شروع کی۔ اس نے سرہند پر بھی قبضہ کر لیا۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی نے سکھوں کے مقابلے کے لئے فوج بھیجی۔ تو کروڑا سنگھ افواج شاہی کے ساتھ شامل ہو گیا۔ سنہ ۱۸۴۵ء میں سرکار انگریزی نے اس علاقے کو سلطنت انگریزی میں شامل کر لیا۔

۱۰۔ شہید و نہنگ مثل

یہ مثل امرت سر کے مندر کے پجاری تھی۔ اس مثل کا بانی دیپ سنگھ بندا بیراگی کا ایک ہمراہی تھا۔ مسلمانان سامانہ اور ساڈھورہ پر جو ظلم و ستم بندا نے روا رکھے۔ ان میں دیپ سنگھ بھی شامل تھا۔ اس گروہ کے سوار دو ہزار سے زیادہ نہ تھے اور ان کے مقبوضات دریائے ستلج کے مشرق کی طرف تھے۔

۱۱۔ پھلکیاں مثل

اس مثل کا بانی ایک راجپوت تھا۔ جس نے پھول کا قصبہ جو آج کل ریاست پٹیالہ میں ہے آباد کیا تھا۔ اسکی اولاد پھلکیاں کہلاتی ہے۔ راجگان پٹیالہ۔ نابھ اور جیند پھول کی اولاد سے ہیں۔ اور ایک ہی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرداران بھدوڑ اور ملود بھی اسی خاندان سے ہیں۔

سردار آلا سنگھ احمد شاہ ابدالی کے ساتھ لڑتا ہوا گجروال کی لڑائی میں گرفتار ہو گیا۔ مگر اس کی بیوی نے ایک بھاری رقم ادا کر کے اس کو چھڑا لیا۔ اس کی جوانمردی اور خوبصورتی کو دیکھکر احمد شاہ ابدالی نے اس کا علاقہ اسی کو عطا کر دیا۔ اور راجہ کا خطاب، دیگر سرہند بھی اسی کے عملداری میں شامل کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد امر سنگھ اس کا پوتا اس کا جانشین ہوا۔ احمد شاہ ابدالی نے اس کو راجۂ راجگان کا خطاب عطا فرمایا۔ مہاراجگان پٹیالہ سرکار انگریزی کے ہمیشہ خیر خواہ اور وفادار رہے ہیں۔

ہمیر سنگھ والئے نابھ

اس نے سنہ ۱۷۵۵ء نابھ کی بنیاد رکھی۔ راجہ دیوندر سنگھ نے سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی میں سرکار انگریزی کو مدد دینے سے انکار کیا۔ اس لئے اس پر عتاب ہوا۔ اور گدی سے اتار اگیا۔ مگر اس کے بیٹے بھرپور سنگھ نے ایام غدر میں سرکار انگریزی کی مدد کی۔ اسلئے جھجر کا علاقہ اسے واپس مل گیا۔

۳۔ گجپت رائے والئے جیند

گجپت رائے پانی پت اور کرنال تک سارے علاقہ پر قابض ہو گیا۔ تین سال تک دہلی میں قید بھی رہا۔ سنہ ۱۷۷۲ء میں خود مختار راجہ بن گیا۔ سکھوں اور انگریزوں کی لڑائیوں اور غدر کے ایام میں اس خاندان نے سرکار انگریزی کی بہت امداد کی۔ ریاست جیند اب تک باقی ہے۔ اور سرکار انگریزی کی وفادار رہے ہیں۔

۱۲۔ سکھر چکیا مثل

یہ مثل بھی سکھوں میں بہت مشہور اور طاقتور رہی ہے۔ سرداران چڑت سنگھ اور مہاں سنگھ کے زمانے میں اس مثل کا علاقہ بہت وسیع ہو گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اسی مثل کا چشم و چراغ تھا۔ سکھر چک گجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ اسی وجہ سے یہ مثل سکھر چکیہ کہلاتی ہے۔ سردار نودھ سنگھ نے سردار کپور سنگھ کے ساتھ ملکر ایک دفعہ احمد شاہ ابدالی کا مال اسباب لوٹ لیا۔ اور سردار کہلانے لگا۔ اس کے بیٹے چڑت سنگھ نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور امیر سنگھ کی بیٹی سے شادی کر کے بڑا طاقتور بن گیا۔ اس نے ایمن آباد۔ وزیر آباد اور پنڈ دادن خاں تک دھاوے مارے سنہ ۱۷۷۴ء میں جموں پر بھی حملہ کیا۔ یہ حملہ ہندو پہاڑی راجوں کی دشمنی کا موجب ہوا۔ چنانچہ۔ چمبہ۔ کانگڑہ اور نورپور کے راجے رنجیت دیو راجہ جموں کی امداد کے لئے جمع ہو گئے۔ اور سرداران بھنگی بھی سکھر چکے والوں کے خلاف ہو گئے۔ چڑت سنگھ اپنی ہی بندوق کے پھٹ جانے سے مر گیا۔ اس کا بیٹا مہاں سنگھ اس کا وارث بنا۔ اس نے گجپت سنگھ والئے جیند کی لڑکی سے شادی کی۔ جس سے سنہ ۱۷۸۰ء میں رنجیت سنگھ پیدا ہوا۔ رنجیت سنگھ بچپن میں چیچک سے سخت بیمار ہوا۔ اور اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ مہاں سنگھ نے جموں پر حملہ کیا اور شہر کو خوب لوٹا۔ یہاں تک کہ وہاں قحط پڑ گیا۔ سردار جے سنگھ کنھیا اس سے بہت حسد کرتا تھا۔ بٹالہ کے قریب سردار مہاں سنگھ اور جے سنگھ میں ایک خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں جے سنگھ کو شکست ہوئی۔ اور گوربخش سنگھ اس کا بیٹا مارا گیا۔ جے سنگھ کی وفات کے بعد اس کی بہو سدا کور مثل کا انتظام کرتی رہی۔ اس نے اپنی لڑکی مہتاب کور کی شادی رنجیت سنگھ سے کر دی۔ جب رنجیت سنگھ سترہ برس کا ہوا۔ تو اس نے عنان حکومت اپنی ماں سے اور ساس سے چھین لی۔ اور خود انتظام کرنے لگا۔ ان دنوں میں لاہور تین سکھ سرداروں کے ماتحت تھا۔ لاہور کے ہندو اور مسلمانوں نے ان سرداروں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر رنجیت سنگھ کو بلا بھیجا۔ رنجیت سنگھ نے اپنے معتبر قاضی عبدالرحمن کو اصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا سیاسی گروہ؟

یکم جولائی کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ "سیاسی سیوا کرتے ہوئے سورگیہ شری لالہ لاجپت رائے جی کا جلاوطن ہونا تھا۔ اور تقسیم بنگال کے بعد حکومت کی مسلم نواز پالیسی کا برہنہ ظہور ہونا تھا۔ کہ آریہ سماج کو برسر اقتدار طبقہ کے اس وہم اور شک کا شکار ہونا پڑا۔ کہ آریہ سماج ایک پولٹیکل جماعت ہے"

میری یہ ذاتی خواہش ہے۔ کہ آریہ سماج ایک پولٹیکل جماعت ہونے کی بجائے مذہبی انجمن ثابت ہوسکے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو۔ تو پھر میرے لئے اس جماعت میں تبلیغ کے واسطے بہت آسانیاں ہوسکتی ہیں۔ مگر جہاں تک میں نے آریہ سماج کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور آریہ سماج کے لیڈروں کے طریق کار پر نظر ڈالی ہے۔ وہ میرے مددگار ثابت نہیں ہوتے مثلاً سوامی شردھانند آنجہانی نے ۱۹۲۰ء میں اپنے لیکچر میں یہ کہا تھا۔ کہ:۔

"جب تک نومسلم راجپوت اور اچھوت لوگوں کو شدھی کے ذریعہ اپنے ساتھ نہیں ملایا جائیگا۔ تب تک سوراج حاصل نہیں ہوسکے گا"

جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ شدھی سیاسی ہے نہ کہ مذہبی۔ اب میں آریہ سماج کے مذہبی کتب پر ایک نظر ڈالتا ہوں

عالمگیر بادشاہت کیلئے خواہش

آریہ بھے ونے جو آریہ سماج کی ایک مذہبی کتاب سوامی دیانند صاحب کی مرتب کردہ ہندی میں ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ ابھی تک اس کا اردو ترجمہ نہیں ہوا اس کے پہلے ایڈیشن کے پرارتھنا ۳۰ صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں درج ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "اے مخیر اگ (الشور) آپ کی مہربانی سے سونا جواہرات اور عالمگیر سلطنت وغیرہ حاصل ہو"

ہوم رول کی خواہش

اسی کتاب کے پرارتھنا ۱۷ صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸ میں سوامی صاحب مذکور نے جس خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"اے خدا ہم لڑائی میں کمزور ہوکر ہم لوگ شکست نہ کھائیں۔ ہمارے دشمن کی طاقت اور بہادری کو تم توڑ پھوڑ کر غارت کردو۔ ہمیں آسانی سے عالمگیر سلطنت اور شاہنشاہیت دو۔ یعنی آپ کی مہربانی سے ہماری اپنی ہی بادشاہت اور ہماری دولت ہمیشہ ترقی کرتی رہے"

آگے اور لیجیئے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۵ پر جس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"اے لاانتہا علم والے بھگوان ہم لوگ اس دنیا میں سب سے زیادہ روشن ہوں۔ اور کامل لگاؤ سے سب سے زیادہ اور بے خطر اپنی عالمگیر سلطنت کریں"

پھر اسی کتاب کی پرارتھنا ۱۳ صفحہ ۲۱۸ پر یہ لکھا ہے:۔

"اے سب کے مالک ایشور ہم لوگ جب تک زندہ رہیں۔ تب تک عالمگیر سلطنت کے سکھوں سے سکھی رہیں"

کسی غیر ملک کی بادشاہت کے ماتحت نہ رہنے کیلئے آرزو

اسی کتاب کے پرارتھنا ۳۱ صفحہ ۲۷۴ پر یہ لکھا ہے:۔

"اے احکم الحاکمین غیر ملک کے رہنے والے کبھی ہمارے بادشاہ نہ ہوں۔ اور ہم لوگ کسی غیر قوم کے بادشاہ کے کبھی ماتحت نہ ہوں"

بدیشیوں کے پاؤں کے نیچے دیسی راجاؤں کا روندا جانا

ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۲۶ پر سوامی صاحب جو ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"اب بدقسمتی اور آریوں کی سستی۔ غفلت اور آپس کے نفاق سے صرف یہی نہیں کہ اور ملکوں میں ان کا راج نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان میں بھی آریوں کی پوری خود مختار اور بے روک اور بے خوف حکومت نہیں۔ جو ہے وہ غیروں کے پاؤں تلے روندی جارہی ہے"

بدیشیوں کے راج سے آریوں کو دکھ اور افلاس کے سوائے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا

ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۶۳ پر سوامی جی کے ارشاد کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"جب اس ملک کے باشندے صرف اپنے ہی دیش میں کاروبار کرتے ہیں۔ اور بدیشی لوگ اس ملک میں آکر نہ صرف تجارت بلکہ راج بھی کرتے ہوں۔ پھر اس ملک کے آدمیوں کو سوائے افلاس اور دکھ کے اور کیا نصیب ہوسکتا ہے"

گئو رکھشا کے نام سے غیر ملک کے رہنے والوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا کام

اس کے متعلق ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم صفحہ ۲۶۶ پر سوامی صاحب کے ارشاد کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"دیکھو جب (دنیا میں) آریوں کا راج تھا۔ تب یہ سب گائے وغیرہ نہایت مفید جانور نہیں مارے جاتے تھے۔ اس سبب سے آریہ ورت اور دنیا کے اور ملکوں میں انسان وغیرہ جاندار بہت آرام اور آسائش سے رہتے تھے۔ کیونکہ دودھ گھی۔ بیل وغیرہ چوپاؤں کی بہتات ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں حسب دلخواہ میسر آتی تھیں۔ مگر جب سے گئووں وغیرہ کے مارنے والے گوشت خور

اور شراب نوش بدیشیوں نے اس ملک پر حکومت حاصل کی ہے۔ تب سے آہستہ آہستہ آریوں کا دکھ بڑھتا جا رہا ہے۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۶ پر سوامی صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "ان حیوانوں کے مارنے والوں کو سب انسانوں کے مارنے والا سمجھنا چاہیئے۔"

یہ حوالے میں نے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر دیئے ہیں۔ ان حوالوں یا اس تعلیم پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالنے سے انسان جس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے میں جانتا ہوں۔ کہ آریہ صاحبان کی طرف سے سوائے دشنام اور سخت کلامی کے اور کوئی جواب نہیں دیا جائیگا۔ اگر سخت کلامی سے ان حوالوں کی تردید ہو سکتی۔ تو پھر بھی مجھے خوشی ہوتی۔ مگر جواب میں سخت کلامی یقیناً میرے مطالبات کو اور بھی مضبوط بنائے گی۔

شذرات

اقلیتوں کی حفاظت

۱۰ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ جہاں تک اقلیتوں کی حفاظت کا سوال ہوتا ہے۔ شاید کوئی بھی سمجھ دار آدمی اس کی مخالفت نہیں کریگا۔ ہر ایک ملک میں اکثریت پر ایک فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی اقلیتوں کی حفاظت کرے۔ اقلیتوں کے ناخوش رہنے پر اکثریت بھی خوش نہیں رہ سکتی۔ اقلیتوں کے محفوظ رہنے پر ہی صحیح طور پر اکثریتوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔"

یہ رائے بہت معقول ہے۔ مگر ہندو صاحبان جن کی ہندوستان میں کثرت ہے نے مسلمانوں کی اقلیت کے تحفظ کا کیا انتظام کیا ہے۔ انتظام کرنا تو دور کی بات ہے۔ جب کبھی مسلمان بیچارے اپنی حفاظت کے لئے انتظام کرتے ہیں تو ہندو صاحبان بہت بُرا مناتے ہیں۔ اور اُن کے راستے میں روکیں پیدا کرتے ہیں۔ مصر میں قبطی لوگ اقلیت کی حالت میں تھے۔ مگر وہاں مسلمانوں نے انہیں منہ مانگے حقوق دیدیئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہاں دونوں اقوام شیر و شکر ہو کر حصول مقصد کے لئے جد و جہد کر رہی ہیں۔ اگر ہندو صاحبان بھی مصر کے مسلمانوں کے طرز عمل کو اختیار کرتے۔ تو اس وقت ہندوستان کی ذہنیت ہی بدلی ہوئی ہوتی۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اگر ہندو صاحبان توجہ کریں اور اپنے فرض کو پہچانیں۔ تو بگڑی بات بن سکتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان کو سینما وغیرہ کی بلا سے بچایئے

ہندوستان کی اقتصادی حالت جس قدر کمزور ہے۔ وہ اظہر من الشمس۔ اس پر سینما وغیرہ کے تماشے جس طریق سے لوگوں کی پاکٹیں خالی کر رہے ہیں۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ پھر یہی نہیں۔ کہ صرف مالی نقصان ہی ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اخلاق پر بھی بہت مذموم اثر پڑتا ہے۔ گذشتہ ماہ فروری میں قادیان میں بھی سینما کا بھائی سرکس آیا تھا۔ قریباً ایک ہفتہ ٹھہرا ہوگا۔ کہ قادیان جیسے غریب قصبہ سے بھی وہ ہزاروں روپے لے گیا ہوگا۔ ایک رات مجھے بھی یہ سرکس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں بعض ایسی مذموم حرکات بھی ہوتی تھیں۔ جو ایک یا دوسری وجہ سے اخلاق پر بُرا اثر ڈالتی تھیں۔ اگر آئندہ اس قسم کا کوئی سرکس وغیرہ آئے۔ تو میں سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان اور ناظر صاحب امور عامہ سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ وہ ذرا احتیاط سے انہیں اجازت دیں۔

آریہ سماج میں عملی زندگی کا فقدان

۸ر جولائی کا پرکاش آریہ سماج کے ادھیکاروں (عہدہ داروں) کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ادھیکاری بھی وہ جن میں سے کبھی بھول کر ہی اپنا لڑکا کالج میں پڑھاتے ہونگے یا سندھیا کرتے ہونگے۔ یا ستیارتھ پرکاش کے سرورق پر نظر ڈالتے ہونگے۔"

مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ سوامی شردہانند آنجہانی اور پنڈت رام دیو نے یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ اور تو اور آریہ سماج کے بعض عہدے دار ایسے ہیں۔ نہ وہ ویدوں کو مانتے ہیں اور نہ خدا کو۔

خدا کی قدرت یہی لوگ جس شد و مد سے اسلام کے عقائد پر نکتہ چینی کرتے اور مسلمانوں کے منہ آتے ہیں۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا یہ فرض ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ اپنی اصلاح کریں۔ ع

تجھ پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

کانگرس کے ممبروں کی عملی زندگی،

۸ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"میں نے کانگرس کمیٹیوں کے ایک۔ دو انتخابات دیکھے ہیں۔ وہاں ایک دم کھدر پوش نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور ووٹ دے کر پھر اصلی جامے "میں آ جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے۔ کہ پچھلے انتخاب میں دہلی دروازہ کے باہر دو تین جوڑے رکھے گئے۔ اور ممبر وہی پہن کر ووٹ دے گئے۔ جیسا کہ اکثر میونسپل انتخابات میں جعلی ووٹر لباس تبدیل کر کے پولنگ آفیسر کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔"

یہ وہ جماعت ہے۔ جو اپنا نصب العین حصول سوراج قرار دیتی ہے۔ جس کے لئے بڑے ایثار کی ضرورت ہے۔ مگر یہ لوگ اتنا بھی ایثار نہیں کر سکتے۔ کہ ململ یا بوسکی کو اتار کر کھدر پہن سکیں۔ حالانکہ کھدر بھی اب نفیس قسم کا تیار ہوتا ہے۔ اور کم خرچ بالا نشین بھی ہے۔ گذشتہ ماہ سرما میں میں نے کھدر کی قمیضوں کا استعمال کیا۔ اور اُن سے مجھے ایسا ہی آرام حاصل ہوا۔ جیسا کہ اڑھائی تین روپے کی فلالین سے حاصل ہو سکتا تھا۔

مسلم انجمنوں کی توجہ کے قابل

۸ر جولائی کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ:۔

"پلول ضلع گوڑگانوں کے مسلمان گوجروں کے اڑتالیس ۴۸ خاندان اشدھ ہو کر ہندو دھرم میں شامل ہو گئے۔ اور بہت سے مزید خاندان بھی اسلام کو چھوڑنے کیلئے تیار ہیں"

یہ صحیح ہے۔ کہ آریہ لوگ ان معاملات میں عام طور پر بہت مبالغہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ مگر ع

تا نہ باشد چیزکے مردم نہ گوید چیزہا

اسلامی انجمنوں کو اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بعد میں کف افسوس ملنے پڑیں۔ تبلیغی میدان

میں مسلمانوں کا کام صرف ڈیفنس ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُفینس۔ اگر مسلمان پوری جد و جہد سے کام لیں۔ تو چند سالوں میں ہی بہت سے غیر مسلم اسلامی نور سے منور ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جو تمدنی اور روحانی حقوق اور سہولتیں اسلام دے سکتا ہے۔ وہ دوسرے مذہب میں بہت کم ہیں۔ کیا مسلمان اس ضروری شعبہ پر توجہ کریں گے۔ اگر انہوں نے زندہ رہنا ہے۔ تو انہیں ضرور ہی توجہ کرنی چاہیئے۔ ؏

درنہ پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

کیا ہی رواداری ہے

۸ر جولائی کا پرکاش لکھتا ہے:۔ کہ

”کشمیر کے پرائم منسٹر اور ریونیو منسٹر صاحبان کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہیئے۔ اور جن لوگوں نے مذہب تبدیل کیا ہے ان کی جائدادیں ضبط فرما کر ہندوؤں کی بے چینی کو رفع کرنا چاہیئے“!

آریہ سماج کہنے کو تو اپنے آپ کو بہت وسیع القلب کہتی ہے۔ مگر اس نوٹ میں جو اس نے اپنی پست ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ایک معقول پسند سوسائٹی کا تو یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ ایسے قانون کے اڑا دینے کے لیئے ریاست پر زور دیتی۔ نہ کہ اُسے اور مضبوط بنانے کی تلقین کرتی۔ کیا اگر کوئی مسلمان ریاست ایسا قانون بنائے۔ تو آریہ سماجی اُسے خوش آمدید کہنے کے لیئے تیار ہو سکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر جو بات وہ خود اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ دوسروں کے لیئے کیوں روا رکھتے ہیں۔ ؏

آنچہ خود میپسندی بہ دیگراں میپسند

بُت کریں آرزو خدائی کی

۱۵ر جولائی کا آریہ گزٹ مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ

”جو تہذیب سگے چاچے، تاؤ اور ماسی کی لڑکی کو (کر کے) اہ آغوش میں لے لینے کا سبق سکھاتی ہے۔ اس تہذیب کے ماننے والے کسی اخبار نے اگر اپنے دھرم کے لیئے مر مٹنے والی دیوی کے لیئے ایسا لکھدیا ہو۔ تو ہم اس کا قصور نہیں سمجھتے“!

مسلمانوں کی تہذیب کے منہ آنے سے قبل جہانتہ آریہ گزٹ کو ذرا نیوگ کی تہذیب پر بھی نظر ڈال لینی چاہیئے تھی۔ اور ساتھ ہی پانچوں پانڈوں کے بہترین طرز عمل پر بھی غور کر لینا چاہیئے تھا۔ اور اگر یہ دور کی باتیں ہیں۔ تو پھر ڈاکخانہ کے اس عہدے دار جو قوم سے برہمن ہے۔ اور جس نے آج سے تین چار سال قبل بٹالہ میں تہذیب کا قابل قدر نمونہ دکھلایا تھا۔ اس پر بھی تبصرہ کر لینا چاہیئے تھا۔ اگر آپ ایسا کر سکتے۔ تو یقیناً آپ کو اسلامی تہذیب کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

KHILAFAT LIBRARY

یہ سب ہندو پڑوس کا اثر ہے

اخبار ٹریبون لکھتا ہے۔ کہ:۔

”ایک مسلمان گوجر عبد اللہ نے اپنی بیوہ لڑکی کو بڑی بے رحمی کے ساتھ روز روشن میں قتل کر دیا۔ کیونکہ اس نے ایک جاٹ کے ساتھ نکاح ثانی کر لیا تھا“!

اس پر آریہ گزٹ بغلیں بجا رہا ہے۔ کہ دیکھو یہ اسلامی مساوات ہے۔ یہ سب ہندو ہمسائے گت کا اثر ہے۔ ورنہ ایران عرب۔ ترکستان وغیرہ میں نہ کوئی جولاہا ہے نہ لوہار۔ نہ جاٹ اور نہ گوجر۔ دُور کیوں جاؤ خود قادیان میں ان باتوں کا مطلقاً کوئی اثر نہیں۔ خدا کرے مسلمان ہمسایوں کی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب کو اختیار کریں۔ تاکہ وہ اسلام کا نام بلند کر سکیں۔

جادو سو جو سر چڑھ بولے

اخبار شیر پنجاب اور اس کے نامہ نگار لالہ دینا ناتھ کو جس قدر اسلام کے ساتھ پرخاش ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہی مگر حق۔ حق ہے۔ ایسے شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنیکے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ۸ر جولائی کے شیر پنجاب میں لالہ دینا ناتھ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

”الغرض مجھے کامل یقین ہے۔ کہ ہر غیر متعصب شخص مناسب مطالعہ کے بعد حضرت محمدؐ کی ذات وصفات کا مداح ہو جانے پر مجبور ہے“!

یہ صحیح ہے۔ مگر مجھے تعجب ہوتا ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ جناب گاندھی جی کی حال کی پونہ والی تقریر جسمیں انہوں نے رسالت مآب کی تعریف کی ہے۔ بعض ہندو اخبارات اسے کیوں بُرا منا رہے ہیں؟ کیا یہ صریح تعصب نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

موجودہ زمانے کا سب سے بڑا ہندو

۴ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

”گاندھی جی موجودہ زمانے کے سب سے بڑے ہندو ہیں۔ اور اس بات پر بھی فخر کیا جاتا ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اچھوت اودھار کے لئے انہوں نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ جمع کر لیا ہے“!

یہ صحیح ہے۔ کہ گاندھی جی کے دل میں ہندوؤں کی بہتری کے لئے بہت درد ہے۔ اور جو یہ آٹھ یا نو کروڑ اچھوتوں کے ٹڈی دل کو ہندوؤں کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑھکر ہندوؤں کی اور کیا ہمدردی ہو سکتی ہے ڈیڑھ کروڑ روپیہ جمع کرنے پر بھی فخر کیا جا سکتا ہے۔ مگر درحقیقت فخر کا وہ موقع ہوگا۔ جب چھوت چھات کے متعلق گاندھی جی ہندوؤں کی ذہنیت کو تبدیل کر سکیں گے۔

ہماری آنکھیں کب کھلیں گی

ہندو تہذیب اور تمدن ایک طرفۃ العین کیلئے بھی اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار نہیں۔ اگر کوئی مذہب ملا سکتا ہے یا مساوات دے سکتا ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں اُسی قوم کا مستقبل شاندار ہوگا۔ جس کے ساتھ یہ آٹھ نو کروڑ کا ٹڈی دل ہوگا۔ اگر مسلمانوں نے آنکھیں نہ کھولیں۔ تو پھر کچھ عرصہ کے بعد انہیں کف افسوس ملتے ہوئے زبان حال سے یہ کہنا پڑے گا ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا

ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

بے اصولاپن کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے

اگر گاندھی جی اور مالویہ اور مونجے وغیرہ ہندو مقاصد کی زیادہ سے زیادہ حمایت کریں۔ تو ان کے کانگرسی ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اس کے وطن پرست ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان اسلام کی ہمدردی کے لئے قدم اُٹھائے۔ خواہ وہ ڈاکٹر انصاری جیسا ہمہ تن کانگرسی ہی کیوں نہ ہو۔ تو ہندو پریس کے نزدیک اس کے اسلام پرست اور بعض حالات میں متعصب ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ یہ ایک بام سے دو ہوائیں کیوں؟ مگر ہندو پریس کے نزدیک اس قسم کی سب باتیں جائز ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں میٹھا میٹھا ہڑپ کڑوا کڑوا تھو۔

نور اینڈ سنز کی شہرہ آفاق ادویہ

حوالدار سردار دلیپ سنگھ صاحب ۳۲ برما رائفلز مانڈلے سے لکھتے ہیں۔ کہ:-

"آپ کی مرسلہ ادویہ موتی سرمہ اور اکسیر معدہ پہنچیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ دونوں ادویہ اپنا قابل تعریف اثر دکھلا رہی ہیں۔ ہر ایک حاجتمند کو اس کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے"

اسی طرح جناب سید کشفی شاہ صاحب نظامی رنگون سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:-

"میرے گھر سے موتی سرمہ کو بہت پسند کرتے ہیں۔ لہذا دو شیشی موتی سرمہ بہت جلد بھیج دیجئے" ان ادویہ کا مفصل اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۴، ۱۵ پر ملاحظہ فرمایئے۔

کیا یہ فعل قابل تعریف ہے؟

ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:-

۱۴ر جولائی کو مسٹر کے ایل گابا بیرسٹرایٹ لا ر خلیفہ شجاع الدین اور چند مولوی لاجپت رائے بھون لاہور میں گاندھی جی سے ملنے کے لئے آئے۔ لیکن ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے مسٹر گابا سے کہا۔ کہ آپ کچھ دیر کر کے آئے ہیں اس لئے ملاقات نہیں ہو سکتی"

میں اسے کوئی خوبی نہیں کہہ سکتا۔ اگر یہ صاحبان کچھ دیر کر کے بھی آئے تھے۔ تو بھی گاندھی جی کو اس طرح کا خشک جواب نہیں دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ہندوؤں میں وہ سیاسی لیڈر ہونے کی نسبت روحانی شخصیت کے رنگ میں زیادہ پوجے جاتے ہیں۔ اور ایک کہلانے والے روحانی آدمی کی شان سے یہ بعید ہے۔ کہ وہ خواہشمندوں کو ایسا خشک جواب دیں۔ جبکہ خواہشمند غیر مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

KHILAFAT LIBRARY

یہ صریح شرک ہے

۱۶ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:-

"جلسہ ختم ہونے کے بعد جس وقت مہاتما جی چلنے لگے تو عورتوں نے آپ کو گھیر لیا۔ اور متھا ٹیکنے لگ پڑیں۔ نیز جہاں مسٹر گاندھی جی بیٹھے تھے۔ سیڑھیوں پر چھڑکاؤ کی وجہ سے مٹی لگ گئی تھی۔ جس وقت گاندھی جی سیڑھی پر سے اوپر چڑھے تو عورتوں نے سیڑھی پر لگی ہوئی مٹی اتار لی۔ اور اپنے اپنے گھروں کو بطور تبرک لے گئیں"

اسی کا نام شرک ہے۔ اور بُت پرستی بھی اسے ہی کہتے ہیں۔ جناب گاندھی جی کے لئے یہ مناسب تھا۔ کہ وہ عورتوں کو ایسا کرنے سے روکتے۔ کیونکہ ہندوؤں میں پہلے ہی بُت پرستی کچھ کم نہیں ہے۔ اسلام میں خواہ کتنی ہی بڑی سے بڑی ہستی ہو۔ مگر اوّل تو کوئی مسلمان خواہ عورت ہو یا مرد گوارا نہیں کریگا۔ کہ وہ اس کے پاؤں پر سر رکھے۔ اور اگر کوئی اندھا مقلد ایسا کرے بھی تو مسلم ذہنیت اسے ایک منٹ کے لئے بھی گوارا نہیں کریگی۔ میں گاندھی جی سے یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ نہ صرف ایسا کرنے سے لوگوں کو روکیں ہی بلکہ جہاں انہوں نے اچھوت اقوام کی تائید میں اپنی مہم شروع کی ہے۔ ہندوؤں میں اس قسم کے شرک اور بت پرستی کے خلاف بھی اپنی آواز بلند کریں۔

تبلیغی فنڈ

سردار صاحب سنگھ صاحب پشاور قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کی ایک کاپی معہ محصولڈاک ۱۴/۔ بھائی ہرنام سنگھ صاحب نولکھا لاہور ایک کاپی ۱۴/۔ سردار مختیار سنگھ صاحب ٹیگ پور ضلع منٹگمری ایک کاپی ۱۴/۔ بابو سردار سنگھ صاحب بیلی بلوچستان ایک کاپی ۱۴/۔ سری ست سری سوامی دھرم داس صاحب ہٹری ایک کاپی ۱۴/۔ میزان للعہ ۱۲/۶ جمع لعہ ۷۷ باقی عہ ۶۳/۱۰

یہ فنڈ تبلیغی نقطہ خیال سے جس قدر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اس فنڈ نے درحقیقت ہندوؤں اور سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس بہترین تبلیغی فنڈ میں مدد کرنا گویا دین کی ایک بڑی بھاری خدمت بجالانا ہے۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہو گا۔ اتنا ہی غیر اقوام میں تبلیغ کا راستہ کھلیگا۔ اگرچہ ہر ایک نیکی قابل قدر ہے۔ مگر غیر اقوام کو قرآن مجید کی تعلیم سے متفیض کرنا یہ نیکی سب نیکیوں کی سرتاج ہے۔ اس لئے دوستوں کو دامے درمے قدمے سخنے اس تبلیغی فنڈ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

غیر ممالک کے خریدار توجہ فرمائیں

افریقہ وغیرہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جا سکتا۔ وہاں کے دوستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی قیمتیں براہ کرم بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈرز ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ نہ صرف یہی کہ یہ بھائی اپنی قیمتیں ہی جلد بھیجیں۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی نور کا خریدار بنائیں۔ وہ کونسے دوست ہونگے۔ جنہیں نور جیسے مجاہد پرچہ کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں۔ اگر اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ تو اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام نور کے پرچے مفت جاری کروا دیئے۔ کیونکہ جتنی کثرت کے ساتھ یہ پرچہ سکھوں اور آریوں کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ انشاء اللہ تبلیغ اسلام کے لئے اتنا ہی راستہ صاف ہو گا۔ نور کی تبلیغی اہمیت کے اپنے تو اپنے بلکہ بیگانے تک بھی معترف ہیں۔ کہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کے ادا کرنے والا ہندوستان بھر میں نور ایک ہی پرچہ ہے۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔

ضروری اطلاع خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد سے معذوری۔ مینیجر اخبار نور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات

KHILAFAT LIBRARY

فرمایا - جو کسی کی گم شدہ چیز کو پاکر اپنے گھر لادے - وہ گمراہ ہے - اور اگر وہ چیز لوگوں کو شناخت کرادے - اور کہے جس کی ہو لے جاوے تو مضائقہ نہیں ؛

فرمایا - کوئی کھانا اپنے قوت بازو سے بہتر نہیں -

فرمایا - مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے دیدو ؛

فرمایا - کاریگروں کی مدد کرو - یا جو صنعت نہ جانتا ہو اس کو سکھلاؤ ؛

حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیراہن کا پیوند آپ لگا لیتے تھے - اپنے گھر کا کام کاج آپ کرتے تھے - اپنے جانوروں کا دودھ آپ دوہتے تھے - اور اپنی خدمت آپ کرتے تھے -

فرمایا - مالدار کو اور جو قوت بازو سے کما سکتا ہے - اس کو خیرات مانگنا اور لینا جائز نہیں ؛

فرمایا - جو شخص رسی لے کر جنگل سے لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر اپنی پشت پر لاد کر شہر میں بیچے - اور اپنی آبرو سے اپنی گذر کرے - یہ کام اس سے بہتر ہے - کہ لوگوں سے مانگتا پھرے ؛

فرمایا - جو خدا کی پناہ چاہے - اسے پناہ دو - جو خیرات مانگے - اُسے خیرات دو - جو دعوت کرے قبول کرو - جو تم پر احسان کرے - اس کا نیک بدلہ دو - اور اگر ایسا موقعہ نہ ملے - تو اس کے لئے خدا سے یہاں تک دعا کرو - کہ تمہارا دل گواہی دے - کہ ہم نے دعا میں اس کا عوض دے دیا ؛

فرمایا - دنیا میں مسافر کی مانند رہو - جو رستہ چل رہا ہو -

فرمایا - زندگی بے اعتبار ہے - شام کو صبح کی اور صبح کو شام کی امید نہیں - تندرستی میں بیماری کیلئے اور زندگی میں آخرت کے لئے سامان کرو -

فرمایا - موت کو زیادہ یاد کرو - جو تمام لذتوں کو مٹا دیتی ہے ؛

فرمایا - کامل حیادار وہ ہے - جو دماغ کو بُرے خیالات سے اور پیٹ کو حرام لقمہ سے بچاوے - اور موت کو اور جسم کے خاک ہو جانے کو نہ بھولے - اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو - وہ دنیاوی آرائش و نمائش کو چھوڑ دے ؛

فرمایا - جو خدا کو یاد کرتا ہے - وہ مثل زندہ کے ہے - اور جو خدا کو یاد نہیں کرتا - وہ مانند مردہ کے ہے ؛

فرمایا - جسم میں ایک بوٹی ہے - جب وہ سنورتی ہے - تو تمام جسم سنور جاتا ہے - اور جب وہ بگڑتی ہے - تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے - یاد رکھو وہ بوٹی دل ہے -

فرمایا - یا اللہ ہمارے ظاہر کی بہ نسبت ہمارے باطن کو بہتر و درست بنا ؛

فرمایا - چار چیزیں جس کو مل جائیں - اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں مل گئیں (۱) شکر کرنے والا دل (۲) خدا کا ذکر کرنے والی زبان (۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا بدن (۴) اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں نہ خیانت کرنیوالی بی بی

فرمایا - سادہ پن سے عار نہ کرنا مومن کی علامت ہے ؛

فرمایا - جو دنیا میں نیکی کا لباس نہ پہنے گا - خدا اس کو آخرت میں ذلت کا لباس پہنا دے گا ؛

فرمایا - جو باوجود مقدرت کے خوبصورت لباس ترک کردیگا - خدا اس کو خلعت بزرگی عنائت فرمائیگا -

فرمایا - خدا پسند کرتا ہے - کہ بندوں میں اپنی نعمتوں کا اثر پاوے ؛

فرمایا - کھاؤ - پیو اور خیرات کرو - اور پہنو - اوڑھو جہاں تک کہ فضول خرچی اور غرور نہ ہو ؛

فرمایا - رسول اکرم روحی فداہ نے چمکدار ریشمی اور کُسم کے رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ایک شخص عمدہ قیمتی چادر اوڑھ کر اتراتا ہوا چلا کرتا تھا - جس سے غرور ٹپکتا تھا - اسی وجہ سے وہ برباد ہوا -

فرمایا - یاد رکھو - سوائے خدا کے سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں -

فرمایا - بد آدمی کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے - اور نیک صحبت تنہائی سے بہتر ہے - اور نیکی سکھانا چپ رہنے سے بہتر ہے - اور برائی سکھانے سے چپ رہنا بہتر ہے -

فرمایا - زیادہ ہنسنے سے بچو - اس لئے کہ زیادہ ہنسنے سے دل مرتا ہے - اور چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے ؛

فرمایا - خدا سے ڈرتے رہو - خواہ تم کسی جگہ رہو -

فرمایا - جو شخص فروتنی اور تواضع کرتا ہے - خدا اس کو عزت دیتا ہے - اگرچہ وہ اپنے کو ذلیل سمجھتا ہے - مگر لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اور جو تکبر کرتا ہے - خدا اس کو ذلیل کرتا ہے - اگرچہ وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے - لیکن لوگ اس کو سؤر و کُتّا سے ذلیل و حقیر جانتے ہیں ؛

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات طیبات

آپ استاد سے مکتب میں قرآن شریف پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے - ان اشکرلی ولوالدیک یعنی شکر کرو - میرا اور اپنے ماں باپ کا - تو آپ کو سخت ہیبت پیدا ہوئی استاد سے لے کر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی - کہ خداوند کا حکم ہے - کہ میرا شکر کرو اور والدین کا - میں ڈرتا ہوں - کہ میرے جیسا کمزور غلام دو آقاؤں کی خدمت کیونکر انجام دے سکے گا - آپ یا تو خدا سے مجھے مانگ لیں - تاکہ میں آپ کی خدمت بخوبی کر سکوں - اور یا اپنے حقوق مجھے معاف کردیں - تا بفراغ خاطر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں - والدہ ماجدہ نے آپ کو گلے سے لگا لیا - اور فرمایا - کہ بیٹا ہم نے اپنی خدمت کے حقوق تمہیں بخش دیئے - جاؤ - اور خدا کی عبادت میں ثابت قدم رہو - والدہ سے اجازت لے کر آپ تیس سال تک ملک شام وغیرہ میں مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں میں مصروف رہے - ازاں بعد بارادہ حج روانہ ہوئے - رستے میں آپ چند قدم چلتے اور جا نماز بچھا کر دو رکعت نماز ادا کرتے - اور فرماتے - کہ یہ آستانہ رب العزت ہے - یہاں ادب کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے - آخر ۱۲ سال میں کعبہ شریف پہنچے + واضح رہے - کہ یہ حج آپ کا تیسرا حج تھا - حج اور

نو کتب کا اکٹھا سیٹ خریدنے والوں سے نصف قیمت

موقع کو لوٹ لیں

KHILAFAT LIBRARY

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقاید وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا۔ (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت باوا نانک رح کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باوا صاحب رح (۹) حضرت باوا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اظہر ہیں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بلند چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کیطرف سے مسلمان ہر مشکل کیوقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی بخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے ثابت کیا گیا ہے اگر سکھوں کا مضبوط تعلقوں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ قیمت ۸ر محصول ڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام سے بہت قریب ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں

(۱) ویدوں کی حقیقت
(۲) کیا وید الہامی ہیں؟
(۳) ہندوؤں کا سکھ اوتار
(۴) اوتاروں کی تقسیم
(۵) ست جگ کے اوتار
(۶) ایشور مچھلی کے روپ میں
(۷) ایشور کچھوے کے روپ میں
(۸) ایشور سور کے روپ میں
(۹) ایشور بارنے کے روپ میں
(۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں۔
(۱۱) رام اوتار
(۱۲) دواپر یگ کے اوتار
(۱۳) کرشن اوتار
(۱۴) بدھ اوتار
(۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی
وغیرہ وغیرہ

گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اسپر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آجتک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات ہے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی سب اعلے قیمت غیر مجلد ۸ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اسلئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم	گورو کی بانی گورمکھی ہیں	جھوک مہدی
قیمت ایک آنہ	قیمت ایک آنہ	قیمت ایک آنہ

یہ نو کتب کا سٹ جسکی کل قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنے۔

(محصول ڈاک علاوہ)

نصف قیمت پر

ملنے کا پتہ: مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

مدینہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر آپ نے والدہ ماجدہ کی زیارت کے واسطے بسطام کی طرف مراجعت فرمائی۔ پھر بسطام میں ہی قیام فرمایا ؎

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک رات حضرت والدہ ماجدہ نے مجھ سے پانی طلب فرمایا۔ میں پانی کے واسطے کوزے کی طرف دوڑا۔ وہ خالی نکلا۔ ٹھلیا دیکھی اُس میں بھی پانی نہیں تھا۔ میں دوڑ کر نہر پر پانی لانے گیا۔ واپس آیا تو والدہ شریفہ سو گئی تھیں۔ سردی کا موسم تھا۔ میں پانی لیکر سرہانے کھڑا رہا۔ صبح کو والدہ شریفہ جب بیدار ہوئیں۔ اور مجھے کھڑا ہوا پایا۔ تو حال معلوم کر کے بہت خوش ہوئیں۔ اور میرے حق میں دعا فرمائی ؎

حضرت بایزید فرماتے ہیں۔ کہ جو بات میں تیس سال سے ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈھونڈتا تھا اور نصیب نہ ہوتی تھی۔ وہ والدہ کی ایک رات کی خدمت میں مجھے مل گئی۔ فرماتے تھے۔ کہ افسوس! جو کام میں نے سب سے پیچھے ڈال رکھا تھا۔ وہ سب سے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔

(رضائے مادر)

آپ ہمیشہ علم کی محبت اور شریعت کی تعظیم میں کوشش فرماتے۔ ایک دن آپ کو لوگوں نے اطلاع دی۔ کہ فلاں شہر میں ایک مرد خدا ہے۔ دُور دُور سے لوگ اُس کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کو اس کی ملاقات کا شوق ہوا۔ تشریف لے گئے۔ اتفاقاً اس شخص نے زمین پر تھوکا۔ اور اس کا منہ قبلہ کی طرف تھا۔ آپ فوراً واپس چلے آئے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر یہ شخص طریقت میں ثابت قدم ہوتا۔ تو شریعت کی مخالفت ہرگز نہ کرتا (یعنے قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکتا) ؎

مسجد آپ کے گھر سے چالیس قدم کے فاصلہ پر تھی آپ نے مسجد کی تعظیم کے لحاظ سے عمر بھر میں کبھی مسجد اور گھر کی درمیانی زمین پر لب نہ پھینکی ؎

کسر نفسی کا یہ عالم تھا۔ کہ جب نماز کے واسطے مسجد میں جاتے۔ تو دروازہ مسجد پر ٹھہر جاتے۔ اور آبدیدہ ہو کر فرماتے۔ میں ناپاک ہوں۔ ڈرتا ہوں۔ کہ مسجد میں داخل ہوں گا۔ تو مسجد کو ناپاک کروں گا ؎

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

حالات دریافت کرنے کے لئے لاہور بھیجا۔ تحقیق ہو جانے پر وہ ایک زبردست فوج لے کر لاہور پر چڑھ آیا۔ لوہاری دروازے سے اس کی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ تینوں سرداروں کو بھاگتے ہی بنی اور رنجیت سنگھ کا لاہور پر قبضہ ہو گیا۔ لیکن دوسرے سکھ سرداروں سے حسد کرنے لگے۔ جسا سنگھ رام گڑھیا گلاب سنگھ بھنگی۔ جودھ سنگھ وزیرآبادی اور نظام الدین خاں قصوری نے ملکر اس پر حملہ کیا۔ مگر اتحادی ناکام رہے ؎

سکھوں کے زمانے میں مسلمانانِ پنجاب کی حالت

KHILAFAT LIBRARY

سکھوں کو مسلمانوں سے ایک قسم کی طبعی نفرت ہو گئی تھی۔ کیونکہ سکھوں کا تمدّن ہندو تمدّن سے کبھی الگ نہ ہوا تھا۔ سکھ دراصل ہندو ہی تھے۔ اور موحدانہ خیالات جو باوا نانک علیہ الرحمتہ کے ذریعے سے سکھوں میں پھیلے تھے۔ وہ ہندو تمدّن کی وجہ سے تبدیل ہو گئے تھے۔ سکھ مذہب ایک نیا مذہب بن گیا تھا۔ اور سکھ قوم ہندو قوم سے نکل کر الگ تھلگ ہو گئی تھی۔ لیکن نفرت کا جذبہ جو دراصل مسلمانوں کے خلاف نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ سکھ گروؤں کو جو تکالیف سابق میں پہنچی تھیں۔ ان کے ذمے دار مسلمان نہ تھے۔ مگر چونکہ شاہان دہلی اور کابل نے قیام امن کی خاطر جو سکھوں پر مختلف اوقات میں فوج کشی کی تھی۔ اور بہت سے سکھ لڑائیوں میں کام آئے تھے۔ اس کی وجہ سے سکھوں کا نزلہ مسلمانوں پر ہی گرنے لگا۔ اور جوں جوں سکھ سرداروں کو پنجاب میں غلبہ حاصل ہوتا جاتا تھا۔ ان کی حقارت کا پارہ اور بھی تیز ہوتا جاتا تھا۔ سکھوں کو پنجاب پر مسلط ہونے میں تیس سال کا عرصہ لگا۔ اس عرصے میں پنجاب کے مسلمانوں پر جو تباہی آئی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ سکھوں نے اپنے فرضی یا حقیقی ظلموں کا بدلہ نہتے مسلمانوں سے لیا۔ گائے کا ذبح کرنا۔ اپنی جان سے ہاتھ دھونا تھا۔ مسجدوں میں اذان دینا گناہ عظیم خیال کیا جاتا تھا۔ اس کی سخت ممانعت کی گئی۔ جب سکھ سرداروں نے لاہور پر قبضہ کیا۔ تو قصابوں کو ناک کان کاٹ کر شہر سے باہر نکال دیا گیا۔ بادشاہی مسجد لاہور میں سکھوں کے گھوڑے باندھے جانے لگے۔ مسلمانان پنجاب کی حالت بنی اسرائیل کی سی ہو گئی۔ جو فراعین مصر کے ماتحت نہایت ذلیل زندگی بسر کرتے تھے۔ دہلی کی مغلیہ سلطنت اپنے اندرونی جھگڑوں اور عیاشیوں کی وجہ سے اس قابل نہ رہی تھی۔ کہ پنجاب کو اس ظلم سے رہائی دلائے۔ احمد شاہ ابدالی کو اس کے اپنے ہی رشتہ داروں نے پریشان کر رکھا تھا۔ اور مقامی مسلمان سکھوں کے اس قدر مرعوب ہو گئے تھے۔ کہ ان کے آگے دم نہ مار سکتے تھے۔ پس اٹھارھویں صدی کا زمانہ مسلمانوں کے لئے بے شمار مصائب و آلام کا زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی حکومت کہیں نظر نہیں آتی تھی سلطنت عثمانیہ ہی ان دنوں بڑے زوروں پر تھی۔ اس کے سلاطین کو اپنے ہم مذہب بھائیوں کی امداد کا مطلق خیال نہیں آتا تھا۔ بلکہ وہ اپنے بہترین اوقات کو شراب نوشی میں گزارنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ۱۷۹۶ء میں جب احمد شاہ ابدالی کا ایک پوتا زمان شاہ سریر آرائے سلطنت ہوا۔ تو اس نے تخت پر بیٹھتے ہی پنجاب کو سکھوں سے واپس لینے کا قصد کیا۔ مسلمانوں کی بے بسی اور کس مپرسی کی داستان اسکے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ زمان شاہ تیس ہزار جوانوں کی جمعیت سے عازم پنجاب ہوا۔ اور اٹک سے پار اتر آیا۔ سکھ سرداروں کو افواج افاغنہ کے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ بہت سے رئیسوں نے شاہ کا ساتھ دینے میں مصلحت سمجھی۔ چنانچہ افواج شاہی نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ اور سکھ سردار جو لاہور پر قابض تھے۔ بھاگ گئے۔ زمان شاہ صوبے کے نظم و نسق میں مصروف ہوا۔ اور دہلی کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ تاکہ مغلوں کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کی کوشش کرے اور شمالی ہندوستان کے رئیسوں نے بھی شاہ کی رفاقت کا وعدہ کیا تھا۔ کہ جنوبی ہندوستان کے مرہٹوں کو جو سلطنت دہلی کے مالک و مختار بن بیٹھے تھے۔ اور ہندوستان کے مشرق سے لیکر مغرب تک چھا گئے تھے۔ واپس دکن میں دھکیل دیں۔ غرض مسلمانان ہندوستان میں اسوقت ایک عام بیداری کے آثار نمایاں تھے۔ اور اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے سینہ سپر ہونے کو تیار بیٹھے تھے۔ مگر مشیت ایزدی کچھ اور چاہتی تھی۔ اور مسلمانوں کی تباہی کے پیمانے میں چند قطروں کی ابھی اور گنجائش تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر مسلمانوں کو انکی بداعمالیوں کی سزا دیکر ان کی قومی اور انفرادی زندگی کا قیام کسی مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے نہیں

اگر آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں تو آپ کو ۳ پیسہ کا فائدہ رہیگا

دوسری اطلاع

اگر آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں گے تو آپ کو ۳ پیسہ کا فائدہ رہیگا

KHILAFAT LIBRARY

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا تھا۔ الحمد للہ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ جن دوستوں کا چندہ ختم ہے۔ اُن کے اسماء گرامی معہ نمبر خریداران... درج ذیل ہیں۔ ان کے نام انشاء اللہ تعالیٰ ۷ ر اگست کو وی پی ہوں گے۔ براہ کرم دوست اس آڑے وقت میں نور کا وی پی وصول فرما کر نور سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیں۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ خاکسار ایڈیٹر نور فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تصنیف میں مصروف ہے۔ ایسے وقت میں نور کی اعانت کرنا بہترین کار خیر بجا لانا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں نور کے مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر اپنی توجہ کو ان مذکورۃ الصدر ہر دو کار خیر کی طرف بہترین رنگ میں دے سکوں گا۔ ہاں اگر کوئی دوست خدانخواستہ کسی وجہ سے اس وقت نور کا وی پی وصول نہ ہو سکے۔ تو اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ اس فہرست میں اپنا نام دیکھ کر فی الفور دفتر نور میں اطلاع دیدیں تاکہ اُن کا وی پی روک لیا جائے۔ ورنہ انکاری صورت میں ہر ایک وی پی کا ۵ ر کا ہرجانہ خواہ مخواہ دفتر نور پر پڑیگا۔ جس کی مجھے اپنے بھائیوں سے خواب میں بھی امید نہیں رکھنی چاہیے +

ع ۱۸ مولانا ابو الحمید صاحب
ع — چوہدری حیات محمد صاحب
ع ۷۰ بابو غلام رسول صاحب
ع ۷۲۸ ڈاکٹر اے بشیری صاحب
ع ۷۴۵ ڈاکٹر غلام قادر صاحب
ع ۱۱۸ ڈاکٹر محمد الدین صاحب
ع ۱۵۵ جناب سید ابو الظہور احمد صاحب
ڈاکٹر میجر ایم اے اویس شاہ صاحب
ع ۳۶۲ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
ع ۱۱۳ مولوی محمد الدین صاحب چشم ساز
ع ۵۴۴ سید حسین صاحب انعام دار
ع ۱۱۴ چوہدری علی بخش صاحب
ع ۲۰۸ چوہدری فضل الٰہی صاحب
ع ۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب ایم۔ اے
ع ۱۹۴ بابو احمد اللہ خاں صاحب
ع ۵۴۲ مولوی عبد الغفار صاحب
ع ۲۶۴ بابو محمد ابراہیم صاحب
ع — حافظ عبد العلی صاحب وکیل
ع ۵۰۳ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور
ع ۲۹۱ عزیزہ بی بی شرف النساء صاحبہ
ع ۲۶۷ جناب سعد اللہ خاں صاحب
ع ۳۱ مولوی غلام رسول صاحب پلیڈر

ع ۱۰۸ حاجی عبد القدیر صاحب احمدی
ع ۶۹۷ میاں عبد الرحیم صاحب دکاندار
ع ۸۰ سیکرٹری صاحب احمدیہ ریڈنگ روم
ع ۲۵۹ مرزا غلام سرور صاحب
ع ۲۵۸ منشی احمد دین صاحب
ع ۲۵۵ حکیم محمد قاسم صاحب
ع ۷۳ کے جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب
ع ۷۲۷ خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب
ع ۴۵ آغا محمد دلاور خاں صاحب
ع ۲۳ اخوانزادہ محمد افضل خاں صاحب
ع ۵۰۵ مرزا احمد بیگ صاحب احمدی
ع ۷ جناب عبد الحمید صاحب
ع ۹ ایس ایس ضیاء الحق صاحب
ع ۲۶۱ جناب شیخ محمد صاحب احمدی
ع ۶۹۰ ایم برکت علی خاں صاحب
ع ۳۰۹ مولوی محمد علی صاحب ناظر
ع ۱۰۳ سید محمد عقیل صاحب احمدی
ع — جناب گل محمد خاں صاحب
ع ۱۸۶ خواجہ غلام نبی صاحب
ع ۲۲۱ مولوی محمد موسیٰ صاحب احمدی
ع — سید الطاف حسین شاہ صاحب
ع ۲۲۹ سید محمد حسین شاہ صاحب

ع ۲۵۲ خواجہ عبد اللہ صاحب
ع ۱۲۸ بابو خوش خاں صاحب
ع ۲۹ ایس محمد امین و فضل کریم صاحبان
ع ۷۸۶ میر اسحاق علی صاحب وکیل
ع ۲۱۷ ماسٹر حسن دین صاحب احمدی
ع ۲۶ منشی محمد یوسف صاحب
ع ۱۳۸ جناب محمد عزیز اللہ صاحب
ع ۱۶۸ مولوی محمد عبد اللہ خاں صاحب
ع ۱۹۳ ڈاکٹر خواج احمد صاحب
ع ۳۶۸ منشی احمد حسین و فضل حسین صاحبان
ع ۷۴ منشی عبد الغفور صاحب احمدی
ع ۶۹۱ منشی محمد علی صاحب گرداور
ع ۲۰۳ منشی دانشمند صاحب احمدی
ع ۸۶ سیٹھ علی محمد و اللہ رکھا صاحبان
ع ۸۹ ڈاکٹر مہر علی صاحب
ع ۱۰۲ بابو فضل دین صاحب
ع ۱۵ اخوانزادہ محمد اکبر خاں صاحب
ع ۵۱ چوہدری عبد المالک صاحب
ع ۷۰۹ خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب
ع ۲۳۸ جناب محمد نواب خاں صاحب
ع ۳۹۱ میسرز فضلی برادرز
ع ۶۹۶ مولوی عبد الرشید صاحب

ع ۳۰۴ مولوی حمید الظفر صاحب بی۔ اے
ع ۷۶۱ ڈاکٹر معراج الدین صاحب
ع ۱۰۴ بابو محمد اسمٰعیل صاحب احمدی
ع ۱۵ شیخ حسن صاحب احمدی
ع ۲۴۹ شیخ عبد اللہ و شیخ غلام محمد صاحبان
ع ۵۳۱ پیر محمد زمان شاہ صاحب پلیڈر
ع — چوہدری محمد حسین صاحب
ع ۶۶۷ میاں عبد العزیز صاحب احمدی
ع ۱۷۵ مولوی صدر الدین صاحب
ع ۷۱۵ سردار محمد علی صاحب بی۔ اے
ع ۱۳ جناب محمد مہدی خاں صاحب
ع ۸ جناب محمد موسیٰ ملیاجی بنگلور
ع ۷۲۵ ڈاکٹر حاجی جے کے احمدی
ع ۲۳۹ ملک عادل شاہ صاحب
ع ۱۶۸ منشی مہر دین صاحب پٹواری نہر
ع ۷۲۱ شیخ محمد عبد اللہ صاحب سکنہ گھوڑہ
ع ۵۳۲ مولوی غلام ربانی صاحب پلیڈر
ع ۵۰ شیخ منظور علی صاحب بٹی کوٹلی
ع ۱۵۶ میاں محمد ہاشم صاحب احمدی
ع ۷۲۴ شیخ عبد الغنی صاحب احمدی
ع ۳۱۸ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
ع — چوہدری مشتاق احمد صاحب

ع ۷۳۰ بابو محمد اعظم صاحب
ع ۹ بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر
منشی لعل خاں صاحب عرائض نویس
ع ۷۱۲ منشی عبد القادر صاحب احمدی
ع ۶۷۹ جناب محمد اکرام خاں صاحب
ع ۱۳۳ ڈاکٹر گوہر دین صاحب
ع ۷۳۱ خان بہادر محمد علی خاں صاحب
ع ۴۴۲ چوہدری محمد یعقوب صاحب
ع ۱۳۶ بابو حبیب الرحمٰن صاحب کمپاؤنڈر
ع ۷۷۱ ملک نادر خاں صاحب
ع ۷۷۵ منشی عبد الحمید صاحب
ع ۷۷۶ شیخ عبد الغنی صاحب
ع ۷۷۷ جناب عبد الجلیل صاحب
ع ۷۷۸ خواجہ ظہور الدین صاحب
ع ۷۸۰ شیخ قدرت اللہ صاحب
ع ۷۸۱ چوہدری بدر الدین احمد صاحب
ع ۷۸۲ سردار امیر محمد خاں صاحب
ع ۷۸۳ بابو عبد الرحیم صاحب
ع ۷۸۴ خان بہادر آصف زمان خاں صاحب
ع ۷۸۵ جناب شرف الدین صاحب
ع ۷۸۶ میر مہدی حسین صاحب
ع ۷۸۷ چوہدری نعمت اللہ خاں صاحب

ع ۷۸۸ چوہدری محمد شفیع صاحب
ع ۷۸۹ خان بہادر چوہدری الحاج شمشیر صاحب
ع ۷۹۰ چوہدری بشارت علی خاں صاحب
ع ۷۹۲ چوہدری نور الدین صاحب
ع ۷۹۳ ملک مولا بخش صاحب
ع ۷۹۹ چوہدری احمد جان صاحب
ع ۸۰۰ چوہدری شاہنواز صاحب
ع ۸۰۱ چوہدری عزیز اللہ صاحب
ع ۸۰۲ میر عبد الجلیل صاحب
ع ۸۰۳ چوہدری فضل الٰہی صاحب
ع ۸۰۴ منشی حاجی محمد صاحب
ع ۸۰۵ چوہدری نظام الدین صاحب
ع ۸۰۶ سید ارشاد علی صاحب
ع ۸۰۷ منشی عبد الحی صاحب
ع ۸۰۸ بابو بشیر احمد صاحب
ع ۸۰۹ راجہ علی محمد خاں صاحب
ع ۸۱۰ ڈاکٹر خیر الدین صاحب
ع ۸۱۱ خواجہ عبد الرحمٰن صاحب
ع ۸۱۲ فقیر محمد عبد اللہ صاحب
ع ۸۱۴ بابو فقیر علی صاحب
ع ۸۱۵ میاں محمد اسمٰعیل صاحب
ع ۸۱۶ بابو محمد سعید صاحب

۸۱۷۔ چوہدری اعظم علی صاحب
۸۱۸۔ حاجی عبداللطیف صاحب
۸۱۹۔ خواجہ عبدالعزیز صاحب
۸۲۰۔ سید زمان شاہ صاحب
۸۲۱۔ میاں محمد بخش صاحب
۸۲۲۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
۸۲۳۔ مولوی نصیرالدین احمد صاحب
۸۲۴۔ ملک خدا بخش صاحب
۸۲۵۔ چوہدری عبداللہ خاں صاحب
۸۲۶۔ چوہدری مبارک احمد صاحب
۸۲۷۔ چوہدری سلطان احمد صاحب
۸۲۸۔ جناب شیر محمد خانصاحب
۸۲۹۔ بابو نصیرالحق خانصاحب
۸۳۱۔ مولوی عبدالرحیم صاحب
۸۳۳۔ جناب سید ظہور احمد شاہ صاحب
۸۳۴۔ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب
۸۳۵۔ جناب مولوی عبدالسبوح صاحب
۸۳۶۔ جناب ماسٹری محمد یوسف صاحب
۸۳۷۔ جناب چوہدری عبدالحی خانصاحب
۸۳۹۔ جناب حافظ سید مختار احمد صاحب
۸۴۰۔ جناب حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب
۸۴۱۔ جناب دوست محمد صاحب مرچنٹ
۸۴۲۔ جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب

آریہ سماجیوں کی خانہ جنگی

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج جماعت احمدیہ سے ہمیشہ خائف رہا ہے۔ کیونکہ اس جماعت کی حق پرستانہ سرگرمیوں اور باطل سوز کامیابیوں میں اس کو اپنی موت نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قوت کا بہت بڑا حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ناکام مخالفت میں صرف ہو رہا ہے۔ آریہ اخبارات اور آریہ مبلغ ہمیشہ ہمارے خلاف زہر چکانی میں مصروف رہتے ہیں۔ چند ماہ سے "پرکاش" اور "آریہ گزٹ" خاص طور پر شور مچا رہے ہیں کہ احمدی بڑے لڑاکو۔ فسادی اور زبان دراز ہیں۔ لیکن آریہ سماجیوں کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ بہتر ہوتا کہ آریہ سماجی اخبارات احمدی جماعتوں کے اختلافات کا بے حد مبالغہ آمیز پروپیگنڈا کرنے سے قبل ذرا اپنے گھر کی حالت پر بھی غور کر لیتے۔

سوامی شردھانند آنجہانی اور مہاتما ہنسراج جی یا مہاتما کرشن اور چوہدری رام بھجدت جی آنجہانی کی لڑائیاں اب کسی قدر پرانی ہو چکی ہیں۔ اور ان لڑائیوں کے دوران میں فریقین نے ایک دوسرے پر جو کیچڑ اچھالا اور شرمناک الزام لگائے۔ وہ آریہ سماج کی تاریخ کا ایک اہم باب بن چکے ہیں۔ اور ہر ایک شخص کو معلوم ہیں۔ اس لئے اُن کا اس جگہ ذکر چنداں ضروری نہیں۔ ہم ان کو دہرانے کی بجائے کچھ تازہ حالات پیش کرتے ہیں۔ ہفتہ وار "آریہ ویر" آریہ سماج کا ایک مشہور اور ذمہ دار اخبار ہے۔ پنڈت ہرچند شرما اس کے ایڈیٹر ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کی اہلیہ کا طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ وہ خود اور اُن کے بچے شدید بیمار رہے۔ انہوں نے اپنی بپتا کی مفصل کیفیت ۳ر جولائی کے "آریہ ویر" میں لکھی ہے۔ "آریہ ویر" کی مہاشہ کرشن سے ان بن ہے۔ شرما جی تو اپنی اہلیہ کے ماتم اور بچوں کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ لیکن مہاشہ کرشن اور اُن کی پارٹی نے شرما جی کی خانہ ویرانی اور علالت سے فائدہ اٹھا کر جو کچھ کیا۔ وہ ان کے اپنے بیان کے مطابق حسب ذیل ہے:۔

"جب سے دینا نگر میں آریہ یووک کانفرنس ہوئی تھی۔ اور آریہ ویر میں اس کے پردھان مہاشہ کرشن کے متعلق کچھ مضمون چھپے تھے۔ اور جب سے آریہ ویر نے آریہ پرتی ندھی سبھا کے اجلاس کے موقعہ پر مہاشہ کرشن کے بجائے کسی دوسرے شخص کو منتری بنانے کے لئے لکھا۔ اور مہاشہ کرشن کے کچھ بل دوگز (کتنے) اور پٹھوؤں نے آریہ ویر کے خلاف جہاد کرنا سماجوں میں پھر پھرا کر بائیکاٹ کرانا اپنا ادیش بنا رکھا ہے۔"

ایک آریہ سماجی لیڈر اپنے بھائی کی علالت اور خانہ ویرانی سے فائدہ اٹھا کر اس کی ذات اور اخبار کے خلاف پروپیگنڈا کرتا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھیوں کو گنتے کھٹکتا ہے۔ یہ آریہ سماجی تہذیب کا ایک معمولی نمونہ ہے اس کے بعد شرما جی بیان کرتے ہیں۔ کہ مہاشہ کرشن کے اخبار "پرکاش" اور ان کے زیر اثر اخبارات آریہ مسافر اور ریفارمر کو ان کی اہلیہ کے انتقال کی خبر بھیجی گئی۔ لیکن انہوں نے نہ خبر چھاپی نہ کوئی تعزیتی نوٹ لکھا۔ بلکہ اظہار ہمدردی و تعزیت کے بجائے "سماجوں میں پھر پھرا کر میرے برخلاف پروپیگنڈا کیا گیا۔ مہاشہ سنت لال ودیارتھی ایڈیٹر ریفارمر اور مہاشہ چرنجی لال پریم ...... نے باہر جا کر خوب منادی کی۔ مہاشہ کرشن کی چیرہ دستیوں کے متعلق شرما جی لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج کا پچھلے سالوں کا اتہاس ناظرین کے سامنے ہے۔ دیکھیں...... اس مہاشہ کرشن اور اس کے پٹھوؤں نے کتنوں کو ذلیل کر کے سماج سے نکالا۔ سوامی درشنانند جی کے ساتھ جو دیوہار انہوں نے کیا کسی سے بھولا ہوا نہیں ہے۔ پنڈت گنپتی شرما کی مرتیو پر لکھا کہ آج ایک کتا مر گیا۔"

کسی کے انتقال پر اظہار ہمدردی و تعزیت نہ کرنا تو خیر دوسری جگہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ لیکن اپنے کسی ہم عقیدہ کی موت پر اس کے متعلق اخبارات میں یہ لکھنا کہ **آج ایک کتا مر گیا**۔ یہ خالص آریہ سماجیوں کی شان ہے۔ انہی کا اخلاق اس کی اجازت دے سکتا ہے۔ یہ ہیں سوامی دیانند اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات کے نتائج۔ سچ ہے درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

یہاں تک تو تقریر و تحریر کا معاملہ تھا۔ اب ذرا ہاتھا پائی کا بھی ایک منظر ملاحظہ فرما لیں۔ شرما جی ہی کا ارشاد ہے:۔

"ابھی پچھلے سال ڈیڑھ سال میں ہی اس لئے کہ میں پنڈت وشوبندھو اور سوامی ستیانند کے سدھانت گھات کا وردوہی (مخالف) تھا۔ انارکلی اور وچھووالی سماج میں مجھے مارا گیا۔ وچھووالی سماج میں تو جان تک کے لینے کی کوشش کی گئی۔ اس بُری طرح گلا گھونٹا گیا۔ کہ اگر ایک سیکنڈ اور نہ چھوٹتا۔ تو پران پکھیرو ہو جاتے (یعنی دم نکل جاتا)"

ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کسی کی عیب شماری اور پردہ دری پسند نہیں۔ لیکن آریہ سماجیوں کی یہ کیفیت ہے۔ کہ جب تک دوسرے سے چند بیتے کی باتیں نہ سن لیں۔ اور اپنی بے عزتی و رسوائی نہ کرا لیں۔ انہیں چین نہیں پڑتا۔ اس لئے مجبوراً اس حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ آریہ سماجیوں کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی ہے۔ ان کے ذمہ دار عہدہ داروں کے اخلاق کی کیفیت تو بہت ہی گھناؤنی ہے۔ چنانچہ آریہ ویر کے ایک مضمون نگار سوامی بھومانند جی سرسوتی ایم اے لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج...... کے بوڑھے بوڑھے لیڈروں میں کوئی بھی آج سنیاس (درویشانہ زندگی) لینے کا خیال سوپن (خواب) میں بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ لیڈری سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ شان جاتی رہے گی...... جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کے مطابق جو پیسے کے زور سے چند اچکوں کی پارٹی بنائے رکھے اس کی بین ہی چلتی ہے۔ وہ ستھتھا ہتھیا سکتا ہے۔ دھن ہڑپ کر سکتا۔ زناکاری کر سکتا ہے

...... بازی کر سکتا ہے۔ اب سارو دیشک سبھا پرادیشک سبھا پرتی ندھی سبھائیں اور آریہ سماجیں سب ہی ہاتھ ملتے کھڑے رہتے ہیں“

ہم ”آریہ گزٹ“ اور ”پرکاش“ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا آریہ سماج کا یہی وہ اتحاد و اتفاق اور بلند اخلاقی ہے۔ جس سے مطمئن ہو کر وہ سلسلہ احمدیہ کے اختلافات پر بغلیں بجایا اور جھوٹا پروپیگنڈا کیا کرتے ہیں؟ کیا اُن کی آنکھیں نور بصارت سے بالکل اسی طرح محروم ہو گئی ہیں۔ جس طرح ان کے دل و دماغ صداقت و رواداری سے کہ ان کو اپنی یہ خانہ جنگیاں اور شرمناک اخلاقی مفاسد نظر نہیں آتے ہو اگر یہی بات ہے۔ تو پھر ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں سہ

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالب
کیا کسی کا گلہ کرے کوئی (ماخوذ)

ہندوؤں کے مقابلہ میں سکھوں کی غیرت کہاں گئی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے امن کا شہزادہ قرار دیا ہے۔ اور دنیا میں مختلف مذاہب و ملل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں باہم نفرت و حقارت کی بجائے محبت اور صلح و آشتی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے آپ نے ایک ایسا سنہری اصل پیش کیا۔ کہ جس پر عمل کرنے سے وہ تمام بغض و عناد مٹ سکتا ہے۔ جو آئے دن ہندوستان میں سر پھٹول کا موجب ہوتا رہتا ہے۔ وہ اصل یہ ہے۔ کہ بانیانِ مذاہب کا احترام کیا جائے۔ اور ان کے متعلق توہین آمیز الفاظ کا استعمال ترک کر دیا جائے۔

جماعت احمدیہ اور مذہبی پیشواؤں کی توہین

ظاہر ہے کہ جب جماعت کی بنیاد میں بانیانِ مذاہب کی عزت و احترام کا جذبہ رکھا گیا ہو۔ وہ اپنے عقیدہ سے مجبور ہونے کی وجہ سے کسی ایسے شخص کی توہین کر ہی نہیں سکتی۔ جسے کوئی قوم یا فرقہ اپنا روحانی یا مذہبی پیشوا تسلیم کرتا ہو۔ اور اس لئے جماعت احمدیہ پر اگر کوئی الزام لگاتا ہے۔ تو یقیناً وہ دنیا کو دھوکا دینے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا نانک رح کے متعلق ہمارا عقیدہ

ایک مسلمان کے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی دولت دولتِ ایمان۔ اور سب سے زیادہ بیش قیمت چیز اسلام ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص اس رستہ پر گامزن نہیں۔ وہ خواہ کس قدر ریاضتیں اور مجاہدات کیوں نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کبھی اس مقصد کو نہیں پا سکتا۔ جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ اور ایک ولی اللہ تھے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ کسی توہین یا تحقیر کے لئے نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کی عزت افزائی کے لئے کہتے ہیں۔ اگر ہمارے اس عقیدہ سے۔ کہ حضرت باوا صاحب مسلمان ولی اللہ تھے۔ آپ کی ہتک مقصود ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ ہمارے نزدیک وہ تمام بزرگ جو تیرہ سو سال میں ولایت کا مقام حاصل کرتے رہے۔ نعوذ باللہ ناپاک اور گمراہ تھے۔ پس ہمارے اس عقیدہ سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ ہم نعوذ باللہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرتے ہیں سخت ناانصافی۔ اور حقائق سے عمداً اغماض ہے:

ہندوؤں کی عیاری

لیکن ہندوستان کے اندر اپنی سیاسی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لئے ہندو سکھوں کی امداد کے کس قدر محتاج ہیں۔ یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے۔ جس پر کچھ لکھنے کی قطعاً حاجت نہیں۔ اور چونکہ ہندو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ان کے بعض مذہبی رہنماؤں نے سکھوں کے بزرگوں کی سخت ترین توہین کا ارتکاب کیا ہے جس کی موجودگی میں وہ اس قوم کو مسلمانوں کے خلاف اپنا آلہ کار نہیں بنا سکتے۔ اس لئے اپنی فطری عیاری سے کام لیتے ہوئے آج کل وہ خصوصیت کے ساتھ سکھوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کر رہے اور ان کے بزرگوں کے ساتھ انتہائی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے نہایت التزام کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف بدیں وجہ اظہار ناپسندیدگی کر رہے ہیں۔ کہ وہ کیوں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان کہتی۔ یا سکھ گوروؤں کے مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتی ہے:

پرکاش کا شر انگیز شذرہ

چنانچہ آریہ اخبار پرکاش (۱۳ رمئی) ”گورو نانک دیو کی توہین“ کے عنوان سے لکھتا ہے:-

”نہ معلوم مرزائی حضرات کا سر کیوں پھر گیا ہے۔ وہ نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ۔ جھٹ دوسرے مذاہب کے بانیوں کو بدنام کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مرزائیوں کا اخبار نور ”حضرت بابا نانک کا مذہب“ کے عنوان سے ذیل کی شر انگیز سطور شایع کرتا ہے“ متعدد مقامات پر یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب حضرت بابا نانک صاحب نے مسلمانوں کے ساتھ السلام علیکم ہی کہا۔ اور رام رام یا ست سری اکال بطور سلام کے کبھی استعمال نہیں کیا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ جناب بابا نانک صاحب کسی مصلحت کے طور پر السلام علیکم کہہ دیا کرتے ہوں“ مذکورہ سطور کو لکھنے کے بعد ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ”نور“ نے گورو نانک دیو کو بدنام کرنے کیلئے ایک بہتان شایع کیا ہے“

پھر ۲ رمئی کے پرچہ میں لکھا ہے:-

”کاش ہمارے مرزائی دوست گورو نانک دیو کو مسلمان مشتہر کرنے کے لئے اس قسم کے شر انگیز پروپیگنڈا سے اجتناب کریں۔ اور مفت میں ہندوؤں اور سکھوں کی دلآزاری نہ کریں“

”بڑے مرزا نے گورو نانک دیو کو مسلمان مشتہر کرنے کی ناپاک کوشش کر کے سکھوں کی دلآزاری کی“

سکھوں کو احمدیوں کے خلاف اشتعال

پھر ۳ رجون کے پرچہ میں ”مرزائیوں کو تنبیہ“ کے عنوان سے ہی سکھوں کا ہمدرد لکھتا ہے:-

”ہم دیر سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ مرزائیوں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ وہ نہ صرف بھگوان کی ہتک

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

KHILAFAT LIBRARY

جناب سردار ابل سنگھ صاحب ایم - اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں - کہ چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی - دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا - اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں - میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے - لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا - وہ پہلے نہیں ہوا تھا - اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں - آپ نے ایسا عمدہ سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے - کیونکہ سچائی سچائی ہے - خواہ کسی کتاب سے ملے - مجھے یقین واثق ہے - کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا - تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں - دور ہو جائینگی - خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے - میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں - کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا - جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں "کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا - لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی - قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے - میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں - بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے - اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں۔"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹکل آفس سبی - (بلوچستان)

لکھتے ہیں "کہ اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت نہیں مل سکتی - کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے - کلیتہً پڑھ سکوں - تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہونچا ہوں - قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے - گو یا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے - قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنے جملے ملتے ہیں - جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں - مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے - اس کے معنے ہیں - کہ اگر اللہ کو منظور رہے تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے - جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر بھی چڑھ گیا ہے - بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں - کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو - ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے - کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے - تا کہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے - مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا - میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے - کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو - تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔"

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں - چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے - یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے - پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں - کیا خوبی ہے - کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو - اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو - تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہو گی - بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے - جو سونے پر سہاگہ ہے - خداوند کرے - کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں - تا کہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو -

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی - جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے - تا کہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں - اور اس کی زد سے بچ جائیں - یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان بھی سن سکیں گے - مجھے یاد ہے - کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا - اس کے باہر ایک مسجد تھی - جب اذان کا وقت ہوا - تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی - کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر آج نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں - میں اس وقت گو بے سمجھ تھا - مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا - اور حیران تھا - کہ اذان میں شائد ملا گالیاں نکالتا ہوگا - جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے - جب میں نے ہوش سنبھالا - اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا - تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - اب شیخ صاحب کی مہربانی - کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے - اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی - ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو - وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے - اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے - یہ سب جہالت کے رنگ ہیں - میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں - کہ خداوند کریم جمیع حادثاتِ دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے - اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب دیدار سنگھ صاحب گیانی بی - اے (فاضل سکھ مذہب)

ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول تغلوالہ ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں - کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے - بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے - بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے - جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی - کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذبہ اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے - وہ اظہر من الشمس ہے آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی بلا ناغہ تلاوت کرتے چلے آتے ہیں - مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے - جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہی

KHILAFAT LIBRARY

سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دہند ادن تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیگر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کی ہے میری دلی دعا ہے۔ کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے"۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی نمبر ۳ لوسٹ ماسٹر خانپور ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق کے لئے نور خدا کا چشمۂ فیض کھولدیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا ہے۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان سکھ مسلم اتحاد مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ یہ (open facts) (بیّن حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملا دیا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پر اوپکار (سب سے بڑا کارِ خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"۔

جناب بھائی پریتم سنگھ گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از کھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں۔ کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"۔

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس۔ ڈی رحیم یار خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ مگر عربی بھاشا نہیں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب

ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"۔

سردار کرم سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر سنگرور ریاست جیند

سے لکھتے ہیں۔ کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخیر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"۔

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ جو بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو انینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے۔ دوسرا کیا دیگا"۔ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون سنگھ کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کیساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے"۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"۔ نور۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ **صرف دو روپے** (عہ)

یہ ترجمہ جسکے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آرا آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز ۲۰×۲۶ صفحات ۲۸ ۷ کاغذ ولایتی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک۔ ہمارے پاس تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ جو جملہ امراضِ چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛؛

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سُرمہ کو استعمال کرکے اُسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سُرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"؛

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کرچکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پُرلطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال کرنا شروع کردیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ نہایت شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وُہ لکھتا ہے۔ کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وُہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی۔ الحمدللہ۔ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم چہرہ پر بشاشت۔ جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلےٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں"؛

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے خط سے بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لختِ جگر پر بینظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اُسے بچا لیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے پر دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"؛

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوسین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دُنیا میں ایک نئی رُوح پھونک دی ہے۔ مفصل ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعفِ اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے محصولڈاک علاوہ ؛

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر بشیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز کرچکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے"۔ "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمایئے ؛؛

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بناکر زندگی تلخ کردیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے۔ محصولڈاک علاوہ؛

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے۔ ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ؛

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں تپ۔ بخار ہیضہ بدہضمی کیلئے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ؛

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل۔ اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو

کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک؛

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی و دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ؛

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو۔ کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں؟ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاءاللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی قیمت یکصد گولی دو روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ؛

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ؛

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خانصاحب متھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ "کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالےٰ اس نیک ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بےکھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ؛

لگانے کی دوا

اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کے ساتھ اگر اس لگانیوالی دوا سے بیرونی مالش کی جائے۔ تو پھر کیا کہنے۔ سونے پر سہاگہ ہے اور پٹھوں میں بے نظیر طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کیا۔ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ؛

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

ان کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جس میں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ستوتاک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کیخلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے موید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقائد ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے محصولڈاک علاوہ ؛

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بینظیر تحفہ قیمت ۸ر۔ محصولڈاک علاوہ ؛

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سوئر کے روپ میں (۹) ایشور باؤنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑ بوالے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دوا پر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جب کہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اسکی مقبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ صفحات ہے۔ کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے ؛

ضرورت ہے۔ کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے ؛

گلئے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی، گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک مہدی ایک آنہ۔

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (۲/۹) محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء

نور قادیان

ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر مرزا محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۱ر

〃 ششماہی 〃 〃 ۱۲ر

〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ر

〃 امراء سے ۵ر

〃 ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔

۲- غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۹۳۴ء مطابق ۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲

KHILAFAT LIBRARY

میری کتاب ست اوپدیش پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا تبصرہ

"مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کی کتاب ست اوپدیش میں نے پڑھی ہے۔ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی۔ اور اسکے ختم کرنے پر قلب میں نہایت ہی مسرت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اسکے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک رح صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی۔ اور کثرت سے اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں بھی تقسیم کریگی۔ دس کتب آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں۔ اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں۔

خاکسار: مرزا محمود احمد

الحمد للہ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرے ایڈیشن کی طباعت کیلئے مسودہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ اور یہ دوسرا ایڈیشن انشاء اللہ پہلے ایڈیشن سے نسبتاً بہت زیادہ ٹھوس میٹریل کا ذخیرہ اپنے اندر لئے ہوئے ہوگا۔ تبلیغی نقطہ خیال سے اسکی قیمت قریباً اصل لاگت کے ہی ہوگی۔ جن دوستوں کی درخواستیں پہلے آئینگی۔ انہیں دو آنہ فی روپیہ رعایت دی جائیگی۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں۔ **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور**

میری کتاب آریہ مذہب کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارشاد مبارک

یہ کتاب سنہ ۱۹۲۳ء میں جبکہ ملکانہ میں فتنہ ارتداد نہایت زوروں پر تھا۔ اسکے ازالہ کے لئے لکھی گئی تھی بعد از ملاحظہ حضور نے اس کتاب کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ "آریہ مت کا موجودہ فتنہ جس قسم کی شورش کا موجب ہوا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ جسکے سینکڑوں آدمی ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر اس نبیوں اور بزرگوں کی ہتک کرنے والی بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان کو انسان سے بھی محدود کرنے والے فرقہ کی غلط بیانیوں کا ازالہ کرنے میں مشغول ہیں۔ ضروری ہے۔ کہ اس فرقہ کے عقائد سے اسکے حالات سے پوری طرح واقفیت حاصل کی جائے کہ اسکے بغیر پوری طرح اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے نہایت محنت سے ایک کتاب "آریہ مذہب کی حقیقت" لکھی ہے۔ جو امید ہے کہ اس فرقہ کی حالت سے خبردار کرنے اور اس کے اعتراضوں کے دفعیہ کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔ پس میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں۔ اور دوسروں میں بھی مفت شائع کریں تا لوگ اس زہر سے بچیں اور دوسروں کو بچا سکیں"۔

پہلا ایڈیشن اس کا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ پہلا ایڈیشن اسّی صفحات کا تھا۔ اور ان دنوں کاغذ وغیرہ بہت گراں تھا۔ اسلئے قیمت ایک روپیہ رکھی گئی تھی۔ یہ دوسرا ایڈیشن جس کے ایک سو صفحات ہیں۔ اور اپنے اندر پہلے ایڈیشن کی نسبت معلومات کا زیادہ ذخیرہ رکھتا ہے باوجود اس قدر صفحات کے قیمت برائے نام یعنی پانچ آنے فی نسخہ مقرر کی گئی ہے جو اصل لاگت ہے۔

ملنے کا پتہ:- **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

(گلزار محمدی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حمید پرنٹر چھپا اور مرزا محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانیوالا

واحد اخبار

نور

یهدی الله لنوره من یشاء

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۔۔۔ تے ر

چندہ ششماہی ۔۔۔ ر ر ۔۔۔ ۱۲ آ

سالانہ سرپرستوں سے ۔۔۔ ۵

امراء سے سالانہ ۔۔۔ ۵ ر

چندہ سالانہ ممالک غیر سے

آٹھ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا (۴) راعی ورعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا

ایڈیٹر:۔ سردار محمد یوسف

جو ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۱۹	قادیان دارالامان ۳ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ	جلد ۲۳

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق ایک معزز سکھ سردار کی رائے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور مبلغ جناب شیخ غلام احمد صاحب کا ایک خط

جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مالیر کوٹلہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اخی المکرم سلمہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بفضلہ تعالیٰ آپ صحت وعافیت سے ہونگے۔ میں نے آپ کا گورمکھی ترجمہ قرآن کریم کا ایک نسخہ سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ کے لئے منگوایا۔ بعد از مطالعہ سردار صاحب موصوف آپ کے اس ترجمہ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ اور آپکی خداداد لیاقت کا ان پر بہت اثر ہوا ہے۔ آپ کی جانفشانی اور محنت کے بہت قدر دان ہیں۔ سردار صاحب موصوف عرصہ پچاس سال سے میرے مخلص دوست ہیں اور بی۔ اے ہیں۔ اور بہت سلجھے ہوئے خیالات کے ہیں"

نور یہ اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس نے فرقان پاک کے گورمکھی ترجمہ کو یہ قبولیت بخشی۔ دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ فرقان کریم کے ہندی ترجمہ کو بھی قبول فرمائے۔ جو زیر طبع ہے۔

ایک معزز سکھ سردار کا خط

ایک عالم سکھ سردار جن کا نام فی الحال مصلحتاً صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے اپنے ایک والا نامہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

میرے مہربان اور بزرگ! ست سری اکال۔ جب سے میں آپ کی صحبت سے محروم ہو کر جانب ... روانہ ہوا تو اس وقت کی اضطرابی کے عالم کا کیا کہنا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی ایسی کیمیا کشش تھی۔ جو مجھے خواہ مخواہ قادیان کی طرف کھینچ رہی تھی۔ نامعلوم یہ قادیان کی کیا خصوصیت ہے کہ بھولے بھٹکے مسافر کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ یہ راز کچھ آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ میرے فراخدل محسن! میں آپکا کیسے شکریہ ادا کروں۔ آپکی بے تکلفی۔ شیریں کلامی خوش اخلاقی واقعی ایک جادو اور پر تاثیر سحر تھا۔ جس نے دل پر خاص اثر کیا۔ اور میرا یہ لکھنا بھی اسی اثر کا ہی نتیجہ ہے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ایک عریضہ لکھا ہے۔ قادیان سے گاڑی پر سوار ہو کر جب بٹالہ سٹیشن پر پہنچا وہاں ایک احمدی صاحب نے مجھ سے گفتگو کی اور چند منٹ کے لئے انہوں نے کتاب "کلمۂ مسلم اتحاد" پڑھنے کے لئے لی۔ اور بعد میں نہ ہی ان کو واپس کرنے کا خیال رہا۔ اور نہ ہی مجھے۔ اسلئے وہ نسخہ اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اگر آپ وہ نسخہ دوبارہ بھیجنے کی تکلیف گوارا فرما سکیں تو میں مشکور رہوں گا۔ امید کہ جلد ہی کسی روز پھر حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوں گا!!

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام احمد پرنٹر چھپا۔ اور مرزا محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY

اسلام اور پیغمبر اسلام کے حضور میں ہندو اکابر کی نذرِ عقیدت

KHILAFAT LIBRARY

(۱) میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں۔ اور اس کی تعلیم کے بعض حصص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے رجال عظیم میں سے سمجھتا ہوں آپ کی سوشل اور پولیٹیکل تعلیم کا مداح ہوں۔

(لالا لاجپت رائے آنجہانی)

(۲) اسلام نے اخوت اور برادرانہ روابط پر جس قدر زور دیا۔ اور جس شد و مد سے وہ اس پر عمل پیرا ہوا۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا رواج موجود نہیں۔ یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی ہی کا نتیجہ تھا۔ جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ اسلام نے سیاسی طور پر بنی نوع انسان کو اتنے حقوق عطا کئے۔ جو رومیوں اور دیگر اقوام نے صدیوں میں بھی اپنی رعایا کو نہ دیئے تھے۔ اسلام نے ٹیکس محدود کر دیا قانوناً سب انسانوں کو ایک دوسرے کے مساوی بنا دیا۔ حکومت خود اختیاری کے اصول رائج کئے۔ بادشاہوں کے اختیارات پر پابندیاں عاید کر دیں۔

(بابو بپن چندر پال)

(۳) میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں۔ لیکن میں نے ہندو عیسائی اور اسلامی مذاہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ اور ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں۔ کہ میری رائے میں جس مذہب کو اخوت باہمی اخلاق تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔ وہ تمام مذاہب کا سرتاج اسلام ہے۔ اچھوت پن کی لعنت کو دور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے۔ پیغمبر اسلام (صلعم) تمام اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے۔ مسلمان فطرتاً [illegible] نیت پسند واقع ہوئے ہیں۔ بخلاف ازیں ہندو مادی ترقی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ ان کی تمام خصلتیں نمائشی ہیں۔ اور میری پیشگوئی ہے۔ کہ اگر ہندو سوسائیٹی کا یہی طرز عمل رہا۔ تو ہندو قوم دو صدیوں کے اندر صفحہ ہستی سے محو ہو جائے گی۔ اور بنی نوع انسان کا بیشتر حصہ دین فطرت کا پیرو ہو جائیگا میری دلی خواہش ہے۔ کہ خداوند کریم میری پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور اسلام کے جھنڈے تلے لا کر بنی نوع انسان کی تمام تکالیف کو دور کرے۔

(شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد رئیس اعظم۔ الہ آباد)

(۴) حضرت محمد صاحب نے فی الحقیقت اس زمانہ کے تاریک عرب میں ہدایت کا ایک لیمپ روشن کر کے رکھ دیا۔ بلاشبہ محمد صاحب (صلعم) نے وحدت کی تعلیم دی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ آپ نے اخوت کی ایک حیرت انگیز نہر چلا دی۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے سخت تکالیف اور مصائب برداشت کئے۔

(ایڈیٹر اخبار جندر)

(۵) اسلام انسانی مساوات کا نہایت مکمل سلسلہ ہے۔

(سی۔ پی۔ رائے)

(۶) اگر حالات کو پیش نظر رکھا جائے۔ اور ان اقوام کی طبیعت کو ذہن میں رکھا جائے۔ جن میں پیغمبر اسلام نے کام کیا تو کہنا پڑے گا۔ کہ پیغمبر اسلام نے کیا سے کیا کر دیا۔ اس زمانہ میں متعدد خداؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی واحدنیت پیش کی۔ یہ وحدانیت ایک طرف ایرانیوں دوسری طرف عیسائیوں اور تیسری طرف عربوں کے عقائد کے خلاف تھی۔ اور ان حالات میں پیغمبر اسلام نے سب سے پہلے عربوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا شاندار تخیل پیش کیا تھا۔ پیغمبر اسلام نے جو مذہب پیش کیا۔ وہ رواداری کا مذہب تھا۔ ضروری ہے۔ کہ غیر مسلم اس مذہب کی صداقت کو محسوس کریں۔ تاکہ مختلف اقوام ہند امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

(مسٹر ستیہ مورتی)

(۷) جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ پیغمبر اسلام کا غیر متزلزل یقین خدا پر تھا۔ اور پھر انہوں نے جس طاقتور جذبۂ عمل کا جو ثبوت پیش کیا اور انسانوں کے درمیان مساوات کے معاملہ میں جس قدر زور دیا۔ ان کے ان اوصاف نے ہمیشہ میرے اندر ایک روح پیدا کی ہے۔ اس لئے میں نہایت خلوص کیساتھ عقیدت کے پھول پیش کرتا ہوں۔

(لالہ دیوان چند شرما پرنسپل دیانند کالج لاہور)

میرا نیا مکان اور میرے دوست

۱۷ ر جولائی کے پرچہ میں میرے نئے مکان کی تکمیل کی خبر پاکر دوست و احباب نے مجھے جو کثرت سے مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں۔ ان سب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور اس کے لئے میں اللہ کریم کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں تھوڑا ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے ایسے مخلص دوست عطا فرمائے۔

جناب مرزا ظہیر الدین صاحب طالبؔ نے نہایت محبت سے ایک قطعہ لکھکر بھیجا ہے۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ اسے عمارت پر کندہ کرایا جائے۔ میں ان کی اس خواہش کو جو اخلاص اور محبت پر مبنی ہے۔ انشاء اللہ جلد پورا کروں گا۔ اور فی الحال میں اسے نہایت شکریہ سے اخبار میں درج کرتا ہوں ؎

قصرِ یوسف کی تجلّی جو ضیا پاش ہوئی ٭ تہنیت ریز فضاؤں میں صدا گونج گئی

نظر آیا یہ نوشتہ مجھے با خطِ جلی ٭ ہٰذا من فضلِ کریم الضعفا لم یزلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

اخبار نور قادیان ۔

کہلانے والے اچھوتوں کیلئے محبت بھرا پیغام

اس وقت جناب گاندھی جی جو اچھوتوں کی اصلاح کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ بسا غنیمت ہے۔ اور اس کے لئے میں گاندھی جی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اس وقت کہلانے والے اچھوتوں کو ایک سوسائٹی نے ایسا بنا دیا ہے۔ کہ باوجود انسان ہونے کے اُن کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر کر دی گئی ہو۔ اور ایسی پسماندہ اور راندہ قوم کے لئے جو شخص بھی کوشش کرے وہ قابل ستائش ہے۔ مضائقہ نہیں۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی گاندھی جی کی نیت پر مجھے کوئی شبہ نہیں۔ مگر بہتر اسکے کہ گاندھی جی اچھوت اقوام کے لئے براہ راست کوئی ایکشن لیتے۔ یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ کہ اچھوت اقوام کے متعلق ہندو شاستروں میں جو تعلیم . . . مثلاً منوسمرتی وغیرہ میں پائی جاتی ہے گاندھی جی ہندوؤں کو مجبور کرتے کہ سب سے پہلے اچھوتوں کے متعلق شاستروں میں جو یہ تعلیم ہے جس کی موجودگی نے انسانوں کو حیوانوں سے بھی گیا گذرا بنا دیا ہے اسے دُور کیا جائے۔ کیونکہ جب تک بانس ہے بانسریاں بنتی ہی رہیں گی۔ بہتر ہو۔ کہ نہ بانس ہو اور نہ بانسری بجے۔ اگر گاندھی جی اس تعلیم کی موجودگی میں اچھوتوں کے لئے کوشش کرینگے۔ تو یقیناً وہ کوشش ایسی ہی ہوگی جیسا کہ آگ کو بجھانے کے لئے اُسے دبا دیا جائے۔ یا زخمی ٹانگ پر کوئی خوبصورت کپڑا پہن کر یہ سمجھ لیا جائے کہ میری ٹانگ پر کوئی زخم نہیں ہے۔ ہاں دیکھنے والا یہ دھوکا کھا سکتا ہے۔ کہ زخم نہیں ہے۔ مگر زخم خوردہ بخوبی سمجھتا ہے کہ وہ دیکھنے والا دھوکے میں ہے۔ اگر وہ یہ نہیں سمجھتا۔ تو وہ خود دھوکا میں ہے۔ مناسب ہے کہ خود اچھوت کہلانے والے بھی گاندھی جی کے سامنے یہ سوال رکھیں۔ کہ ایک یا دو ہندوؤں کے دروازے کھول دینے سے ہمارے مشکلات دور نہیں ہو سکتے۔ جب تک منو کی تعلیم کو دور نہ کیا جائے۔ کیونکہ بیماری کے جرمز کی موجودگی میں بیماری کے عود کرنے کا ہر وقت احتمال ہے۔ اگر ہندو صاحبان اچھوتوں کے متعلق اپنے شاستروں سے وہ احکام دور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ تو پھر اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ہندو شودروں کو انسانی حقوق یا آزادی دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتے ؞

ہو سکتا ہے۔ کہ میرے بعض مسلمان دوستوں کو یہ علم نہ ہو کہ ہندوؤں کے شاستروں میں اچھوتوں کے لئے کیا کچھ درج ہے۔ درج تو بہت کچھ ہے۔ مگر میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر آپ لوگوں کے سامنے ہندو شاستروں کے چند اقوال رکھتا ہوں۔

منو ادھیائے ایک شلوک ۹۱ میں یہ درج ہے:۔ کہ

"شودروں کا ایک ہی کام ہے۔ وہ یہ کہ برہمن کھشتری ویشوں کی سچے دل سے خدمت کرنا"

پھر منو ادھیائے ۲ شلوک ۳۲ میں یہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"شودر کے نام کے ساتھ لفظ داس (غلام) آنا چاہیئے"

پھر منو ادھیائے چودہ شلوک ۴۹ میں یہ درج ہے

"جو شخص شودر کو دھرم کا اپدیش کرتا ہے۔ وہ مع اس شودر کے بہت برے نرگ میں دوزخ میں دھکیلا جاتا ہے"

پھر منو ادھیائے ۱۰ شلوک میں ہے۔ کہ "شودر کے کان میں علم کی بھنک بھی نہ پڑے"

پھر منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۲ میں یہ درج ہے۔

"جو شودر براہمن کو دھرم کا اپدیش کرے۔ اس کے منہ اور کان میں گرم تیل راجہ ڈال دے"

پھر منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱ میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"جو شودر بلند آواز سے برہمن وغیرہ کے نام کو در ذات کہے تو اس کے منہ میں بارہ انگل کی لوہے کی جلتی سلاخ ڈالدینی چاہیئے"

اسی پر بس نہیں اور ملاحظہ کیجئے۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۱ میں یہ لکھا ہے۔ کہ:۔ "شودر اگر برہمن کھشتری یا ویش کے ساتھ ایک جگہ پر بیٹھ جائے۔ تو اس کی کمر میں نشان کر کے یا اس کی سرین کاٹ کر کہ وہ مرنے نہ پائے باہر نکال دو"

پھر منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۹ پر یہ درج ہے کہ "اگر شودر دولت جمع کرے۔ تو راجہ اس کی دولت چھین کر اس کو ملک سے باہر نکال دے"

یہ تو دریا میں سے ایک قطرہ ہے۔ اگر شودروں کے متعلق سب احکام اور تعلیم اور اس کے عملی نتائج کو دوستوں کے سامنے رکھا جائے۔ تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔ اب اس تعلیم کی موجودگی میں جناب گاندھی جی خواہ لاکھ کوشش کریں۔ وہ کبھی بھی شودروں کے متعلق اس ذہنیت کو نہیں بدل سکتے۔ ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ وقتی طور پر یہ ذہنیت کچھ ماند پڑ جائے۔ مگر موقع پا کر یہ ضرور اپنے اصلی روپ میں آئیگی۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہندو شاستروں میں سے ایسی تعلیم کو قطعی نکال دیا جائے۔ اور اس کے لئے کہلانے والے اچھوتوں کو مہاتما گاندھی پر زور دینا چاہیئے کہ وہ اگر درحقیقت ہمارے ہوا خواہ ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ہمارے لئے چند مندروں کے دروازے کھلوائیں۔ جو آج کھل سکتے اور کل بند بھی ہو سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ وہ ہندو شاستروں سے اس جابر اور انسان کش تعلیم کو دور کرائیں۔

اگر اس تعلیم کے دور کرانے میں جناب گاندھی جی کامیاب ہو سکیں۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ یہ شودروں کی حقیقی ہمدردی ہے ورنہ گاندھی جی کی یہ موجودہ تحریک ایک مصلحت وقت اور سیاسی رُو سے بڑھکر اور کوئی حقیقت نہیں اور سیاسی رنگ میں کامیاب ہونے کے لئے اچھوتوں کے ہاتھ میں یہ ایک ایسا کھلونا دے دیا گیا ہے۔ جس سے وہ زیادہ دیر کے لئے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

میں اچھوت کہلانے والوں کی ہمدردی کو مد نظر رکھکر

KHILAFAT LIBRARY

اس سے یہ کہوں گا۔ کہ وہ میری اس گذارش پر جو سراسر ان کی بہتری کے لئے ہے۔ توجہ کریں۔ اور جناب گاندھی یا اس قسم کے دوسرے اچھوتوں کی خیر خواہی کا دم بھرنے والوں سے یہ ضرور کہیں۔ نہ صرف کہیں۔ بلکہ زور ڈالیں۔ کہ ہندو شاستروں سے ایسے احکام خارج کروائیں۔ ورنہ بغیر اس کے اس جدّو جہد اس ہمدردی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور یہ ہمدردی ٹھیک ایسے ڈاکٹر کی ہمدردی کی طرح ہے۔ جو پھوڑے سے پیپ وغیرہ نکالنے کی بجائے پیار سے صرف پھوڑے پر ہاتھ پھیر دے۔ اور کہہ دے۔ کہ اب یہ پھوڑا اچھا ہو جائیگا۔

مجھے جو اچھوتوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی ہے میں اس کی بنا پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اگر اچھوت درحقیقت تمدنی اور روحانی حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ سوسائٹی میں مساوات لینا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ اسلامی تعلیم اچھوت کش ہے۔ اسلام میں کوئی شودر نہیں۔ اور کوئی اچھوت نہیں۔ سب بھائی بھائی ہیں۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی تم میں وہی معزز ہے۔ جو پرہیزگار ہے۔ سبحان اللہ کیسی معقول تعلیم ہے۔ جس میں شرافت کا شمار ذات پر نہیں۔ بلکہ صفات پر ہے۔ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ وہ بھائی ہے۔ ایک قدیم مسلمان اور ایک نومسلم میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ کئی ایک جہت سے نومسلم کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لہذا اچھوتوں کی ہمدردی اور ان کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اگر کہلانے والے اچھوت واقعی انسانی حقوق لینا چاہتے ہیں تو انہیں اسلام کا دامن پکڑنا پڑے گا۔ خواہ وہ آج پکڑیں یا کل مگر زیادہ اچھا یہی ہے۔ کہ جس کام کو کل کرنا ہو۔ اُسے آج ہی کر لیا جائے ؛

شذرات

مضائقہ نہیں

ہمارے ۱۰ر جولائی کے پرچہ میں "چار ماہ کا مجاہد" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں برادرانہ رنگ کی بنا پر یہ کہا تھا۔ کہ "میری اخلاقی مدد تک بھی نہیں کی گئی"۔ اس پر ۲۹ر جولائی کا آریہ مسافر لکھتا ہے۔ کہ:۔

"اگر ہم سے پوچھا جائے۔ تو ہم شیخ صاحب سے یہی کہیں گے۔ کہ صاحب پانی کی نسبت خون زیادہ گاڑھا ہوتا ہے۔ شیخ صاحب سکھوں میں سے آئے ہوئے ایک نومسلم ہیں۔ بخلاف اس کے وہ شریر لڑکا جنم کا مسلمان ہوگا۔ بس یہی نسلی امتیاز شیخ صاحب کی امداد میں سدِّ راہ ہوا ہے۔ لطف یہ ہے۔ کہ اس پر بھی مسلمان مولانا۔ اسلامی اخوت کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں ہے برعکس نہند نام زنگی کافور اسے ہی کہتے ہیں"۔

ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر کو یہ غلطی لگی۔ اگرچہ ٹٹ پونجیوں نے ایک یا دوسرے شخص کے بہکانے پر میرے خلاف جھوٹی گواہی دی۔ تو اس کے لئے قوم پر حرف نہیں آسکتا۔ الحمد للہ کیا احمدیوں میں اور کیا غیر احمدیوں میں بکثرت میرے ایسے کرمفرما موجود ہیں۔ جن پر میں بجا فخر کر سکتا ہوں۔ جن میں سے بعض کہ میرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرینگے۔ بعض بہت بڑی پوزیشنوں کے مالک بھی ہیں اور بفرض محال اگر سب مسلمان خدانخواستہ میرے برخلاف بھی ہو جائیں۔ تو بحیثیت بھائی ہونے کے مجھے ان پر ایک گونہ گلا تو ضرور ہوگا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلامی تعلیم اور اسلامی صداقت میں کوئی کلام ہے۔ صداقت بہرحال صداقت ہے۔ اور میں نے صداقت کو صداقت کی خاطر قبول کیا ہے۔ ہاں یہ ایک فطرتی تقاضا ہے۔ کہ جس سوسائٹی میں انسان رہتا ہے۔ اس کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ واجبی ہمدردی کی جائے۔

اس برتے پر تتا پانی

۲۹ر جولائی کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"وفضیلت کی بنا پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ جن مندروں اور کنوؤں میں داخل ہونے اور جل بھرنے کی اجازت مہاتما جی کے برت کے دنوں میں سناتن دھرمیوں نے دی تھی۔ انہیں گنگا جل سے دھویا گیا۔ اور کنوؤں میں گنگا جل ڈالا گیا۔ پھر اس کے بعد ان مندروں اور کنوؤں پر اچھوتوں کو نہیں چڑھنے دیا گیا"۔

کیا اس وطیرہ پر آریہ سماج یا گاندھی جی اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کا دم بھرتے ہیں۔ مجھے آریوں یا گاندھی جی پر اتنا تعجب نہیں۔ جتنا تعجب خود اچھوتوں پر آ رہا ہے۔ اور انہیں کس طرح یہ یقین ہو رہا ہے۔ کہ ہندو اور تو اور ابتدائی انسانی حقوق بھی انہیں دے سکیں گے۔ اچھوتوں کے مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہی ہے ؛

سوامی دیانند اور پردہ

سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے نمایاں فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ لڑکیوں کے مدرسہ میں مرد۔ اور لڑکوں کے مدرسہ میں عورت داخل ہونے نہ پائے۔ دیدار اور مس سے پرہیز ہونا چاہیئے"۔

اس سے بڑھکر اور کیا پردہ کی تاکید ہو سکتی ہے۔ اب پردہ تو دور کی بات رہی۔ آریہ پریس اس بات کا حامی بن رہا ہے۔ کہ شریف لڑکیوں کے ناچ میں بھی کوئی مضائقہ نہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ۲۰ر جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"اگر شریف لڑکیاں ایکٹریسیں بننا چاہیں۔ تو روکنا نہ چاہیئے۔ اور شریف لڑکیوں کو اس صنعت پر قابو حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ شریف لڑکیوں کے بگڑنے کا موقعہ نہ رہے یا بہت کم رہ جائے"۔

ہو سکتا ہے۔ کہ مغرب میں عورتوں کا ناچ صنعت کی ذیل میں آسکتا ہو۔ مگر مشرقی نقطۂ نگاہ اس کا حامی نہیں۔ مجھے تو اندیشہ ہے۔ کہ کہیں اس قماش کا پریس کسی وقت ڈاکہ اور چوری اور اس سے بھی آگے کئی ایک اور باتوں کو بھی صنعت کی ذیل میں نہ لے آئے۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ اس کے جواز میں یہ دلیل دی جاتی ہے۔ کہ اس سے بگڑنے کا موقعہ نہیں رہیگا غالباً ایسے ہی موقعہ پر حافظ شیرازیؒ نے یہ شعر کہا ہوگا

ے درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہٴ
باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

KHILAFAT LIBRARY

یہ کیسا اچھوت ادھار ہے

۴ر اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"موضع کانگڑہ تحصیل اُونہ (ضلع ہوشیارپور) کے ہندوؤں نے ایک عام جلسہ کر کے کبیر پنتھی آریوں کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ وہ تالاب سے پانی لے کر باہر نہایا کریں اور گاؤں کے کنوؤں سے پانی نہ بھریں۔ اگر وہ ایسا نہ کرینگے۔ تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائیگی۔"

واہ وا یہ کیسا اچھوت ادھار ہے۔ اور جناب گاندھی جی کی تعلیم کا کیسا زبردست اثر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر کسی کا ذکر کرنا خواہ وہ کتنی ہی بڑی سے بڑی ہستی کیوں نہ ہو۔ میں اسے سوئے ادبی سمجھتا ہوں۔ مگر پبلک کی آگاہی اور رسالت مآب کے روحانی اثر اور جذبہ کے اظہار کے لئے بعض اوقات ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ حضور پُر نور نے جب مسلمانوں پر شراب حرام کی۔ تو یکدم سب مسلمانوں نے شراب کے مٹکے پھوڑ دیئے۔ اور شہر کے گلی کوچوں میں شراب اس طرح بہ رہی تھی۔ جس طرح موسلا دھار بارش سے پرنالے بہتے ہیں۔ حالانکہ اہل عرب شراب کے اس قدر عادی ہو چکے تھے۔ کہ شراب ان کی گھٹی میں پڑ چکی تھی۔ اور وہ پانی کی طرح شراب کا استعمال کرتے تھے۔ ہندو پبلک نوٹ کر لے۔ اور گاندھی جی بھی لکھ رکھیں۔ کہ اگر اچھوتوں کو کوئی مذہب یا قوم جذب کر سکتی ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے جہاں نہ کوئی شودر ہے نہ برہمن۔ گاندھی جی اگر حقیقتاً اچھوتوں کے حامی ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اچھوتوں کو صاف الفاظ میں یہ کہدیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

مہاتماجی کی روزانہ خوراک

لوگوں کو یہ معلوم کرنے کا بہت اشتیاق تھا۔ کہ مہاتماجی کی خوراک کیا ہے۔ اور وہ کس کس وقت کھانا کھاتے ہیں۔ لوگوں کے اس اشتیاق کو پورا کرنے کے لئے پرتاپ کے نامہ نگار نے مہاتماجی کی خوراک کی تفاصیل معلوم کی ہیں۔ جنہیں ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

۴ بجے صبح ۔ ایک پونڈ گرم پانی۔ ۲ چمچے شہد ۔ ۲۰ گرین سوڈا بائی کارب + $5\frac{1}{2}$ بجے صبح ایک پونڈ بکری کا دودھ ایک پونڈ تازہ انگور + ۸ بجے صبح ایک پونڈ گرم پانی ۔ ۲ چمچے شہد۔ ۲۰ گرین سوڈا بائی کارب + $10\frac{1}{2}$ بجے صبح۔ ایک پونڈ سبزی۔ ایک پونڈ آم کا رس۔ $\frac{1}{4}$ پونڈ تازہ انگور + $5\frac{1}{4}$ بجے شام ایک پونڈ سبزی۔ ایک پونڈ آم کا رس۔ ایک پونڈ تازہ انگور۔ آپ ۹ بجے رات کو سوتے ہیں اور تین بجے اٹھتے ہیں۔

اس خوراک کو میں سادہ خوراک نہیں کہہ سکتا مسلمانوں میں ایسے بڑے سے بڑے بزرگ ملتے ہیں۔ جو باوجود صاحب ثروت ہونے کے صرف نانِ جویں پر اپنی گذر کرتے ہیں

ہندوستان میں ہر سال ملیریا سے دس لاکھ آدمی مرتے ہیں

۴ر اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ملیریا سے ہر سال اس ملک میں کم از کم دس لاکھ آدمی جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ یہ عوام کی طاقت اور قوت بردباری کو زائل کر دیتا ہے۔ سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے اس کی بدولت ہندوستان کو تقریباً تین کروڑ روپے کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔"

اگر مناسب احتیاط سے کام لیا جائے۔ تو ہم ملیریا سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ وبا مچھروں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ اس کے لئے مچھر دانی کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ قبض کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اور نور اینڈ سنز کی ساختہ مشہور دوائی اکسیر البدن رجسٹرڈ اس کے لئے خصوصیت سے بہت مفید تسلیم کی گئی ہے۔ چنانچہ جناب شیخ فخرالدین صاحب زمیندار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا ۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی ۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیج دیجیئے۔"

اکسیر البدن میں یہ بڑی بھاری خوبی ہے۔ کہ یہ علاوہ عام کمزوری کے دور کرنے کے ملیریا بخار سے محفوظ رکھتی اور چڑھے ہوئے بخار کو اتارتی ۔ اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو بہت جلد دور کر دیتی ہے ۔ ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان۔ پنجاب۔

گاندھی جی اور پولیس کی ضرورت کا اعتراف

۲۴ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"مہاتماجی (گاندھی جی) نے زاں بعد دوران تقریر میں پولیس کے ضروری انتظامات پر شکریہ ادا کیا۔ مگر اس بات کا گلہ بھی کیا۔ کہ اگر سناتنیوں اور ہریجن ادھار کے حامیوں میں ضبط اور تحمل کی سپرٹ آجائے۔ تو پولیس کی ضرورت اصولاً نہ رہے۔"

ہندوستان جیسے جذباتی ملک میں ضبط کی سپرٹ کا آنا ابھی دور کی بات ہے۔ بہرحال اس تھوڑے عرصہ میں جناب گاندھی جی کو یہ علم ہو گیا ہوگا۔ کہ اس ملک کے لئے پولیس کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس صورت میں عدم تعاون کرنا دیدہ دانستہ اس کی برکات اور فوائد سے محروم ہونا ہے۔

کیا سوراج لینے کے یہی لچھن ہیں؟

گذشتہ دنوں امرت سر میں جو کانگریسیوں میں تو تو میں میں اور ہاتھا پائی ہوئی اس کے متعلق ۲۴ر جولائی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"آدمی حیران ہو کر سوچتا ہے۔ کہ کیا انہی لوگوں کے بل بوتے پر ہم سوراج لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا اگر ہماری ذہنیت یہی رہی جو آج کل ہے۔ تو اس وقت سوراج مل جانے پر بھی امن قائم رکھنے کے لئے برطانوی پولیس کی ضرورت نہیں ہوگی؟ کیا رجعت پسند انگریز جو آئے دن یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستانی اپنا انتظام کرنے کے ناقابل ہیں۔ حق بجانب نہیں ہیں؟"

یہی اخبار آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سارے ہندوستان کو دیکھیے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔

کہ پنجاب یوپی - سی - پی اور بنگال میں بھی یہ سپرٹ نہایت تشدد کے ساتھ موجود ہے"۔

اس پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ اگر ہندوستانی چاہتے ہیں۔ کہ وہ سوراج کی نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ تو انہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس قابل بنانا چاہیئے اور بغیر ایثار کے اس قابلیت کا پیدا ہونا بہت مشکل ہے

KHILAFAT LIBRARY

یہ خوبیاں صرف اسلام میں ہیں

راجہ مہندر پرتاپ کی ایک چٹھی ۱۷ر جولائی کے ملاپ میں طبع ہوئی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ:-

"مجھے ایک ایسے عالمگیر راستہ کی ضرورت ہے۔ جس کی تنظیم کی بنیاد۔ انصاف۔ رواداری اور برادرانہ مساوات پر رکھی گئی ہو"

میرا یہ کہدینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو دنیا کو انصاف۔ رواداری اور برادرانہ اخوت کی نعمتوں سے مالا مال کر سکتا ہے۔ اگر دنیا عملی رنگ میں ان برکات سے مستفیض ہونا چاہتی ہے تو اس کے لئے صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اسلام کا دامن پکڑ لے۔

ہندو سوسائٹی میں عورت کا درجہ

آج کل سیالکوٹ میں منٹگمری کے ایک نوجوان ہندو بیرسٹر مسٹر آننت رام کے خلاف اپنی بیوی درگا دیوی کے قتل کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ عدالت کے سوال کرنے پر کہ درگا دیوی کی بیماری کے وقت اسکے والدین کو کیوں نہ بلایا گیا۔ اور اسکی موت کے بعد اس کے والدین کا انتظار کئے بغیر اسکی لاش کیوں جلا دی" اسکے جواب میں ملزم کے وکیل نے کہا کہ "ہندو قانون کے مطابق عورت اپنے خاوند کی ذاتی جائداد ہے۔ سر سے لیکر پاؤں تک اس کا خاوند اس کا مالک ہے۔ وہ جس طرح چاہے اسکو استعمال میں لا سکتا ہے۔ ملزم نہ قانونی طور پر نہ مذہبی طور پر اور نہ سوشل طور پر انتظار کرنے کا پابند تھا" ہندو صاحبان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ہندو مذہب میں عورت کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اب اسکی موجودگی میں کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

میں نے یہ معاملہ ذمہ واران کے سپرد کر دیا ہے

میں نے اپنے ۱۷ر جولائی کے پرچہ میں "چار ماہ کا مجاہدہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ اس کے ایک حصہ کے متعلق ایک مقامی معزز معاصر نے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ ایک ہی جگہ سے دو اخبار شائع ہونے والے جن کے اغراض و مقاصد جذبات و احساسات قریباً ایک ہی ہوں۔ بلاشبہ ان میں بھی کسی وقت کسی امر کے متعلق اختلاف کا پیدا ہو جانا ممکنات سے ہے۔ گو میرے پاس میرے حق بجانب ہونے کے لئے کئی ایک ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ جن کی موجودگی میں کوئی بھی معقول پسند انسان ایک طرفۃ العین کے لئے بھی انکار نہیں کر سکیگا۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ کم از کم مجھے جس کی پوزیشن کو نازک بنایا جا رہا ہے اس اختلاف کو ایسی صورت نہیں دینی چاہیئے۔ جو اغیار کی نظروں میں ہماری سبک بنانے کا موجب ہو سکے۔ اور پھر ایک ایسے وقت میں جب کہ ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں۔ جس کے لئے ہمیں باہمی یکجہتی اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے اوقات گرامی میں ایسا مخل ہونا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ حضور کا وقت بہت قیمتی ہے۔ ہاں میں نے ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں لکھ دیا ہے۔ کہ وہ از راہ کرم اسکی تحقیقات فرمائیں۔

بعد از تحقیقات اگر میرا قصور ثابت ہو۔ تو میری طرف سے اجازت ہے۔ کہ مجھے زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے۔ ہاں اگر فریق ثانی کا قصور ہو۔ تو انہیں کم از کم سزا دی جائے۔ کیونکہ آخر وہ میرے بھائی ہیں۔ مضائقہ نہیں کہ وہ مجھے اپنا بھائی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ بعد از تحقیقات میں کوشش کروں گا۔ کہ اس کے نتیجہ سے دوستوں کو بھی آگاہ کر سکوں۔ مگر اس کے لئے میں کوئی پورا وعدہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غالباً اس کے متعلق مجھے ناظر صاحب امور عامہ کی رضامندی کی ضرورت ہو گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کا کام نہایت زور شور سے جاری ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عطا فرمائے۔

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)
(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۳ر اگست ۱۹۳۴ء)

مغلوں کے زمانے میں مسلمانان پنجاب کی حالت

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر مسلمانوں کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا دیکر ان کی قومی اور انفرادی زندگی کا قیام کسی مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ ایک عیسائی قوم کے ہاتھ سے معرض وجود میں لانا چاہتا تھا۔ جو سات سمندر پار کی رہنے والی تھی۔ مسلمانوں کا مقابلہ ہندوستان کے ہندوؤں اور سکھوں سے نہ تھا۔ بلکہ ایک ایسی قوم سے بھی تھا۔ جس کی فن تدبیر سے انبیاء اپنی امتوں کو ڈراتے چلے آتے تھے۔ جب زمان شاہ لاہور میں ٹھہر کر صوبے کے انتظام میں مصروف تھا۔ اور آگے بڑھنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ تو ایرانی افواج نے مغربی افغانستان پر حملہ کیا۔ اور خود افغانستان میں سردار محمود خاں نے اپنے بھائی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ ان وجوہات کی بنا پر زمان شاہ کو تسخیر ہندوستان کا کام ادھورا چھوڑ کر کابل کو واپس جانا پڑا۔ اور سکھوں کو پنجاب میں من مانی کارروائیاں کرنے کا دوبارہ موقع مل گیا۔ ۱۷۹۸ء میں زمان شاہ نے پھر لاہور پر حملہ کیا۔ اور سکھوں کو جس طرح ہو سکا مطیع کرنے لگا۔ اور نواب نظام الدین خاں والئے قصور کو اپنا آلہ کار بنا کر انتظام علاقہ میں مصروف ہوا۔ لیکن محمود خاں کی بغاوت نے پھر

KHILAFAT LIBRARY

رنگ میں بھنگ ڈال دی۔ اور شاہ کو لاہور سے واپس جانا پڑا۔ واپسی پر اس کی چند توپیں دریائے جہلم میں ڈوب گئی تھیں۔ سردار رنجیت سنگھ رئیس گجرانوالہ کو حکم ہوا۔ کہ اگر سردار ان توپوں کو نکلوا کر بادشاہ کے پاس بھجوا دے۔ تو اسے لاہور کا حاکم بنا دیا جائیگا۔ چنانچہ خوش قسمتی سے چند توپیں برآمد ہوگئیں۔ جو رنجیت سنگھ نے کابل بھجوا دیں۔ اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ یعنی لاہور کی صوبیداری کا پٹہ رنجیت سنگھ کے نام لکھ دیا۔ اور ادھر لاہور کے ہندو اور مسلمانوں کی طرف سے رنجیت سنگھ کو چٹھیاں پہنچیں۔ کہ سرداروں کے پنجے سے ان کو رہائی دلائی جائے۔ چنانچہ قاضی عبدالرحمٰن اپنے معتبر کے ذریعے جب رنجیت سنگھ کو یقین ہوگیا۔ کہ لاہوریوں کو واقعی خواہش ہے۔ کہ اس کو بلایا جائے۔ تو وہ ایک بھاری فوج لے کر لاہور کا قبضہ لینے کے لئے ادھر آیا۔ شہریوں نے شہر کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے۔ اور لوہاری دروازے کے رستہ سے اس کی فوج شہر میں داخل ہوئی۔ سردار بھاگ گئے۔ اور رنجیت سنگھ کا لاہور پر باقاعدہ قبضہ ہوگیا۔ رنجیت سنگھ کی اس کامیابی کو دیکھ کر دوسرے سردار اس سے حسد کرنے اور جلنے لگے۔ جیا سنگھ رام گڑھیہ۔ گلاب سنگھ بانئے مثل بھنگی۔ جودھ سنگھ وزیر آبادی اور نظام الدین قصوری نے ملکر اسکے خلاف ایک جتھا تیار کر لیا۔ اور لاہور کے باہر جنگ ہوئی۔ مگر اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ اور رنجیت سنگھ فاتحانہ شان سے شہر میں داخل ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں رنجیت سنگھ نے مہاراجہ کا خطاب اختیار کر لیا۔ قلعہ لاہور میں دربار عام منعقد ہوا۔ شعراء نے نظمیں پڑھیں۔ سرداروں اور علماء نے نذریں پیش کیں۔ اور مبارکبادیں دیں۔ لاہور میں ٹکسال قائم ہوا۔ اور مہاراجہ نے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ عدالتیں قائم ہوگئیں۔ قاضی نظام الدین میر عدل قرار پایا اور فقیر عزیز الدین نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ نورالدین نے طبیب شاہی کا عہدہ پایا۔ امام بخش کوتوال شہر مقرر ہوا۔ لاہور کی فصیل مضبوط کرانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیوان موتی رام کو ملا۔ غرض مہاراجہ نے سلطنت کے کام کو پورے بادشاہی ڈھنگ پر قائم کر کے رعایا کے دکھے ہوئے دلوں پر مرحم رکھا۔ اور پنجاب میں پھر امن کی صورت قائم ہوگئی ؛

فتوحات اور عہد سلطنت

۱۷۹۹ء میں جب زمان شاہ والئے کابل نے پنجاب پر حملہ کیا۔ تو رنجیت سنگھ کی عمر صرف ۱۹ برس کی تھی۔ مگر سردار نے اپنی بہادری کی دھاک تمام علاقے میں بیٹھا رکھی تھی۔ شاہ کابل کے دل پر بھی اس کا اثر تھا۔ جہلم سے توپیں نکلوانے کے بعد رنجیت سنگھ لاہور کا باقاعدہ حاکم بن گیا تھا۔ اور لاہور کا قبضہ تمام صوبے کے قبضے کے مترادف تھا۔ ۱۸۰۲ء میں اس کا قصور اور امرتسر پر بھی قبضہ ہوگیا۔ اور ۱۸۰۵ء میں نواب مظفر خاں حاکم ملتان نے خراج دینا منظور کیا۔ ۱۸۰۹ء میں مسٹر مٹکاف لارڈ منٹو گورنر جنرل ہند کی طرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں پہنچا۔ تاکہ نپولین شہنشاہ فرانس کے حملے کا جو خطرہ ان دنوں ہندوستان کو لاحق ہو رہا تھا۔ اس کے دفیعے کے لئے حاکم پنجاب سے اتحاد کر لیا جائے۔ لیکن رنجیت سنگھ نے عہدنامے کی قیمت میں دریائے ستلج کے اس پار کی سکھ ریاستوں پر اپنا شاہی اقتدار جمانا چاہا۔ اور انگریزوں کے انکار کو دیکھکر تلوار کے زور سے اپنا مقصد حاصل کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ اور اگر فقیر عزیز الدین وزیر خارجہ کا مشورہ اپنا کام نہ کرتا تو انگریزوں کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہو جانے میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ جب گورنر جنرل نے مسٹر مٹکاف کی امداد کے لئے فوجی جمعیت بھیجی۔ تو راجہ رنجیت سنگھ نے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ اور ستلج پار کی سکھ ریاستوں کے معاملات میں دخل دینا چھوڑ دیا۔ اب انگریزوں اور سکھوں کے درمیان حد فاصل دریائے ستلج ٹھیری۔

۱۸۱۴ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر بھی حملہ کیا۔ مگر ناکام رہا۔ لیکن پانچ سال بعد یعنی ۱۸۱۹ء میں دوبارہ حملہ کر کے کشمیر پر قابض ہوگیا۔ جو سلطنت افغانیہ کا ایک مشہور صوبہ تھا۔ اور اسی سال ملتان پر بھی سکھوں کا قبضہ ہوگیا۔ کیونکہ نواب مظفر خاں اور اس کے پانچ بیٹے لڑائی میں کام آئے۔ اور باقی دو کو رنجیت سنگھ نے اپنے دربار میں جگہ دی۔ اسی سال مہاراجہ نے پشاور پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور یار محمد خاں کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ گویا ۱۸۲۴ء تک مہاراجہ نے افغانوں کے تین صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ یعنی پشاور۔ کشمیر اور ملتان سکھوں کے زیر حکومت آگئے۔ مہاراجہ کا ارادہ تھا۔ کہ امیران سندھ جو عموماً آپس میں برسر پیکار رہتے تھے۔ ان کے علاقے پر بھی ہاتھ صاف کرے۔ اور اپنی سلطنت کو بحیرۂ عرب تک وسعت دے۔ مگر چونکہ انگریزی مفاد سندھ کی حدود تک اثر انداز ہو چکے تھے۔ اور سندھ انگریزی عملداری میں شامل ہو کر بمبئی کے ساتھ ملا دیا گیا تھا

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد سلطنت کا حال نامکمل رہے گا۔ اگر سکھوں اور گورکھوں کی باہمی چپقلش کا ذکر نہ کیا جائے۔ گورکھے نیپال کے باشندوں کا نام ہے۔ جو کوہستان ہمالیہ میں ایک پہاڑی ریاست ہے۔ ذات کے راجپوت اور مذہب کے ہندو ہیں۔ پہاڑی ہونے کیوجہ سے بہت جنگجو ہوتے ہیں۔ اسی لئے آج کل انگریزی فوج میں بہت شوق سے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ سکھ جب دریائے ستلج اور سندھ کے درمیان محدود ہو گئے۔ تو وہ مشرق کی طرف بڑھے۔ اور کشمیر کے قبضے کی وجہ سے اپنے شمالی پہلو کو محفوظ کر کے نیپال کی طرف قدم بڑھایا۔ گورکھوں نے ہر چند ان کو روکنا چاہا۔ بلکہ پیشقدمی بھی گورکھوں کی طرف سے ہی شروع ہوئی تھی۔ مگر سکھوں نے نہ صرف انکی جارحانہ کارروائیوں کو روکا۔ بلکہ اُن کے علاقے کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ آج کل کشمیر کی حدود وہی ہیں۔ جو اس زمانے میں قائم ہو چکی تھیں ؛

سکھوں کی فتوحات پشاور کی طرف بھی بسرعت تمام بڑھنا شروع ہوئیں۔ انہوں نے پشاور تک مستقل قبضہ کر کے سردار ہری سنگھ نلوہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ سکھ جمرود تک آگے بڑھ چلے گئے۔ اور آفریدیوں کے ساتھ جنگیں شروع ہوگئیں۔ کنور نونہال سنگھ جو رنجیت سنگھ کا پوتا اور پرنس کھڑک سنگھ کا بیٹا تھا۔ وہ اپنی اولوالعزمی کی وجہ سے کابل پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ الغرض مہاراجہ نے تقریباً چالیس سال کے عہد حکومت میں تمام پنجاب کو اپنے زیر نگیں کر لیا۔ سکھ ہندو اور مسلمان جاگیردار اور صوبیدار دربار لاہور کے مطیع ہوگئے۔

KHILAFAT LIBRARY

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے درباری

مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ایک خاص خوبی یہ تھی - کہ جو رئیس یا نواب اس کی اطاعت کا اقرار کر لیتا تھا مہاراجہ اس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آتا - اور اس کو اپنے دربار میں جگہ دیتا - جیسا کہ نواب مظفر خاں والئے ملتان کے دو بیٹوں کو اس نے اپنے درباریوں میں شامل کر لیا - جوہر شناس تھا - اہلِ ہنر کی قدر کرتا تھا - یہی وجہ ہے - کہ اس کے دربار میں اہلِ ہنر جمع ہو گئے تھے - اور سلطنت کے دست و بازو بنے ہوئے تھے - اب ہم مہاراجہ کے درباریوں اور دیگر عہدیداروں کا ذکر کرتے ہیں

(۱) خوشحال سنگھ - ذات کا برہمن اور سہارنپور کی طرف کا رہنے والا تھا - اسے خوشحال سنگھ ڈیوڑھی والا کہتے ہیں - گھر کے کاروبار میں اس کا بہت دخل تھا - اور مہاراجہ تک رسائی بھی اسی کے ذریعہ سے ہوتی تھی -

(۲) گلاب سنگھ - دھیان سنگھ اور سچیت سنگھ تین بھائی ڈوگرے راجپوت تھے - جموں ان کی جاگیر تھی - گلاب سنگھ سکھوں کی امداد سے جموں اور کشمیر کو دن بدن فتح کرتا چلا جاتا تھا - دھیان سنگھ مہاراجہ کے حضور بروقت حاضر رہتا - اور تعمیل حکم کو فخر سمجھتا - سچیت سنگھ سپاہی آدمی تھا - اور لڑائی بھڑائی کے سوا اور کسی سے سروکار نہ تھا - دھیان سنگھ نے مہاراجہ کی وفات کے بعد قلمدانِ وزارت سنبھالا - مگر اپنے سکھ دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہوا - گلاب سنگھ نے انگریزی اور سکھوں کی پہلی لڑائی کے بعد انگریزوں سے معاہدہ کر لیا - اور لاہور سے الگ ہو کر سرکار انگریزی کا باجگذار بن گیا - اور تاوانِ جنگ کا بیشتر حصہ ادا کر کے جموں اور کشمیر کا راجہ بن گیا - گلاب سنگھ کی اولاد اب تک کشمیر کی حکمران چلی آتی ہے ؎

(۳) فقیر عزیز الدین مہاراجہ کے وزیر خارجہ تھے - اپنے عہدے کے فرائض نہایت دیانتداری سے ادا کرتے رہے فقیر صاحب کے دانشمندانہ مشورے پنجاب میں سکھوں کی سلطنت کے بقا کے ذمہ دار ہیں - ورگرنہ جو حالت ۱۸۴۶ء اور ۱۸۴۹ء میں ہوئی - وہ چالیس سال پہلے ہی ہو جاتی کیونکہ جب کبھی انگریز مہاراجہ رنجیت سنگھ کی توسیع سلطنت کے ارادوں میں مزاحم ہوئے - تو ہر موقع پر مہاراجہ کی شجاعانہ طبیعت اپنے حقوق چھوڑنے پر تیار نہ ہوتی - مگر فقیر صاحب کا بروقت مشورہ انجام کار مہاراجہ کیلئے مفید ثابت ہوتا - مہاراجہ صاحب فقیر صاحب کی بہت عزت کرتے تھے - اور ہمیشہ اہم امور میں مشورہ لیتے - ایک دفعہ ایک ذمہ دار انگریز افسر نے فقیر صاحب سے پوچھا - کہ آپ کے مہاراجہ کی شکل و صورت کیسی ہے - فقیر صاحب نے جواب دیا - کہ ان کا چہرہ اس قدر بارعب ہے - کہ میں نے کبھی نظر بھر کر نہیں دیکھا - اور اس طرح مہاراجہ کے ظاہری عیب کو چھپا دیا - ایک دفعہ مسلمانانِ لاہور نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت میں عرض گذرانی - کہ کشمیری بازار لاہور کی سنہری مسجد جس میں ان دنوں بارود رہتا تھا واگذار کی جائے - مہاراجہ نے فقیر صاحب کی سفارش پر مسجد واگذار کر دی - مگر اتنی شرط لگا دی - کہ اذان بلند آواز سے نہ دی جائے ؎

(۴) ان کے علاوہ ان کے بھائی فقیر نور الدین مہاراجہ کے شاہی طبیب تھے - اور بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ؎

(۵) دیوان ساون مل - سردار ہری سنگھ نلوہ - فتح سنگھ آہلووالیہ اور دیسا سنگھ مجیٹھیا مہاراجہ کے دوست اور معتمد تھے ؎

۱۸۰۲ء میں مہاراجہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا - جس کا نام کھڑک سنگھ رکھا گیا - لیکن یہ شہزادہ کم عقل اور جسم کا کمزور تھا - ۱۸۰۷ء میں رانی مہتاب کور نے دو بچے پیش کئے - کہ مہاراجہ کی غیر حاضری میں پیدا ہوئے ہیں - مہاراجہ کو شبہ تو ہوا - مگر مصلحتاً ان کی شاہانہ طور پر غور و پرداخت ہونے لگی -

۱۸۲۱ء میں پرنس کھڑک سنگھ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا - جس کا نام نونہال سنگھ رکھا گیا - اسی طرح رانی جنداں نے ایک لڑکا پیش کیا - اور کہا کہ یہ مہاراجہ ہی کا لڑکا ہے - اسے بھی تسلیم کر لیا گیا - اسی طرح مہاراجہ کا ایک اور لڑکا تھا - جسے شیر سنگھ کہتے ہیں - رنجیت سنگھ کی اولاد میں سے نونہال سنگھ جو اس کا پوتا تھا - بہت ہی ہونہار نکلا - اور اگر وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے قتل نہ ہو جاتا - تو پنجاب کا ایک زبردست حاکم ثابت ہوتا - مگر خدا کی قدرت جس دن مہاراجہ کھڑک سنگھ کی چتا کو آگ دیکر واپس ہوئے - اسی روز نونہال سنگھ بھی قلعہ لاہور کے غربی دروازے سے گذرتا ہوا قتل کر دیا گیا - اس طرح باپ اور بیٹا ایک ہی روز راہئی ملک عدم ہو گئے - پشاورا سنگھ اور کشمیرا سنگھ نے بھی اپنے آپ کو مہاراجہ کے بیٹے ثابت کرنے کی کوشش کی - مگر سکھوں نے ان کے اس دعویٰ کو کبھی اہمیت نہیں دی - انہوں نے تخت حاصل کرنے کے لئے بغاوت بھی کی - مگر ناکام رہے ؎

مہاراجہ کا چال چلن

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بہادری مسلّم تھی - وہ بڑے بڑے سورماؤں کے مقابلے میں ڈٹ جاتا تھا - یہی وجہ تھی - کہ لوگوں نے اس کے رعب کو تسلیم کر لیا - اور اسکے تابع ہو گئے - طبیعت میں حسن سلوک کا مادہ تھا - جہاں تلوار سے کام نہ چلتا - تدبیر سے کام لیتا - مطیع دشمن سے نیک سلوک کرتا - اور ہنر کی قدر کرتا - اسی وجہ سے اس کے دربار میں صاحب کمال موجود تھے - اور وفاداری سے خدمات بجالاتے - شراب کی عادت تھی - اور بہت کثرت سے پیتا تھا - اسکی رانیوں میں سے نو اس کے ساتھ چتا میں بیٹھ کر راکھ ہو گئیں تھیں - مسلمانوں کے حق میں رنجیت سنگھ برا نہ تھا - مگر مسلمانوں کی عام تباہی جو مثلوں کے زمانے میں ہو چکی تھی - اس کی تلافی نہیں ہوئی - اذان کی ممانعت تھی - اور مسلمان اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے میں سخت دشواریاں محسوس کرتے تھے - لیکن سکھوں کے حق میں مہاراجہ کا وجود ایک نعمت تھا - سکھ فوجوں میں باقاعدہ ملازم ہوتے تھے - اور اپنی سلطنت سے جو مفاد متصور ہوتے ہیں - وہ سکھوں کو سب حاصل تھے - ہندو بھی ہر حالت میں اچھے تھے - راجہ دینا ناتھ جو مہاراجہ کے معتبر عہدہ داروں میں سے تھا - باوجود سکھوں کی مرکزی حکومت میں ہلچل مچ جانے کے پہلے سے زیادہ امیر ہوتا گیا - رسالہ کی نوکری کو سکھ زیادہ اچھا سمجھتے تھے - شروع سلطنت میں پیدل فوج بہت کم تھی ؎ (باقی آئندہ)

تیسری اطلاع

KHILAFAT LIBRARY

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا تھا۔ الحمد للہ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلا شبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ جن دوستوں کا چندہ ختم ہے۔ اُن کے اسماء گرامی معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ ان کے نام انشاء اللہ تعالیٰ ۲۷ اگست کو وی پی ہونگے۔ براہ کرم دوست اس آڑے وقت میں نور کا وی پی وصول فرما کر نور سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیں۔ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ خاکسار ایڈیٹر نور فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تصنیف میں مصروف ہے۔ ایسے وقت میں نور کی اعانت کرنا بہترین کار خیر بجا لانا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں نور کی مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر اپنی توجہ کو ان مذکورۃ الصدر ہر دو کار خیر کی طرف بہترین رنگ میں دے سکوں گا۔ ہاں اگر کوئی دوست خدا نخواستہ کسی وجہ سے اس وقت نور کا وی پی وصول نہ کر سکے۔ تو اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ اس فہرست میں اپنا نام دیکھ کر ۲۷ اگست سے پہلے پہلے دفتر نور میں اطلاع دیدیں تاکہ اُن کا وی پی روک لیا جائے۔ ورنہ انکاری صورت میں ہر ایک وی پی کا ۵ ر کا ہرجانہ خواہ مخواہ دفتر نور پر پڑیگا۔ جس کی مجھے اپنے بھائیوں سے خواب میں بھی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

۱ مولانا ابوالحمید صاحب
چوہدری حیات محمد صاحب
۷۰ بابو غلام رسول صاحب
۲۸ ڈاکٹر اے بشیری صاحب
۲۵ ڈاکٹر غلام قادر صاحب
۱۱ ڈاکٹر محمد الدین صاحب
۵۵ جناب لالہ جوایا لمہور احمد صاحب
ڈاکٹر میجر ایم اے بوشاہ صاحب
۳۶۲ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
۱۳ مولوی محمد الدین صاحب چشم ساز
۱۴ سید حسین صاحب انعام دار
۱۱ چوہدری علی بخش صاحب
۲۰ چوہدری فضل الٰہی صاحب
۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب ایم اے
۱۹ بابو احمد اللہ خاں صاحب
۴۲ مولوی عبدالغفار صاحب
۲۴ بابو محمد ابراہیم صاحب
حافظ عبدالعلی صاحب وکیل
۳۰ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور
۲۹۱ عزیزہ بی بی شریف النساء صاحبہ
۲۶ جناب سعد اللہ خاں صاحب
۲ مولوی غلام رسول صاحب ریڈر

۸ حاجی عبدالقدیر صاحب احمدی
۶۹۷ میاں عبدالرحیم صاحب دوکاندار
۸ میجر صاحب احمدیہ ریڈنگ روم
۶۵۹ مرزا غلام سرور صاحب
۲۵۸ منشی احمد دین صاحب
۲۵۵ حکیم محمد قاسم صاحب
۳ خان بہادر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
۲ خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب
۴۵ خان محمد دلاور خاں صاحب
۳۳ خوانزادہ محمد افضل خاں صاحب
۵۰۵ مرزا احمد بیگ صاحب احمدی
جناب عبدالحمید صاحب
۹ ایس۔ ایس ضیاء الحق صاحب
۲۶۱ جناب فتح محمد صاحب احمدی
۶۹ ایم برکت علی خانصاحب
۳۰۹ مولوی محمد علی صاحب ناظر
۱۰۳ سید محمد عقیل صاحب احمدی
جناب گل محمد خانصاحب
۸۶ خواجہ غلام نبی صاحب
۳۲۱ مولوی محمد موسیٰ صاحب احمدی
سید الطاف حسین شاہ صاحب
۲۴۹ سید محمد حسین شاہ صاحب

۲۵۲ خواجہ عبداللہ صاحب
۱۴۸ بابو خواص خاں صاحب
۴۹ ایس محمد امین و فضل کریم صاحبان
۶۸۷ میر اسحٰق علی صاحب وکیل
۱۴ ماسٹر حسن دین صاحب احمدی
۲۶ منشی محمد یوسف صاحب
۳۸ جناب محمد عزیز اللہ صاحب
۱۹۸ مولوی محمد عبداللہ خانصاحب
۱۹۳ ڈاکٹر خواج احمد صاحب
۳۶۸ منشی احمد حسین و فضل حسین صاحبان
۴۰ منشی عبدالغفور صاحب احمدی
۶۹۱ منشی محمد علی صاحب گرداور
۷۰۲ منشی دانشمند صاحب
۸۶ سیٹھ علی محمد و اللہ رکھا صاحبان
۱۸۹ ڈاکٹر مہر علی صاحب
۱۰۲ بابو فضل دین صاحب
۵۱ چوہدری عبدالمالک صاحب
۹ خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب
۳۸ جناب محمد نواب خاں صاحب
۳۹۱ مسیرز فضل برادرز
۲۹۶ مولوی عبدالرشید صاحب بی اے
۴۳ مولوی حمید الظفر صاحب

۶۱ ڈاکٹر معراج الدین صاحب
۱۲ بابو محمد اسمٰعیل صاحب احمدی
۱۰۵ شیخ حسن صاحب احمدی
۴۲۹ شیخ عبداللہ و شیخ غلام محمد صاحبان
۵۳۱ پیر محمد زمان شاہ صاحب پلیڈر
چوہدری محمد حسین صاحب
۶۶۷ میاں عبدالعزیز صاحب احمدی
۷۵ مولوی صدر الدین صاحب
۱۵ سردار محمد علی صاحب بی اے
۱۴۳ جناب محمد مہدی خانصاحب
۸ جناب محمد موسیٰ لیناجی بنگلور
۲۵ ڈاکٹر حاجی جے کے احمدی
۲۳۹ ملک عادل شاہ صاحب
۱۶۸ منشی مہر دین صاحب پٹواری نہر
۲۱ شیخ محمد عبداللہ صاحب سکنہ گھڑہ
۵۳۲ مولوی غلام ربانی صاحب پلیڈر
۵ شیخ منظور علی صاحب سٹی کوتوال
۵۶ میاں محمد ہاشم صاحب احمدی
۴۳ شیخ عبدالغنی صاحب احمدی
۲۱۸ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
چوہدری مشتاق احمد صاحب
۴۳ بابو محمد اعظم صاحب

۹۱ بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر
منشی لعل خاں صاحب عرائض نویس
۱۲ منشی عبدالقادر صاحب احمدی
۶۹ جناب محمد اکرام خانصاحب
۳۳ ڈاکٹر گوہر دین صاحب
۳۱ خان بہادر محمد علی خانصاحب
۴۲ چوہدری محمد یعقوب صاحب
۱۳۶ بابو حبیب الرحمٰن صاحب کمباؤنڈر
۴۳ ملک نادر خاں صاحب
۷۵ منشی عبدالمجید صاحب
۷۶ شیخ عبدالغنی صاحب
۷۷ جناب عبدالجلیل صاحب
۷۸ خواجہ ظہور الدین صاحب
۸۰ شیخ قدرت اللہ صاحب
۸۱ چوہدری بدر الدین صاحب
۸۲ سردار امیر محمد خانصاحب
۸۳ بابو عبدالرحیم صاحب
۸۴ خان بہادر آصف زمان خانصاحب
۸۵ جناب شرف الدین صاحب
۸۶ میر مہدی حسین صاحب
۸۷ چوہدری نعمت اللہ خانصاحب
۸۸ چوہدری محمد شفیع صاحب

۸۹ خان بہادر چوہدری ابوالہاشم صاحب
۹۰ چوہدری بشارت علی خانصاحب
۹۲ چوہدری نور الدین صاحب
۹۹ چوہدری احمد جان صاحب
۸۰۰ چوہدری شاہنواز صاحب
۸۰۱ چوہدری عزیز اللہ صاحب
۸۰۲ میر عبدالجلیل صاحب
۸۰۴ منشی حاجی محمد صاحب
۸۰۵ چوہدری نظام الدین صاحب
۸۰۶ سید ارشاد علی صاحب
۸۰۷ منشی عبدالحی صاحب
۸۰۸ بابو بشیر احمد صاحب
۸۰۹ راجہ علی محمد صاحب
۸۱۱ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب
۸۱۲ فقیر محمد عبداللہ صاحب
۸۱۴ بابو فقیر علی صاحب
۸۱۵ میاں محمد اسمٰعیل صاحب
۸۱۶ بابو محمد سعید صاحب
۸۱۷ چوہدری اعظم علی صاحب
۸۱۹ خواجہ عبدالعزیز صاحب
۸۲۰ سید زمان شاہ صاحب
۸۲۱ میاں محمد بخش صاحب

۸۲۲ مولوی محمد اسمعیل صاحب ایم اے
۸۲۳ مولوی نصیر الدین احمد صاحب
۸۲۴ ملک خدا بخش صاحب
۸۲۵ چوہدری عبد اللہ خان صاحب
۸۲۶ چوہدری مبارک احمد صاحب
۸۲۷ چوہدری سلطان احمد صاحب
۸۲۸ جناب شیر محمد خان صاحب
۸۲۹ بابو نصیر الحق خان صاحب
۸۳۱ مولوی عبد الرحیم صاحب
۸۳۴ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب
۸۳۵ جناب مولوی عبد السبوح صاحب
۸۳۶ جناب مستری محمد یوسف صاحب
۸۳۷ جناب چوہدری عبد الحی خان صاحب
۸۳۸ جناب حافظ سید مختار احمد صاحب
۸۳۹ جناب سعد ظہور احمد صاحب شاہ
. . . .
۸۴۱ جناب دوست محمد صاحب مرحوم
۸۴۲ جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب

سکھ قوم اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

KHILAFAT LIBRARY

یہ تعجب انگیز امر ہے۔ کہ سکھ قوم نے عملاً اپنے آپ کو حضرت باباگورونانک رح کے سلسلہ سے ایک حد تک اپنے آپ کو بیگانہ بنا رکھا ہے۔ دیگر مذاہب میں صاف دکھائی دیتا ہے۔ کہ ان کے بانیوں کی تعلیم اور عمل پر کم وبیش ان کے پیرو آج تک عامل چلے آرہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہندو قوم کا عمل ہمارے سامنے ہے۔ لیکن یہ بات سکھوں میں کم نظر آتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ وہ حضرت باباگورونانک جی مہاراج رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مسلمانوں سے زیادہ مانوس ہوتے۔ اور مسلم صوفیاء کرام اور مسلم مذہبی اور روحانی پیشواؤں سے ان کا زیادہ رہن سہن ہوتا . . . .

. . مگر یہ بات سکھوں میں قطعی مفقود ہے۔ سکھ مذہب کے ابتدائی ایام میں البتہ چند ایک ایسے سکھ افراد مل سکتے ہیں۔ جو اس تعلیم پر عامل ہوں۔ اور ان میں سکھ گورو صاحبان تو بے شک پیش پیش نظر آئیں گے۔ ان کے سوا ہماری آنکھ ایسے ہی اور مثالیں تلاش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت گورو گوبند سنگھ صاحب کے بعد سکھ جماعت کا رجحان یکایک ہندو قوم کیطرف پلٹا کھاجاتا ہے۔ اور وہ اپنے مذہب مذہبی روایات اور تعلیم کو یکسر بھول جاتے ہیں۔

دوسرے یہ بات بھی افسوس سے کہنی پڑتی ہے۔ کہ سکھوں میں آج تک کوئی ایسی مثال نظر نہیں آتی۔ کہ کسی آزاد خیال۔ انصاف پسند سکھ نے ہی قلبی جسارت سے کام لے کر سکھ قوم کو ان کی مذہبی تعلیم کی طرف توجہ دلائی ہو۔ کبھی یہ بھی سننے میں نہیں آیا۔ کہ کوئی سکھ اپنی قوم کو حضرت باباگورونانک رح کے نقش قدم پر چلنے کا اپدیش دے رہا ہو۔ یعنی صاف بیانگ دہل کہہ رہا ہو کہ حضرت بابا جی کا یہ طریق کار تھا . . . .

. . اسی طرح دوسرے سکھوں پر بھی واجب ہے۔ کہ ایسا ہی کیا جائے۔ مگر اس کی طرف تو بھول کر بھی ان کا خیال نہیں جاتا۔

تیسرے موجودہ بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ باباصاحب کی سوانحعمریاں سکھ صاحبان شائع کریں۔ جن میں وہ صاف طور پر لکھیں کہ بابا نانک صاحب کے عقائد کیا تھے۔ اور اعمال کیا۔ اور ان کا اصل مذہب کیا تھا۔ مگر سکھوں کی طرف سے کوئی ایسا قدم اٹھانے کی امید نہیں کی جاسکتی۔

سب سے بڑا کام جو حضرت باباصاحب نے کیا ہے وہ شرک کو مٹانا ہے۔ لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ سکھ لوگ ہندو اثرات کے ماتحت بعض حالات میں بت پرستی میں حصہ لیتے ہیں۔ بتوں کے سامنے آداب بجالاتے ہیں۔ سکھ اس سے یوں خوش نہ ہوں۔ کہ ملک کی اکثریت انکی پشت پر ہے۔ بلکہ حضرت بابانانک رح کے ارشادات کے خلاف ایک انچ پرے جانا اپنے آپ کو صریح نقصان میں ڈالنا ہے۔ ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ صحیح حالات معلوم کرنے اور ان کو اپنا حرز جان بنانے کی فکر کریں۔

میرے اس قدر لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ سکھ مذہب کے عالم ایسی ڈائری بنا کر شائع کریں۔ جس میں بالوضاحت صحیح صحیح طور پر حضرت باباجی کے عقائد۔ مذہب اور آپ کی تعلیم اور تعامل کا ذکر ہو۔ اور یہ ڈائری بکثرت سکھوں میں شائع کی جائے۔ اور ہر سکھ کے پاس اس کا موجود ہونا ضروری ہو۔ اس وقت یہ حال ہے۔ کہ اگر کسی سکھ سے یہ بات دریافت کی جائے۔ تو وہ ہرگز نہ بتاسکے گا۔ جو ایک مذہبی جماعت کے مردوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خدا بھلا کرے۔ ہمارے ان سکھ بزرگوں کا جنہوں نے صحیح حالات حاصل کرکے اصلی سکھ مذہب میں دوبارہ داخل ہوئے جو باباصاحب لائے تھے۔ اور ان کے طفیل ہمیں بھی اسی راستہ پر گامزن دیکھنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ کاش دوسرے سکھ بھی اس طرف توجہ کریں۔

(امیر عالم بی۔اے از پٹیالہ)

گاندھی جی کا آوازہ حق

اسلام "سچ دھرما" یعنی دین حق کی ایک آواز ہے۔ اور جب اسلام کی شان ورفعت اوج پر تھی۔ دنیا اس کے کمالات کی معترف ہوگئی تھی۔

جب مغرب تاریکی وجہالت میں گم ہوگیا تھا۔ مشرق کے افق پر ایک ستارۂ نور طلوع ہوا۔ اور بے چین ومضطرب دنیا کے لئے روحانی آسودگی کا نقیب بن کر آیا۔ اسلام کوئی جھوٹا مذہب نہیں ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس مذہب کو پورے عقیدہ کے ساتھ مطالعہ کریں۔ وہ بھی میری طرح اس سے محبت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

میں نے پیغمبر اسلام صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی زندگی کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے۔ جب تذکرہ رسول صلعم کی دوسری جلد ختم ہوگئی۔ تو مجھے بڑا افسوس ہوا۔ کہ اب اس زبردست شخصیت کی سیرت کے متعلق میں مزید مطالعہ نہیں کرسکتا۔ زیادہ پڑھنا چاہتا تھا۔ لیکن آرزو دل کی دل میں رہ گئی۔ بہرکیف میں نے اسلام کے متعلق جس قدر بھی مطالعہ کیا ہے۔ اس سے مجھے پختہ یقین ہوگیا ہے۔ کہ اسلام کی ترقی واشاعت میں تلوار ہرگز نہیں کام کررہی تھی۔ بلکہ اس کی تعلیم اور تجربہ تھا جس نے اس عہد کی زندگی میں اسلام کی ضرورت کو تسلیم کرالیا سب سے زیادہ جس چیز نے اثر کیا۔ وہ حضرت محمد صلعم کی ذات ہے۔ کس قدر سادگی ہے۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم کرکے آپ نے کیسا عملی پروگرام دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اخلاق عامہ ہمدردی بنی نوع انسان، احباب ومتعلقین کے ساتھ آپ کی گہری محبت ومودت، بے خوفی، خدا ترسی، بھروسہ اور اپنا کاباب مشن ایسی چیزیں تھیں۔ جنہوں نے

کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ ؛

KHILAFAT LIBRARY

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لیے اکسیر ہے۔ اسکے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد۔ غرضیکہ ہر قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جنکے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اسکے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک ؛

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑ گڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ رباح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں ؟ گویا معدہ کی جھاڑوں ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ ؛

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی۔ قیمت یکصد گولی دو روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ؛

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی ... دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت ... ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ ... انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات دلانے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپیہ رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

بیس سالہ احتلام۔ جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب نگھاں ڈاکخانہ ڈوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"!

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ اس کا موجب یہی مچھر ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

لگانے کی دوا

اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کے ساتھ اگر اس لگانے والی دوا سے بیرونی مالش کی جائے تو پھر کیا کہنے۔ سونے پر سہاگہ ہے اور پٹھوں میں بے نظیر طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس نے ایک دفعہ استعمال کیا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

جناب گاندھی کے بڑے بڑے مداح بھی اب کسطرح پر اُن کی غلط کاریوں کو دیکھتے اور اُن کی مذمت کرنے لگ گئے ہیں؟

جناب گاندھی کے بہت بڑے مداحوں میں سے ایک مہاشے کرشن ہیں۔ وہ بھی اب جناب گاندھی کی غلط کاریوں کی کس طرح مذمت کرنے لگ گئے ہیں۔ اس کا کچھ حال اُن کے اُس آرٹیکل کو پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جو انہوں نے "ہمالیہ جیسی ایک اور غلطی" کے عنوان سے ۱۱ اپریل ۱۹۳۴ء کے "پرتاپ" میں شائع کیا ہے۔ ہم اس آرٹیکل کے کچھ حصے اپنے ناظرین کی واقفیت کے لئے نیچے درج کرتے ہیں

"میں مہاتما گاندھی کے من کی مشنیری کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ سول نافرمانی کو معطل کرنے کیلئے جو بیان انہوں نے شائع کیا ہے۔ اُسے میں نے کئی بار پڑھا ہے۔.. لیکن میں سمجھ نہیں سکا۔ کہ ان کے اس فیصلے کے لئے کوئی نئی اور معقول وجہ پیدا ہوئی ہے۔ اُن کے بیان کو پڑھ کر مجھے رنج ہوا ہے۔ .... اس لئے کہ مہاتما جی نے اُسے کسی معقول وجہ پر معطل نہیں کیا۔ اگر اسے معطل کیا جا سکتا تھا۔ تو ایک اور صرف ایک بنا پر۔ کہ ملک میں اس تحریک کو جاری رکھنے کی شکتی نہیں۔ اور یہ سچائی کے قریب بھی ہوتا۔ لیکن مہاتما جی نے اسے معطل کرنے کی وجہ یہ دی ہے۔ کہ اُن کے ایک بھگت نے جس کی اُن کی نگاہ میں بڑی قدر ہے۔ اپنے پرائیویٹ مطالعہ کی خاطر جیل کی مشقت کو پورا کرنے سے گریز کیا۔...... ان کے کسی بھگت کا مشقت سے گریز کرنا ایسی نئی بات نہیں۔ جو آج پہلی بار اُن کے سامنے آئی ہو۔ اور اس سے انہیں اس قدر تکلیف پہنچی ہو۔ کہ انہوں نے تحریک کو معطل کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ جس تحریک کا جاری رہنا ایک شخص کے طرز عمل پر منحصر ہو۔ اُس کی آج بھی خیر نہیں کل بھی نہیں۔ اُس ایک شخص کے مقابلہ میں بیسیوں ایسے اشخاص کی نظیر پیش کی جا سکتی ہے۔ جنہوں نے ایک سچے ستیہ آگرہی کی طرح جیل کے ڈسپلن کو منظور کیا۔ ہر ایک طرح کی سختی کو برداشت کی۔ لیکن اُف تک نہ کی۔ ایک شخص کی کمزوری پر ایک تحریک کو معطل کر دیا جائے۔ یہ اندھیر نہیں تو اور کیا ہے۔.... میں کہے بنا نہیں رہ سکتا۔ کہ مہاتما جی کا سارا بیان بچوں کا ایک کھیل معلوم ہوتا ہے۔ مہاتما جی کے اِس فیصلے پر مجھے آئینی اعتراض بھی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بلاتے۔ ایسی کوئی بے ضابطہ کانفرنس کرتے جیسی کہ انہوں نے پچھلے سال پونہ کی تھی۔ اور اس کے سامنے اپنے موجودہ خیالات کو رکھ کر اس سے سول نافرمانی کے تعطل کا فیصلہ لیتے۔ انہوں نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔ اب اگر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ہو بھی۔ تو کیا معنی رکھتا ہے۔.... میں اس فیصلہ کا شمار ہمالیہ جیسی اُن بڑی غلطیوں میں کرتا ہوں۔ جو مہاتما جی سے اس سے پہلے سرزد ہوئی ہیں۔ افسوس کہ ان کی اس غلطی نے کانگرس کے لئے کوئی پروگرام رہنے نہیں دیا۔ اور آج وہ ۱۴ برس کے چکر کے بعد پیچھے ہٹ کر وہاں جا پہنچی ہے۔ جہاں ۱۹۲۰ء میں تھی"

جناب گاندھی کے غلط کاریوں کا ان کے بڑے مداحوں کی طرف سے بھی کیسا مزیدار اقبال!!

نوٹ:۔ سول نافرمانی کی قطعی غلط اور جھوٹ اور برائی پر مبنی چال کا آخرکار یہی انجام ہونا تھا جو کہ ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ لیکن افسوس مسٹر کرشن جیسے جناب گاندھی کے بھگت برسوں تک اُن کی سول نافرمانی کی غلط چال کی تعریف کرتے کرتے اب مخالف حالات سے اُسے چھوڑنے کے لئے مجبور ہو کر بھی اس چال کی اصل حقیقت کو دیکھنے کے لائق نہ ہوئے۔ وہ اب تک بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سول نافرمانی کی چال تو ٹھیک ہے۔ لیکن چونکہ ملک نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس لئے اس میں ناکامیابی ہوئی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ سول نافرمانی کا وہ اصول ہی قطعی غلط اور جھوٹ اور برائی پر مبنی ہے۔ کہ جس کا جناب گاندھی نے پرچار کیا۔ اس اصول پر تو کوئی سودیشی گورنمنٹ بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ اور نہیں چل سکتی۔ کسی گورنمنٹ کے کسی قاعدے کو بدلنے یا کسی گورنمنٹ کو بالکل بدلنے کے لئے وکاس کے سلسلہ میں جو آئینی طریقے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب انہیں پر عمل پیرا ہو کر انگریزی گورنمنٹ میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔ غیر آئینی طریقوں سے اس میں کوئی مفید تبدیلی نہیں آ سکتی اور وقت کے ساتھ ساتھ ہر ایک ملک کی گورنمنٹ میں کسی قسم کی بہتر تبدیلی لانے کیلئے آئینی طریقوں کا ہی استعمال ٹھیک بیٹھ سکے گا۔ غیر آئینی طریقے کچھ کام نہ دینگے۔ اس لئے جتنی جلد ہمارے ملک کے لوگ گورنمنٹ میں کسی قسم کی بہتر تبدیلی لانے کیلئے آئینی ٹھیک طریقوں کو جان سکیں گے۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کر سکیں گے۔ اتنا ہی اچھا ہے اس کے سوائے مسٹر کرشن نے یہ تو قبول کیا ہے۔ کہ جناب گاندھی کی سول نافرمانی کی تحریک سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور کانگرس پیچھے ہٹ کر وہاں جا پہنچی ہے جہاں ۱۹۲۰ء میں تھی۔ مگر اس سچائی کو ابھی نہیں دیکھا اور قبول نہیں کیا۔ کہ کانگرس اس جگہ نہیں پہنچی۔ جہاں ۱۹۲۰ء میں تھی۔ بلکہ اس سے بہت پیچھے چلی گئی ہے۔ اب اسمبلی میں سوراجیوں یا قوم پرستوں کا وہ زور ہونا سخت مشکل ہے۔ جو اس سے بہت سال پہلے تھا۔ اب ۱۹۲۳ء کی حالت کو واپس لانے کیلئے بھی ہمارے ملک کے ہمدردوں کو خاص کر کانگریسیوں کو خاص کوشش اور قربانی کرنی پڑے گی۔ (ماخوذ)

KHILAFAT LIBRARY

ہمارے بھی ہیں مہرباں ایسے ایسے

ایک معزز ہستی جو اپنے نام نامی و اسم گرامی کا اظہار پسند نہیں فرماتے ایک سو روپیہ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے لئے ارسال فرماتے ہیں۔ کہ اس رقم سے یہ ترجمہ خواہشمند اور غریب سکھوں وغیرہ کے نام مفت بھیجا جائے۔

جزاک اللہ احسن الجزاء

دوست اس معزز شخصیت کے لئے تہ دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم ان کے جاہ و جلال اور حشمت و اقبال میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے۔ آمین

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے [والوں سے صر]ف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

[حض]رت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جس میں ہندوؤں (۱) کے کل عقائد وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل وجان سے مؤید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقائد ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی ومددگار رہے۔ اور سکھوں کے بانی کی جگہ مسلمانوں نے اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؎

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے فخریہ شایع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؎

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شایع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۸/ محصولڈاک علاوہ ؎

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باؤنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزار ہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؎

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جب کہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اسکی مقبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار اور ریاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کیساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ صفحات ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۸/ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجربہ تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے ؎

گلئے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گوروکی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک ہدی ایک آنہ ؎

یہ نوکتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت

قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ (عہ/) محصولڈاک علاوہ ؎

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
〃 ششماہی 〃 ۱؎ ۱۲ آنے
〃 سالانہ سرپرستوں سے عنلہ
〃 〃 امراء سے

نور

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳، ۱۴ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و ... محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا ؛
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا ؛
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا ؛

KHILAFAT LIBRARY

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ قادیان
Qadian

قادیان دارالامان مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء مطابق ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ نمبر (۳)

ایک روپیہ کا مال آٹھ آنہ میں

عظیم الشان خوشی پر عظیم الشان رعایت

ایک روپیہ کا مال آٹھ آنہ میں

کارخانہ کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کی خوشی میں اکثر دوستوں کی طرف سے یہ تقاضا تھا۔ کہ ادویہ میں خاص رعایت دی جائے۔ تاکہ ہم بھی اس خوشی میں عملی رنگ سے مستفیض ہو سکیں۔ لہذا کارخانہ نے دوستوں کے اس معقول مطالبہ کو رد کرنا پسند نہیں کیا۔ اس لئے یہ مجرب اور تیر بہدف

۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء کو یاد رکھیے

ادویہ جن کی دھوم چار دانگ عالم میں مچ رہی ہے۔ جس نے ایک دفعہ بھی استعمال کیں وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ اور زندہ اشتہار ہو گیا۔ اس غیر معمولی خوشی اور دوستوں کے اصرار کی وجہ سے یہ غیر معمولی رعایت دی جارہی ہے۔ کہ جو دوست اپنے خطوط ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر کو ڈاکخانہ میں پوسٹ کرینگے۔ انہیں موتی سرمہ۔ اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر۔ موتی دانت پوڈر۔ اکسیر معدہ۔ تریاق اعظم۔ رفیق زندگی۔ اکسیر جریان۔ اکسیر بواسیر۔ افیون چھڑاؤ گولیاں۔ مچھر پروف وغیرہ۔ جس کا مفصل اشتہار مع بہترین سرٹیفکیٹس وغیرہ کے اسی اخبار کے ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے آٹھ آنہ فی روپیہ کا غیر معمولی رعایت دی جائیگی۔ اگر دوستوں نے اس سنہری موقع سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو پھر انہیں جلد ایسا اچھا موقع میسر نہیں آسکیگا۔ لہذا آپ نہ صرف خود ہی اس نادر رنگ موقع سے فائدہ اٹھایئے۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی شامل کیجیئے۔ کیونکہ ہمدردی کا یہی تقاضا ہے۔ نئی بلڈنگ کی غیر معمولی خوشی میں دوستوں کے بار بار کے تقاضہ پر یہ غیر معمولی رعایت دی جارہی ہے۔ ورنہ اس رعایت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ اور جس صاحب کا آرڈر بیس عنہ (۲۰) روپے تک کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا ؛

غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر کے۔ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ اکتوبر کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ غیر ممالک کے لئے پچاس عنہ روپے کے آرڈر پر محصولڈاک معاف رہے گا ؛

ملنے کا پتہ :- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

بیکاروں کیلئے

مچھروں کو ہلاک کرنیکی دوا

موسم گرما شروع ہونے کے بعد ہر گھر میں مچھروں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اور ان میں اکثر زہریلے ہوتے ہیں۔ جن کے کاٹنے سے جسم میں فاسد مادہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے مناسب یہ ہے۔ کہ ان کو ہلاک کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔

ہمارے تجربے میں گندھک اور لوبان کی دھونی دینے سے مچھر دفع ہو جاتے ہیں۔ اور گندھک اور فنائل پانی میں ملا کر چھڑکنے سے ہلاک ہو جاتے ہیں ؛

چہرے پر لگانے کا پاؤڈر

آج کل چہرہ پر پاؤڈر لگانے کا عام رواج ہے۔ اور کریم اور سنو کی طرح یہ پوڈر بھی ضروریات آرائش میں داخل ہو رہا ہے ؛

آج ہم ایک نہایت نفیس پاؤڈر کا نسخہ لکھتے ہیں۔ جو خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے بہترین چیز ہے اسے چند روز استعمال کرنے سے چہرے کے داغ کے دھبے اور چھاسے بالکل مٹ جاتے ہیں۔ اور رنگ نکھر جاتا ہے نسخہ یہ ہے :۔

اوکسائڈ آف زنک	ایک اونس
اسٹارچ	۱½ اونس
ایسنس آف روز	دس قطرے
کارمائن	حسب ضرورت

اس کے تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے :۔

پہلے اوکسائڈ آف زنک اور اسٹارچ کو اچھی طرح یکجان کر لیجئے۔ پھر ایسنس آف روز خوشبو کے لئے اس میں ڈال کر اچھی طرح سے ملایئے۔ آخر میں حسب ضرورت کارمائن ملا لیجئے۔ یہ نہایت عمدہ پاؤڈر تیار ہو گیا۔ اب اگر آپ خود استعمال کرنا چاہیں۔ تو خود استعمال کیجئے۔ اور اگر تاجرانہ حیثیت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو خوبصورت ڈبے بنوا کر دوکانداروں کے پاس فروخت کیجئے۔ یہ ایک نہایت آسان اور نفع بخش تجارت ہے۔ جن اشخاص کو یہ نسخہ معلوم ہے۔ وہ کئی سو روپے ماہوار کماتے ہیں ؛

دیسی روشنائی

دیسی روشنائی کا کاروبار بھی نہایت نفع بخش ہے یہ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ ہر دوکاندار اور ہر طالب علم کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر آپ ذرا سلیقہ کے ساتھ اس کاروبار کو شروع کریں گے۔ تو خاطر خواہ نفع حاصل ہو گا ذیل میں نہایت عمدہ روشنائی کا نسخہ لکھا جاتا ہے۔

گوند کیکر بوزن ایک تولہ۔ کاجل چڑی مارکہ تین چھٹانک عصارہ ریوند چھ ماشے۔ کوزہ معصری ایک تولہ۔

سب سے پہلے ان تمام چیزوں کا سفوف بنائیں۔ اور پھر کاجل سمیت مٹی کے کونڈے میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر پتھر سے پیستے جائیں۔ جب قوام گاڑھا ہو جائے تو سرکنڈے کی بنی ہوئی سرکیوں پر سکھا لیں۔ بعد ازاں خاص نام کے لیبل لگا کر ایک ایک تولہ کی پڑیاں بنائیں۔ اور تھوک بازار میں فروخت کریں۔ یہ روشنائی جس کا ہم نے نسخہ تحریر کیا ہے۔ نہایت عمدہ ہے۔ اگر آپ احتیاط اور اطمینان کے ساتھ اسے تیار کرینگے۔ اور اس کی اشاعت کے لئے سعی و کوشش کرینگے۔ تو یہ بہت جلد مقبول ہو جائیگی۔ اور جو شخص اسے ایک دفعہ خرید لے گا۔ پھر کسی دوسری روشنائی کو پسند نہیں کریگا ؛

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

جسے سکھ و ہندو علماء فضلاء نے بے حد پسند کیا۔ سکھ اور ہندو دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر روحانی تحفہ ۲۶×۲۰/۸ ۱۲ صفحات ۷۲۸ کاغذ ڈمی اعلیٰ ٹائپ نہایت بڑھیا جلد سنہری گھر کی لاگت قریباً پانچ روپے مگر تبلیغی نقطہ خیال سے ہدیہ برائے نام یعنی صرف دو روپے محصولڈاک ۱۲؍ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جلد منگوا لیجئے۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا ؛ ملنے کا پتہ

مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بہترین خضاب

ہندوستانی اور دیگر مشرقی ممالک میں خضاب لگانے کا عام طور پر رواج ہے۔ آج کل عموماً تیس یا چالیس سال کی عمر میں بال سفید ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اس ضعیفی کی علامت کو چھپانے کے لئے بہترین خضاب کی جستجو ہوتی ہے۔ ذیل میں ایک عمدہ خضاب کا نسخہ لکھا جاتا ہے :۔

نائٹرک آف سلور	ایک ڈرام
عرق گلاب	ایک اونس
عرق لیموں	۱½ اونس
گندھک	۹ ماشے

پہلے گندھک کو باریک پیس کر چھان کر وزن کر لیں۔ پھر گندھک گلاب اور عرق لیموں کو ملا کر گھول کر لیں۔ پھر شیشی میں بھر کر نائٹرک آف سلور اس میں ڈال دیں۔ چند منٹ کے بعد اسے خوب ہلائیں۔ جب گھل جائے۔ تو دھوپ میں چار روز تک رکھیں۔

(ترکیب استعمال) :۔ سب سے پہلے بالوں کو گرم پانی اور صابن سے دھوئیں۔ اور اگر بال سخت ہوں۔ تو صابن کی جگہ سوڈا ڈالیں۔ جب بال خشک ہو جائیں۔ تو خضاب مذکور کو بذریعہ برش استعمال کریں۔ اور ایک گھنٹے کے بعد بالوں کو دھو کر روغن آملہ لگائیں ؛

آب شفاء

ست الائچی خورد۔ ست لوبان ایک ایک تولہ۔ پین کیولر ۳ ماشہ۔ مشک تین رتی۔ ست اجوائن ایک تولہ۔ کافور خالص چار تولہ۔ جوہر نوشادر ۳ ماشہ۔ ست پودینہ ایک تولہ۔ تمام ادویات ایک سفید رنگ کی شیشی میں ڈال کر چند منٹ کے لئے دھوپ میں

دکھ دین۔ ہیضہ۔ طاعون۔ نمونیہ۔ نزلہ۔ زکام۔ موسمی بخار۔ تپ دق۔ جریان۔ بدہضمی۔ لقوہ۔ درد شکم۔ درد کمر۔ درد معدہ۔ سوزاک۔ چھالے۔ ورم فوطہ۔ درد سر۔ درد گردہ۔ پھوڑا پھنسی۔ آگ سے جلا ہوا سب میں مفید ہے ۞

KHILAFAT LIBRARY

چنبیلی کا تیل

یہاں چنبیلی کے اس خوشبودار تیل کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ کہ جو اس کے پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے شوقین لوگ اس تیل کو بڑے شوق سے محض خوشبو کے لالچ سے بالوں میں لگاتے ہیں۔ وہ تیل بجائے اس کے کہ بالوں کو کچھ فائدہ پہنچائے۔ الٹا بالوں کو جلدی سفید کر دیتا ہے۔ بلکہ یہاں چنبیلی کے اس تیل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ جو اس کے پتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ اور جو بہت سے امراض کو دُور کرتا ہے ۞

چنبیلی کے تر و تازہ پتوں کو پانی میں دھو کر کونڈی سوٹے یا سِل وٹے پر رگڑ کر کپڑے میں ڈال اور نچوڑ کر رس نکالیں۔ جس قدر یہ رس ہو۔ اس سے آدھا وزن تلوں کا تیل ملا کر نرم آنچ پر پکائیں۔ جب رس جل کر صرف تیل باقی رہے۔ تو آگ پر سے اتار کر کپڑے میں چھان کر رکھیں اس تیل کے لگانے سے سڑے اور پرانے سے پرانے زخم۔ ناسور۔ بھلبھری۔ چھیپ۔ سیاہ داغ کوڑھ کے زخم۔ کھجلی کے زخم اور بھگندر کے زخم۔ گرو باد (کنبیر یا سرطان) داد۔ خبل۔ فیلپا۔ مسوڑھوں کے زخم اور ناسور (پیا بوریا) اور آتشک کے زخم اور کانوں میں ڈالنے سے کانوں کے زخم۔ ناک میں لگانے سے ناک کا پکنا وغیرہ امراض دُور ہو جاتے ہیں ۞

بظاہر یہ ایک معمولی دوائی ہے۔ لیکن بلحاظ فائدہ کے ایک عجیب چیز ہے۔ مذکورہ بالا امراض میں کئی مرض لاعلاج سمجھے جاتے ہیں۔ اُن پر اگر مستقل مزاجی سے اس تیل کا استعمال کیا جائے۔ تو حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے ۞

معذرت:- اس اخبار میں ریڈنگ میٹر صرف چار صفحوں کا دیا جا سکا ہے۔ آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ یہ کمی پوری کر دی جائیگی ۞

(مینیجر)

سیپ

ہمیں کسی چیز کے گُن نہ معلوم ہوں تو دوسری بات ہے۔ ورنہ اصلیت یہ ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز بھی ناکارہ اور بے فائدہ نہیں ۞

سیپ۔ سیپی یا صدف مشہور چیز ہے۔ دریاؤں میں ندیوں میں۔ جھیلوں اور سمندروں میں مختلف شکل و صورت اور رنگ و روپ کے لحاظ سے بہت سی قسموں کے سیپ پائے جاتے ہیں۔ بعض تو دانہ خشخاش کے برابر یا اس سے بھی چھوٹے اور بعض اتنے بڑے کہ جن میں کئی من پانی آ جاتا ہے۔ اور کہ جن کو نہلانے کے لئے بطور ٹب کے بھی استعمال کیا جاتا ہے ۞

سیپ۔ سیپ جاندار کا خول، کس کس طرح استعمال کیا ہوا کس کس مرض کو دور کرتا ہے۔ سیپ کچّا یا جلا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے اُسے آلائش یا میل مٹی سے پاک و صاف کر لینا چاہیئے۔ اس کے کئی طریقے ہیں۔ اُن میں سے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ دس سیر پانی میں آدھ سیر نمک یا واشنگ سوڈا ملا کر اس میں جس قدر بھی سیپ بخوبی آسکیں ڈال کر آگ پر رکھدیں دو تین گھنٹہ تک پکائیں۔ پانی کم ہو جانے پر اور ڈال دیا کریں۔ تاکہ سب سیپ پانی کے اندر ہی ڈوبے رہیں۔ جب بالکل دھل کر صاف اور ستھرے ہو جائیں۔ تو اس پانی میں سے نکال کر سادہ گرم پانی ڈال دیں۔ اور ایک ایک سیپ اٹھا کر نکالتے جائیں۔ تاکہ اگر کوئی سیپ صاف نہ ہوا ہو تو اُسے چھیٹی وغیرہ سے صاف کریں یا دوبارہ نمک یا سوڈا کا پانی ڈال کر ابالیں۔ صاف شدہ سیپوں کو کپڑے کے ساتھ خشک کر لیں ۞

ایسے صاف شدہ سیپوں کو کوئلوں کی تیز آگ میں جلائیں۔ پہلے پہل ان میں سخت بدبو نکلتی ہے۔ کہ جو سیپ کی بناوٹ میں کام آنے والے ایندرک پدارتھوں کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت ان کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ رنگت سفیدی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیپ کا کشتہ۔ بھسم یا اوکسائڈ دودھ کی طرح سفید ہونا چاہیئے۔ اگر سیاہ یا سیاہی مائل ہو۔ تو اسے کچا سمجھ کر دوبارہ آگ میں رکھ کر سفید کر لینا چاہیئے اور باریک پیس کر کپڑے میں سے چھان کر رکھنا چاہیئے۔

جس طرح پتھر جلا کر چونہ بنانے جلانے پر سخت تیز اور کاٹنے یا جلانے والی چیز بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے منہ میں ڈال لیا جائے۔ تو منہ یا زبان وغیرہ پھٹ جاتی ہے۔ اور سخت خراش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کشتہ سیپ کو ہمیشہ یا تو کسی چیز میں لپیٹ کر نگلوانا چاہیئے یا کسی چیز میں حل کر کے . . . پلانا چاہیئے ۞

کچا سیپ منہ یا زبان کو نہیں کاٹتا۔ لیکن اگر کچا سیپ اندرونی طور پر استعمال کرانا ہو۔ تو اسے سرمہ یا غبار کی طرح بہت باریک کر لینا چاہیئے۔ یہاں تک کہ آنکھ میں ڈالا ہوا بھی رڑک یا بوجھ پیدا نہ کرے ۞

(۱) کشتہ سیپ دو ماشہ دن میں تین چار بار چار چار گھنٹہ کے بعد آدھ آدھ پاؤ گرم دودھ میں ملا کر پلائیں دمہ دُور ہو جاتا ہے ۞

(۲) پرانی کھانسی اور نزلہ و زکام میں بھی اسی طرح استعمال کرائیں ۞

(۳) تین تین ماشہ کشتہ سیپ صبح و شام چھاچھ میں ملا کر پلانے سے دل کی دھڑکن اور دل کی کمزوری دُور ہو جاتی ہے ۞

(۴) منقہ سُرخ ۲۰ دانہ کو آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب آدھ پاؤ پانی باقی رہے۔ تب چھان کر اس میں دو ماشہ کشتہ سیپ ملا کر صبح۔ اسی طرح شام کے وقت پلائیں۔ عورتوں کا ہسٹیریا دُور ہو جاتا ہے ۞

(۵) تین تین ماشہ کشتہ سیپ صبح و شام دو دو تولہ مکھن یا بالائی میں لپیٹ کر کھلانا کمزوری دماغ کو دور کرتا ہے ۞

(۶) تین تین ماشہ کشتہ سیپ صبح و شام گائے کی چھاچھ میں ملا کر پلانا سر چکرانے اور آنکھوں کے آگے اندھیرا آنے میں مفید ہے ۞

(۷) نمبر ۴ کی طرح استعمال کرانا عورتوں کے پرسوت روگ میں بھی مفید ہے ۞

(۸) آدھ آدھ پاؤ گرم دودھ میں تین تین ماشہ کشتہ سیپ ملا کر پلانا عورتوں کے بانجھ پن کو دُور کرتا ہے

(۹) آدھ آدھ پاؤ گرم دودھ میں تین تین ماشہ کشتہ سیپ ملا کر صبح و شام پلانا حیض کی بندش کمی یا تکلیف کے ساتھ آنے میں مفید ہے ۞

(۱۰) تین تین ماشہ کشتہ سیپ صبح و شام گائے کی

KHILAFAT LIBRARY

چھاچھ میں ملا کر پلانا زیادتی حیض پردر روگ، شربت پردر اور اسوم روگ (لیوکوریا) کو دور کرتا ہے ؎

(۱۱) دہی میں سے مکھن نکال کر تیار کئے گئے آدھ پاؤ پنیر میں چھ ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام استعمال کرانا ذیابیطس کو دُور کرتا ہے ؎

(۱۲) تین تین ماشہ کشتہ سیب گائے کی چھاچھ میں ملا کر صبح وشام اور شدت مرض میں دوپہر اور رات کے وقت بھی پلانا۔ دست۔ سنگرہنی اور سنگرہنی میں مفید ہے ؎

(۱۳) دو چند مکھن۔ گھی۔ سرسوں ناریل یا تل کے تیل میں کشتہ سیب ملا کر دن میں دو تین بار لگانا نملی پھوڑے۔ داد۔ چنبل اور فیل پا میں مفید ہے ؎

(۱۴) اسی طرح استعمال کرنا بالچھڑ اور گنج روگ میں بھی مفید ہے ؎

(۱۵) تین ماشہ گھ (پیپل یا فلفل دراز) کو کوٹ کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ آدھ پاؤ پانی باقی رہنے پر چھان کر اس میں تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام اور درد کیحالت میں پلانا۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ قولنج۔ بری نام شول۔ ان درد شول اور اپینڈی سائٹس میں نہایت مفید ہے

(۱۶) دو تولہ گوکھرو۔ (بھکڑے) کو کوٹ کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ اور آدھ پاؤ پانی رہنے پر چھان کر اس میں تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح اور شام کے وقت پلانا۔ درد گردہ۔ سنگ گردہ۔ سنگ مثانہ۔ بندش پیشاب اور موتر گرنتھی (پروسٹیٹ) روگ کو دُور کرتا ہے ؎

(۱۷) دو تولہ مکھن میں تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام کھلانا۔ دائمی قبض کو رفع کرتا ہے ؎

(۱۸) تین ماشہ کشتہ سیب گائے کی چھاچھ میں ملا کر صبح وشام یا دوپہر کے وقت بھی پلانا۔ جگر اور تلی کے بڑھنے میں مفید ہے ؎

(۱۹) نمبر ۱۴ کی طرح کشتہ سیب کا استعمال کرانا عورتوں کے رکت گلم اور منگل روگ کو دور کرتا ہے ؎

(۲۰) نمبر ۱۵ کی طرح استعمال کرانا باؤ گولہ کو بھی دور کرتا ہے

(۲۱) دو تولہ مکھن یا بالائی میں تین تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام پلانا۔ پاگل پن اور مرگی کو دُور کرتا ہے ؎

(۲۲) نمبر ۱۴ کی طرح کشتہ سیب کا دن رات میں چار بار استعمال کرانا ٹائیفائیڈ میں مفید ہے۔ بشرطیکہ دست ساتھ نہ ہوں ؎

(۲۳) ایک چھٹانک گائے کا تازہ دودھ اور ایک چھٹانک پانی ملا کر گرم کریں۔ اور اُس میں تین ماشہ کشتہ سیب حل کر کے صبح وشام پلائیں۔ اس سے ناسور۔ بھگندر۔ کنٹھ مالا۔ انتڑیوں کا تپ دق۔ کرنژاف بون یا ہڈی کا تپ دق (ٹیوبرکلوسل) سل اور تپدق دُور ہوتا ہے۔ مرض یا مریض کی طاقت اور حالت کے مطابق اس کی مقدار خوراک میں مناسب کمی یا زیادتی بھی کی جاسکتی ہے ؎

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کشتہ سیب پانی میں بہت تھوڑا حل ہوتا ہے۔ اور باقی تھوڑی دیر میں نیچے بیٹھ جاتا ہے۔ اس لئے اسے خوب ہلا کر جلدی ہی پلا دینا چاہیئے ؎

(۲۴) سرسوں کا تیل آدھ سیر۔ کشتہ سیب آدھ پاؤ دونوں کو ملا کر آگ پر پکائیں۔ جب بدبودار دھواں نکلنا بند ہو جائے تب تیل کو آگ پر سے اتار کر چھان رکھیں۔ اسے دن میں تین چار بار روئی کے ساتھ لگانا۔ ناسور۔ کنٹھ۔ بھگندر اور آتشک مقامی کے زخم دُور ہو جاتے ہیں ؎

(۲۵) نیم کا چھلکا تر و تازہ دو تولہ کچل کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ اور آدھ پاؤ پانی باقی رہنے پر چھان کر اس میں چھ ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام مریض آتشک کو پلائیں مفید ہے۔

(۲۶) گیہوں کے آٹے کی سرسوں کے تیل میں پلٹس تیار کر کے اس کی ٹکیہ بنا کر اُس پر کشتہ سیب چھڑک کر باندھنا کچے پھوڑوں کو پکاتا۔ پھوڑتا اور مواد کو صاف کرتا ہے۔ زخموں کو مندمل کرنے کے لئے نمبر ۲۴ کی طرح تیار کیا ہوا تیل لگانا چاہیئے ؎

(۲۷) تین تین ماشہ کشتہ سیب صبح وشام گائے کی چھاچھ میں ملا کر پلانا بواسیر بادی کو دُور کرتا ہے ؎

(۲۸) کچے سیب کو پتھر پر سرسوں کے تیل یا سادہ پانی میں گھس کر دن میں دو بار مسّوں پر لیپ کرنا مسّوں کو دُور کرتا ہے ؎

(۲۹) اسی طرح لیپ کرنا منہ کے مہاسوں۔ سیاہ داغوں اور چھیپ کو بھی دُور کرتا ہے ؎

(۳۰) کشتہ سیب ایک حصہ۔ گیہوں کا آٹا تین حصہ دونوں کو کسی قدر گھی اور پانی میں گوندھ کر بطور ابٹن کے چہرہ یا جسم پر استعمال کرنا پیل۔ جھری۔ چھیپ یا سیاہ داغوں کو دُور کرتا اور جلد کو نہایت ملائم صاف اور خوبصورت بناتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بظاہر ایک معمولی چیز ہے۔ اور خوشبودار بھی نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ نازک مزاجوں کو اس سے بدبو آئے۔ لیکن بلحاظ فائدہ بہت سی اُن چیزوں سے کہ جو اس کام کے لئے ممالک غیر سے آتی اور ملک کا بے شمار روپیہ بہا کر لے جاتی ہیں۔ بدرجہا زیادہ مفید ہے۔ خوشبو کے لئے اس میں کوئی عطر یا تیل ملایا جا سکتا ہے۔ اس سے پسینہ کا زیادہ آنا یا بدبودار آنا بھی دُور ہو جاتا ہے اس کے استعمال میں موسم گرما میں پت نہیں نکلتی۔ اور نکلی ہوئی جلدی اچھی ہو جاتی ہے ؎

(۳۱) برابر وزن دودھ اور پانی ملا کر اور گرم کر کے اسمیں تین تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام پلانا گرد یاد دکسر یا سرطان) اور ناروے کو دُور کرتا ہے ؎

(۳۲) ناروے کو نکالنے کے لئے خارجی طور پر اسے نمبر ۲۶ کی طرح استعمال کرنا چاہیئے ؎

(۳۳) نمبر ۲۴ کی طرح تیار کر کے گردیا دیر اگر وہ بیرونی ہو۔ تو دن میں تین چار بار لگانا چاہیئے ؎

(۳۴) تین تین ماشہ کشتہ سیب صبح وشام چھاچھ میں ملا کر پلانا انتڑیوں اور بلانیہ کے ہر قسم کے کیڑوں کو دُور کرتا ہے

(۳۵) دو دو ماشہ کشتہ سیب گرم دودھ میں ملا کر پلانا ہر قسم کے بخار خصوصاً ملیریا کو دُور کرتا ہے۔ اس سے بخار اُتر بھی جاتا ہے۔ اور دوبارہ چڑھنے سے رُک بھی جاتا ہے

(۳۶) نمبر ۲۴ کی طرح تیار کیا ہوا تیل لگانا نواسیر (ناک کے مسّے) کو بھی دُور کرتا ہے ؎

(۳۷) تین تین ماشہ کشتہ سیب چھاچھ میں ملا کر صبح وشام پلانا نکسیر آنے میں مفید ہے ؎

(۳۸) کچے سیب کو پتھر پر عرق گلاب کے ساتھ گھس کر دن میں دو تین بار لیپ کرنا چھاجھری کو دُور کرتا ہے ؎

(۳۹) کچا سیب باریک پیس کر کپڑ چھان کیا ہوا ایک حصہ دو حصہ گھی میں ملا کر دانت اور مسوڑھوں پر مل کر گرم پانی

معذرت

اس اخبار میں ریڈنگ میٹر صرف چار صفحوں کا دیا جا سکا ہے۔ آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ اس کی تلافی پوری کر دی جائے گی

(مینیجر)

کے ساتھ صاف کر دیا کریں۔ اس سے دانتوں کی میل و غلاظت دُور ہو کر دانت نہایت صاف اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ مسوڑھوں کا پھولنا یا مسوڑھوں سے پیپ یا خون کا آنا اور پایوریا دُور ہو جاتا ہے ؛

(۴۰) تین تین ماشہ کشتہ سیب کو گرم دودھ میں ملا کر صبح وشام پلانا شیشت بیت اور اُدرد۔ (چھپاکی) کو دُور کرتا ہے ؛

(۴۱) پانی میں کشتہ سیب کو ملا کر گاڑھا گاڑھا لیپ کرنے سے مکھی۔ مچھر۔ بھڑ۔ دینا اور بچھو کا ڈنگ دُور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لیپ کرنے سے مکڑی، کتّا اور گیدڑ وغیرہ کا زہر بھی دُور ہو جاتا ہے ؛

(۴۲) کُتّے اور گیدڑ وغیرہ کے کاٹے ہُوئے مریض کو تین تین ماشہ کشتہ سیب صبح وشام گرم دودھ میں ملا کر پلانا بھی چاہیئے ؛

(۴۳) کشتہ سیب اور نمک برابر وزن ملا کر رکھیں۔ اور تین تین ماشہ صبح وشام گرم پانی میں ملا کر پلائیں۔ اس سے پیٹ کا گڑ گڑانا۔ ارچی اور منکداگنی دُور ہو کر بھوک اور ہاضمہ بڑھتا ہے ؛

(۴۴) دو چاول کے قریب کچّا سیب پتھر پر پانی کے ساتھ گھسکر دن میں دوبار شُوکھتے ہُوئے دودھ پیتے بچوں کو پلانا نہایت مفید ہے۔ اس سے دودھ پیتے بچے تندرست ہو کر موٹے تازہ ہو جاتے ہیں۔

(۴۵) اگر بچے کی والدہ کا دودھ بھی شُوش کا رک (سکھانیوالا) ہو۔ تو اُسے بھی تین تین ماشہ کشتہ سیب صبح وشام گرم دودھ میں ملا کر پلانا چاہیئے ؛

(۴۶) کچے سیب کو پتھر پر پانی کے ساتھ گھسکر سرمچو کے ساتھ صبح وشام آنکھ میں لگانا گہرے اور ابھرے ہوئے پھولے کو دُور کرتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ہی کسی قدر کچا سونا بھی نہ گھسنے والے پتھر پر گھسکر شامل کر کے لگایا جائے تو پھولا اور بھی جلدی دُور ہو جاتا ہے ؛

(۴۷) گوکھرو خشک دو تولہ کو کوٹ کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ آدھ پاؤ پانی باقی رہنے پر چھان کر (۳) تین تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح اسی طرح شام کے وقت پلانا سوزاک اور قرحہ کو دُور کرتا ہے ؛

(۴۸) گٹھلی دُور کیا ہُوا بہیڑا چھ ماشہ کو آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ آدھ پاؤ پانی باقی رہنے پر چھان کر اس میں تین ماشہ کشتہ سیب ملا کر صبح وشام کے وقت پلانے سے کلائی نوطہ۔ فوطہ میں پانی پڑ جانے اور آنت اُترنے میں مفید ہے

(۴۹) اسی طرح استعمال کرانا جلودر کو بھی مفید ہے۔

(۵۰) کچا سیب ایک حصّہ۔ سُرمہ سیاہ تین حصہ دونو کو باریک پیس کر کپڑ چھان کریں۔ اور کھرل میں ڈال کر نیم کے تر و تازہ اور نرم چھلکے کے رس کے ساتھ دو ہفتہ تک کھرل کریں۔ جب آنکھ میں ڈالنے کے قابل ہو جائے۔ تب خشک کر کے کپڑے میں سے چھان کر رکھیں۔ اسے صبح وشام سرمچو کے ساتھ آنکھوں میں ڈالنے سے نظر تیز ہو جاتی ہے۔

(۵۱) کچا سیب باریک پیس کر کپڑ چھان کیا ہُوا رسوت خالص اور سندھور برابر وزن رسوت کو پانی میں گھول کر دونوں چیزوں کو اس میں کھرل کر کے ٹکیہ بنا کر سایہ میں گرد و غبار سے بچا کر خشک کر رکھیں۔ اسے پتھر پر پانی کے ساتھ گھسکر بالوں کو اُکھاڑ کر آنکھ میں لگایا کریں۔ اس سے کچھ عرصہ میں پڑبال دُور ہو جاتے ہیں۔ اور گوہانجنیوں کا نکلنا بھی بند ہو جاتا ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

چند چیدہ نسخہ جات

ہیضہ:۔ کونپل مدار۔ کونپل ہنسوٹی دو دو تولہ۔ مرچ سیاہ ایک تولہ۔ سب کو باریک پیس کے چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ دو گولیاں گرم پانی کے ساتھ دیں تین گھنٹے کے بعد پھر دیں۔ اسی طرح تین تین گھنٹے کے بعد دیں ؛

خنازیر:۔ دو دم کی چھپکلی روغن زیتون میں خوب جلا کے خنازیر پر لگانا اکسیر ہے ؛

درد دانت:۔ حنظل کالی مرچ نمک۔ سایہ میں سکھایا ہُوا چنبیلی کا پھول سب کو کوٹ لیں دانتوں پر لگا کر رال ٹپکا دیں ؛

کشتہ ابرک سیاہ:۔ ابرک سیاہ ۳ تولہ۔ شورہ قلمی ۵ تولہ۔ عرق گلاب ۱۰ تولہ۔ عرق گاؤ زبان ۱۰ تولہ میں حل کر کے کسی مٹی یا چینی کے برتن میں ابرک کو آگ پر سُرخ کر کے ۲۱ دفعہ بجھائیں۔ پھر اس کو ایک ہفتہ مولی کے پانی میں سحق کر کے سکورہ میں بند کر دیں۔ اور آگ دیں۔ کشتہ نہایت عمدہ تیار ہو گا۔ خوراک ۲ رتی۔ مناسب بدرقہ کے ساتھ دیں پرانے بخاروں کے لئے اکسیر چیز ہے۔ اور سوزاک و جریان و سنگ گردہ و مثانہ کی بیماریوں کے واسطے بھی نہایت مفید شے ہے ؛

اکسیر بواسیر:۔ یہ نسخہ بادی مسوں کو نکالنے اور خون بواسیر کو بند کرنے میں نہایت مفید ثابت ہُوا ہے۔ یہ نسخہ مجھے ایک سنیاسی سے ملا تھا۔ صفنہ۔ کافور۔ رسکپور۔ سیماب مردار سنگ۔ الائچی خورد۔ الائچی کلاں۔ ہر ایک چار چار ماشہ تمام ادویہ کو خوب کھرل کریں۔ اور آٹھ تولہ مسکہ لے کر اس کو ۲۰۵ بار پانی میں دھو کر اس میں حل کر کے مرہم تیار کریں۔ اور مقعد کے اندر و باہر مسوں پر روزانہ صبح وشام لگایا کریں۔ چند یوم میں مسّے مردہ ہو کر جھڑ جائیں گے ؛

سلطانی چورن:۔ مرچ سیاہ۔ سونٹھ۔ اجوائن دیسی۔ نمک لاہوری۔ نمک سیاہ۔ نوشادر۔ پودینہ خشک۔ فلفل دراز۔ ہر ایک تولہ تولہ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ اور اس میں ست اجوائن۔ ست پودینہ ۲-۲ ماشہ ملا دیں۔ خوراک ایک ماشہ۔ مقوی معدہ اور ہاضم طعام ہے ؛

عربی اُردو لغات

اُردو زبان میں ابھی تک کوئی ایسی جامع عربی اُردو لغت شایع نہیں ہوئی تھی۔ جس سے معمولی استعداد کے لوگ بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے۔ سو مبارک ہو۔ کہ دو علماء نے پانچ سال کی لگاتار محنتِ شاقہ سے یہ بے نظیر تحفہ تیار کیا ہے۔ یہ لغات قریباً اسّی ہزار کے قریب الفاظ کے ذخیرہ کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ شروع میں عربی صرف و نحو کے گر بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک بے مثل کتاب ہے۔ پنجاب کے مقتدر اسلامی اخبارات نے اس کتاب پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ صفحات ایک ہزار سائز ۲۹×۲۲/۸ قیمت مجلد صرف چار روپے ؛

ملنے کا پتہ:۔ چوہدری حاکم دین قادیان ضلع گورداسپور

ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو فی روپیہ سولہ آنے فائدہ ہے

KHILAFAT LIBRARY

ہم اپنی ادویات کو لمبے تجربہ اور ہر طرح تسلی کے بعد پبلک میں لاتے ہیں۔ مگر پھر بھی کوئی حکیم یا ڈاکٹر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی دوا سو فی صدی مفید بیٹھتی ہے۔ اگر کوئی دوا اسّی فی صدی بھی مفید ہے۔ تو وہ اکسیر اعظم سے بھی بڑھکر ہے ۔

مگر ہم ان بیس فیصدی کو بھی نقصان میں نہیں رکھنا چاہتے ، اگر خدانخواستہ کسی صاحب کو ہماری کسی دوا سے فائدہ نہ ہو۔ تو جو ہمارے مستقل گاہک یا جنہیں ہم جانتے یا جو قابلِ اعتبار حیثیت رکھتے ہیں ان کے تو معمولی ارشاد پر ہی۔ کہ ہمیں آپکی دوا سے کچھ فائدہ نہیں ہوا بقیہ دوا واپس لیکر ان کی قیمت فی الفور واپس کردی جائیگی۔ اور دوسرے اصحاب کی حلفیہ شہادت پر اُن کی قیمت واپس ہوگی۔ بشرطیکہ ایسی اطلاع دوا بھیجنے سے دس روز تک دفتر میں پہنچ جائے۔ ہمارے اس چودہ سال کے کاروبار میں صرف ان تین اشخاص (۱) یار محمد صاحب طالبعلم سکول نتکانی ضلع ڈیرہ غازی خاں کی شکایت پہنچی۔ کہ مجھے فائدہ نہیں ہوا چنانچہ ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ۳۰/۱۸-۲-۳۴ فی الفور واپس کردی گئی۔ (۲) جناب محمد سلطان احمد صاحب بڑنگر ضلع اجین ریاست گوالیار کی شکایت آئی۔ اور ان کی قیمت بھی بذریعہ منی آرڈر ۳۴۹۹/۱۵-۴-۳۴ فی الفور بھیج دی گئی (۳) جناب محمد افضل خاں صاحب نائب تحصیلدار لدھیانہ کی شکایت پر بھی ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ۲۴۲۱/۲۵-۲-۳۴ فی الفور واپس کردی گئی۔ اور اس نیک معاملہ کو دیکھ کر صاحب موصوف نے لکھا۔ کہ آپ نے جس دیانت اور امانت کا ثبوت دیا ہے وہ فی زمانہ قابل ہزار تحسین ہے "

ان حالات کی موجودگی میں آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے والے کسی صورت میں بھی نقصان میں نہیں رہتے۔ اور تمام ہندوستان میں یہی ایک فرم ہے۔ جو اپنے گاہکوں کو اس قسم کی عملی تسلی دلا سکتی ہے۔ لہذا اب آپ کو بدون کسی جھجک کے فی الفور ہمارے گاہک بن جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہے ، اگر دوائی مفید ہوئی۔ اور یقیناً مفید ہوگی۔ پھر تو کہنا ہی کیا۔ ورنہ آپ کی قیمت واپس ، اس سے بڑھکر اور کیا تسلی اور نفع بخش سودا ہو سکتا ہے۔ اور اب تو آپ صاحبان کو نئی بلڈنگ کی خوشی میں وسیع پیمانہ پر فائدہ پہنچانے کے لئے ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر کے واسطے قیمتیں بھی نصف کردی گئی ہے۔ لہذا اس سنہری موقعہ سے آپ کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو سو فی صدی فائدہ ہے

اگرچہ ہماری فرم کا پیکنگ مشہور ہے۔ اور مقامی ڈاک خانہ دوسرے لوگوں کے سامنے ہمارے عمدہ پیکنگ کو بطور نظیر پیش کیا کرتا ہے۔ باوجود اس احتیاط کے اگر پھر بھی کسی وجہ سے راستہ میں بکس ٹوٹ جائے یا کسی اور سبب سے راستہ میں دوا ضائع ہو جائے۔ تو جو ہمارے مستقل گاہک یا جنہیں ہم جانتے ہیں یا جو قابلِ اعتبار حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے معمولی ارشاد پر اور دوسرے اصحاب کی حلفیہ شہادت پر انہیں دوبارہ دوا مفت صرف محصولڈاک کی ادائیگی پر ارسال خدمت کی جائیگی۔ بشرطیکہ دوا پہنچنے سے ایک ہفتہ تک ایسی شکایت دفتر میں پہنچ جائے۔ چنانچہ اس چودہ سال کے لمبے عرصہ میں صرف چار شکایات (۱) جناب ڈاکٹر فتح الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ٹنگی ضلع پشاور (۲) جناب جمعدار شبیر محمد صاحب خانصاحب ایم۔ ٹی ڈپو چک لالہ چھاؤنی (۳) جناب بابو سکندر میر صاحب کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی۔ (۴) جناب سی کنہی احمد پنگاڈی (مالابار) کی آئیں۔ کہ راستہ میں کسی بے احتیاطی کی وجہ سے ادویات صحیح حالت میں نہیں پہنچیں۔ اُن سے صرف محصولڈاک وصول کرکے بذریعہ رجسٹرڈ پارسل ۱۱۷/۸-۳-۳۴ و ۱۳۰/۲۸-۳-۳۴ وغیرہ فی الفور دوبارہ ان کی خدمت میں ادویہ مفت ارسال کردی گئیں۔ ان حالات کی موجودگی میں آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے والے کسی صورت میں بھی نقصان میں نہیں رہتے اگر دوا نے فائدہ نہ کیا۔ پھر بھی ان کی قیمت واپس مل جائے گی۔ اور اگر دوا سالم نہ پہنچے۔ پھر بھی دوا دوبارہ مفت پہنچ جائیگی ، بلاشبہ تمام ہندوستان میں صرف یہی ایک فرم ہے۔ جو اپنے گاہکوں کے ساتھ ایسا تسلی بخش معاملہ کرتی ہے۔ نئی بلڈنگ کی خوشی میں آپ صاحبان کو وسیع پیمانہ پر فائدہ پہنچانے کے لئے ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر کے لئے قیمتیں بھی نصف کردی گئی ہیں۔ لہذا آپ کو اب بدون کسی روک کے ہمارے گاہک بن جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں یقیناً آپ کو سو فی صدی فائدہ ہی فائدہ ہے ۔

خیر اندیش :- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

نئی بلڈنگ کی خوشی میں غیر معمولی رعایت

ایک روپیہ کی چیز آٹھ آنہ میں

KHILAFAT LIBRARY

جو دوست اپنے خطوط ۱۰، ۱۱ و ۱۲ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ڈاک خانہ میں ڈالینگے انہیں ایک روپیہ کی چیز آٹھ آنہ پر ملیگی

دوستوں کی طرف سے یہ بار بار تقاضہ ہو رہا تھا۔ کہ نئی بلڈنگ کی خوشی میں ادویہ میں خاص رعایت کی جائے۔ تاکہ ہم بھی اس خوشی سے عملی رنگ میں مستفیض ہو سکیں سو دوستوں کے اس معقول مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے کارخانہ نے یہ عظیم الشان رعایت دی ہے۔ کہ جو دوست اپنے خطوط ۱۰، ۱۱، ۱۲ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ڈاک خانہ میں ڈالیں گے۔ انہیں حسب ذیل شہرہ آفاق اور مقبول عام ادویہ نصف قیمت پر دی جائیں گی ؛

مثلاً موتی سرمہ۔ اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر۔ تریاق اعظم۔ اکسیر معدہ۔ رفیق زندگی۔ موتی دانت پوڈر۔ اکسیر جریان۔ اکسیر لوبیہ افیون چھڑاؤ گولیاں۔ قبض کشا گولیاں۔ مچھر پروف وغیرہ۔ یہ ادویہ بار بار کے تجربہ سے پبلک سے غیر معمولی خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ جس نے ایک دفعہ بھی کوئی دوا منگوائی وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ لہذا آپ صاحبان کو اس سنہری موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ نا صرف خود ہی مستفیض ہوں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی اس بہترین موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے شامل کیجئے۔ دوستانہ ہمدردی کا یہی تقاضہ ہے۔ اگر آپ نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو پھر آپ کو کف افسوس ملنے پڑیں گے۔ کیونکہ بعد میں جلد کوئی رعایت کا موقع نہ رہیگا۔ لہذا اس موقع کو آپ غنیمت سمجھتے ہوئے اس کی قدر کیجئے ؛

موتی سرمہ رجسٹرڈ

جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر تسلیم کیا گیا ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن، پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ۔ رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ +

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا" ؛

ڈاکٹر صاحب کی رائے

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب ایس اے ایس جنرل ہسپتال الکیاب دبرہا سے تحریر فرماتے ہیں کہ "پہلے بھی آپ کا سرمہ اکثر مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید

پایا - اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے - براہ کرم ایک تولہ بلا توقف بذریعہ وی پی بھیجدیں -

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

جس نے ایک دفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا،

KHILAFAT LIBRARY

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ، چہرہ زرد، سر یا کمر میں درد، حافظہ کمزور کسی کام پر دل نہ لگتا - چلتے وقت دم چڑھ جاتا - پنڈلیوں میں دردسی محسوس ہوتی - ہاتھ پاؤں پھولتے - قوت رجولیت جواب دے چکی ہو - تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں - یہ دوا کیا ہے - گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے - نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے - گردوں کو قوی بنانے، ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے، بھوک کے کھولنے، حافظہ کو تیز کرنے رنگ کو نکھارنے دل و دماغ کو تقویت دینے، اپٹھوں کو مضبوط بنانے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے، طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے، اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے، گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت، چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے، گذشتہ اُمنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے - یہ دوا کیا ہے - گویا حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے، دل میں نئی امنگ - اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا ہی کام ہے - مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر ہے موسم برسات میں اس کا استعمال ملیریا بخار کے خطرناک روگ سے محفوظ رکھتا اور ملیریا بخار سے پیدا شدہ کمزوری کو دُور کرتا ہے - ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں قیمت صرف پانچ روپے (صہ) رعایتی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۸) محصولڈاک علاوہ ؛

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں - کہ "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لے کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی - اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا - میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اس کو بھیجدی - اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے - میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں - وہ لکھتا ہے - کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا - کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے - اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے - اور اس کی وجہ صرف یہ ہے - کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی - میں نے استعمال کرنی شروع کر دی ہے جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی - الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے - بھوک خوب لگتی ہے - جو کھاؤں سو ہضم - چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں - نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے - ایک شیشی اور روانہ کر دیں "

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی - اور یہ دوسری مرتبہ "اکسیر البدن" نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے - میں جب خود ولایت میں تھا - تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا - اس کی صحت مخدوش تھی - اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا - مگر خدا نے "اکسیر البدن" کے ذریعہ اُسے ان خطرات سے بچا لیا - اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے - میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں - اور دعا کرتا ہوں - کہ اس نافع الناس دوا کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم دے - یہ دوا فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے - اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں -

ملیریا کی کمزوری دُور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں - کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا - آپ کی مشہور دوا اکسیر البدن سے سب کمزوری دُور ہو گئی - اب میں اپنے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ تن و مند پاتا ہوں - براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیج دیں ؛

اکسیر اکبر

طاقت کی بے نظیر دوا جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں سونے کا کشتہ، کستوری، موتی، عنبر - یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے - اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے - جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے بمفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے :-

ضعف باہ - ضعف دل - ضعف دماغ - ضعف اعصاب - ضعف بصر ضعف ہاضمہ - اعصابی درد - نزلہ - درد سر - بے خوابی - مسوڑوں سے خون کا آنا - منہ سے پانی کا جاری رہنا - دانتوں کا درد - آواز کا بیٹھ جانا دمہ - پرانی کھانسی - ڈکاروں کی کثرت - معدہ کی ترشی - قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا - پیشاب کی کثرت - ذیابیطس - کثرت احتلام - سرعت - خرابی خون - دل کی دھڑکن - سر کا چکرانا - آنکھوں میں اندھیرا آنا - اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دینے - بے چینی - گھبراہٹ - سستی - اداسی چھائی رہنی - ذرا سے کام سے دل اُکتا جانا - جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلِ خدا آخری اور یقینی علاج ہے - معدہ اور جگر کو طاقت دیکر

سیروں دودھ، گھی، مکھن اور ملائی ہضم کرانی - تازہ خون کے بے شمار سرخ ذرات پیدا کرتی - اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے - دائمی قبض - زکام - کمزوری دل و دماغ کے لئے بے نظیر چیز ہے - ضعف اعصاب، اور ضعف دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رو پیدا کرتی ہے - دماغی تکان کو دور کر کے فی الفور کام کے لئے مستعد بناتی - مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے - گویا دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے - لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی عظ بیس روپے ایک ماہ کی خوراک کے لئے رعایتی قیمت صرف دس روپے (عظ) محصولڈاک علاوہ - ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے ؂

نوٹ:- گذشتہ سال اس کی قیمت پچیس روپے (عظ) تھی - مگر اب کی دفعہ اکٹھی بنوانے میں اشیاء کچھ سستی مل گئیں - اس لئے قیمت میں خاص رعایت کردی گئی ہے ؂

اکسیر اکبر کی کرامت

بیس سالہ کمزوری دور ہو کر پینتالیس سالہ اٹھارہ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں - کہ:-

"اکسیر اکبر" کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی - ایک مریض کو جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی - اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی، استعمال کرائی گئی - دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی - جو سینکڑوں ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی - جیسے کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"

KHILAFAT LIBRARY

یہ اکسیر اکبر نامی طاقت کی لاثانی دوا کارخانہ نے مدت کے تجربہ کے بعد تیار کی ہے - جو سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، زعفران، یاسمین وغیرہ بیش بہا چیزوں کا مرکب ہے، سچ پوچھو تو یہ نعمت عظمیٰ اپنے بےنظیر فوائد کے لحاظ سے سو روپیہ پر بھی سستی ہے - دس روپیہ کی کیا حقیقت ہے - لہذا اس سنہری موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیے

رفیقِ زندگی

عام طور پر مقوی ادویہ گرم ہوتی ہیں - اور گرم مزاج والوں کو بعض اوقات ان کا استعمال مضر بھی بلیٹھتا ہے - لہذا ایسے طبائع والوں کے لئے ایسی چیز کی ضرورت تھی - جو مقوی بھی ہو - اور مفرح بھی - سو مبارک ہو کہ وہ چیز طیار ہوگئی - اس کا نام رفیق زندگی ہے - یہ ایک نادر تحفہ ہے - مفرح دل، اور مقوی دماغ - جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے - بیماری یا کثرت کاربا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد، بے رونق، اور پژمردہ ہو چکے ہوں - دل ہر وقت دھڑکتا - سر چکراتا -

آنکھوں میں اندھیرا آنا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو - ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو - جسم میں سخت کمزوری ہو، ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے - اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال ایک ایک سال کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے آپکو بے نیاز کر دیگا - قیمت فی شیشی جس میں ۵ تولہ یعنی ایک ماہ کی خوراک ہے صرف پانچ روپے (عـہ) نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے (عـہ/۸) محصولڈاک علاوہ ؂

پھول بغیر کانٹا

موسم گرما میں استعمال کی بہترین چیز نہ باندھنے کی ضرورت نہ غسل وغیرہ کا خاص پرہیز

صرف چند روز استعمال کر کے قدرت خدا کا تماشا دیکھئے - یہ اپنے حیرت انگیز فوائد اور زود اثری کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے - شکایات مخصوصہ، رگوں کا پھولنا اعصابی کمزوری جملہ شکایات داخلی و خارجی کا ایک ہی علاج ہے - اگر اس کی قیمت دس روپے (عظ) تولہ بھی رکھی جاتی، تو بھی سستا تھا - مگر پبلک کے فائدے اور اپنی دوائی کی شہرت کے لئے فی الحال اس کی قیمت بہت ہی کم رکھی جاتی ہے - یعنی ایک تولہ کی قیمت صرف تین روپے (عـہ) رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عـہ/۸) محصولڈاک علاوہ، اگر اس کے ساتھ اکسیر البدن - اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کا بھی استعمال ہو - تو پھر کیا کہنے، سونے پر سہاگہ ہو جائیگا - اکسیر البدن، اکسیر اکبر اور رفیق زندگی کا اشتہار اسی اخبار میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیے - اگر کوئی صاحب ایک ماہ کی خوراک اکسیر البدن یا اکسیر اکبر یا رفیق زندگی اور پھول بغیر کانٹا اکٹھے منگائیں گے - تو محصولڈاک میں رعایت رہیگی ؂

تریاق اعظم

یہ حیرت انگیز ایجاد دافعی "تریاق اعظم" ہی ہے - اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے - گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے - سفر میں آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں اس کی ایک شیشی کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے - کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں، یہ تریاق کیا ہے - گویا بنی نوع انسان کے لئے نعمت عظمےٰ ہے - اصل قیمت دو روپے چار آنہ (عـہ) نصف ایک روپیہ دو آنہ (عـہ/۲) محصولڈاک علاوہ، جن امراض میں یہ تریاق اعظم مفید تسلیم کیا گیا ہے - ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے - مفصل پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے ؂

سر درد ہر قسم، کمزوری دماغ، زکام، مرگی، سرسام، بے حسی، لقوہ، فالج، خارش دماغ، بے ہوشی، دماغی چوٹ، اعصابی درد، خواب غفلت بیخوابی - ہذیان، درد آنکھ، گوہانجنی، درد کان، کانوں میں کھجلی، ورم گوش،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تین ماہ کی غیر حاضری کے بعد

یہ پرچہ تین ماہ کی غیر حاضری کے بعد دوستوں کے ہاتھ میں پہنچ رہا ہے۔ اس اثناء میں کئی دوستوں کے خطوط آئے۔ جس میں اُنھوں نے لکھا کہ ہم نور کا ایک پرچہ بھی لیٹ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ دوستوں کی نور کے ساتھ اِسں محبت کے لئے میں مشکور ہوں۔ مگر میں بے بس تھا۔ ایک طرف فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کی تکمیل۔ دوسری طرف نئے مکان کی تعمیر۔ اور یہ دونوں باتیں ہی اپنی جگہ اٹل اور ضروری تھیں۔ فرقان پاک کے گورمکھی ترجمہ نے اللہ کے کرم سے سکھوں اور ہندوؤں وغیرہ میں جو قبولیت حاصل کی وہ آپ اس اخبار کے کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائینگے۔ ہندی ترجمہ کی ضرورت اس سے بھی اشد تھی۔ کیونکہ گورمکھی تو صرف پنجاب تک ہی محدود ہے۔ اور ہندی ہندوستان کے جملہ ہندوؤں پر اثر انداز ہے۔ اور ہندی دان ہندو بلاشبہ فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کے پڑھنے کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

ابھی تازہ ہی واقعہ سنیئے:۔ پچھلے دنوں قادیان کے اسٹیشن پر ایک صاحب مسٹر نرکن داس بحیثیت سٹیشن ماسٹر آئے ہوئے تھے۔ کہ ایک دعوت میں میری اُن کی ملاقات ہوئی۔ میں نے انھیں وسیع دل اور محبتی پایا۔ اور میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں کل آپ کو قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پہنچاؤں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ کل تو میں جا رہا ہوں۔ مینے کہا کہ کل میں بھی لائل پور کے جلسے پر جا رہا ہوں اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔ جب میں قریباً ۱۱ بجے سٹیشن پر پہنچا اور گورمکھی ترجمہ ان کو دیا تو مارے خوشی کے ان کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور اُنھوں نے پہلے عزت سے چوما۔ اور پھر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور کہا کہ یہ تحفہ دے کر آپنے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اور میری مدت کی خواہش کو پورا کیا۔ پھر وہ اسی وقت اس کی قیمت دینے لگے۔ مینے کہا کہ اس کی یہی قیمت ہے کہ آپ شروع سے لے کر آخر تک پڑھیں۔ اُنھوں نے کہا ضرور۔

بٹالہ سٹیشن پر اُتر کر وہ یہ بے بہا تحفہ سٹیشن ماسٹر صاحب بٹالہ کے پاس لے گئے۔ دیکھ کر وہ بھی خوشی سے اچھل پڑے۔ اور اُنھوں نے کہا کہ میں اس شخص سے ملنا چاہتا ہوں۔ جس نے یہ ترجمہ کیا چنانچہ وہ مجھے کمال محبت سے ملے اور کہا کہ آپنے بے نظیر کام کیا ہے! مینے اُن سے کہا کہ ہندی ترجمہ بھی چھپ رہا ہے اور اُمید کہ انشاء اللہ وہ بھی عنقریب ہی پبلک میں آ جاوے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ میں گورمکھی کی نسبت ہندی زیادہ جانتا ہوں۔ اسلیئے ہندی ترجمہ کا سب سے پہلا میں خریدار ہوں۔ جب طبع ہو تو سب سے پہلے مجھے بھیجیں۔ وہاں ایک سکھ سردار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جو بعد میں معلوم ہوا کہ آپ محکمہ ریلوے کے انسپکٹر ہیں اُنھوں نے گورمکھی ترجمہ کو دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ جب آپ قادیان واپس جائیں۔ تو فی الفور ایک کاپی مجھے بھیجیں۔

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گورمکھی اور ہندی ترجمہ کی کس قدر اشد ضرورت تھی۔ اور یہ کام جس قدر محنت اور یک سوئی کو چاہتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

دوسری طرف مکان کی تعمیر کا کام بھی میرا کوئی ذاتی کام نہیں تھا۔ قوم کو مسجد اقصیٰ کی توسیع کے لئے میرے مکان کی اشد ضرورت تھی۔ اس کار خیر کے لئے میرے واسطے انکار کرنا مشکل تھا۔ ورنہ مجھے مطلقاً مکان کی جدید تعمیر کی سردردی میں پڑنے کی ضرورت کیا تھی۔ پھر ایسے مکان کو چھوڑنا جو عین شہر کے اندر میں ہو اور مسجد کا قرب کیا۔ بلکہ مسجد کا حصہ ہی ان مذکورۃ الصدر مجبوریوں کی وجہ سے یہ تین ماہ کا التوا ہوا۔ مکان کے لئے ابھی ایک ماہ تک اور میری توجہ کی ضرورت ہے۔ مگر میں نے اس سے زیادہ اخبار کو التوا میں رکھنا پسند نہیں کیا۔ دوست دعا فرمائیں کہ نور کا یہ نیا دور مبارک رہے اور خاکسار ایڈیٹر نور اس تبلیغی حربہ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ خدمت دین بجا لا سکے۔ آمین

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

ہندو اور وید

۹ مارچ کا اخبار ملاپ لکھتا ہے کہ "ہندوں کے سر پر لا مذہبی کا کچھ ایسا بھوت سوار ہو گیا ہے کہ ان کے دل میں نہ وید کی کوئی عزت نظر آتی ہے اور نہ سری کرشن اور رام کے لئے کوئی جذبہ ہے؟ آج کتنے ہندو ہیں جو وید کے درشن بھی کرتے ہوں"

یہ صحیح ہے کہ ہندوؤں کے دلوں میں وید کے لئے چنداں انس نہیں۔ مگر اس میں ان بیچاروں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وید ایسی زبان میں ہیں جو آج کہیں بھی نہیں بولی جاتی۔ اور نہ ہی بہتر طور پر سمجھی جا سکتی ہے۔ آریہ سماج کا یہ فرض تھا کہ وہ ویدوں کے تراجم مختلف السنہ میں کرتا۔ اگر پھر لوگ نہ دیکھتے تو الزام دیتا۔ تعجب ہے آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش کا تو چار پانچ زبانوں میں ترجمہ کر دیا ہے۔ اور وید کا کسی زبان میں بھی نہیں کیا گویا آریہ سماج کے دل میں وید کی اتنی بھی عزت نہیں جتنی کہ ستیارتھ پرکاش کی

بدنصیب غلام

اس عنوان کے تحت ۱۲ مارچ کا ملاپ ایک سب جج کے ان الفاظ کو نوٹ کرنے کے بعد کہ

"اگر حاکم قوم کا کوئی آدمی محکوم قوم کے کسی آدمی سے برابر کا سلوک کرتا ہے تو اس کی خوش اخلاقی کا مظاہرہ ہے۔ حاکم اور محکوم کی برابری کا ثبوت نہیں۔ محکوم کیا

کرم کان، کان کا بکنا، امراض ناک ناک میں پھنسیاں، بدبوئے ناک، بدبوئے دہن، چھینکیں، سونگھنے کی قوت کا کم ہونا، نکسیر، تپ نزلی، درد دانت یا داڑھ، مسوڑھوں کا پھولنا و درد، کرم دندان، دانتوں سے خون جانا۔ دانتوں کو پانی لگنا، منہ میں چھالے، منہ کا سوجنا، سوج لب۔ سوج زبان، پھنسی لب، دانتوں کا اسفنجی ہونا (سکروی) دانت نکلنا، حلق کا بیٹھ جانا، گلے پڑنا، سوزش گلو، گلے میں کھرکھری، کھانسی، نزلہ، دمہ، بلغمی کھانسی و دمہ خشک۔ سل، نمونیہ، امراض دل، درد دل، ورم پستان، پیٹ درد، پیٹ کا پھولنا، بدہضمی، ہیضہ، درد قولنج، قراقر معدہ، ریح معدہ، کینچوا وغیرہ سب اقسام کرم الامعاء، پھوڑہ معدہ، اسہال، پیچش، جی متلانا، قے۔ خون کی قے ورم معدہ، قبض دائمی، ہچکی، ہبس، ڈکار، جہازی بیماری، یرقان، جلودھر درد جگر، نفخ جگر، استسقاء۔ تلی، خروج مقعد، بھگندر، بواسیر، سوزش، مثانہ، درد گردہ و مثانہ، جریان۔ نامردی، ورم خصیہ۔ بائی گولہ۔ سردرد زنان پرسوت زنان۔ سیلان الرحم۔ کثرت حیض، امراض حمل، امراض رحم، حیض کا درد سے آنا۔ حیض کا کم آنا۔ تمام درد اندرونی و بیرونی، گٹھیا، عرق النساء (رنگن بائی) درد پشت، پنڈلیوں کا پھولنا، جملہ اقسام بخار، انفلوانزا یعنی جنگی بخار، تپ دق، پھوڑا، پھنسی، زخم، ران کا لاسنا، پت یا پتی، داد، چنبل، گلٹیاں، ورم چوٹ، خنازیر (بچیراں) آگ سے جلنا، ناسور، چھپاکی، بجلی سے جھلسنا خارش مسہ، داغ خال، سوزش، کھجلی۔ چھاسہ، پسینہ بدبودار، بغلگند، ہاتھ پاؤں کا پھوٹنا، کچلا جانا، چھیپ، چھلے، کثرت پسینہ، آتشک، سوزاک، زہر دار ڈنک، افیون چھڑوانا، تمباکو کا زہر، باؤلے کتے کا کاٹنا، زہریلی اشیاء کھائی جانا۔ طاعون و امراض بچگان، بچوں کا دودھ نہ پینا۔ ڈبہ الطفال، خسرہ چیچک۔ رسن، موٹاپا وغیرہ اور بھی کئی ایک امراض کا یہ ایک ہی دوا بہترین علاج ہے۔ مفصل آپ کو پرچہ ترکیب استعمال سے معلوم ہوگا۔ یہ تریاق اعظم کیا ہے۔ حقیقی معنوں میں بنی نوع انسان کے لئے پیغام شفا ہے، آپ کے گھر میں اس کی ایک شیشی کا موجود رہنا گویا اس بات کی گارنٹی ہے۔ کہ آپ ڈاکٹروں اور حکما کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ (عہ۲؍) رعایتی ایک روپیہ دو آنہ۔ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

موسم گرما اور خصوصاً برسات میں عام طور پر معدہ خراب ہوجاتا ہے۔ یہ اکسیر جملہ امراض معدہ کے لئے تریاق ہے۔ ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک۔ درد شکم، پھیلرہ، باؤگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، قبض، اسہال، ریاح، کھانسی دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی، انڈے، بالائی، مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ، ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے (عـ۲) نصف قیمت ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے

آپ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ ”کچھ دن گذرے ہیں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی، اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایات رفع ہوگئیں۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں برکت دے“

KHILAFAT LIBRARY

انسپکٹر صاحب پولیس کی رائے

مکرم جناب نور محمد صاحب انسپکٹر پولیس مقام جتنی (اڑیسہ) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ”آپ کی تیار کردہ اکسیر معدہ سے مجھے اور میرے بھائی کو بہت فائدہ ہوئا ہے۔ لہذا بواپسی ڈاک تین شیشی اکسیر معدہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمادیں“

موتی دانت پوڈر

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا۔ موتیوں کی طرح چمکاتا۔ اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا، دانتوں میں میل جمنا یا ان کا رنگ زرد رہنا، اور منہ سے پانی آنا، غرضیکہ جملہ امراض دندان کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ .. ایک روپیہ (عہ) رعایتی قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍) محصولڈاک وغیرہ ۹؍ علاوہ۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری شکاگو (امریکہ) حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں:۔ کہ ”میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑھوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی۔ اس کے لئے یہ بہت مفید ثابت ہوا“

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں - یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے - سر میں درد، چہرہ زرد طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے - ہم نے سالہا سال کے تجربے کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرّب نسخہ ایجاد کیا ہے - اگر اس کی قیمت عـــہ بھی رکھی جاتی - تو بھی تھوڑی تھی - مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے (سے) مقرر کی جاتی ہے - رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ؛

بیس سالہ احتلام، جریان و سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھمال ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ" جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی - اس سے اس حد تک فائدہ ہوا - کہ بیس سال کی امراض احتلام جریان، سستی وغیرہ سب جاتے رہے - اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے ؛

اکسیر بواسیر

سچ پوچھو تو نوّے فیصدی لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں - یہ نامراد مرض انسان کا خون نچوڑ کر اُسے ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے - اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے - جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو - ہماری یہ اکسیر اس موذی مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ ۱۴ دن کے استعمال سے جڑ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے - قیمت . . . تین روپے (سے) رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ؛

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے - اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے - تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں - ورنہ یہ امر مسلمہ ہے - کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے - ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو - تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے - کہ ناک میں دم آجاتا ہے - یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے - اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو - تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے - اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے - قبض کشا گولیاں کیا ہیں - گویا معدہ کی جھاڑو ہیں - ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے - ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (عار) رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ؛

تریاق سوزاک

یہ نامراد مرض درحقیقت شیروں کو بزدل اور جوانمردوں کو زندہ درگور بنانیوالا ہے - پیشاب کا جلکر آنا، جس میں پیپ کا اخراج ہو - پیشاب کی نالی میں زخم کی وجہ سے درد کے ساتھ تڑپتے اور بلکتے ہوئے مریضوں کے لئے ہماری یہ دوا تریاق سوزاک پیغام شفا ہے - اسکی پہلی خوراک سے ہی درد، جلن اور سوزش دُور ہو کر ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے - اور مریض جملہ شکایات سے نجات پاکر راحت پاتا ہے - باقی خوراکوں سے تمام باقی ماندہ نقائص دُور ہو کر انسان جوانمرد، تندرست اور قابل اولاد ہو جاتا ہے - دنیا مان گئی ہے کہ "تریاق سوزاک" سوزاک کے لئے بہترین اور سریع الاثر دوا ہے - قیمت پانچ روپے (صہ) رعایتی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ - محصولڈاک علاوہ ؛

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے - علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے - پھر اسکا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے ہمیشہ کیلئے نجات دیدینگی - قیمت یکصد گولی دو روپے (عار) نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ ؛

مچھّر پروف

جب انسان رات کو میٹھی نیند سو رہا ہو - تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے - وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں - اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے - اس کا موجب بھی یہی مچھر ہی ہے اس کے لئے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے - جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان - اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجیئے - اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیئے - دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) نصف قیمت دس آنہ (۱۰ر) محصولڈاک علاوہ ؛

رعایت پر رعایت جن صاحب کا آرڈر بعد از منہائی رعایتی قیمت بیس روپے (عـــہ) کا ہوگا - انہیں محصولڈاک بھی معاف رہے گا ؛

غیر ممالک کیلئے

غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے - اس کے لئے بجائے ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ستمبر کے ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ اکتوبر کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں - کیونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جا سکتا - اسلئے ان خریداران صاحبان کو اپنے آرڈر کیساتھ علاوہ قیمت کے محصولڈاک فی پونڈ ایک روپیہ آٹھ آنہ کے حساب سے پیشگی روانہ کرنا ہوگا - غیر ممالک کیلئے بعد از منہائی رعایتی قیمت جن صاحب کا آرڈر پچاس روپے (ﷲ) کا ہوگا - انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا ؛

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

نئی بلڈنگ کی خوشی میں کتب نصف قیمت پر اور نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے محصولڈاک معاف

موتی کوڑیوں کے مول

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے متبرک گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت باباصاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہانِ اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے بانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے نصف چودہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ؁

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت چھ آنے نصف قیمت ۳ر۔ محصولڈاک علاوہ؁

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنے۔ نصف قیمت چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ؁

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۸ر۔ نصف قیمت چار آنے محصولڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا تھا۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآرا الکتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۸) نصف قیمت بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ؁

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا اچھلا تھا اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم اوٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کیساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات کا تھا اب ۱۰۸ صفحات ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے۔ نصف قیمت تین آنے۔ محصولڈاک علاوہ؁

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ نصف قیمت ۲ر - جھوک مہدی ایک آنہ نصف قیمت ۲ر

گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ نصف قیمت ۲ر

یہ نو کتب کا سٹ جس کی کل قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف **دو روپے نو آنہ (عہ۹)**

نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں کو علاوہ نصف قیمت کے دس آنے محصولڈاک بھی معاف

KHILAFAT LIBRARY

ملنے کا پتہ:- مینجر اخبار نور نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

یہدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

نور قادیان

ہر ماہ کی ۱۷ و ۲۳ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۔/۲ر
〃 ششماہی 〃 ۔/۱ر
〃 سالانہ سرپرستوں سے ۔/۵ر
〃 امراء سے ۔/۱۰ر
〃 ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی نفضیلت ظاہر کرنا ؛
۲- غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا ؛
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا ؛
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا ؛

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۱۲ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۶

غیر مذاہب کے سرکردہ اصحاب اور احمدی جماعت

ہماری جماعت کے متعلق بعض خود غرض لوگوں نے بہت سی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔ ہماری جماعت خدا کے کرم سے بہترین بردبار اور امن پسند واقع ہوئی ہے۔ مگر مطلب پرست اشخاص لوگوں کی نظروں میں ہمیں ایک ہوّا اور لڑاکو کی شکل میں ظاہر کر رہے ہیں۔ اسلئے میں نے یہ چاہا کہ غیر مذاہب کے سرکردہ ممبروں کو وقتاً فوقتاً قادیان آنیکی دعوت دی جائے۔ اس خیال کو مدّ نظر رکھتے ہوئے میں نے پچھلے دنوں جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد جو گورمکھی کے بہترین ادیب اور "روزانہ اکالی" کے مدت تک ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور اکالی حلقہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور گورمکھی کے ایک کامیاب ادبی رسالہ "پھلواڑی" کے مالک و ایڈیٹر ہیں۔ انہیں میں نے قادیان آنے کی دعوت دی۔ اس کے جواب میں آپ نے جو لکھا اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے :-

"شریمان جی تسلیم۔ نوازشنامہ کا مشکور ہوں۔ قادیان دیکھنے کی دعوت کا ممنون ہوں۔ کسی وقت ضرور آؤں گا۔ ... ہاں میں احمدی صاحبان میں دیگر عام مسلمانوں سے برداشت کا مادہ زیادہ دیکھتا ہوں۔ احمدیوں کے ساتھ دیگر مسلمانوں کی طرف سے فساد کو میں درست نہیں سمجھتا۔ ... اگر مجھے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ملگیا۔ تو میں اس کا ضرور مطالعہ کروں گا"

باہمی میل ملاپ کے جو خوشگوار نتائج نکل سکتے ہیں۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ آج سے دس بارہ سال قبل جبکہ میرا پبلک معاملات سے تعلق تھا۔ اور اس ذریعہ سے مجھے بعض اہم خبریں قبل از وقت مل جاتی تھیں۔ ان دنوں مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ بعض شورپسند اکالی صاحبان کو اُکسا رہے ہیں۔ کہ وہ ایک یا دوسرے معاملہ کی آڑ لیکر قادیان پر حملہ کردیں۔ بوجہ پبلک معاملات میں تعلق رکھنے کے مجھے اس معاملے کا جلد علم ہو گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ فلاں صاحب اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ میں اس صاحب کو ملا۔ اور سب معاملہ انہیں سمجھا دیا۔ آدمی معقول پسند تھے۔ وہ اسکی تہ کو جلد پہنچ گئے۔ کہ یہ محض خود غرضانہ پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ دو جماعتیں باہمی تصادم سے رُک گئیں۔ گو اگر تصادم ہوتا بھی تو ہمیں یقیناً ہمیں فتح ہوتی۔ کیونکہ ہم حق پر تھے۔ مگر جو کام صلح صفائی سے طے ہو سکے۔ اس کے لئے لڑائی اور جھگڑے میں پڑ کر اپنی طاقت کو کیوں ضائع کیا جائے یا شکر کی جگہ زہر کیوں تلاش کیا جائے

اگرچہ میں نے ان دنوں لٹریری رنگ میں اپنی مصروفیتوں کو اس قدر بڑھا لیا ہے۔ کہ مجھے سر کھجلانے کی بھی فرصت نہیں تاہم میں نے حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مجھے اسکے لئے ضرور کچھ نہ کچھ وقت نکالنا چاہیئے۔ کہ جس سے میں غیر مذاہب کے لیڈنگ ممبروں کو وقتاً فوقتاً قادیان آنیکی دعوت دیتا رہوں۔ تاکہ وہ ہمارے حالات سے بہترین رنگ سے واقف ہو سکیں۔ دنیا میں جس قدر آزردگی گندگی اور تنفر ہے اگر غور کیا جائے تو اسکی تہ میں بُعد اور دوری ہی کام کر رہی ہے۔ کیونکہ بوجہ دوری کے ہم ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور باہمی میل ملاپ سے ہم ایک دوسرے سے واقف ہو کر صحیح رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اور صحیح رائے کے خوشگوار نتائج کسی تشریح کے محتاج نہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار نور

قضیہ گائے اور ہندوستان

KHILAFAT LIBRARY

گائے کے سوال نے ہندوستان کے سیاسی تمدنی اور اور مذہبی کرہ ہوائی کو جس بُرے رنگ میں تیرہ و تار کر رکھا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اور جب تک ہم اسکے حل کو نہ سوچیں یا اس کو حل نہ کر سکیں تب تک ہندوستان کے بھلے دن نہیں آسکتے۔ میرے ناقص خیال میں اس کے حل کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک معقولی دوسرا منقولی۔ پہلے میں معقولی طریقے کو لیتا ہوں۔ اور اسکی دو صورتیں ہیں۔ اوّل صورت یہ ہے۔ کہ مذہبی فرائض یا مذہبی ادائیگی یا اپنے خیالات کے اظہار کے لئے آزادی ہونی چاہیئے مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کو مسجد کے سامنے باجہ بجانے سے نہ روکیں۔ رہا گائے کا سوال گائے خواہ کتنی ہی مقدس چیز کیوں ہو۔ آخر ایک حیوان ہی تو ہے۔ اگر وہ مقدس چیز بھی ہے۔ تو ہندو صاحبان کے لئے۔ مسلمانوں کے لئے تو وہ ایک جانور سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ہاں مسلمانوں کے لئے یہ واجب ہوگا کہ وہ گائے کو ایسی جگہ اور ایسے طریق سے ذبح کریں۔ جس سے ہمسایہ کے جذبات کو چوٹ نہ لگے۔ اسی طرح ہندو صاحبان کے لئے یہ واجب ہوگا۔ کہ وہ کم از کم نماز کیوقت میں مسجد کے سامنے ڈھول نہ پیٹیں اگر ہندو صاحبان اس معقول تجویز پر عمل پیرا ہو سکیں۔ تو اس بدقسمت ہندوستان کے بہت جلد بھلے دن آسکتے ہیں؛

دوسری تجویز یہ ہے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے جذبات اور احساسات کا اس قدر احترام اور خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہم ایسی کسی بات کے روادار نہ ہو سکیں۔ جس سے ہمارے ہمسایہ کے جذبات کو کسی قسم کی بھی ٹھیس لگے۔ وہ یہ کہ ہندو صاحبان مسجد کے سامنے ڈھول پیٹنے کے سوال کو اپنے دماغ سے نکال دیں۔ اسی طرح مسلمان ذبیحہ گائے سے اجتناب کریں؛

مگر محض اسی بات سے اتفاق پیدا نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ ہمیں اس سے کچھ آگے بھی جانا پڑے گا۔ وہ یہ کہ ہم ایک دوسرے کے بزرگوں کا احترام کریں۔ اور بجائے ایک دوسرے مذہب پر نکتہ چینی کے ہم اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور اگر ہمیں نکتہ چینی یا بالفاظ دیگر تنقید کرنی بھی پڑے۔ تو ہم حد اعتدال سے نہ گذریں۔ آدمی تہذیب کے اندر رہتا ہوا بھی جس سے دوسرے کے احساسات کو گزند نہ پہنچے بہترین سے بہترین رنگ میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ نکتہ چینی میں بدتہذیبی سے کام لیں۔ ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ اگر ہم ان مذکورۃ الصدر دو تجویزوں میں سے کسی ایک تجویز پر بھی عمل کر سکیں۔ تو یہ تیرہ خاکدان ہندوستان بہت جلد جنت نشاں بن سکتا ہے؛

اب میں منقولی پہلو کو لیتا ہوں۔ مباحثہ کی غرض سے نہیں مناظرہ کے رنگ میں نکتہ چینی کے نقطہ خیال سے بھی نہیں۔ بلکہ اس خیال سے کہ گائے کی تقدیس کا سوال جو آئے روز ہندو صاحبان کو پریشان کرتا رہتا ہے۔ جس سے ہندوستان کی فضاء مکدّر رہتی ہے۔ وہ سمجھ سکیں۔ کہ ان کے مذہبی گرنتھوں میں اس جانور کو تقدیس کا کونسا درجہ دیا گیا ہے؛

یجروید ۲۴ ادھیائے منتر ۵۹ کا سوامی دیانند صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں "اے انسان تم قابل تعریف والے وگیان یوگت سپہ سالار کے لئے لال دھبوں اور طاقت دینے والا بیل۔ اور دو دانوں کے لئے بکرے کو کام میں لاؤ"۔ اب سپہ سالار کے لئے لال دھبوں اور طاقت والے بیل کو اور دو دان اور عالموں کے لئے بکرے کو کس طرح کام میں لایا جاسکتا ہے۔ میں مشکور ہوں گا۔ اگر کوئی آریہ دوست اس کا حل مجھے بتلا سکے اسی طرح وشسٹ سمرتی جس کا ترجمہ پنڈت بھیم سین صاحب اٹاوہ نواسی نے کیا ہے۔ وہ اپنے اس ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ کہ "اگر برہمن کھتری یا راجہ مہمان آجائے۔ تو گھر والے اس کیلئے بڑے بیل اور بڑے بکرے کا گوشت پکائیں"؛

یہ اقتباس تو کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ پنڈت بھیم سین صاحب نے جو اپنے وقت میں سنسکرت کے یکتا عالم تھے۔ انہوں نے یہ ترجمہ غلط کیا یا صحیح۔ اگر صحیح کیا ہے۔ تو بحث ختم اگر غلط کیا ہے۔ تو میں مشکور ہونگا۔ کہ کوئی آریہ یا ہندو دوست اس کا صحیح ترجمہ دے سکے؛

پھر ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر۔ سی۔ دت سی۔ آئی۔ ای قدیم ہندوستان کی تہذیب جلد اوّل صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں۔ کہ "وید کے زمانہ میں دھرماتما ہندو گائے کا گوشت ۔۔۔ میں کسی قسم کی کراہت یا قید کو پسند نہیں کرتے تھے"۔ پنڈت آر۔ سی۔ دت بھی اپنے وقت کے بہترین فاضل گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ جو لکھا ہے۔ یہ خالی از اصلیت نہیں ہو سکتا؛

پھر سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش اوّل ایڈیشن مطبوعہ سٹار پریس بنارس ۱۸۷۵ء کے سمولاس ۱۰ صفحہ ۳۰۲ میں "کھانے اور نہ کھانے کے قابل اشیاء" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔ "کیونکہ سوّر گاؤں کا مل (گندگی) بھی کھاتا ہے۔ اس کے مانس کے کھانے سے دُرگند (بدبو) جسم میں ہوگی۔ اس سے روگ کی اُتپتی (بیماریوں کا پیدا ہونا) سمبھو (ممکن) اور چت (دل) بھی اپرسن (مکدر) ہو جائے گا۔ اس لئے اس کا مانس ابھکشنی (کھانے کے ناقابل) ہے۔ اس لئے جہاں جہاں گومید آدک لکھا ہے وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ کیونکہ جیسی پشٹی (طاقت) بیل وغیرہ میں ہوتی ہے۔ وہ گائے میں نہیں۔ بندھیا گاؤ (بانجھ گائے) کو بھی گومید میں مارنا لکھا ہے"؛

اب قابل غور بات یہ رہ جاتی ہے۔ کہ سوامی دیانند نے جو ستیارتھ پرکاش کے اوّل ایڈیشن میں یہ لکھا ہے انہوں نے غلط لکھا تھا یا صحیح۔ اگر صحیح لکھا تھا۔ تو معاملہ ختم۔ اور اگر غلط لکھا تھا۔ تو غلط لکھنے کی کیا وجہ؟ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میں نے یہ اقتباسات کسی بحث کی غرض سے نہیں دیئے۔ بلکہ محض اس لئے کہ اگر میرے آریہ یا ہندو دوست ان حوالوں کے غلط ہونے کے متعلق کوئی معقول وجہ پیش کر سکیں۔ تو پھر آئندہ میں ان حوالوں کو زیر بحث نہ لاؤں۔ یہ حوالے ہمارے ہندو دوستوں سے کیا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس بحث کو میں الگ رکھتے ہوئے ہندو صاحبان سے یہ ضرور مطالبہ کروں گا۔ کہ آخر ہندو اور مسلمانوں نے اس ہندوستان میں ہی رہنا ہے۔ اگر باہمی کھٹاپٹی سے رہے تو کیا رہے۔ بھلا یہ بھی کوئی رہنا ہے۔ کہ دیوار با دیوار رہنا پھر آئے روز نت نیا تنفر اور کشیدگی۔ ہندوستان کو جب بھی کبھی سوراج ملا تو ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق سے ہی ملیگا۔ بے اتفاقی سے اوّل تو سوراج ملیگا ہی نہیں اگر ملا بھی تو اس کی آج بھی خیر نہیں اور کل بھی نہیں۔ ہندو

اور مسلمان تو ہندوستان کی دو آنکھیں ہیں۔ اگر ایک آنکھ کو نقصان پہنچا۔ تو دوسری کی بھی خیر نہیں۔ اور ہندوستان کی فضا کو جو چیز مکدر بناتی ہے۔ وہ بہت حد تک گائے کا سوال ہی ہے۔ بہتر ہو کہ ہم سوراج حاصل کرنے سے قبل اس کا کوئی حل سوچیں۔ اور اس کے دو ہی حل ہیں۔ یا تو ہم ایسے وسیع القلب بن سکیں۔ کہ کوئی چھاج بجائے یا چھاننی ہمیں پرواہ نہ ہو۔ اور یا پھر ہم ایک دوسرے کے جذبات کا اس قدر احترام کریں۔ کہ ہم دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسرے کے سکھ کو اپنا سکھ سمجھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسری صورت میری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اور اگر ہندو صاحبان کے دل میں یہ خیال ہو۔ کہ ہم مسلمانوں کو کسی وقت ہندوستان سے نکال دینگے۔ تو ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

اگر نکالنا ہی تھا۔ تو نکالنے کا وقت وہ تھا۔ جب مسلمان سینکڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور اب جب کہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور اُن کی جڑیں پاتال تک پہنچ چکی ہیں۔ تو اب یہ ہندوستان سے کیسے نکل سکتے ہیں جبکہ انہوں نے ہندوستان کو اپنا ملک بنا لیا ہے۔ قصہ کوتاہ مسلمانوں نے بھی یہاں ہی رہنا ہے۔ اور ہندوؤں نے بھی یہاں ہی۔ جب دونوں نے اس جگہ اپنا وقت گذارنا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہنس کر نہ گذارا جائے۔ اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لئے روادار بنیں ۔

شذرات

طلاق اور ہندو پریس

۱۹ ر اگست کا آریہ اخبار ریفارمر لکھتا ہے۔ کہ ”آجکل کی تعلیم یافتہ عورتیں یہ مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ انہیں طلاق کا حق دیا جائے“ دراصل طلاق بھی تمدنی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے۔ جس کے بغیر چارہ نہیں۔ اسلام نے اگر طلاق کو جائز رکھا ہے۔ تو بلاوجہ نہیں۔ گو اسلام طلاق کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کی اجازت دیتا بھی ہے۔ تو بڑی پابندیوں کے بعد۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کی تمدنی لحاظ سے ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر ہندو صاحبان بھی گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں ضرور ہی اس تمدنی ضرورت کو جگہ دینی پڑیگی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے۔ کہ وہ خوشی سے دیں یا ناراضگی سے ۔

KHILAFAT LIBRARY

مُردہ بیل کی پوجا

۱۹ ر اگست کا ریفارمر لکھتا ہے۔ کہ ننکانہ صاحب کے ہندوؤں کی ضعیف الاعتقادی دیکھئے۔ کہ ”وہاں ایک بیل مر گیا۔ اس کا باقاعدہ جلوس نکالا گیا۔ پوجا کی گئی۔ اس کی لاش کو چھکڑے پر ڈالا گیا۔ اس پر گلاب چھڑکا گیا۔ پھول برسائے گئے۔ اب یہ تجویز کی جا رہی ہے۔ کہ جس جگہ اس بیل کو دفن کیا گیا ہے۔ وہاں ایک سمادھ بنائی جائے۔ اور اس کا نام ”سانڈ شاہ سمادھ“ رکھا جائے“

میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ”سانڈ شاہ سمادھ“ کی بجائے ”سانڈ دیوتا سمادھ“ ہونی چاہیئے کیونکہ سانڈ کے ساتھ شاہ ایک غیر موزون لفظ ہے۔ بہرحال ایڈیٹر صاحب ریفارمر کو اس پر تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب ہندو لوگ گائے کو تقدیس دیتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ اب بھی اگر ہندو صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ اپنی قوم کو اس قسم کے عواقب سے محفوظ رکھیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ وہ گائے کی تقدیس کو کچھ کم کر دیں ۔

پہلے سوراج کیلئے قابلیت تو پیدا کرو

۱۹ ر اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ ”وہ کانگرس جس کی بنا ہی عدم تشدد پر محبت پر اور آتم تیاگ پر تھی اس کے اندر آج کیا ہو رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے عہدوں کے لئے ایک باقاعدہ جنگ ہو رہی ہے۔ سر پھوڑے جا رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف مکروہ پروپیگنڈا ہو رہا ہے .... شہرت حاصل کرنے کے لئے مرے جا رہے ہیں۔ وہ سوراج حاصل ہونے پر ملک کو تباہ کر دینگے۔ اُن کے ہاتھ پاؤں میں یہ بدقسمت ملک کبھی بھی محفوظ نہیں ہوگا“

اب اس پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ذہنیت کی موجودگی میں یہ خیال کرنا کہ ہندوستان کے کبھی بھلے دن آسکیں گے۔ بہت مشکل ہے ۔

یہ لگن مبارک ہے

۱۹ ر اگست کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ”راولپنڈی کالج کے امریکن پروفیسر نے عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے ایک انجمن بنائی۔ اور اس انجمن نے کالج کی چھٹیوں میں ۲۹ ر جون سے لے کر ۲۵ ر جولائی تک دیہاتوں میں گھوم گھوم کر عیسائیت کا پرچار کیا۔ میجک لینٹرن کے ذریعہ بائیبل کے واقعات کے لوگوں کو درس دیئے۔ امریکن پروفیسر جو کہ پادری بھی ہے کے متعلق ذکر ہے۔ کہ اُس نے بعض اوقات خود اپنا سامانِ سفر اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ اور جون جولائی کی کڑکتی دھوپ اور ناقابل برداشت گرمی کو برداشت کیا۔ اور اتنی دُور سے آکر ہمارے سادہ لوح اور بھولے بھالے بھائیوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی“

اگر عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے۔ تو اس کی تہہ میں یہی لگن کام کر رہی ہے۔ جو مذہب بھی اپنی ترقی دیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے میں ایسی لگن اور ایسا ایثار پیدا کرے۔ محض باتیں بنانا کچھ نتیجہ پیدا نہیں کر سکتیں ۔

ریاست مانگرول اور ہندو پریس

ریاست منگرول کے والی ایک روشن خیال اور وسیع القلب ہستی ہیں۔ ہندو رعایا کو ان کے عہد مبارک میں اتنا آرام ہے۔ کہ اس کے لئے ہندو صاحبان والئے ریاست کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے۔ والئے ریاست کے سامنے ہندو اور مسلم رعایا یکساں ہے۔ انہوں نے جہاں ہندوؤں کو یہ اجازت دی ہے۔ کہ وہ بے تکلف مسجد کے سامنے باجہ بجا سکتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ اگر مسلمانوں کو یہ اجازت دے دی گئی ہو۔ کہ وہ پردہ کے ساتھ جس سے ہندوؤں کے جذبات کو چوٹ نہ لگے گائے ذبح کر سکتے ہیں

KHILAFAT LIBRARY

تو اس سے ہندو پریس کو آپے سے باہر نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جب روشن خیال والیٔ ریاست نے ہندوؤں کے مذکورۃ الصدر واجبی مطالبہ کو منظور کر لیا۔ تو اس صورت میں ضروری تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کے واجبی مطالبہ کو بھی رد نہ فرماتے۔ ہندو صاحبان یہ تو چاہتے ہیں۔ کہ ذرہ برابر بھی ہمارا حق نہ رکھا جائے۔ مگر دوسرے کے بڑے سے بڑے حق کو بھی دینا گوارا نہیں کرتے۔ ہندو صاحبان کی یہی ذہنیت ہے۔ جو آئے روز ہندوستان کے کرہ ہوائی کو گدلا بناتی رہتی ہے۔ اور جب تک ہندو صاحبان اپنی اس ذہنیت کی اصلاح نہیں کرینگے۔ ہندوستان کے بھلے دن نہیں آسکتے +

قابل رشک مبلغ

اللہ تعالےٰ خوش رکھے جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کو جنہیں تبلیغ کی غیر معمولی لگن ہے۔ اور وہ اس کے لئے بہترین لٹریچر مہیا فرماتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک انگریزی کتاب جس کا نام احمدؑ ہے۔ میرے پاس بھیجی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور تعلیم کو نہایت ہی بہترین رنگ میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب غیر احمدیوں کے علاوہ غیر مسلم عیسائیوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور آریوں وغیرہ کے لئے بھی بفضلِ ایزدی بہت مفید ہے۔ اور ان لوگوں کو دینے کے لئے بے نظیر روحانی تحفہ ہے۔ اس کتاب کا ان لوگوں تک پہنچانا اس بات کا مترادف ہے۔ کہ گویا حضرت موصوف کی مقدس تعلیم اور اسلامی مبلغ کو ان کے گھروں میں داخل کر دیا اس تین سو صفحات کی کتاب جس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہے۔ کی قیمت صرف آٹھ آنے رکھی گئی ہے۔ اور پھر دو آنے محصول ڈاک بھی جناب سیٹھ صاحب کے ذمہ ہے۔ مزید لطف یہ ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب بیس کتابیں منگوائیں۔ تو ان کو نصف قیمت پر دی جائینگی۔ اور ریلوے پارسل کا خرچ بھی مکرم سیٹھ صاحب کے ذمہ ہے۔ گویا اس طرح دس روپے کا مال پانچ روپے میں ملیگا۔ اگر ہمارے ایک سو دوست یہ انمول موتی کوڑیوں کی قیمت میں لینے کو تیار ہو جائیں۔ تو ہم ہزاروں سے گذر کر لاکھوں انسانوں کو روحانی دولت سے بہترین رنگ میں مالا مال کر سکتے ہیں۔ ہماری تبلیغی جماعت کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب سیٹھ صاحب موصوف کو جنہوں نے تبلیغ کا کام ہمارے لئے بہت آسان کر دیا ہے۔ لہذا ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ اس کارِ خیر میں عملی حصہ لیکر ہم خود بھی ثواب حاصل کریں۔ اور خدا کی مخلوق کو بھی فیض پہنچائیں۔ اس ٹریکٹ کے ملنے کا پتہ:۔ سیکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام۔ سکندر آباد۔ دکن ؛

آریہ سماج ایک آریہ سماجی اخبار کی نظروں میں

"ان کے (آریہ سماجی لیڈروں) کے آچرن۔ افعال اور کرتوتیں دیکھ کر آریہ سماج سے۔ لوگوں کو نفرت ہو گئی ہے۔ ان دھنی لیڈروں نے چوپٹ ہی کر دیا ہے۔ اب بردھ لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں۔ کہ جب آریہ سماجوں کے ادھکاریوں اور لیڈروں کا خود آچرن اچھا نہیں۔ ان کا جیون آریوں کا نہیں۔ آریہ سدھانتوں پر عمل نہیں۔ سب پاپ وہ کرتے ہیں۔ تو پھر وہاں کیا پڑا ہے۔ کہ ہم جائیں"

مندرجہ بالا ریمارک آریہ سماج کے متعلق کسی غیر نے نہیں بلکہ ایک ذمہ دار آریہ سماجی اخبار آریہ ویر نے اپنی تازہ اشاعت میں پاس کئے ہیں۔ ہم اس کے متعلق اپنی طرف سے کوئی حاشیہ آرائی نہیں کرنا چاہتے ؛

ناظرین دیکھیں آریہ سماج کے متعلق آریہ سماجی ہی کیا رائے رکھتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ جیسا کہ آریہ ویر نے لکھا ہے۔ آریہ سماج کے لئے عوام کے دلوں میں اب عزت کم ہو رہی ہے۔ اب اگر وہ اپنی پوزیشن کو قایم رکھے جا رہا ہے تو محض پراپیگنڈا کی بدولت۔ (جاگرت ۱۱ اگست)

تبلیغی فنڈ

سردار نند سنگھ صاحب سرہند ایک کاپی قرآن مجید گورمکھی ترجمہ معہ محصول ڈاک عہ/ ۔ بھائی بھگوان سنگھ صاحب منڈی بھلوال ایک کاپی عہ/ ۔ سردار شام سنگھ صاحب نمبردار موضع چٹی ایک کاپی عہ/ ۔ سردار ۔ سنگھ صاحب فتح جنگ ایک کاپی عہ/ ۔ گیانی سیوا سنگھ صاحب نابھ ایک کاپی عہ/ ۔ سردار سری رام سنگھ صاحب پٹیالہ ایک کاپی عہ/ ۔ سردار نرندر سنگھ صاحب ایک کاپی عہ/ ۔ میزان عنہ/ جمع عہ/ باقی عہ/

یہ فنڈ تبلیغی نکتہ خیال سے جس قدر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس تبلیغی فنڈ کے ذریعہ جس بہترین رنگ میں سکھ اور ہندو گورمکھی دان قرآن پاک کی مقدس تعلیم اور بہترین گیان و عرفان سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ گویا اس فنڈ نے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا۔ اسیقدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھلے گا۔ پچاس کے قریب خواہشمندوں کی درخواستیں دفتر نور میں آئی پڑی ہیں۔ فنڈ کم ہے۔ دوستوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر برکت اور ثواب رکھتی ہے۔ مگر مخلوق خدا کو فرقان حمید کے برکات سے سرفراز کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔ اور پھر مخلوق بھی وہ جسکے کانوں میں آج تک محض ہماری غفلت کی وجہ سے فرقان کریم کی مقدس تعلیم کی بھنک تک نہ پڑی تھی۔ بلکہ اُلٹا غلط فہمیوں کی وجہ سے قرآن حمید کی تعلیم کو ہوّا سمجھتی تھی۔ اور اب اس سے آگاہ ہو کر دل وجان سے اس پر گرویدہ ہو رہی ہے۔ بتلائیے اس سے بڑھ کر اور کیا کارِ خیر ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ کو اس کارِ خیر میں دامے درمے سخنے شامل ہونے میں کوئی دریغ نہ ہونا چاہیئے ؛

کیا یہ درست ہے؟

۱۸ اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "جاپان گورنمنٹ نے اسلام کی تبلیغ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے" میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کہاں تک درست ہے۔ اگر اس میں کچھ بھی حقیقت ہے۔ تو مجھے جاپان گورنمنٹ پر افسوس ہے مذہب کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اگر ایک آدمی کو مذہب اسلام کے اصول اچھے لگتے ہیں۔ اسے اُس سے روکنا یہ صریح انسانی آزادی پر تبر ہے۔ پھر جاپان ایسے ملک کی گورنمنٹ سے یہ توقع کبھی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ جاپان شاہراہ آزادی پر جس تیزی سے ڈگ بھر رہا ہے۔ وہ اس امر کا تقاضہ کرتا ہے۔ کہ وہاں ہر ایک مذہب والے کو

اب شکایت نہ ہو[نی]
چاہیئے

اس اخبار میں
ریڈنگ میٹر
زیادہ دے کر
گذشتہ پرچہ کی کمی
کو پورا کر دیا گیا
ہے ؛
منیجر نور

کھلی آزادی ہونی چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ مذہب حکومت سے تصادم کا موجب نہ ہوسکے۔ اور اگر جاپان کی یہ تنگ دلی صرف اسلام کے ساتھ ہی ہے۔ تو پھر اور بھی موجب افسوس ہے۔ کیونکہ اسلام دنیا میں بہترین صلح کل اور امن جو مذہب ہے۔ اسلام گویا ہی گویا دنیا کے لئے سلامتی کا پیغام ہے۔ آریہ پریس کو جاپان گورنمنٹ پر اس لئے خوش نہ ہونا چاہیئے۔ کہ اُس نے اسلامی تبلیغ کیلئے روک پیدا کی ہے۔ انہیں یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ ملک جو آج اسلام کے لئے روک پیدا کرسکتا ہے۔ وہ کل آریہ مذہب کے لئے بھی کرسکتا ہے۔ لہذا یہ کسی کے لئے خوشی کا مقام نہیں۔ بلکہ رونے کا ؛

KHILAFAT LIBRARY

ہز ہائی نس نواب بہادر آف منگرول

کہنے کو تو منگرول ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ مگر والئے منگرول کی روشن خیالی قابلیت اور تدبر اور حسن انتظام نے اس ریاست کو قابل رشک بنادیا ہے۔ اور سچ پوچھو تو کئی ایک ریاستوں کے لئے اس ریاست کا بہترین انتظام ایک قابل عمل نمونہ ہے۔ والئے ریاست کی علم پروری۔ رواداری۔ مذہب کے ساتھ محبت۔ رعایا پر شفقت۔ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ غرضیکہ والئے موصوف کی ذات والاصفات بہت سی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ جس شخص کو ایک دفعہ بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے اخلاق حسنہ نے اسے ہمیشہ کے لئے اپنا گرویدہ بنالیا۔ پچھلے دنوں آنکرم کا گرامی نامہ خاکسار ایڈیٹر نور کے نام آیا۔ جس میں یہ درج تھا۔ کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے گو بیماری سے تو اللہ کریم نے صحت دیدی ہے۔ مگر نقاہت ہے۔ دوست دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ خداوند قدوس اس فرشتہ خصلت والئے ریاست کو صحت کلی عطا فرمائے۔ کیونکہ آپ کا وجود ذی جود اسلام اور مسلمانوں کے لئے اور اپنی رعایا کے لئے بسا غنیمت ہے ؛

اسکے لئے اسلام ذمہ وار نہیں

۱۲ر اگست کا آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ ”آریہ سماج کے پرسدھ نیتا سوامی شردھانند کو پستول کا نشانہ بنانا یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسلام مذہب کی تبلیغ کے لئے تلوار اور بندوق کا استعمال جائز قرار دیتا ہے“ ؛

یہ ایک شخصی فعل تھا۔ جس کے لئے اسلام ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جس کا دل چاہے مانے۔ جس کا دل چاہے نہ مانے۔ ہاں سوامی دیانند جی اپنے رگوید بھاشی مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی کے صفحہ ۲۰ پر یہ لکھتے ہیں۔ کہ ”جو نندک وادھورت لوگ ہیں وے سب ہم لوگوں کی جائے رہائش سے دور چلے جائیں۔ نہ صرف ہماری جائے رہائش سے ہی بلکہ اور ملکوں سے بھی دُور ہوجائیں۔ مطلب یہ کہ ادھرمی رجو ویدوں کو نہیں مانتے) کسی ملک میں بھی نہ رہنے پائیں“؛

آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کو اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی میں وہ مسلمانوں کے منہ آسکتا ہے۔ سچ ہے کہ آریہ صاحبان کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ کیا پچھلے دنوں جو جناب گاندھی جی پر ہندو کہلانے والوں کی طرف سے لاٹھیوں اور بم سے حملہ کیا گیا۔ اس کے لئے ہندو مذہب ذمہ دار ہوسکتا ہے۔ اور ایک آریہ مسمی راجپندر کو علاقہ ریاست جموں کے ہندوؤں نے جس بے رحمی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا کیا ہندو مذہب اس کے لئے جواب دہ ہوسکتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر سوامی شردھانند کے واقعہ کے لئے اسلام پر الزام لگانا یہ صریح بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے ؛

کافر کوئی گالی نہیں

۱۱ر اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ ”ہر خدا پرست غیر مسلم کو کافر قرار دینا رب العالمین کے عقیدہ سے کہاں تک نسبت رکھتا ہے“؛ ملاپ کے ایڈیٹر مہاشہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کافر کوئی گالی نہیں۔ کافر کے معنی منکر کے ہیں۔ جیسا کہ ہر مسلمان آریہ مذہب کا کافر ہے۔ اسی طرح ہر آریہ مسلمان مذہب کا کافر ہے۔ مگر سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے آٹھویں سمولاس کے صفحہ ۲۹۷ پر آریہ ورت کے علاوہ لوگوں کو راکشس۔ ملیچھ اور اُسر قرار دیتے ہیں۔ یہ الفاظ اپنے اندر ایسا کراہت کا مادہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رکھتے ہیں۔ کہ دوسرے الفاظ میں گالی اور دشنام کے مترادف ہیں۔ کیا ایڈیٹر مہاشہ نے سوامی دیانند صاحب کے اس فتویٰ پر کبھی غور فرمایا ہے؟

اغوا کی وبا

یہ امر نہایت افسوس سے دیکھا جارہا ہے۔ کہ ہندو غنڈے مسلمان عورتوں کو اغوا کررہے ہیں۔ اور مسلمان غنڈے ہندو عورتوں کو۔ اور پھر حیرت یہ کہ اس کا نام پرچار اور تبلیغ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ملک کی ذہنیت جس قدر خراب ہورہی ہے۔ اور باہمی آزردگی۔ کشیدگی۔ اور تنفر کی خلیج جس قدر وسیع ہورہی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے۔ کہ ہندو ہندو غنڈوں سے نفرت کا اظہار کریں اور مسلمان مسلم غنڈوں سے۔ جب انہیں معلوم ہوجائیگا۔ کہ سوسائیٹی ہمارے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ تو یقیناً وہ اپنی اصلاح کی طرف راغب ہونگے۔ مجھے اس کا بہت افسوس ہے کہ جب ایسے کریہہ فعل کا ارتکاب غنڈوں یا اوباشوں سے گذر کر سنجیدہ طبقہ میں رسوخ حاصل کرتا ہے۔ اور یہی صورت حالات کے بگاڑنے کا موجب بنتی ہے۔ شانتی دیوی کا معاملہ ابھی کل کی بات ہے۔ اور ایسے ہی اس قسم کی کئی ایک اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں ؛

ایک ضروری اعلان

اس عنوان کے ماتحت شیخ محمود احمد صاحب نائب ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار الحکم کے ۷ر اگست کے اشتہار میں لکھتے ہیں۔ کہ ”میرا ایک رشتہ دار جو رشتہ میں میری بیوی کا بھائی ہے۔ اور اس کا نام محمود علی حسین ہے کراچی کیطرف کسی سفر کی نیت سے گیا ہے۔ میں اس کے بعض اعمال کی وجہ سے اس سے سخت بیزار ہوں۔ اور اس سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔ اس لئے وہ اگر کسی جماعت میں کسی احمدی دوست کے پاس میرے نام کے ذریعے اپنی معرفی کرائے۔ یا اس وجہ سے کسی قسم کی مالی مدد طلب کرے تو وہ میری وجہ سے اس کے ساتھ کوئی سلوک نہ کریں ؛

KHILAFAT LIBRARY

وہ کبھی تو اپنے آپ کو ایک اعلیٰ درجہ کا مولوی بنا لیتا ہے۔ اور کبھی ڈاڑھی وغیرہ منڈا کر ایک اعلیٰ جنٹلمین آدمی بنا لیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا نام محمود علی نہ بتلائے میرے کسی بھائی کا نام بتلا دے۔ اس لئے اس کے متعلق بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرے بھائیوں میں سے کوئی شخص سیاحت ہند کا کام نہیں کر رہا۔ الغرض کوئی صاحب اس سے لین دین کے معاملات ہمارے کسی تعلق کی وجہ سے نہ کریں۔ ورنہ وہ اس کے خود ذمہ دار ہونگے۔ اور میں اس اعلان کے بعد تمام جماعت کے نزدیک بری الذمہ ہو رہا ہوں۔"

یہ وہی بد چلن نوجوان ہے۔ جس نے کئی معصوم بچوں کی زندگیاں تباہ کیں۔ اور قوم کی بہتری کی خاطر جس کے لئے مجھے مجبوراً گذشتہ دنوں عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹانا پڑا۔ اور باوجود کئی ایک ... کہلانے والوں نے عدالت کے سامنے یہ سراسر جھوٹی صفائی پیش کی۔ کہ یہ نوجوان بالکل پاکدامن اور نیک ہے۔ مگر مجسٹریٹ صاحب بہادر نے اصلیت کو بھانپ کر اس کی ایک سال کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لینی ضروری سمجھی۔ مجھے اس نوجوان سے کوئی دشمنی نہیں۔ میں دشمن ہوں تو اسکے عیبوں کا۔ اس لئے میری یہ دلی تمنا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو نیک بنائے۔

ہندو لڑکوں کا اغوا ہندوؤں کے ہاتھوں

۲۴ اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "آج کل گاہے بگاہے ہندو لڑکوں کے اغوا کے متعلق خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ہر دوار میں رہتے ہوئے میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لڑکوں میں پچھتر ۷۵ فیصدی ایسے ہوتے ہیں جنہیں گیروے کپڑوں میں بابا کار سادھو اغوا کر کے لیجاتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اپنے چیلے بنا لیتے ہیں۔ اُن سے بھنگ گھوٹنے برتن دھلوانے کھانا پکانے کے علاوہ دیگر اخلاق سوز افعال بھی کراتے ہیں۔ اور ان خود غرض نفس کے بندوں کے دام میں پھنس کر کئی ہونہار بچوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف ہندو لڑکوں کو ہی بلکہ ہندو عورتوں کو بھی اغوا کرنے والے بجز ہندو ہی ہوتے ہیں۔ مگر بدنام کیا جاتا ہے مسلمانوں کو۔ جس سے ملک کی فضا بگڑتی ہے۔ خدا کرے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں کو

ہندو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔"

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۱۷ اگست ۱۹۳۴ء)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا فوجی انتظام

لیکن انگریزوں کے فوجی نظم و نسق کو دیکھکر مہاراجہ نے پیدل پلٹنیں بھرتی کرنا شروع کر دیں۔ اور فرانسیس اور اطالوی افسر قواعد سکھلانے کے لئے ملازم رکھے۔ سکھ سپاہی بندوق کا شایق تھا۔ لیکن مہاراجہ کے توپخانے کے افسر اکثر مسلمان تھے۔ مہاراجہ مسلمانوں کو بھی فوجوں میں بھرتی کرتا تھا۔ اور علمی ادارے بھی مسلمان ہی سنبھال سکتے تھے۔ کیونکہ تعلیم کا حاصل کرنا مسلمانوں ہی کا کام تھا۔ دفتر بھی فارسی زبان ہی میں تھے۔ اس لئے مسلمانوں کا وجود لابدی تھا۔ ذیل میں ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ سکھوں کی سلطنت میں سکھوں اور مسلمانوں کا کیا تناسب تھا:۔

سکھ فوج ۱۸۴۴ء میں (جنگ اوّل سے پہلے) باقاعدہ فوج

نام کمان افسر	نسل یا قوم	پیدل رجمنٹیں	رسالہ	ہلکی توپیں	بھاری توپیں
سردار تیج سنگھ	سکھ	۴	۱	۱۰	..
جرنیل پرتاپ سنگھ	سکھ	۳	..	..	..
شیخ امام الدین	مسلمان	۳	..	۴	..
جرنیل جوالا سنگھ	پیدل فوج سکھ۔ توپخانہ سکھ اور مسلمان	۲	..	۴	..
سردار لہنا سنگھ مجیٹھا	پیدل فوج سکھ۔ توپخانہ اکثر سکھ۔ کچھ مسلمان	۲	..	۱۰	۵
سردار لشن سنگھ	پیدل فوج مسلمان۔ کچھ سکھ	۲	..	۳	..
سردار گلاب سنگھ	پیدل فوج مسلمان۔ توپخانہ سکھ اور مسلمان	۳	..	۱۴	..
سردار جہناب سنگھ مجیٹھا	پیدل فوج سکھ۔ رسالہ سکھ اور مسلمان	۴	۱	۱۲	..
شیخ غلام محی الدین خاں	سکھ۔ توپخانہ سکھ اور مسلمان افسر توپخانہ جرنیل الٰہی بخش	۴	۲	۱۲	۲۲
جرنیل کان سنگھ مان	سکھ اور مسلمان	۴	..	۱۰	..
سردار نہال سنگھ	پیدل سکھ اور مسلمان۔ توپخانہ اکثر مسلمان	۱	..	۴	۱۱
دیوان ساون سنگھ	اکثر مسلمان بعض سکھ	۳	..	۶	۴۰
بھاگ سنگھ	سکھ اور مسلمان	..	..	۶	..
سردار کرشن سنگھ	مسلمان اور ہندوستانی	..	..	۲۲	..
نسام سنگھ اٹاری والا	مسلمان اور سکھ	..	..	..	..

KHILAFAT LIBRARY

میاں پرتھی سنگھ	اکثر مسلمان	..	..	۵۶	..
کرنیل امر چند	اکثر مسلمان	..	..	..	۱۰
مظہر علی	مسلمان اور ہندوستانی	..	..	۱۰	..
جواہر مل مستری	مسلمان اور بعض سکھ	..	..	..	۳۲

منقول از ہسٹری آف دی سکھز مصنفہ کپتان کننگھم صاحب

اس فہرست کے مطالعہ سے دو باتیں خاص طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ فوج خالصہ میں صرف سکھ ہی بھرتی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ سکھ اور مسلمان برابر کے حصہ دار تھے۔ اور ایک دوسرے کے دوش بدوش لڑتے تھے۔ اور ایک دوسرے کی امداد کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ توپخانہ اکثر مسلمان افسروں اور سپاہیوں کے ہاتھ میں تھا۔ توپخانہ کے سپاہی سکھ اور مسلمان ملکر بھی کام کرتے تھے۔ پس مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو اپنی جاگیر کو وسعت دی اور سارے پنجاب اور کشمیر کا مالک بن بیٹھا۔ اس میں مسلمان سپاہیوں کا بھی ویسا ہی حصہ تھا۔ جیسے سکھوں کا۔ مگر باوجود اس واقعہ کے مسلمانوں کو وہ حقوق حاصل نہ تھے۔ جو سکھوں کو حاصل تھے۔ حالانکہ مسلمان سپاہی اپنا خون بہاکر سلطنت کی حفاظت کرتے تھے:

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات اور اوسکے بعد حالات

۲۷ ؍ جون ۱۸۳۹ء کو مہاراجہ نے ۵۹ برس کی عمر میں وفات پائی۔ کیونکہ شراب نوشی کی کثرت سے اس کی صحت مدت سے خراب ہو رہی تھی۔ مرنے سے پہلے مہاراجہ کو کئی ایک صدمے بھی اٹھانے پڑے۔ سب سے بڑا صدمہ سردار ہری سنگھ نلوہ کی شکست اور موت تھی۔ جو اسے جمرود کے مقام پر افغانوں کے ہاتھ سے اُٹھانی پڑی۔ سردار ہری سنگھ مہاراجہ کا بہت ہی عزیز اور مائہ ناز جرنیل تھا۔ اس کی موت مہاراجہ کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ تھی۔ دوسرے مہاراجہ کی خواہشات جو سندھ کی فتح اور سکھوں کے اتحاد کے متعلق تھیں۔ جو صرف دریائے ستلج اور دریائے سندھ تک ہی رہ گئیں تھیں۔ مہاراجہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی سکھوں میں وہ خانہ جنگی شروع ہوئی۔ کہ توبہ ہی بھلی سکھ سردار جن کو مہاراجہ کا زبردست ہاتھ ہی قابو میں رکھ سکتا تھا۔ اب خود مختار ہو گئے۔ رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا کھڑک سنگھ تخت لاہور پر بیٹھا۔ مگر وہ کمزور آدمی تھا۔ اور رنجیت سنگھ کی فن جہانبانی کا دسواں حصہ بھی اس کو حاصل نہ تھا۔ راجہ دھیان سنگھ جموں کا ڈوگرہ وزیر اعظم ہنگر سیاہ و سفید کا مالک بن بیٹھا۔ اور اس کے بھائی گلاب سنگھ نے ڈوگر فوج کی امداد سے تمام کشمیر اور جموں کی ریاستوں پر اپنا اقتدار جمالیا۔ اور عملی طور پر خود مختار ہو گیا۔ سکھوں کو ڈوگرہ بھائیوں کی یہ چیرہ دستیاں پسند نہ آئیں۔ پرنس نونہال سنگھ نے جموں کے پہاڑوں میں ایک زبردست فوج بھیجدی۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ قریب تھا کہ سکھ جموں پر حملہ کردیں۔ مگر کھڑک سنگھ اور نونہال سنگھ کی موت نے جو ایک ہی دن واقع ہوئی۔ اس تجویز کو التوا میں ڈال دیا۔ کھڑک سنگھ کے مرنے کے بعد پرنس شیر سنگھ نے تخت کا دعویٰ کیا۔ مگر کھڑک سنگھ کی بیوہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور چند روز تک اسی کا طوطی بولتا رہا مگر جلد ہی شیر سنگھ نے راجہ دھیان سنگھ کی مدد سے تخت پر قبضہ کرلیا۔ اب فوج خالصہ سکھ سرداروں کے قابو کی نہ رہی۔ تمام کار دربار فوجی پنچائتوں کے ذریعہ سے طے ہونے لگے۔ اجیت سنگھ اور لہنا سنگھ سندھیانوالہ سرداروں نے دھوکے سے مہاراجہ شیر سنگھ کو قتل کر ڈالا۔ اور ساتھ ہی اس کے وزیر دھیان سنگھ کو بھی مار ڈالا۔ لیکن دھیان سنگھ کے لڑکے ہیرا سنگھ نے ۱۸۴۳ء میں قلعہ لاہور پر حملہ کرکے اجیت سنگھ اور لہنا سنگھ کو قتل کر ڈالا۔ اب کنور دلیپ سنگھ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا نابالغ لڑکا تھا۔ مہارانی جنداں کی سرپرستی میں اسے تخت پر بٹھایا گیا۔ اور ہیرا سنگھ ڈوگرہ وزیر بنا۔ جو اپنے اتالیق پنڈت جوالا کی مدد سے کچھ دیر تک حکومت کرتا رہا۔ لیکن ۲۱ ؍ دسمبر ۱۸۴۴ء کو جب استاد اور شاگرد جموں کی طرف جارہے تھے۔ تو دریائے راوی کے اس پار شاہدرہ کے قریب سکھوں نے ان کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ اب لاہور میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہنے لگا۔ اسی نادرگردی میں سردار جواہر سنگھ جو مہاراجہ کا قریبی رشتہ دار تھا اور سردار لال سنگھ جسے رانی جنداں اپنا ہمدرد سمجھتی تھی۔ حکومت لاہور پر قابض ہو بیٹھے۔ راجہ گلاب سنگھ والئے جموں کو باغی سمجھکر اس کے خلاف فوج کشی کی گئی۔ اور اسے دوبارہ مطیع کیا گیا۔ آخر کار اس نے پینتیس لاکھ روپیہ دیکر اپنا پیچھا چھڑایا۔ ۱۸۴۵ء میں فوج خالصہ نے سردار جواہر سنگھ کو بھی قتل کر ڈالا۔ نومبر ۱۸۴۵ء میں راجہ لال سنگھ وزیر بنا۔ اور سردار تیجا سنگھ کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا۔ یہ دونو تقرریاں سکھوں اور انگریزوں کی پہلی جنگ سے چندماہ پہلے ظہور میں آئیں۔ مگر دونو عہدیدار غدار ثابت ہوئے۔ ۱۴ ؍ دسمبر ۱۸۴۵ء کو فوج خالصہ ستلج پار اتر آئی اور فیروزپور کے قریب جہاں انگریزوں کی فوجی چھاؤنی تھی۔ خندقیں کھود کر آمادہ جنگ ہو گئی۔ ادھر انگریزوں نے بھی شہر لاہور میں آئے دن قتل کی وارداتیں ہوتی دیکھ کر بھانپ لیا تھا۔ کہ سکھوں کے تیور بگڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ آفت ایک دن انگریزی علاقے پر بھی آنے والی ہے۔ اسی لئے انہوں نے دہلی۔ انبالہ۔ فیروزپور اور لدھیانہ میں پیشبندی کے طور پر محافظ فوجیں جمع کرلیں تھیں۔ سکھوں نے انگریزی حفاظتی تدابیر کو پیشقدمی کی پہلی منزل سمجھا۔ چنانچہ ۱۸ ؍ دسمبر کو انگریزوں اور سکھوں میں پہلی مٹھ بھیڑ بمقام مدکی ہوئی۔ راجہ لال سنگھ اور سردار تیج سنگھ دونو میدان جنگ میں موجود تھے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی دونو سرداروں نے تساہل کو کام فرمایا اور لڑائی کی طرح کچھ ایسی ڈالی۔ کہ سکھوں کو فتح نمایاں کی بجائے شکست نصیب ہو۔ مدکی کی لڑائی میں انگریزوں کو برائے نام کامیابی ہوئی۔ اور ان کے لئے سکھوں کا تعاقب کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ ۲۲ ؍ دسمبر کو پھیرو شہر (فیروز شہر) کے مقام پر دوسری لڑائی ہوئی۔ جو پہلی سے کہیں زیادہ خطرناک تھی۔ سکھوں کا توپخانہ جو مسلمانوں کے ماتحت تھا۔ غضب کی آگ برسا رہا تھا۔ اور پیدل فوج بھی سکھوں اور مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ نہایت بے جگری سے مقابلہ کر رہی تھی۔ انگریز فوج خالصہ کی یہ جرأت دیکھکر حیران و ششدر رہ گئے۔ آخر اُن کو معلوم ہو گیا۔ کہ مغربی فن جنگ جس پر اہل یورپ کو ناز تھا۔ اسے پنجاب کے زمینداروں نے بھی سیکھ لیا تھا۔

(باقی آئندہ)

لازم ہی تھی۔ کہ وہ حاکم سے برابر کے سلوک کی توقع رکھے اسی طرح مدعی کو جو اینگلو انڈین ہے زیادہ ہرجانہ کا مستحق سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسپر حملہ کرنے والا ایک ہندوستانی تھا۔ اگر حملہ آور کوئی اینگلو انڈین یا یورپین ہوتا تو مدعی اتنے ہرجانہ کا مستحق نہ ہوتا۔"

اسپر ملاپ اپنی رائے کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:

"اس منطق کے مطابق تو ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ اگر ایک ہندوستانی پر ایک اینگلو انڈین حملہ کرے تو وہ تھوڑی سی سزا کا مستحق ہے۔ اگر کوئی یورپین حملہ کرے تو شاید کسی سزا کا مستحق نہیں۔ اور اگر کوئی انگریز افسر حملہ کرے تو شاید اس کے خلاف شکایت کرنیوالے کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر یورپین پر ایک یورپین حملہ کرے تو معمولی سزا پائے گا۔ اگر کوئی اینگلو انڈین حملہ کرے تو ذرا سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ اگر کوئی ہندوستانی حملہ کرے تو شاید پھانسی دے دیا جائیگا۔ اور شاید اس کا نام جج صاحب کے خیال میں انصاف ہے۔"

جج صاحب کے اس فیصلہ سے مجھے بھی اتفاق نہیں مگر ملاپ کے ایڈیٹر صاحب کو تو خواب میں بھی اس سے اختلاف نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ منوجی مہاراج تو اپنے قانون میں جج صاحب سے بہت آگے جاتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو

"اگر شودر برہمن یا کشتری یا ویش سے سخت زبانی کرے تو اس کی زبان میں سوراخ کیا جائے کیونکہ وہ عضو حقیر اور پاؤں سے پیدا شدہ ہے" (منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۰)

اور دیکھو۔ "جو شودر بلند آواز سے برہمن وغیرہ کے نام کو دور ذات کہے تو اس کے منہ میں بارہ انگل لوہے کی جلتی سلاخ ڈالنی چاہیئے" منو (۸/۲۷۱) اور ملاحظہ ہو:۔

"اگر شودر برہمن یا کھشتری یا ویش کے ساتھ ایک آسن پر بیٹھے۔ تو اس کی کمر میں نشان کرکے نکال دو۔ خواہ اس کی سرین کو کاٹ دو ویرہ مرنے نہ پائے"

کیا اس تعلیم کی موجودگی میں بھی ملاپ کے ایڈیٹر صاحب کو سب جج کے فیصلہ پر کوئی حرف رکھنے کا خیال ہو سکتا ہے؟ کیا یہ ذہنیت منو قانون کی ہی تو پیدا کردہ نہیں ہے؟ بے شک ع

KHILAFAT LIBRARY

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

آریہ سماج کا عورتوں کی تعلیم پر بہت زور ہے مگر یہ تعلیم کس طرح کی ہو رہی ہے۔ اس کے لئے آپ ۲۷ مارچ کے ملاپ کی یہ سطور ملاحظہ کیجئے:۔

"فی زمانہ آریہ سکولوں میں دھرم شکشا برائے نام ہی ہے۔ اور مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے سکولوں میں پڑھنے والی لڑکیاں سندھیا کے منتروں کا شدھ اچارن بھی نہیں کر سکتیں۔ اگر ہماری سنستھائیں (درسگاہیں) اس ادیش (فرض) کو پورا نہیں کرتیں۔ جس کے واسطے وہ کھولی گئیں تھیں تو میرے خیال میں جتنی جلدی ان کو بند کر دیا جائے بہتر ہوگا۔"

کیا یہ ریمارک کسی حاشیہ کا محتاج ہے۔ آجکل مسلمانوں پر بھی تعلیم نسواں کا بھوت سوار ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عورتوں میں تعلیم نہیں ہونی چاہیئے مگر اس وادی میں نہایت احتیاط سے قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ عورتوں میں اس قدر تعلیم کی ضرورت ہے کہ خانہ داری کے فرائض کو بخوبی پورا کر سکیں اور اپنی اولاد کو مذہبی فرائض سے ایک حد تک واقف کرا سکیں۔ ورنہ جو خال حد سے گذرا وہ بے شک سا ہوا۔

میراں بہن کو روکا گیا

اس عنوان سے ۲۱ مارچ کا ملاپ لکھتا ہے:۔

"مہاتما گاندھی جی کی چیلی میراں بہن کاشی مندر کے درشنوں کے لئے گئیں۔ کس قدر قابل افسوس امر ہے کہ آپ کو اندر جانے سے روک دیا گیا۔ اور ایک سؤر کا بچہ جو وہاں ہی تھا دم ہلاتا ہوا مندر کے اندر چلا گیا۔ اس واقعہ سے میراں بہن کو بہت صدمہ پہنچا۔"

کیا وہ مذہب جو انسان کی نسبت حیوان کو بہتر سمجھے۔ کیا ایسا مذہب دنیا میں امن اور مساوات پیدا کر سکتا ہے؟ افسوس ہے کہ میراں بہن نے اچھے مذہب کا انتخاب نہیں کیا۔ اگر وہ اسلام کی گود میں آتیں تو یقیناً دین و دنیا کے حسنات سے مالامال ہو جاتیں۔ اسلام میں جو اخوت اور مساوات ہے دوسرا مذہب اس کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ یہ خاتون اپنے انتخاب پر نظر ثانی کرے اور اپنے لئے وہ راستہ اختیار کرے جو اسے تمدنی اور روحانی دولت سے مالامال کر سکے۔

پہلا خطاب ہی برقرار رہنا چاہئے

اسلام نے نومسلم کا خطاب "شیخ" رکھا ہے۔ میرے دل میں اس خطاب کے لئے احترام ہے مگر ایک سکھ نومسلم کے لئے اس کا پہلا خطاب تبلیغی نقطہ خیال سے زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے یہ بہتر ہے کہ ایک سکھ نومسلم کو شیخ کی بجائے سردار کے لفظ سے مخاطب کیا جائے۔ جب ایک سکھ ہمیں بحالت سکھ ملتا ہے تو ہم اسے سردار کے لفظ سے مخاطب کرنے میں فخر اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مگر جب وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو ہم اس خطاب کے استعمال میں نسبتاً کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ جو ایک معیوب امر ہے۔ اسلئے میں آئندہ کے واسطے اپنے نام کے ساتھ شیخ کی بجائے سردار کے لفظ کو ترجیح دیتا ہوں اسلئے نہیں کہ شیخ کا لفظ برا ہے۔ بلکہ اسلئے کہ تبلیغی نقطۂ خیال سے ایک سکھ نومسلم کے ساتھ بجائے شیخ کے سردار کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔

دردناک سانحہ قتل

عزیز عبدالغفور خان احمدی ولد ملک عادل شاہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور گورو گوبند سنگھ جی کی جنگوں میں فرق

KHILAFAT LIBRARY

کچھ عرصہ ہوا پونہ کے ایک اسلامی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا تھا:۔

"حضرت محمدؐ ایک زبردست پیغمبر تھے۔ وہ متلاشئ حق اور خدا ترس بزرگ تھے۔ وہ ایک فقیر تھے۔ اور انہوں نے دنیا کی تمام چیزوں کو ترک کر دیا تھا۔ ان کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے بے حد رحم تھا"

اس پر سکھ اخبار "شیر پنجاب" ۲۸ر جولائی نے گاندھی جی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ "اخلاقیات میں ایک باضابطہ مفکر نہیں سمجھے جا سکتے" اور اس کی وجہ یہ پیش کی ہے۔ کہ "۱۹۲۴ء میں مہاتما گاندھی نے فخر کائنات شری گوبند سنگھ جی کو گمراہ محب وطن کا خطاب دیا تھا۔ جب ان کے اس خلاف امید اور حیرت انگیز طرز بیان کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ گورو گوبند سنگھ اگرچہ واقعی محب وطن تھے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اپنی زندگی میں تشدد سے کام لیا۔ اس لئے وہ ایک ستیہ آگرہی کی نظروں میں گمراہ تھے۔ اور انہیں مجبوراً گمراہ محب وطن ہی کہنا پڑتا ہے"

گاندھی جی پر "شیر پنجاب" کا اعتراض

اس بنا پر "شیر پنجاب" نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"وہ تشدد جو گورو گوبند سنگھ جی کو جنگ وجدل میں دشمنوں کا مقابلہ کرتے وقت استعمال کرنا پڑا۔ مہاتما گاندھی کے نزدیک ایک مذموم تشدد تھا۔ تو کیا وہ اس تشدد کو فراموش کر سکتے ہیں۔ جو محمد صاحب کو اپنی زندگی میں استعمال کرنا پڑا انہوں نے پیش قدمی کی ہو۔ یا مزاحمت سے کام لیا ہو۔ بہرحال یہ تاریخ کا فتویٰ ہے۔ کہ حضرت محمد صاحب نے اپنی زندگی میں خون کے دریا بہا دیئے۔ مہاتما گاندھی کس منہ سے بھارت کے پیغمبر گورو گوبند سنگھ کو گمراہ کہتے ہیں۔ اور عرب کے پیغمبر محمد صاحب کو دنیا کا سچا رہنما بتلاتے ہیں۔ ان کے ستیہ گرہ کے فلسفہ کی معقولیت کہاں ہے۔ ایک ہی قسم کے واقعہ کے دو متضاد اور برعکس معنے نکالنے کا انہیں کیا حق ہے"

"شیر پنجاب" کی غلط فہمی

"شیر پنجاب" نے یہ جو کچھ کہا ہے۔ اس کی وجہ یہی غلط فہمی ہے۔ کہ ایک ہی قسم کے واقعہ کے دو متضاد اور برعکس معنے نکالے گئے ہیں۔ کیونکہ ان واقعات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ فرق ہر غیر متعصب اور حق پسند انسان کو نمایاں طور پر نظر آسکتا ہے۔ گاندھی جی کو بھی اسی وجہ سے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو یہ نظر آیا کہ آپ کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے بے حد رحم تھا۔ اور گورو گوبند سنگھ جی کو انہوں نے گمراہ محب وطن کہہ دیا۔ ذیل میں ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس فرق کو مختصراً "شیر پنجاب" کی آگاہی کے لئے پیش کر دیں:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ آپ نے جن لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ وہ ایسی تھیں۔ جنہوں نے آپ کو مجبور کر دیا۔ کہ آپ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور آپ کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہ رہا تھا۔ کہ مدافعت کے لئے کھڑے ہوں۔ آپ تیرہ سال تک مکّہ میں رہے۔ اور دشمنوں کے انتہائی مظالم کے نشانہ بنے۔ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دشمنوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ کئی سال تک آپ کا سخت بائیکاٹ کئے رکھا۔ آپ کے کئی صحابہ کو نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا۔ انہیں گرم گرم ریت پر لٹا کر بڑے بڑے وزنی پتھروں کے نیچے دبا دیا گیا۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جو ظلم و ستم کئے گئے وہ نہایت ہی روح فرسا اور کپکپا دینے والے ہیں۔ آپ کی توہین و تحقیر کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ غرضیکہ کفار نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ اور آخر اُن کو اپنا وطن عزیز۔ احباب و رشتہ دار اور اموال و املاک کو ترک کر کے مکّہ سے بھاگنا پڑا۔ اور انہوں نے حبشہ میں جا کر پناہ لی۔ مگر دشمنوں نے پھر بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور یہ گوارا نہ کیا۔ کہ وہاں وہ امن سے زندگی کے دن گذار سکیں۔ انہیں واپس لانے کے لئے پورا پورا زور لگایا۔ اس قدر تکالیف دیئے گئے باوجود بھی ان کا جی نہ بھرا۔ اور وہ بدستور ستم آرائیوں میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مکّہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ اس میں بھی روکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ آپ کے مکان کے گرد پہرہ لگا دیا گیا۔ کہ زندہ نہ نکلنے پائیں اور جب آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحیح وسالم نکل گئے۔ تو آپ کا تعاقب کیا گیا۔ آپ کی گرفتاری کے لئے گراں قدر انعام مقرر کئے گئے۔ مدینہ پہنچے پر اہلِ مدینہ کو دھمکیاں دی گئیں۔ کہ اگر مسلمانوں کو مدینہ سے نکال نہ دو گے۔ تو ہم حملہ کر کے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور تمہاری عورتوں کو غلام بنا لیں گے۔ پھر ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پورا زور لگایا گیا۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی کے ماتحت ان کا مقابلہ کیا:۔

سکھ گوروؤں کی پوزیشن

اس کے بالمقابل سکھوں کی حالت بالکل مختلف ہے۔ اس زمانہ کی حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ اور جب تک وہ ایک مذہبی تحریک رہی۔ حکومت نے ان کے خلاف کسی قسم کی تعزیری کارروائی کی ضرورت نہ سمجھی۔ حتیٰ کہ اس تحریک نے فوجی صورت اختیار کرنا شروع کر دی۔ تاریخ گورو خالصہ مصنفہ سردار سندر سنگھ صاحب ایم ایس سی پروفیسر خالصہ کالج گجرانوالہ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ سکھوں کو فوجی تعلیم گورو ہرگوبند جی سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اور جیسا کہ ان کے سوانحی حالات سے معلوم ہو جائے گا۔ اس گورو کے وقت سے ہی سکھوں نے شاہی فوجوں سے مقابلے شروع کر دیئے تھے" (صفحہ ۱۲) گورو ہرگوبند جی نے امرتسر میں باقاعدہ دربار لگانا شروع کر دیا۔ حکومت کی دست اندازی کے قابل مقدمات فیصل کرنے لگے۔ اسلحہ جات جمع کئے گئے اور اپنی زندگی کی روش ایسی بنا لی۔ کہ اُن کے چچا زاد بھائی

نے ہی حکومت وقت سے یہ شکایت کی۔ کہ "گورو ہر گوبند پنجاب میں بغاوت پھیلا رہا ہے۔ اپنے پاس چوروں اور ڈاکوؤں کو پناہ دیتا اور فوج جمع کر رہا ہے"۔ مگر باوجود اس کے بادشاہ نے ان کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی نہ کی۔ بلکہ ان کو اپنے پاس بلایا۔ اور نہایت احترام سے پیش آیا۔ لیکن سکھوں کی روش میں پھر بھی تبدیلی نہ ہوئی اور وہ برابر خودسری میں بڑھتے گئے۔ حتیٰ کہ شاہ جہان بادشاہ ہند کو مجبوراً ان کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کیونکہ سکھ حکومت کو پریشان کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

گورو گوبند سنگھ جی کا مشن

گورو گوبند سنگھ جی نے تو اس حالت کو کمال تک پہنچا دیا۔ اور ان کی راہ نمائی میں سکھ ملک کے امن و امان کے لئے ایک مستقل خطرہ کی صورت اختیار کر گئے۔ انہوں نے متوازی حکومت قائم کر لی۔ پھر بندا بیراگی کے ذریعہ مسلمانوں پر جو مظالم برپا کرائے گئے۔ وہ بھی گورو گوبند سنگھ کا ہی کارنامہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور مختصر تو یہ ہے کہ گورو صاحب نے قائم شدہ حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی حکومت قائم کرنا اپنا مقصد قرار دے لیا تھا۔ چنانچہ دولت رائے صاحب نے جو گورو گوبند سنگھ جی اور بندہ بیراگی دونوں کے پُرجوش معتقد ہیں۔ ایک تصنیف "سوانح عمری بہادر بندہ بیراگی" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں بندہ بیراگی کا مقام بہت ارفع اور اعلیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور گورو گوبند سنگھ جی کی تعریف میں بے حد مبالغہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس حقیقت کا انہیں صاف الفاظ میں اعتراف کرنا پڑا ہے کہ "گورو گوبند سنگھ نے اپنی تمام ہمت اور قوت اس نقطہ پر خرچ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں کی پولٹیکل طاقت کو پامال کر کے ہندو طاقت کو بحال کرے اس بنیاد پر خالصہ دھرم کی بنیاد رکھی تھی۔ اسی خیال سے سکھوں کی قلیل جماعت سے شاہی اور راجوں کی فوج کا مقابلہ کیا تھا۔ اور اسی دھن میں اپنے دو بیٹوں کو میدان جنگ میں قربان کیا تھا"۔ (ص ۱۵) ظاہر ہے۔ کہ کوئی حکومت بھی کسی کو اس بات کا موقع نہیں دے سکتی۔ کہ وہ اس کے خلاف شورش پھیلائے۔ اور اسے تباہ کرنے میں لگا رہے سکھوں نے جب اس قسم کی حرکات کیں۔ تو حکومت کا حق تھا کہ ان کے خلاف قدم اٹھاتی۔ اور اس کی ساری ذمہ واری گورو گوبند سنگھ جی وغیرہ پر عائد ہوتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگیں

اس کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکومت قائم نہ کرنا چاہتے تھے۔ کسی بادشاہت کے آرزومند نہ تھے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے کفار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اقرار کیا۔ کہ اگر آپ حکومت چاہتے ہیں۔ تو ہم آپ کو اپنا حاکم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آپ نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ آپ صرف یہ چاہتے تھے۔ کہ اختلاف مذہب کی وجہ سے کسی پر ظلم و تشدد نہ کیا جائے تاکہ جو کسی کا جی چاہے مذہب اختیار کر سکے۔ مگر کفار کو یہ منظور نہ تھا۔ وہ جبر سے مذہب میں مداخلت کرنا چاہتے تھے۔ ان حالات میں آپ نے جو جنگیں کیں۔ ان کی ذمہ واری کوئی دیانتدار اور منصف مزاج آپ پر نہیں ڈال سکتا۔ اور نہ ان لڑائیوں کے نتیجہ میں جو خونریزی ہوئی۔ وہ آپ کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب مدافعانہ لڑائیاں تھیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "شیر پنجاب" کو بھی یہ کہنا پڑا ہے۔ کہ "آپ نے پیش قدمی کی ہو یا مزاحمت" جو ثبوت ہے اس امر کا کہ وہ بھی آپ کی لڑائیوں کو جارحانہ قرار دینے کی جرأت نہیں رکھتا۔

گورو گوبند سنگھ جی کیا چاہتے تھے

مگر گورو گوبند سنگھ جی حکومت وقت کے خلاف بغاوت برپا کر رہے تھے۔ اور جیسا کہ ان کے معتقدین کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس بات کے خواہشمند تھے کہ اسلامی حکومت کو مٹا کر اس کی جگہ ہندو حکومت قائم کی جائے۔ پس انہوں نے جو لڑائیاں کیں۔ وہ اسی غرض سے کیں۔ اور اس بنا پر گاندھی جی کا ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ گمراہ محب وطن تھے۔ بے جا نہیں۔ (الفضل)

KHILAFAT LIBRARY

تعدد ازواج اور ایک یورپین مبصر

غیر مسلم افراد خصوصاً مغربی حضرات کا اسلام پر ایک اعتراض تعدد ازواج کے متعلق ہوا کرتا تھا۔ اور اس اعتراض کو پادری اور پروہت اب بھی مکروہ شکل میں پیش کیا کرتے ہیں۔ معترضین اس امر کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ کہ ناگزیر عمرانی و اقتصادی حالات و ضروریات کے باعث زمانہ قدیم کے قریباً ہر ملک مذہب اور قوم میں لامحدود تعدد ازواج کا رواج رہا ہے۔ بانیان مذاہب اور داعیان شریعت اس پر عامل رہے ہیں۔ شریعت اسلامی نے زمانہ قدیم کے غیر محدود تعدد ازواج کو محدود اور سخت شرائط و ضوابط سے مشروط کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ اسلام نے تعدد ازواج کا ہرگز "حکم" نہیں دیا ہے۔ بلکہ خاص حالات اور سخت شرائط عدل کے ماتحت محض اس کی "اجازت" دی ہے۔ اور وہ بھی اس مصلحت عمرانی کی بنا پر کہ جب صنفین کی تعداد میں باہمی مناسبت اور توازن باقی نہ رہے۔ یا انفرادی حالات میں یہ ایک طبعی اور ناگزیر صورت بن جائے۔ تو بدکاری اور اجتماعی اختلال کی برائی کو روکنے کے لئے تعدد ازواج کے سوا اور کوئی دوسرا چارۂ کار جمعیت انسانی کی صحت، سعادت اور سلامتی کے لئے باقی نہیں رہتا۔ پھر شریعت اسلامی نے حقوق نسوان کے تعین اور طلاق اور خلع کے ذریعہ ایک ناکام ازدواج سے چھٹکارے کی راہ نکال کر غیر اسلامی تعدد ازواج کے نقائص کا بھی سدِباب کر دیا ہے۔ تعدد ازواج کی اجتماعی مصلحت اور عمرانی حکمت آج سے زیادہ کبھی یورپ پر روشن نہیں ہوئی تھی۔ مغرب کے بڑے بڑے عقلاء اور مدبرین جنگ عظیم کے بعد کے حالات میں تعدد ازواج کو سوشیل صحت اور بقاء نسل کے لئے واحد چارۂ کار بتا رہے ہیں۔

مغرب کا عود الی الحیوانیت

اصل یہ ہے۔ کہ گو رسماً یورپ ایک میاں بیوی کے اصول کا حامی ہے۔ مگر حقیقتاً وہ ایک مکروہ ترین، فاسد ترین، ناپاک ترین اور مسموم ترین تعدد ازواج پر عامل ہے۔ جس کی شریعت میں سند نہیں۔ مگر قانون ملکی میں اجازت ہے۔ اور جو جنگل کے وحوش اور بہایم کی صنفی آزادی اور اباحت سے ملتا جلتا ہے۔ بلکہ اپنی عقلیت کے باعث شہوت رانی اور حیوانیت کی دوڑ میں یورپین اور امریکن اقوام آج جنگلی جانوروں کو بہت پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ اور عورت فی الحقیقت ایک آلہ عیش کے درجہ اسفل میں گر گئی ہے۔ مگر اپنی کور باطنی کے باعث اس کو معراج ارتقا جان رہی ہے۔ حالانکہ وہ دراصل انسانیت کے درجہ اشرف سے حیوانیت کے درجہ میں تیزی

KHILAFAT LIBRARY

کے ساتھ آرہی ہے۔ بالائی جارہی ہے۔

اس بے پناہ اخلاقی سقوط اور اجتماعی اختلال کی واحد پناہ گاہ شریعت اسلام کا دار الامان ہے۔ جو ہر زمانہ، ہر ماحول اور ہر ملک کی انفرادی و اجتماعی ضروریات کے لئے متین ترین قوانین رکھتا ہے۔ اور انسان کی زندگی کے لئے مکمل فلاح کی صراط مستقیم دکھا سکتا ہے۔

تعدد ازواج اور عورت کی طبعی تقدیر

یورپ کے موقر اخبارات و مجلات میں حال میں مسٹر فلپ پریذیڈنٹ ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز اسکاٹلینڈ کا خطبۂ صدارت شایع ہوا ہے۔ جو صاحب موصوف نے اسکاٹلینڈ کے ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز کی سالانہ کانفرنس ڈنڈی میں دیا ہے۔ لنڈن آبزرور رقمطراز ہے:-

"ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز اسکاٹلینڈ کے صدر مسٹر ڈبلو ایچ فیلیپ نے اس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ڈنڈی میں تعدد ازدواج کو شرح پیدائش کی قلت کے لئے بطور چارۂ کار پیش کیا۔ یہ بیان کرتے ہوئے ۱۹۳۳ء اسکاٹلینڈ کی شرح پیدائش پست ترین تھی۔ مسٹر فیلیپ نے کہا:-

"یہ عام طور پر تسلیم کیا جاچکا ہے۔ کہ شرح پیدائش کے گرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اعلیٰ اور درمیانی طبقات کے خاندانوں میں بچوں کی تعداد گھٹتی جارہی ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ آج کل شادیاں بہت زیادہ عمر میں کی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ مسلمات سے ہے۔ کہ شادی کی عمر کا شرح پیدائش پر بہت زبردست اثر پڑتا ہے۔ مثلاً ایک عورت ۱۷ سال کی عمر میں شادی کرے۔ تو وہ کم سے کم دس بچوں کی ماں بن سکتی ہے۔ اس کی عمر شادی کے وقت جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنی ہی بچوں کی تعداد کم ہوگی۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ شادی کی عمر کے علاوہ اور اسباب بھی شرح پیدائش کے گرنے پر اثر انداز ہیں۔

یہ حساب لگایا اور معلوم کیا جاچکا ہے۔ کہ اس وقت اعلیٰ ترین طبقات ہر پشت میں اپنی تعداد سے پچاس فیصدی کی رفتار سے گھٹ رہے ہیں۔ یعنی ایک پشت میں ایک سو امراء اگر مرتے ہیں۔ تو صرف پچاس اولاد اپنے پیچھے چھوڑ کر مرتے ہیں۔ اور اس طرح ہر نسل میں پچاس اشخاص کی وراثتی قابلیت بالکل ضایع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بالکل فنا اور بے نام و نشان ہو جاتے ہیں۔ لیکن شرح پیدائش کا اثر صرف طبقۂ امراء و شرفا پر نہیں پڑا۔ بلکہ تحدید پیدائش کی تحریک تمام پیشہ وروں اور درمیانی طبقوں اور اکثر ماہر کاریگروں کی جماعتوں تک پھیل چکی ہے۔ کوئی عورت اس وقت اپنے فطری اور طبعی تقدیر اور منزل ارتقاء کو نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک وہ شادی شدہ ہو کر بچوں کی ماں اور صاحب خانہ نہ ہو جائے۔ اکثر عورتیں شادی اور امومت (مادر ہوڈ) کو بخوشی تمام بطور ایک مشغلۂ حیات اختیار کرتی ہیں۔ اور حق یہ ہے۔ کہ ذہین اور تندرست بچوں کے خاندانوں کو پیدا کرنا اور پالنا وہ سب سے بڑی عمرانی خدمت ہے جو ایک طبعی عورت ادا کر سکتی ہے۔

لیکن اگر ایسا ہو۔ کہ آبادی گھٹ کر نصف ہو جائے۔ تو پھر رائے عامہ نہ صرف تعدد ازواج کو انگیز کرنے کے لئے تیار ہوگی۔ بلکہ وگو یہ بعض جماعتوں کو بہت ہی افسوسناک معلوم ہوتا ہے، پبلک بشدت تعدد ازواج کے طریقہ کے اجرا پر اصرار کریگی۔ تاوقتیکہ آبادی کا تناسب اور توازن دوبارہ قایم نہ ہو جائے"۔

یہ ایک ایسے مغربی فاضل اور مبصر کی شہادت ہے۔ جو حالات اور واقعات متعلقہ ازواج کا اختیاراتی اور مشاہداتی علم رکھتا ہے۔

فسطائیت اور قومیت کی گمراہی

بعض اشخاص ازواج اور تحدید پیدائش کے خلاف دلیل پیش کرتے ہوئے ہٹلر۔ مسولینی اور حکومت فرانس کی مثالیں بلا غور و خوض پیش کیا کرتے ہیں۔ گویا یورپ کا ہر عمل ہمارے لئے معیار اور مثال کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ طریقہ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔ مسٹر فیلیپ کے مذکورہ تبصرہ پر غور کرتے وقت یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ کسی مدبر سلطنت اور سیاسی آدمی کی رائے نہیں ہے۔ بلکہ ایک تجربہ کار اور واقف حال مبصر کی رائے ہے۔ ہٹلر۔ مسولینی۔ اور حکومت فرانس کا عمل ہرگز مستحسن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خالص سیاسی اور عسکری اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اپنے اپنے ملک کی آبادی یا حربی قوت کو بڑھا رہے ہیں۔ ان کے دماغوں پر نیشنلزم کا ابلیس اور عسکریت اور طاغوت سوار ہے۔ اور ان کا عمل دراصل انسان علی الخصوص صنف لطیف کو ایک آلۂ پیدائش میں تبدیل کر رہا ہے۔ مثلاً حکومت فرانس اپنی آبادی کو بڑھانے کے لئے بچوں کی پیدائش کا حامی ہے۔ خواہ وہ بچے حرامی ہوں یا حلال جو عورتیں بچے پیدا کرتی ہیں وہ خاص انعام اور امتیازی امداد کی مستحق مانی جاتی ہیں۔ خواہ ان کے بچے حرام کاری اور زناکاری کے پھل ہوں۔

عسکریت کی ضلالت

یونان قدیم میں اسپارٹا ایک خالص عسکری سلطنت تھی۔ لائی کرگس کے قوانین کے ماتحت ہر اسپارٹن کے لئے اولاد آخر سپاہی ہونا ضروری تھا۔ جو عورتیں اولاد نرینہ پیدا کرنے سے قاصر تھیں۔ ان کو زندہ رہنے کا حق نہیں تھا۔ جو عورتیں جتنے زیادہ تندرست بیٹے جنتی تھیں۔ اتنی ہی ان کی عزت کی جاتی تھی۔ اور جو بچے کمزور یا ناقابل جنگ ہوتے تھے۔ ان کو ٹیجٹس کی بلندی سے ایک غار میں گرا کر ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ بچے جنگجو سپاہی بننے کے لائق نہیں ہوتے تھے اور ہر شہری کا واحد مقصد حیات، اسٹیٹ کے لئے جینا اور مرنا ہوتا تھا۔ گویا آدمی اسٹیٹ کے دیوتا کا غلام پجاری تھا۔ آج جرمنی اور اطالیہ کی فطامی ریاست اور فرانس کی نیشلسٹ حکومت اپنے اپنے ملک کی آبادی کے بڑھانے میں اسپارٹا کی عسکری سنت کی پیرو ہیں۔ اور ان کا طریقہ بھی انسانیت اور اخلاق عالیہ کے لحاظ سے اتنا ہی مردود ہے۔ جتنا بعض حالات میں تحدید پیدائش کا طریقہ ہو سکتا ہے۔ ان ہر دو افراط و تفریط کی راہوں کے درمیان صرف دین قیم کی راہ مستقیم ہے۔ (انقلاب)

اسلام اور پیغمبر اسلام کے حضور غیر مسلم اکابر کی نذر عقیدت

میں نے سب سے پہلے پیغمبر اسلام کی سیرت کا مطالعہ کیا تھا۔ اس مطالعہ کے دوران میں مجھے ان کی شخصیت اس قدر حسین و جمیل نظر آئی۔ کہ میں نے ان کی تعلیمات کا

KHILAFAT LIBRARY

مطالعہ کیا۔ اب میں دین اسلام کا پر جوش مداح ہوں۔ میرا خاکسارانہ مطالبہ یہ ہے۔ کہ ہم سب کو پیغمبر اسلام کے پیغام پر عمل پیرا ہو کر آپس میں بھائی بھائی بن جانا چاہیئے

(ڈی۔ اے انکلے سارا یہ بی۔ اے رنگون)

قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے۔ اس کتاب کو عزت و احترام کا جو درجہ ہے۔ وہ شاید کسی کتاب کو نہیں ہے۔ یہ ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔ جب ہر طرف ہولناک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور ہر طرف ظلم و ستم کا طوفان برپا تھا۔ اس کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور انصاف اور تہذیب کی روشنی پھیل گئی

(فیروز شاہ ایم۔ اے سب ایڈیٹر جام جمشید۔ آپ پارسی جماعت کے مایۂ ناز رہنما ہیں۔)

پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا دین درحقیقت امن و سلامتی کا دین ہے۔ آج جب کہ دنیا جنگ و جدل سے تنگ آئی ہوئی ہے۔ اور قیام امن کے لئے بے چین ہے۔ یہ امر ہمارے لئے موجب مسرت بھی ہے اور سودمند بھی کہ ہم پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کریں۔ اور اپنی مشکلوں کو آسان اور اپنی الجھنوں کو سلجھانے میں اس سے مدد لیں۔

پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا دین "قدیم و جدید" کا ایک ایسا مرکب اور نچوڑ ہے۔ جس کا گمان بھی دنیا کے حاشیہ خیال تک نہیں پہنچا تھا۔ ہماری نظر اب بھی اگرچہ بانی اسلام کے زمانہ کو صدیاں گذر گئیں۔ ان کی مساعی حسنہ کے نتیجہ کو پوری وضاحت کے ساتھ دیکھ سکتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں۔ جن سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں۔ اور ان سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو ہمارے ذہنی افلاس میں کوئی شبہ نہ رہے گا۔ میں یہاں اپنے مذہب کے صحیح یا غلط ہونے کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں۔ کہ میرا مذہب موجودہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کا رجحان یہ ہے۔ کہ کل عالم انسانیت گھل مل کر ایک متحدہ ملت بن جائے۔ مگر پیغمبر اسلام کے پیش کئے ہوئے دین کا ایک طرۂ امتیاز یہی ہے۔ کہ اس میں اعتقادی ضابطوں اور رسوم کو دخل و رسوخ حاصل نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو نہ سائنس کی ترقیوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ نہ تمدن و تہذیب کی وسعتیں اس کے لئے خطرناک ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ان تعلیمات کی بنیاد ایسے اعتقادات پر نہیں رکھی گئی ہیں۔ جن کا بھانڈا سائینس پھوڑ سکے یا ترقی یافتہ تہذیب و تمدن مسترد کر سکے۔

(برما کے مشہور رہنما مسٹر کھن مانگ بدھسٹ)

اسلام نے جو نعمتیں مشرق و مغرب کو عطا کی ہیں۔ ان میں خدا کی وحدانیت کا خیال ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ سنہ ۶۰۰ء سے لے کر سنہ ۷۰۰ء تک کا زمانہ ایسا تھا۔ کہ مشرق میں تہذیب اور مغرب میں عیسائیت دیوتا پرست بن گئی تھی۔ اگر اسلام اس وقت وحدانیت کی پُر زور صدا بلند نہ کرتا۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ زبردست خیال کہ خدا ایک ہے دنیا میں پامال نہ ہو جاتا۔ یہ اسلام ہی کی وجہ ہے۔ کہ آج عقلی دنیا میں یہ خیال مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا۔ (پادری انڈریوز)

میں دین محمدی کو اس روح اور زندگی کی وجہ سے جو اس میں موجود ہے نہایت قابل اعتبار سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک دین محمدی ہی ایک ایسا واحد دین ہے۔ جو زندگی کے تمام مختلف شعبوں اور نوعیتوں پر حاوی ہے۔ اسے یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ ہر زمانہ میں دنیا کو اپنی طرف کھینچ لے۔

(جارج برنارڈ شا)

قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے۔ تمدن ہے معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی۔ اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔

(مشہور روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی)

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ اس نے جاہلوں کو عالم۔ ظالموں کو رحمدل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ (طامس کارلائل)

قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن ایک مکمل قانون ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی شاخ لے لیجئے۔ ناممکن ہے۔ کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیم رہنمائی نہ کرتی ہو۔ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیاوی و روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان اخلاق کو لیجئے۔ جو شرف انسانیت ہیں۔ مثلاً راستبازی۔ پرہیزگاری۔ رحم و کرم عفت و عصمت تو قرآن میں یہ سب ہدائتیں موجود ہیں۔ اور اگر ان اخلاق کو لیجئے جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے۔ مثلاً محنت و مشقت۔ عزم و استقلال اور جرأت و شجاعت تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن معمور ہے۔ بہرکیف قرآن ایک حیرت انگیز قانون ہدایت ہے

(پروفیسر ہربرٹ وائل مشہور یورپین مورخ)

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے۔ کہ اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔ اور یہ دلکش انداز میں اصلاح کی دعوت دیتا ہے۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے۔ اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بھی بیش بہا اصول تعلیم کئے ہیں۔

(جان ڈیون پورٹ مشہور ادیب و سیرت نگار)

ہر انصاف پسند آدمی اس حقیقت کا اقرار کرنے کیلئے مجبور ہے۔ کہ قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اور وہ اپنے اثر کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز پوزیشن رکھتا ہے۔ (مورخ اعظم گبن) (ماخوذ)

وصیت نمبر ۴۱۶۴ :۔ سنکہ حسین بخش ولد شیخ فقیر اللہ قوم ککےزئی پیشہ ملازمت عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن دھرم کوٹ رندھاوا ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ جو تقریباً تین ہزار روپیہ کا ہے۔ اور ایک سفید ٹکڑہ زمین مالیتی تقریباً تین چار صد روپیہ یہاں دھرمکوٹ میں ہے۔ علاوہ ازیں میرے نام ایک مربع دخیلکاری واقعہ چک ۸۵ ب تحصیل و ضلع منٹگمری ہے۔ جہاں اس وقت میری رہائش ہے۔ میرا گذارہ اس مربع کی آمدنی اور میری ماہوار پنشن ہے۔ جو ۳۶/- روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اپنی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ گواہ شد غلام حسین

ہدایات متعلق انسداد ہیضہ

KHILAFAT LIBRARY

چونکہ بعض جگہ ہیضہ کی شکایت سنی جاتی ہے - اسلئے اسکے متعلق ضروری ہدایات شایع کی جاتی ہیں - احباب ان کو مد نظر رکھیں -

جب کوئی شخص اس مرض میں مبتلا شدہ معلوم ہو - تو چاہیئے - کہ فوراً اسی ہسپتال میں اس کی رپورٹ کی جائے جہاں کہ مریضوں کے علاج کا خاص انتظام کیا گیا ہو - اور متعدد ڈاکٹر اس جگہ کام کر رہے ہوں - ۲ - چونکہ یہ مرض بذریعہ اشیاء خورد و نوش لگتی ہے - اس لئے مندرجہ ذیل احتیاطوں پر عمل کرنا ضروری ہے -

(۱) حتی الوسع پانی ابال کر پیا جائے - اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے - تو نلکہ کا پانی استعمال کیا جائے - بہتر یہی ہے - کہ اس کو بھی ابال لیا جائے (۲) یہ مرض بسا اوقات دودھ کے ذریعہ پھیلتی ہے - اس لئے دودھ بغیر ابالنے کے نہ پیا جائے - اس کو مکھیوں سے محفوظ رکھا جائے - باسی دودھ ہرگز نہ استعمال کیا جائے - بازاری دہی اور اس میں تیار کردہ چیزیں وبائی ایام میں ہرگز استعمال نہ کیجائیں ایسا ہی پیڑے و دیگر اشیاء دودھ استعمال نہ کی جائیں - (۳) پانی کی برف پانی میں ڈال کر استعمال نہ کی جائے - پانی و دیگر اشیاء برف میں رکھکر ٹھنڈی کر لی جائیں - (۴) دودھ کی برف ہرگز ہرگز نہ استعمال کی جائے (۵) خالی معدہ پانی نہ پیا جائے (۶) پانی کی بجائے چائے کا استعمال بھی مفید ہے - بشرطیکہ دودھ مطابق ہدایات استعمال ہو - (۷) بازاری مٹھائی نہ کھائی جائے - (۸) ان دنوں سوڈا واٹر اور لیمونیڈ کا استعمال بھی بند کر دیا جائے (۹) حتی الوسع گوشت کے شوربے کے ساتھ روٹی کھائی جائے - ایسی سبزی بھی بطور سالن استعمال ہو سکتی ہے - جو نرم قسم کی ہو - کدو - حلوا کدو استعمال نہ کیا جائے - پکانے سے پہلے سبزیوں کو گرم پانی سے دھو لیا جایا کرے - کچی سبزی نہ کھائی جائے (۱۰) پھل کچے اور زیادہ پکا ہوا پھل نہ استعمال کیا جائے - دیگر پھل بھی کانڈیز لوشن میں دھو کر استعمال کئے جائیں - (۱۱) ہیضہ مکھیوں سے پھیلتا ہے - ان کو تلف کرنے کے ذرائع پر عمل کرنا چاہیئے - اور ساتھ ہی انہیں کھانے پینے کی چیزوں پر حملہ کرنے سے بچایا جائے - ہیضہ مریض کے پاخانہ اور قے کے ذریعہ تندرستوں میں پھیلتا ہے - اس لئے ان چیزوں کو یا ان سے آلودہ چیزوں کو باہر پھینکنے یا دھونے سے پہلے فنائل لوشن سے ڈس انفیکٹ کر لیا جائے - کنوئیں کے نزدیک آلودہ کپڑوں کو نہیں دھونا چاہیئے - کپڑوں کو پانی میں ابال کر دھو لیا جائے (۱۳) مریضوں کے تیمارداروں کو چاہیئے - کہ مریض کے متعلقہ کپڑوں وغیرہ کو ہاتھ لگنے کے بعد ہاتھ کانڈیز لوشن میں یا کاربالک صابن سے صاف کرائے جائیں - (۱۴) کھانے پینے میں بے احتیاطی نہ کی جائے - باسی کھانا نہ کھایا جائے - زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھایا جائے - تھوڑا تھوڑا کھانا دن میں چار دفعہ کھایا جائے - کھانے کے ساتھ پانی زیادہ نہ پیا جائے - پیاز اور سرکہ اور لیمو کا استعمال بھی مفید ہے - (۱۵) بند کمروں میں رہائش نہ رکھی جائے - اور گھروں کو صاف ستھرا رکھا جائے - نالیوں میں روزانہ فنائل ڈالی جائے - عام صفائی کا خیال رکھا جائے (۱۶) بلا وجہ جلاب سے پرہیز کیا جائے (۱۷) چنے اور ماش کی دال ان دنوں میں سخت مضر ہے *

جرمنی کا پریذیڈنٹ ہٹلر اور اس کے خیالات

آسٹریا کی سرحد پر دریائے ان کے کنارے ایک گاؤں بسا ہوا ہے - جس کا نام برانو Braunau ہے - یہاں آسٹریا کی حد جرمنی سے ملتی ہے - اس گاؤں میں ہٹلر کا جنم ہوا - اس کا پتا آسٹرین سرکار کا ملازم تھا - اس کی وفات کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے ہر ہٹلر اور اس کی ماتا کو گذارہ کے لئے کچھ رقم بطور امداد ملتی تھی - اس قلیل رقم سے ہی ان کے سب کام چلتے تھے - معمولی وقت پر ہٹلر کو تعلیم کے واسطے سکول میں داخل کیا گیا - اس سکول میں جرمنی طالب علم کثیر تعداد میں پڑھتے تھے - آسٹریا کے جرمن باشندے ہیبس برگ Habsburg نامی شاہی خاندان سے جو یورپ کا بڑا پرانا خاندان تھا ناراض تھے *

جرمنی کی طاقت

کسی وقت آسٹریا کی ملکی طاقت جرمن لوگوں کے ہاتھ میں تھی - مگر جس وقت سے آسٹریا کی پارلیمنٹ میں ماتحت ممالک کے جن میں غیر جرمن آبادی بھی تھی نمائندے شامل ہوئے جرمن طاقت کمزور ہونے لگ پڑی - جرمنوں کی طاقت اور بھی کم ہو گئی - جب آسٹریا کے ولیعہد ڈیوک اعظم فرانسس فرڈیننڈ (Francis Ferdinand) نے اپنی ملکہ زیر اثر ہو کر جو ایک فرنچ شہزادی تھی - غیر جرمنوں کے اقتدار کو بڑھا کر ان کی حوصلہ افزائی شروع کی - ان حالات میں یہ قدرتی امر تھا - کہ جرمن آبادی میں ناراضگی پیدا ہو - طالب علم ہٹلر اور ان کے ساتھی طالب علموں پر اس جذبہ نے غیر معمولی اثر پیدا کیا - ان کے اندر یہ خواہش پیدا ہو گئی - کہ جرمن آبادی جو جرمن اور آسٹریا میں الگ الگ حکومتوں کے ماتحت ہے - اکٹھی کر دی جائے -

ملاپ کا گیت

چنانچہ سکول میں جس وقت لڑکوں کو کہا جاتا تھا - کہ وہ آسٹریا کے شاہی خاندان کے اعزاز میں گیت گائیں - تو وہ اسکی پرواہ نہ کر کے جرمن قوم کے ملاپ کا گیت گاتے تھے - ہٹلر لکھتا ہے - کہ اُن کے سکول میں ایک یہودی لڑکا بھی پڑھتا تھا - جرمن طالب علموں نے پہلے پہل اس کو اپنے اندر شامل کر لیا - مگر جب باوجود اس رعایت کے وہ چپ چاپ اور ان سے الگ تھلگ رہنے لگا - تو وہ بھی اس سے بے پرواہ ہو گئے - ہٹلر کو تاریخ پڑھنے کا بہت شوق تھا - اس نے سکول میں اپنی قوم کی تاریخ کا بہت غور سے مطالعہ کیا - اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا - کہ Habsburg کا شاہی خاندان اپنی حکومت کو بہت دیر تک قائم نہیں رکھ سکتا - غیر جرمن اندر سے اس کے مخالف ہی بنے رہیں گے - اور ہر وقت اس سے علیحدہ رہکر اپنی آزاد حکومتیں قائم کرنے کے لئے کوشش کرینگے - جرمنوں میں سوائے ان اشخاص کے جن کو خاص طور پر شاہی خاندان سے فائدہ پہنچتا تھا - باقی

KHILAFAT LIBRARY

جب پسند کریں گے۔ کہ وہ اپنی قسمت کو جرمنی کے جرمن بھائیوں کے ساتھ شامل کر دیں ؛

۱۸ سال کی عمر میں

جب ہٹلر کی عمر ۱۸ برس کی ہوئی۔ تو اُس کو آزادانہ طور پر اپنی روزی کمانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اس کی ماں بہت دیر سے بیمار تھی۔ جو وظیفہ آسٹرین سرکار سے ان کو ملتا تھا۔ وہ بمشکل ان کے گذارہ کے لئے کافی تھا۔ دوستوں نے ہٹلر کو صلاح دی۔ کہ وہ حکومت کی ملازمت کرے۔ کیونکہ اس کا باپ سرکاری ملازم تھا۔ اور ملازمت حاصل کرنے میں اس کو بہت دقت نہیں ہو گی۔ مگر ہٹلر نہیں چاہتا تھا۔ کہ سرکاری دفتروں کی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑے رکھے۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ وہ سرکاری ملازمت نہیں کریگا۔ چنانچہ ایک دن کپڑوں کی گٹھڑی باندھ کر وہ وائنا کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاکہ وہاں جاکر اپنی قسمت آزمائی کرے۔ اور اپنے روزگار کی سبیل نکالے اس جگہ جاکر اس نے نرالی دنیا دیکھی ؛

مزدوروں کی جماعت میں

وائنا کی آبادی اس وقت قریباً بیس لاکھ تھی۔ اس میں دو لاکھ کے قریب یہودی تھے۔ اس کے علاوہ شاہی خاندان کی کشش سے کھچے ہوئے دیگر جرمن قومیں بھی وائنا میں بود و باش رکھتی تھیں۔ امیر لوگ شہر کے ایک خاص حصے میں رہتے تھے۔ غریب جرمن جو آبادی کا ایک کثیر حصہ تھے۔ وائنا کے گندے اور خراب حصوں میں اپنے سر چھپائے ہوئے تھے۔ ہٹلر بھی عام مزدوروں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ مگر اپنی لیاقت کے باعث اس نے دو برس کے عرصہ میں اپنے گذارہ کا بندوبست کر لیا۔ اس نے نقشہ نویسی اور مصوری کی ایک دوکان کھول لی۔ اور اس کا کام اچھا چل گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۰۹ء کا ہے ؛

اختلافات

وائنا میں ہٹلر نے دیکھا۔ کہ شہریوں اور مزدوروں میں بھاری اختلاف ہے۔ مزدور جماعت اپنے ٹریڈ یونین قایم کر کے ان کے ذریعہ سے سرمایہ داروں پر دباؤ ڈال کر اپنے حقوق حاصل کرنے کے درپے ہے۔ ہٹلر اس کارروائی کو پسند کرتا تھا۔ مگر بعد ازاں اُسے معلوم ہوا۔ کہ مزدور جماعت کے لیڈران کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے بہانے سے اپنے سیاسی اغراض حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس مطلب کے لئے اخبار جاری ہیں۔ اور رسالے نکلتے ہیں۔ ہٹلر کے دل میں شوق پیدا ہوا۔ کہ وہ مزدور پارٹی کے لیڈروں کے حالات اچھی طرح معلوم کرے۔ اس غرض سے اُس نے ان لیڈروں کے اخباروں اور رسالوں کو پڑھنا شروع کیا۔ وائنا میں اس وقت ایک اور پارٹی تھی۔ جو جرمن آبادی کی امداد کو مدنظر رکھتی ہوئی یہودیوں کے برخلاف اندولن کر رہی تھی ؛

یہودیوں کے متعلق

اگرچہ ہٹلر کے خیالات پکے طور پر جرمن تھے۔ اور وہ یہ سمجھتا تھا۔ کہ (Habsburg) خاندان کی حکومت تھوڑے عرصہ کی مہمان ہے۔ وہ جرمن پارٹی کے اندولن کے اس حصے کو جو یہودیوں کے برخلاف تھا۔ پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے تاریخ میں ان مظالم کے حالات پڑھے تھے۔ جو یورپ کی عیسائی قوموں نے مختلف موقعوں پر یہودیوں کے برخلاف روا رکھے تھے۔ اس کو ان مظالم سے نفرت تھی۔ مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ اخبار جو مزدوروں کی حمایت کرتے ہوئے جرمن قوم میں سے قومیت کا خیال دُور کر رہے ہیں۔ یہودیوں کے اخبار ہیں اور ان اخباروں میں اوپر سے لیکر نیچے تک تمام کے تمام یہودی ہی ملازم ہیں۔ اور نیز جو رسالے مزدوروں کے حق میں چھپتے ہیں۔ ان کے مصنف بھی یہودی ہیں۔ تو اس کے دل میں یہ شک پیدا ہو گیا۔ کہ یہودی جرمن مزدوروں کو اپنے ساتھ ملا کر جرمن لوگوں کے دلوں سے قومیت کا خیال دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہودی پوشش کے لحاظ سے جرمن ہیں۔ مگر ان کے دل میں جرمن قوم کا پیار نہیں ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ مختلف ممالک سے قومیت کا خیال اڑا کر وہ سب قوموں میں یہودی اثر کو قایم کریں۔ ہٹلر کا یہ خیال یقین کے درجہ تک پہنچ گیا۔ جب ساری دنیا کے یہودیوں کے اندر یہ انقلاب شروع ہو گیا۔ کہ فلسطین کو یہودی قوم کا مسکن مخصوص کیا جائے۔ ہٹلر نے سوچا۔ کہ اگر یہودی لوگ اپنے آپ کو جرمن قوم کا حصہ سمجھتے۔ تو وہ اس تحریک میں کیوں شامل ہوتے۔ حقیقت میں یہ لوگ سوشل برائیوں کے دُور کرنے اور جمہوری طاقت کو بڑھانے کے بہانے سے جرمن لوگوں کے قومی خیالات کمزور کر کے ان میں مارکسزم پھیلانا چاہتے ہیں۔ مارکسزم ان عقائد اور اصولوں کا نام ہے۔ جن کا ایک یہودی مصنف مارکس نے پرچار کیا۔ اور جن کو لینن نے روس میں عملی جامہ پہنایا۔ چنانچہ ہٹلر یہودیوں کو جرمن قوم کا ایک زبردست دلیر اور بارعب دشمن سمجھنے لگا۔ اس خیال نے اس کی آئندہ زندگی پر بڑا بھاری اثر پیدا کیا ؛

یورپ کی تاریخ

وائنا اور اس کے حکمرانوں نے یورپ کی تاریخ میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ جس وقت ترکوں کی فتح کا سیلاب مشرقی رومن بادشاہت کو غرق کر کے مشرقی یورپ پر پھیلتا ہوا وائنا کے دروازہ تک جا پہنچا۔ اس وقت وائنا کے حکمران نے زبردست ہمت اور دلیری سے ترکوں کا مقابلہ کیا۔ . . . .

اگر وائنا ترکوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا۔ تو اغلباً وسطی یورپ بھی ترکوں کے قبضے میں آجاتا۔ اور یورپ کی تاریخ موجودہ تاریخ سے مختلف ہوتی۔ وائنا کے حاکموں نے جو ہیپس برگ (Habsburg) خاندان سے تھے۔ آہستہ آہستہ اپنی سلطنت کو اتنا بڑھایا۔ کہ ان کی ایک چھوٹی سی ریاست بڑی بادشاہت میں تبدیل ہو گئی۔ مختلف قومیں اور علاقے اس سلطنت کے ماتحت تھے۔ جرمن قوم کے کئی شاعروں۔ فلاسفروں۔ مدبّروں۔ جرنیلوں۔ مصوّروں اور نقاشوں نے آسٹریا کے شاہی خاندان کی فیاضی اور امداد سے دنیا میں نام پا کر اپنی قوم کی عزت کو بڑھایا۔ اس لئے یہ قدرتی امر ہے۔ کہ جرمن جمہور آسٹریا کی سلطنت پر فخر کرے۔ اور اس کے دل میں یہ خواہش ہو۔ کہ یہ سلطنت دیر تک قایم رہے۔ مگر (Habsburg) خاندان اور اس کی حکومت کے حالات اتنے بدل چکے تھے۔ کہ جرمن باشندوں کا رجحان اس خاندان اور اس کی حکومت کی طرف کمزور ہو رہا تھا ؛

جمہوریت کی لہر

۱۸۴۸ء میں یورپ کے اندر ایک زبردست جمہوری لہر نے اتنا زور پکڑا۔ کہ بادشاہوں کے تخت ہل گئے۔ نپولین کی لڑائیوں سے مطلق العنان بادشاہ کمزور ہو چکے تھے۔ جب ان کی رعایا نے زبردست طریقوں سے یہ مطالبہ کیا۔ کہ ان کے اختیارات محدود ہونے چاہئیں۔ تو حکمران جمہور کے سامنے جھک گئے۔ چنانچہ آسٹریا کے شہنشاہ نے بھی انگلینڈ کے نمونے پر اپنی رعایا کو پارلیمنٹری حکومت عطا کر کے ان کی خواہشات کو پورا کیا۔ پارلیمنٹ میں پہلے پہل جرمن نمائندوں کی کثرت تھی۔ مگر دن بدن حکومت کے لئے مشکلات بڑھتی گئیں

جب کچھ عرصہ کے بعد ہر ایک بالغ کی حق رائے دہندگی کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ تو جرمن نمائندوں کا زور گھٹ گیا ؛

جرمن آبادی

جرمن آبادی صرف ایک کروڑ تھی۔ اور غیر جرمن قومیں جو آسٹریا میں آباد تھیں چار کروڑ کے قریب تھیں۔ جرمن آبادی نے محسوس کرنا شروع کیا۔ کہ وہ حاکم نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی ہی سلطنت میں دوسری قوموں کے محکوم بنتے چلے جاتے ہیں۔ شہزادہ فرڈنینڈ کی شادی جو ایک فرنچ قوم کی ایک امیرزادی سے ہوئی۔ اس نے جرمن کے مقابلہ میں فرنچ جماعت کو اور بھی بڑھا دیا۔ سلطنت آسٹریا میں جو غیر جرمن قومیں آباد تھیں ان پر ایک اور واقعہ نے بھی اثر ڈالنا شروع کیا ؛

جنگ بلقان کے بعد

جنگ بلقان کے بعد ٹرکی ...... سے جو قومیں آزاد ہوئیں تھیں۔ انہوں نے اپنی اپنی ریاستیں قائم کر لیں۔ ان آزاد شدہ ریاستوں میں جو قومیں بستی تھیں۔ ان کی قومیت وہی تھی جو آسٹریا کے ماتحت بعض مختلف قوموں میں یہ زبردست خیال پیدا کر دیا۔ کہ وہ بھی آزاد ہو کر اپنی اپنی ریاستیں قائم کریں۔ ایک طرف تو ان قوموں کے نمائندے آسٹریا کی پارلیمنٹ میں زبردست طاقت رکھتے تھے۔ اور دوسری طرف ان کی یہ خواہش تھی۔ کہ (Habsburg) خاندان کے اقتدار ٹوٹنے سے وہ آزاد حکومتیں قائم کر سکیں۔ جرمن آبادی جو ان کو دبا کر رکھ سکتی تھی۔ پارلیمنٹری حکومت کے باعث خود اتنی کمزور ہو چکی تھی۔ کہ اس کو اپنی ہستی کا فکر دامنگیر تھا۔ اور وہ (Habsburg) خاندان کو قائم رکھنے کے ناقابل تھی ؛

شکست

۱۸۶۶ء میں پرشیا کی سرکردگی میں شہنشاہ ولیم اوّل اور شہزادہ بسمارک (Bismarck) نے فرانس کو شکست فاش دینے کے بعد جرمن سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس سے خوفزدہ ہو کر (Habsburg) خاندان نے اپنی غیر جرمن آبادی کی امداد پر مجبور ہو کر کے انٹی جرمن (Anti German) پالیسی کو اختیار کیا۔ نیز انکی مخالفت میں اپنی طاقت کو قائم رکھنے کیلئے رومن کیتھولک چرچ کیساتھ گہرے تعلق پیدا کرکے رومن کیتھولک مذہب کو آسٹریا میں فروغ دینے کے لئے جرمن دیہات میں بھی غیر جرمن پادری مقرر کئے ؛ (باقی آئندہ)

بیکاری کا حل

KHILAFAT LIBRARY

(۱)

سن لائٹ جیسا اعلیٰ اور سستا صابن بنانے کے لئے ذیل کا نسخہ استعمال میں لائیں :۔

اجزاء کاسٹک سوڈا ۹۸ ڈگری کی طاقت کا ۵ سیر۔ پانی ۳۰ سیر۔ تیل مہوہ ۲۷ سیر۔ تیل ناریل ۳ سیر۔ بیروزہ سخت سوا سیر۔

ترکیب :۔ لوہے کے کڑاہے میں تیس سیر پانی اور ۵ سیر سوڈا ڈال کر آگ پر گرم کریں۔ جب کاسٹک سوڈا پانی میں حل ہو جاوے۔ اور پانی خوب گرم ہو۔ تب تیل مہوہ اور ناریل کا تیل ملا کر ڈالیں۔ اور آگ نرم کر دیں۔ اور آدھ گھنٹہ تک نرم آگ پر پانی پکنے دیں۔ پھر سوا سیر بیروزہ ڈال کر تمام قوام کو ہلاتے رہیں۔ آگ نیچے جلتی رہنے دیں۔ بیس منٹ تک ہلاتے رہنے سے تمام چیزیں یک جان ہو کر گاڑھے شہد جیسی ہو جائینگی۔ اور اس گاڑھے قوام کے نیچے پانی ہو گا۔ نیچے سے آگ نکال کر لکڑی کے ڈنڈے سے قوام کو خوب ہلائیں۔ جوں جوں قوام سرد ہوتا جائیگا۔ باریک تار سے کاٹ کر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنالیں۔ اس صابن کی تیاری میں ۷۷ یا ۷۸ ڈگری کا کاسٹک سوڈا بھی شامل ہو سکتا ہے۔ کاسٹک سوڈا بیل مارکہ (سانڈ کے نشان والا) یا چاند مارکہ اچھا ہوتا ہے ؛

نوٹ :۔ کاسٹک سوڈے کے سالم ڈرم یعنی کنستر کو لے کر چاروں طرف سے خوب کوٹ کر پھر منہ کھول کر نکالنے سے کاسٹک سوڈا باریک نکلتا ہے۔ ویسے ایک ہی ڈلا کنستر میں ہوتا ہے اور باہر نکال کر توڑنے سے ہاتھوں کے جل جانے یا آنکھ میں لگ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ہر دیسی صابن میں ۷۷ یا ۷۸ ڈگری کا کاسٹک سوڈا ہی استعمال ہوا کرتا ہے ؛

مندرجہ بالا بیروزے کا صابن ولایت سے بکثرت آتا ہے یہ کپڑے دھونے اور نشان دور کرنے میں سن لائٹ صابن کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور بہت کم گھستا ہے۔ اور صفائی بہت اچھی کرتا ہے۔

(۲)

اگر کاربالک صابن بنانا درکار ہو۔ تو اس کے لئے ذیل کا نسخہ استعمال میں لایا جا سکتا ہے :۔ تیل ناریل ساڑھے پانچ سیر۔ سوڈا کاسٹک ایک سیر۔ کاربالک ایسڈ ایک پاؤ۔ ہلکا لال رنگ نصف تولہ ؛

ترکیب :۔ پہلے تیل اور کاربالک ایسڈ کو ملائیں۔ پھر تیل میں کاسٹک سوڈا اور پانی حل شدہ یعنی لائی کی دھار باندھکر تھوڑی تھوڑی ڈالتی جائیں۔ اور خوب گھوٹتے جائیں۔ پھر رنگ بھی تھوڑے سے پانی میں حل کر کے ڈال دیں۔ جب قوام شہد کی طرح گاڑھا ہو جائے۔ تو سانچوں میں بھر کر بارہ گھنٹہ بعد نکال کر ٹکیاں کاٹ لیں

(۳)

نیم کا صابن جو پھوڑے پھنسیوں وغیرہ کے لئے کام میں آتا ہے۔ نہایت مفید چیز ہے۔ اسے تیار کرنے کے لئے ذیل کا نسخہ استعمال میں لائیں۔

یہ صابن پھوڑے پھنسی؛ داد چنبل۔ خارش وغیرہ جلدی امراض میں بہت مفید ہے۔ اور بازار میں بہت قیمت پاتا ہے۔ ترکیب بنانے کی یہ ہے۔ تیل ناریل چار سیر۔ نیم کے درخت کے بیجوں کا تیل اڑھائی سیر۔ سوڈا کاسٹک ایک سیر پانی ۱¾ سیر۔ صابن میں ڈالنے کا رنگ ۲ ماشہ ؛

دونوں تیلوں کو کپڑے میں سے چھان کر خوب ملالیں اور کاسٹک سوڈے کو پانی میں حل کر کے تیل میں دھار باندھ کر ڈالتے جائیں۔ بعد میں رنگ ملا کر پانچ دس منٹ گھوٹیں۔ پھر سانچوں میں بھر کر بارہ گھنٹہ بعد نکالیں۔ صابن تیار ہے۔ اس میں کسی قسم کی بھی خوشبو نہ ڈالیں۔ کیونکہ اس میں نیم کے تیل کی قدرتی خوشبو ہے ؛

(۴)

کافوری صابن بڑا خوشبودار ہوتا ہے۔ اور عموماً مہنگا ملتا ہے۔ اسے تیار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔ تیل ناریل ساڑھے پانچ سیر۔ سوڈا کاسٹک ایک سیر۔ پانی ۱¾ سیر۔ سپرٹ میتھی لیٹڈ ایک تولہ۔ کافور دیسی ایک پاؤ۔ کافور کو کھرل میں رگڑیں۔ اور تھوڑی تھوڑی ہمراہ سپرٹ ڈالتے جائیں۔ اس طریقہ سے کافور سیدہ جیسا باریک ہو جائیگا۔ اس کو باریک چھلنی میں چھان لیں۔ اور اس کافور کے سفوف کو ناریل کے تیل میں اچھی طرح ملالیں۔ اور پھر تیل میں کاسٹک سوڈے کی لائی بنا کر دھار باندھ کر ڈالیں اور مسد سے خوب گھوٹیں۔ جب قوام شہد جیسا گاڑھا ہو جائے۔ تو سانچے میں ڈالکر جمالیں۔ اور ۱۲ گھنٹہ کے بعد نکالیں اور خوشبو ملانے کی کچھ

KHILAFAT LIBRARY

میری کتاب ست اور بدیش پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا تبصرہ

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

آپ کی کتاب ست ابدیش میں نے پڑھی ہے۔ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی۔ اور اس کے ختم کرنے پر قلب میں نہایت ہی مسرت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ بابا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی۔ اور کثرت سے اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں بھی تقسیم کریگی۔ دس کتب آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کردیں۔ اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں ؀

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

الحمدللہ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا اب دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے لئے مسودہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ یہ دوسرا ایڈیشن انشاء اللہ پہلے ایڈیشن سے نسبتاً بہت زیادہ ٹھوس میٹریل کا ذخیرہ اپنے اندر لئے ہوئے ہوگا۔ تبلیغی نقطہ خیال سے اسکی قیمت قریباً اصل لاگت کے ہی ہوگی۔ جن دوستوں کی درخواستیں پہلے آئینگی۔ انہیں دو آنہ فی روپیہ رعایت دی جائے گی۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں:۔

مینجر اخبار نور۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

میری کتاب آریہ مذہب کی حقیقت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارشاد مبارک

یہ کتاب ۱۹۲۳ء میں جبکہ ملکانہ میں فتنہ ارتداد نہایت زوروں پر تھا۔ اسکے ازالہ کے لئے لکھی گئی تھی۔ بعد از ملاحظہ حضور نے اس کتاب کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ "آریہ مت کا موجودہ فتنہ جس قسم کی شورش کا موجب ہوا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ جسکے سینکڑوں آدمی ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر اس ہیبول اور بزرگوں کی ہتک کرنے والی بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان کو انسان سے بھی محدود کرنے والے فرقہ کی غلط بیانیوں کا ازالہ کرنے میں مشغول ہیں۔ ضروری ہے۔ کہ اس فرقہ کے عقائد سے اس کے حالات سے پوری طرح واقفیت حاصل کی جائے۔ کہ اسکے بغیر پوری طرح ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے نہایت محنت سے ایک کتاب "آریہ مذہب کی حقیقت" لکھی ہے۔ جو امید ہے۔ کہ اس فرقہ کی حالت سے خبردار کرنے اور اس کے اعتراضوں کے دفعیہ کیلئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔ میں میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں۔ اور دوسروں میں بھی مفت شائع کریں۔ تاکہ لوگ اس زہر سے بچیں۔ اور دوسروں کو بچا سکیں ؀"

اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ پہلا ایڈیشن اسی صفحات کا تھا۔ اور ان دنوں کاغذ وغیرہ بہت گراں تھا۔ اسلئے قیمت ایک روپیہ رکھی گئی تھی۔ یہ دوسرا ایڈیشن جس کے ایک سو صفحات ہیں۔ اور اپنے اندر پہلے ایڈیشن کی نسبت معلومات کا زیادہ ذخیرہ رکھتا ہے۔ باوجود اس قدر صفحات کے قیمت برائے نام یعنی پانچ آنے فی نسخہ مقرر کی گئی ہے۔ جو اصل لاگت ہے ؀

ملنے کا پتہ:۔ **مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

ایک مفید کارنامہ

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ سالانہ اجلاس منعقدہ میرٹھ میں مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کے متعلق جو رپورٹ ایک زبردست مباحثہ کے بعد منظور ہوئی تھی۔ جس کا نام "مسلمانوں کے افلاس کا علاج" ہے۔ اور جس پر اکثر اسلامی اخبارات نے حوصلہ افزا ریویو کئے ہیں۔ اور اس کے مضامین اب تک شائع کر رہے ہیں۔ قریشی صاحب نے اس کی بیس ہزار جلدیں مفت تقسیم کرنے کے لئے طبع کرائی ہیں۔ جس کے لئے وہ صرف تین پیسہ فی جلد کے حساب سے محصول ڈاک کے نام سے لیتے ہیں مختلف قومی انجمنیں اس مفید رسالہ کو تقسیم کرنے کے لئے منگا رہی ہیں۔ اور اس وقت مسلمانوں کے ہر حلقہ میں جا بجا اس کا چرچا ہے ؀

ممکن ہے۔ کہ اس رسالہ کے پڑھنے سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں۔ اور ان میں زندہ رہنے کا ایک جذبہ پیدا ہو۔ اس لئے تمام برادران خصوصاً اسلامی انجمنوں سے یہ گذارش ہے۔ کہ وہ جسقدر تعداد میں بھی ممکن ہو اس رسالہ کی جلدیں قریشی صاحب سے منگا کر مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ اور لوگوں کو جمع کر کے پڑھکر سنائیں۔ یہ رسالہ حسب ذیل پتہ سے منگانا چاہیئے:۔ قاضی عبدالمجید قریشی صاحب سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی، ضلع لاہور ؀

"اسلام" ہندی کا واحد اسلامی رسالہ

اس وقت سخت ضرورت ہے۔ کہ اسلام کی اصلی تعلیمات سے اُن بے شمار ملکی بھائیوں کو واقف و آگاہ کیا جائے۔ جو صرف ہندی بھاشا جانتے ہیں۔ اور اسلام کے پاک وصاف دامن سے اُن بدنما داغوں کو دُور کیا جائے جو ہوشیار و چالاک سیاست دانوں اور متعصب تعلیم یافتہ اشخاص کے تعصب و افتراء کا نتیجہ ہے۔ جس سے اسلام بدنام ہوتا اور امن وشانتی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ہم سب اپنے مذہب اور پڑوسیوں کے مذہب سے واقف ہو جائیں۔ تو باہمی نفاق و بدامنی اور تنزلی و بربادی کی لعنتیں بہت جلد دُور ہو سکتی ہیں۔ سب بھائی اس نیک کام میں ہماری مدد کریں۔ تاکہ یہ رسالہ طول وعرض ہند میں بڑی کثرت سے شائع کیا جا سکے۔ اس رسالہ کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں قرآن حکیم کا ہندی ترجمہ معہ ضروری و مفید حواشی کے باقساط درج ہوتا رہتا ہے۔

رسالہ $\frac{۲۰×۳۰}{۸}$ سائز کے ۵۲ بڑے صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ ۱۶ صفحے بطور ضمیمہ اردو کے ہوتے ہیں۔ اس ضمیمہ میں ہندی مضامین کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ چندہ صرف دو روپیہ عار سالانہ مقرر کیا گیا ہے۔ دوسرے اصحاب کے نام جاری کرنے کے لئے دس کاپیوں سے زیادہ کی خریداری پر عہ ۱۲ فی کاپی سالانہ چندہ لیا جائیگا۔ (خان بہادر حافظ) ہدایت حسین بار ایٹ لا۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ صدر انجمن تبلیغ اسلام کانپور ؀

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو ضروری اطلاع

تعطیلات سے واپس آتے ہوئے جو طلباء کنسیشن ٹکٹ (رعایتی نصف کرایہ) سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ وہ اپنے ناموں جماعت اور جس سٹیشن سے سفر کرنا چاہیں زیادہ سے زیادہ ۱۵ ستمبر تک بھجوا دیں۔ اسکے بعد آنے والے خطوط،

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی معروف و شہرہ آفاق ادویہ

ملیریا سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں

آج کل ملیریا بخار کا موسم ہے۔ بلاشبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ اکسیر البدن اس موذی بیماری سے آپ کو محفوظ رکھے گی۔ اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کر کے آپ کو تنومند بنائیگی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہے تو اسے بھی فی الفور دور کر کے آپ کو زور آور بنائیگی۔ جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے اس کے گرویدہ ہو گئے کیونکہ ان پر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ۔ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر پر ختم ہے۔ کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے ہے۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

بڑے بڑے لوگ توتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیابند۔ وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ ؎۸ محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سی قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے توتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب اُن کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں" اور بدون آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ آپ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعفِ اعصاب۔ ضعفِ ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بےچینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلِ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام۔ یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس ؎۲۰ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عاؔلی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ" اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس ۴۵ سال سے متجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے" "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اثبات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اسکے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

هندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

نور

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلشر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے	۳ روپے
ششماہی	۱۲ آنے ۱ روپیہ
سالانہ سرپرستوں سے	۵ روپے
امراء سے	۵ روپے
ممالک غیر سے صرف	
آٹھ شلنگ	

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۲۳ — اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ — نمبر ۵

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

قرآن شریف کے گورمکھی و ہندی تراجم کی جسقدر اشد ضرورت تھی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ دنیا ان تراجم کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔ الحمد للہ۔ فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ تو چھپ کر ناظرین کے ہاتھوں تک پہنچ بھی چکا ہے۔ اور اس ترجمہ نے بفضل ایزدی غیروں میں جو قبولیت حاصل کی۔ اسکے لئے آپ صاحبان کو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اسی اخبار کے صفحات ۱۲ و ۱۳ ملاحظہ فرمایئے۔ عیاں را چہ بیان۔ فرقان کریم کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے۔ گورمکھی ترجمہ تو صرف پنجاب کے لئے ہی تھا۔ اور یہ ہندی ترجمہ تمام ہندوستان کے لئے ہے۔ اور اس ترجمے کی ضرورت گورمکھی ترجمہ سے بھی زیادہ تھی۔ اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ آج جو ہم گاہے گاہے اس قسم کے تلخ اور ناخوشگوار واقعات سنتے رہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں تحریراً یا تقریراً سوء ادبی سے کام لیا۔ سو اسکی بھی یہی وجہ ہے۔ کہ یہ لوگ اسوقت تک رسول مقبول کے اخلاق حسنہ اور سیرت مقدسہ سے ناواقف رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے۔ ہم ان لوگوں کو رسالت مآبؐ کے پاک حالات سے انہیں آگاہ کریں۔ اسی مقدس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے باوجود کئی ایک سدود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کو گورمکھی زبان میں لکھنا شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ کافی کام ہو چکا ہے۔ ایک ہی وقت میں فرقان حمید کے ہندی ترجمے کا کام اور سیرت کا کام جس قدر مصروفیت اور اہم ذمہ داری کو چاہتا ہے۔ اسے ایک مصنف یا مؤلف ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ کسی دوسرے کے تو وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کار خیر میں دوست میرا ہاتھ بٹائیں۔ ایسے میں کسی مالی مدد کا طلبگار نہیں۔ صرف اتنا چاہتا ہوں۔ کہ دوست نور کا چندہ اپنے وقت پر ادا کر دیا کریں۔ اور نور کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرمائیں۔ یہ کس قدر حوصلہ شکن امر ہے۔ کہ پرچہ وصول کرتے رہنا اور جب وی۔ پی جائے بے دریغ واپس کر دینا۔ باوجودیکہ وی۔ پی کے لئے پیشتر اطلاع بھی پہنچ چکی ہو۔ اگر آپ میں سے کوئی صاحب نور جیسے مجاہد پرچے کا وی پی وصول نہیں کرنا چاہتا۔ تو یہ کوئی زبردستی کا معاملہ نہیں ہے۔ مگر یہ اخلاقی فرض ہے کہ ایسے اصحاب دفتر میں وی۔ پی روانہ ہونے سے قبل اطلاع دیدیں۔ تاکہ ان کا وی پی روک لیا جائے۔ اگر آپ ایسے آڑے وقت میں جبکہ میں فرقان حمید کا ہندی ترجمہ اور رسول مقبولؐ کی گورمکھی سیرت میں مصروف ہوں میرا ہاتھ نہیں بٹا سکتے۔ تو مضائقہ نہیں۔ مگر خدا کے لئے میرے راستے میں روکاوٹیں تو پیدا نہ کیجئے۔ جن دوستوں نے ماہ ستمبر میں وی۔ پی واپس کر دیئے تھے۔ ان کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔ اگر بعض دوست یکمشت چندہ نہ ادا کر سکتے ہوں۔ تو دو یا تین اقساط میں ادا کر سکتے ہیں۔

(آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

صاحب احمدی ترنگ زئی ضلع پشاور کو اپنے گاؤں میں ایک شخص نے قتل کر دیا۔ عزیز موصوف نہایت مخلص اور صالح نوجوان احمدی تھا قاتل فرار ہو گیا۔ احباب اس کا جنازہ غائب ادا کر کے مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت کریں اس کے والد کو اس عمر کے آخری حصہ میں ناقابل برداشت صدمہ ہے

(خاکسار محمد یوسف احمدی ارشاد)

عرصہ سات آٹھ سال کا ہوا جبکہ مرحوم قادیان میں دینی علوم سے مستفیض ہونے کے لئے کچھ عرصہ قادیان ٹھیرے تو بہ فتہ بیسا روزانہ ہی دفتر نور میں تشریف لایا کرتے تھے نہایت ہنس مکھ۔ وجیہ نگرانڈیل جوان نیک اور تہجد گذار تھے مجھے اس حادثہ سے مرحوم کے والدین سے دلی ہمدردی ہے۔

ایسے وقت میں صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلاشبہ انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے مگر ہم مسلمانوں کے لئے اللہ کریم کا یہی ارشاد ہے کہ ہر دکھ اور مصیبت کیوقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ لواحقین کو صبر جمیل بخشے۔

پنجاب بھر میں کم خرچ اور نتیجہ میں اول رہنے والا کالج

رندھیر کالج کپور تھلہ بلاشبہ اپنے لائق پرنسپل کی ذات گرامی پر بجا ناز کر سکتا ہے۔ جن کی سعی و بلیغ نے کالج کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ گذشتہ سال کالج سے ۱۰۵ طلبار شامل امتحان ہوئے تھے۔ جن میں سے ۸۶ پاس ہوئے۔ یعنی کامیاب طلبا کی شرح ۸۲ فیصدی رہی۔ گویا نتائج کے لحاظ سے یہ کالج پنجاب بھر میں اول درجہ پر آیا تھا۔ اور پھر کالج اور بورڈنگ وغیرہ کے جملہ اخراجات شامل کر کے ایک طالب علم اٹھارہ روپیہ ماہوار میں بخوبی گذارہ کر سکتا ہے۔ آجکل دنیا کی اقتصادی حالت جس قدر کمزور ہے۔ اور روپیہ پیسہ کس قدر نایاب ہو رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ جہاں دوسرے کالجوں میں طلبار پچاس پچاس اور ستر ستر روپے ماہوار خرچ کر ڈالتے ہیں۔ یہ جناب پرنسپل صاحب کے حسن تدبر کا نتیجہ ہے کہ جہاں اس کالج کے نتائج نہایت شاندار اور تعلیم نہایت عمدہ۔ وہاں ماہواری خرچ بھی شاندار نتائج اور عمدہ تعلیم کے مقابلہ میں برائے نام ہے لہذا جو طلبہ اور ان کے والدین چاہتے ہیں کہ ان کا لڑکا عمدہ تعلیم بھی حاصل کرے۔ اور آجکل کی خستہ مالی حالت میں خرچ بھی کم آئے تو اسے ضرور ہی رندھیر کالج کپور تھلہ سے مستفیض ہونا چاہئے۔

KHILAFAT LIBRARY

اس کھبس سے آپ بھی خالی نہیں!

۱۵ اپریل کا پرکاش گوشت خوروں کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "بے رحم انسان بے دردی سے مظلوم جانور پر چھری چلاتا ہے اور اپنے کھبس بھرے دماغ کو تسلی دینے کے لئے کبھی اس کا نام "جھٹکا" رکھتا ہے۔ اور کبھی "حلال"

اسکے متعلق ہمارا اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ از راہ کرم یجروید ۲۹ ادھیائے منتر ۵۹ پر ایک نظر ڈال لے۔ اور پھر اس کی مزید تشریح کے لئے شست سمرتی مترجمہ پنڈت بھیم سین صاحب کو بھی دیکھ لے۔ اور پھر خود ہی فیصلہ کرے کہ اس "کھبس" سے وہ بھی باہر نہیں۔

قادیان پولیس چوکی کے انچارج

منشی محمد علی خان صاحب حال ہی میں قادیان پولیس چوکی کے انچارج ہو کر آئے ہیں۔ آپ محکمہ پولیس کے پرانے اہلکار اور مرنجاں مرنج طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ آپ جہاں بھی رہے اپنی خوش خلقی اور فرائض منصبی کی ادائیگی کیوجہ سے پبلک کے لئے ہر طرح مفید اور آرام دہ ثابت ہوئے۔ اور یہ اہل قادیان کے لئے خوشی کا مقام ہے کہ اب انکی تعیناتی قادیان میں ہو رہی ہے۔

مراسلات

حضرت بابا نانک کا مذہب

(از جناب سردار عبد الرحمان صاحب بی اے سابق مہر سنگھ)

ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً کسی کے مذہب اور دین دھرم کا پتہ لگانا ہو تو اس کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہئے کہ وہ میل ملاقات کیوقت کسطرح سلام کرتا ہے۔ کیونکہ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہندو مسلمان۔ عیسائی اور سکھ صاحبان ہر ایک قوم اپنے اپنے خاص طریق پر سلام کیا کرتی ہے۔ اور اس طریق سلام سے ہر ایک قوم کا ممبر سمجھ لیتا ہے کہ میری ملاقات کرنے والا شخص میرے دینی دھرم پر ہے یا کسی دوسرے مذہب کا پیرو کار ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اپنے تئیں بوقت ملاقات السلام علیکم سے تعارف کرایا کرتے ہیں۔ اور ہندو۔ عیسائی اور سکھ اپنے تئیں السلام علیکم کے ذریعہ تعارف نہیں کراتے

اب ہم نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں کہ آیا جناب حضرت بابا نانک صاحب رح مسلمانوں کے ساتھ بوقت ملاقات السلام علیکم کہا کرتے تھے یا کوئی اور طریق تعارف کا اختیار کیا ہوا تھا متعدد مقامات پر یہی معلوم ہوا کہ جناب حضرت بابا نانک صاحب نے مسلمانوں کے ساتھ السلام علیکم ہی کہا۔ اور رام رام یا ست سری اکال کبھی بطور سلام کے استعمال نہیں کیا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ جناب بابا نانک صاحب کسی مصلحت کے طور پر السلام علیکم کہہ دیا کرتے ہوں۔ کیونکہ آپنے نہایت نازک اور خطرناک مقامات پر آپ نے کبھی مصلحت کو صداقت پر ترجیح نہیں دی۔ اور اس صاف گوئی کیوجہ سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

اخبار نور

بے پردگی کے خوفناک نتائج

نئی روشنی کے ہندو صاحبان جن پر مغربیت کا غیر معمولی اثر ہے - وہ پردہ کے غیر معمولی مخالف ہیں۔ ہندو پریس میں آئے روز پردہ کی مخالفت میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جب مرد اور عورتیں بے پردگی کی حالت میں ملیں گے۔ تو اس کے عواقب اور نتائج کا برآمد ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ یہ کہنا کہ مرد اور عورتیں بے پردگی کی حالت میں ملیں بھی اور اس کے مذموم نتائج بھی برآمد نہ ہوں۔ جب کہ آزادی اور لامذہبیت کا بھوت بھی سوار ہو۔ تو پھر این خیال است و محال است و جنوں۔ غالباً ایسے ہی موقع پر کسی شاعر نے یہ کہا ہوگا ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

اس بے پردگی کے نتائج سے آگاہ ہونے کے لئے ہمیں کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ (۱) ڈیرہ اسماعیل خاں کے ایک ہندو جیلر کی لڑکی کسی مسلمان جیلر کے ساتھ بھاگ گئی۔ (۲) امرتسر کی ایک شانتی دیوی مسلمان درزی کے ساتھ بھاگ گئی۔ (۳) لدھیانہ کی ایک ہندو لڑکی کسی تانگے والے کے گھر پکڑی گئی (۴) کراچی میں ایک سیٹھ کی لڑکی کسی مسلمان ماسٹر کے ساتھ چلی گئی (۵) راولپنڈی سے ایک ہندو لڑکی کسی ڈرائیور کے ساتھ غورغشتی تک بھاگ گئی (۶) شملہ میں ایک لڑکی مسلمانوں کے گھر سے نکلی (۷) امرتسر میں ایک ہرنام کور لڑکی مسلمان کے ساتھ بھاگ گئی (۸) مردان کی ایک گوری دیوی کو ایک پٹھان پکڑ کر لے گیا (۹) پشاور میں ایک مسلمان نے سربازار ایک ہندو عورت کو قتل کر ڈالا (۱۰) شکمری کا یہ تازہ ہی واقعہ ہے۔ کہ ایک دوکاندار کی سولہ سالہ نوجوان لڑکی کو ایک گیانی سندر سنگھ نامی اغوا کر کے لے گیا۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جو پریس میں آ چکے ہیں۔ جو واقعات پریس میں نہیں آئے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہو۔ بعض اوقات لوگ بدنامی کی وجہ سے ایسے واقعات کو پبلک میں لانا پسند نہیں کرتے ؛

یہ اغوا دو طرح کے ہیں۔ ایک زبردستی اور دوسرے رضاکارانہ۔ اگر دوسرے کا نام فراری رکھا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ اغوا کی حالت میں عورت اپنی بساط کے مطابق مقابلہ کریگی۔ مگر فراری میں یہ بات نہیں۔ فراری تو محبت اور عشق کا نتیجہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ مسلمان عورتوں کا اغوا یا فراری نہیں ہوتی۔ ہوتی ہے۔ مگر نسبتاً کم۔ اور ہندوؤں میں یہ وبا نسبتاً زیادہ ہے۔ بقول مسٹر جے کار ہندوؤں میں روزانہ تیس عورتوں کا اغوا ہوتا ہے۔ اب قابل غور یہ بات ہے۔ کہ ہندو صاحبان میں اس وبا کی کثرت کیوں ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ جب سج دھج اور ہار سنگار کے ساتھ بحالت بے پردگی نوجوان عورتیں نوجوان مردوں سے ملینگی۔ تو اس کے بدنتائج کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اگر ہندو صاحبان یہ چاہتے ہیں۔ کہ آئندہ انہیں اس بدی کے بدنتائج سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ تو میں انہیں نہایت ہمدردی سے یہ مشورہ دوں گا۔ کہ وہ عورتوں کو پردہ کرائیں۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال ہو۔ کہ یہ ایک اسلامی اصول یا رواج ہے۔ اسے ہمیں اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ تو یہ ایک غلطی ہے۔ اچھی چیز جہاں سے بھی ملے یہ عقلمند کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جسے فوراً لے لینا چاہیئے۔ اگر آپ لوگوں کا یہ خیال ہو۔ کہ مغربی عورتیں پردہ نہیں کرتیں اور وہ شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ تو یہ بے پردگی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کی تہ میں اور کئی ایک خوبیاں ہیں۔ دوم۔ مغربی لوگوں کا کیریکٹر اس معاملہ میں زیادہ اصلاح یافتہ ہے۔ سوم وہ ایک حکمران قوم ہے۔ کسی دیسی مرد کی یہ طاقت نہیں۔ کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر کے تو دیکھ سکے۔ مگر اس معاملہ میں ہمارا کیریکٹر ایسا گرا ہوا ہے کہ اگر ہم دیسی نوجوان عورت کو کھلے منہ دیکھ لیں۔ تو ہم میں سے ننانوے فیصدی اُسے بار بار تاکیں گے۔ گھوریں گے اور پھر بعض رذیل فطرت تو اشاروں اور کنایوں سے بھی دریغ نہ کرینگے۔ کیا ایسی حالت میں ہمارا یہ فعل قابل تعریف کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم مغربی رو میں بہکر نوجوان عورتوں کو بے پردگی کی اجازت دیں۔ اور اب تو مغرب بھی اس بے پردگی کی وبا سے بہت حد تک نالاں ہے۔ اگر ہندو صاحبان پردہ کو اس لئے اختیار نہیں کرنا چاہتے۔ کہ یہ ایک اسلامی رسم ہے۔ تو انہیں کم از کم اپنے بزرگان کرام کے نقش پر ہی چلنا چاہیئے۔ چنانچہ منوسمرتی ادھیائے ۲ اور شلوک ۹ میں یہ لکھا ہے :۔ "لڑکپن میں ماں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں" کیا اس کا یہ صاف مطلب نہیں۔ کہ عورتوں کو پردے میں رکھنا چاہیئے۔ پھر منو ادھیائے ۹ شلوک سات میں یہ لکھا ہے۔ کہ "اچھے آدمی کے گھر میں عورت محفوظ کی گئی اس پر بھی محفوظ نہیں رہتی"۔ اب آپ ہی فرمایئے۔ کہ منو جی کا یہ قول آپ صاحبان سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔ پھر منو ۲ ادھیائے شلوک ۲۱۵ میں یہ لکھا ہے۔ کہ "ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلا مکان میں نہ رہے کیونکہ شہوانی جذبات بہت زبردست ہیں۔ جو پنڈتوں کو بھی بُری راہ کی طرف لے جاتے ہیں"

اب آپ ہی غور کیجئے۔ کہ منو جی کا یہ فرمان آپ صاحبان کو کیا ہدایت دیتا ہے۔ چلو اگر آپ لوگ مسلمانوں کی رسم کو خواہ وہ اپنے رنگ میں کتنی اچھی کیوں نہ ہو۔ اختیار نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ کم از کم اپنے بزرگوں کی ہدایات اور اقوال جو تجربہ اور عقلمندی پر مبنی ہیں۔ اس کا تو احترام کریں۔ اور اگر آپ کے خیال میں منو جی کی یہ ہدایات بہت پرانی ہو چکی ہیں۔ یا وہ پرانے زمانہ کے لئے تھیں۔ اور اب دنیا بہت آگے نکل چکی ہے۔ اور اس وقت ان فرسودہ ہدایات اور اقوال کی ضرورت نہیں مگر سوامی دیانند جی تو موجودہ زمانے کے ہندو ریفارمر ہیں۔ ان کی ہدایات اور احکام تو موجودہ زمانہ سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی ہدایات پر تو آپ کو ضرور چلنا چاہیئے۔ اور وہ اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش سمولاس تین فقرہ چار میں یہ لکھتے ہیں۔ کہ "لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلے پر ہونے چاہئیں۔ لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ملازمہ

ہوں۔ اور لڑکوں کے مدرسہ میں سب مرد - زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ سال کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔ عورتیں اور مرد درشن اور سپرشن یعنی دیدار اور مَس سے علیحدہ رہیں گا کیا بغیر پردہ کے کوئی ایسی صورت ہے۔ جس سے عورتیں اور مرد دیدار اور مس سے علیحدہ رہیں۔ میرے خیال میں نہیں۔ تو جس صورت میں آپ کے بزرگان کرام بھی ایک یا دوسرے رنگ میں پردہ کے حامی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ پردہ اختیار نہ کریں؛

ہندو میرے ہمسایہ ہیں۔ اور جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ غفلت یا سستی کی وجہ سے میرے ہمسایہ کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ تو میرا یہ فرض ہے۔ کہ بغیر کسی تامل کے اس آگ کو بجھانا شروع کردوں۔ کیونکہ انسانی ہمدردی ایسی ہی تقاضا کرتی ہے۔ یہ اغوا کی مصیبت بھی خطرناک آگ ہے۔ اور بحیثیت ہمسایہ ہونے کے اس آگ کو بجھانا میرا فرض ہے۔ لہذا میں نے نہایت ہمدردی کے ساتھ ہندو صاحبان کے سامنے ان کے بزرگوں کے اقوال ہی پیش کئے ہیں۔ تاکہ اگر بے پردگی کے بدنتائج میرے ہمسایہ بھائیوں کی رگِ حمیت کو جوش میں نہیں لاسکتے۔ تو شاید آپ کے واجب الاحترام بزرگوں کے اقوال نصائح اور احکام ہی اصلاح کا موجب بن سکیں۔ خدا کرے۔ کہ میرے ہندو دوست اپنے بزرگوں کی نصیحتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں۔ اور پھر اس پر عمل بھی کرسکیں؛

شذرات

ہندو مہاسبھا کا دوسرا روپ

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی تھی۔ کہ نیشنلسٹ پارٹی اور اور ہندو مہاسبھا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مگر ہندو ہر حالت میں ہندو ہے۔ خواہ وہ کانگریسی ہو یا سبھائی یا نیشنلسٹی کا حامی ہو۔ اور اب تو ہندو پریس کو بھی اس کا اتفاق ہے۔ چنانچہ ۹ر ستمبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ:-

"اس ساری حالت پر آپ غور کرینگے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہندو مہاسبھا اور نیشنلسٹ پارٹی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ گو ان دونوں نے آپس میں کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ کوئی پیکٹ نہیں بنایا۔ لیکن پھر بھی دونوں ایک ہیں دونوں ایک ہی رستے پر جارہی ہیں۔ اور ایک ہی اصول پر کاربند ہیں۔ اور ایک ہی آدرش کو مانتی ہیں"

ملاپ کے ایڈیٹر مہاشہ اس صاف گوئی کے لئے قابل مبارکباد ہیں۔ کیا مسلمان کانگریسی اس سے سبق حاصل کرینگے مسلمان جب کانگریسی بنتا ہے۔ تو وہ قومی مفاد کو بالکل نظرانداز کردیتا ہے۔ وہ پہلے ہندوستانی ہوتا ہے۔ اس کے بعد مسلمان۔ مگر ہندو ہر حالت میں ہندو ہے؛

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج تنزل کی طرف

۹ر ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ:-

"بعض آریہ پرشوں کا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج کی ترقی رک گئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی ترقی رک گئی ہے۔ بلکہ وہ تنزل کی طرف جارہا ہے۔ . . . یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج ایک دھارمک سنستھا نہیں رہی۔ اس کی ترقی سادھک نہیں رہی۔ جتنی راجنیتک سیاسی ہے"

پچھلے دنوں میں نے اپنے اخبار میں لکھا تھا۔ کہ آریہ سماج مذہبی جماعت کہلانے کی بجائے سیاسی جماعت کہلانے کی زیادہ مستحق ہے۔ تو اس وقت پرکاش نے اُسے بہت بُرا منایا تھا۔ کیونکہ اب تو آریہ صاحبان کو بھی خود اس کا اعتراف ہے۔ امید کہ اب اس کڑوی سچائی کو برداشت کرلیا جائے گا؛

آریہ سماج ایک امام کا خواہشمند ہے

۹ر ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ آریہ پرشوں کی زندگیوں کو دھارمک (مذہبی) بنایا جاسکے۔ اور ان میں خالص روحانیت کی لہر دوڑ سکے۔ تو اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے۔ لیکن یہ کام تو نہایت مشکل ہے۔ یہاں دماغ اتنا کام نہیں دیتا۔ جتنا اُتما دیتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی ایسے مہاتما کی ضرورت ہے۔ جس میں خالص روحانیت ہو۔ جس طرح ایک زندہ چراغ ہزاروں اور لاکھوں مردہ چراغوں کو جلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک روحانیت کے نور سے منور سینہ لاکھوں اور کروڑوں سینوں میں روحانیت کا چراغ روشن کرسکتا ہے" پرکاش کے ایڈیٹر مہاشہ کی اس صاف گوئی کے لئے میں تعریف کرتا ہوں۔ واقعی اگر آریہ سماج یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ مایا روپی جال سے نکل کر روحانیت کے نور سے اپنے دل اور دماغ کو منور کرے۔ تو اُسے کسی ایسے مہاتما کو اپنا گرو بنانا پڑے گا۔ جو خود روحانیت کے منار پر کھڑا ہو۔ ایسا آدمی آریہ سماج پیدا کرسکتی ہے یا نہیں۔ یہ ایک بحث طلب سوال ہے۔ ہاں میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جس سوسائٹی کا مخصوص سدھانت یعنی اصول اعظم یہ ہو کہ خدا باوجود قادر مطلق ہونے کے روح اور مادہ کو پیدا نہیں کرسکتا۔ ایسا بے بس اور بے چارہ خدا رکھنے والی جماعت کوئی خدارسیدہ اور بہترین روحانی آدمی پیدا کرسکتی ہے۔ یہ سوال بہت حد تک قابل غور ہے۔ ہاں ایسے روحانی آدمیوں کی نسبت ایسی جماعت میں خشک فلاسفروں کے پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ اور خشک فلاسفی اور روحانیت کا جو تعلق ہوسکتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں؛

اچھوت کہلانے والے اور پختہ مکان

۳۰ر اگست کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ مرزا عبدالرب صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے وہ امتناعی حکم منسوخ کردیا۔ جو لالہ پرسرام سب جج نے موضع بجواس کے ہریجنوں (اچھوت) پر تعمیل کیا تھا۔ اور جس میں انہیں یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ کوئی پکا مکان تعمیر نہ کریں۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ موضع مذکور میں ہریجنوں (اچھوتوں) کو پکا مکان بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ حال ہی میں ایک ہریجن نے پکا مکان بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس پر وہاں کے ہندو جاٹوں نے اعتراض کیا۔ اور اس مکان کو بند کرانے کی اجازت چاہی لیکن عدالت کے امتناعی حکم کے منسوخ ہونے سے پیشتر ہی ہریجن کے مکان کا ملبہ اٹھا دیا۔ اس پر شدید فساد ہوا

جس پر فریقین کے متعدد اشخاص مجروح ہوئے تھے۔ سیشن جج نے بہت اچھا کیا۔ جو یہ آزادی کش حکم منسوخ کر دیا۔ مگر کم از کم اس سے یہ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت کا کیا عالم ہے۔ اچھوتوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئیے۔ کہ اگر ہندوستان میں کوئی سوسائٹی یا مذہب انہیں انسانی حقوق اور مساوات دے سکتا ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ کیونکہ اسلام میں کوئی اچھوت نہیں۔ اور اسلام کی ہی یہ تعلیم ہے۔ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی تم میں وہی معزز ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اس لئے میں نہایت ہمدردی سے اچھوتوں کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ وہ اگر اپنے لئے دین و دنیا کی بہتری چاہتے ہیں۔ تو وہ دائرہ اسلام میں آجائیں ٭

KHILAFAT LIBRARY

آریہ کی ایک ہی بیوی سے دوبارہ شادی

۹ ستمبر کا ریفارمر لکھتا ہے۔ کہ "ہندوؤں کی شادی سسٹم کا ایک سوشل اور قانونی پہلو اب روشنی میں آ رہا ہے۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈیرہ دون کی عدالت میں وہاں کے پنڈت اندر اور شریمتی چندراوتی نے سپیشل میرج ایکٹ ۱۹۲۳ء کے مطابق اپنی شادی کو رجسٹرڈ کروالیا ہے۔ ان دونوں کی شادی دو سال پیشتر ہوئی تھی۔ کیونکہ پنڈت اندر کھتری تھے۔ اور ان کی اہلیہ براہمن۔ اس لئے ہندو لاء کے مطابق انکی شادی جائز نہیں قرار دی جا سکتی تھی۔ اس لئے ... دو سال کے بعد ویدک طریقے سے کیا گیا۔ وواہ (شادی) سول میرج ایکٹ کے مطابق لایا گیا" یعنی ویدک دھرم کو جواب دیکر اس

اب سوال یہ ہے۔ کہ اس دو سال کے عرصہ میں ان دونوں میاں بیوی نے اگر کسی روح کو دعوت دی۔ تو وہ جائز اولاد کہلا سکے گی۔ اور اسے باپ کی جائداد سے ورثہ مل سکے گا۔ اگر ایسا ہو سکتا تو شادی کی دوبارہ تجدید کی ضرورت ہی کیا تھا۔ تو اس صورت میں جب کہ قانونی طور پر دو سال کے اندر پیدا شدہ اولاد باپ کی جائداد سے محروم رہیگی۔ تو اس اولاد سے بڑھکر اور کسکی حالت زیادہ قابل رحم ہو سکتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندو مذہب کوئی تبلیغی مذہب نہیں۔ اسلام ایک بہترین تبلیغی مذہب ہے۔ اور اس میں ایک مسلمان بے تکلف دوسری مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ خواہ قومیت کے لحاظ سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اصولی رنگ میں اسلام قومیت کا آشنا ہی نہیں۔ اور کوئی بھی کہلانے والا مشنری مذہب جب قومیت کے پیچھے پڑیگا۔ تو یقیناً وہ اپنی تبلیغی طاقت کو کھو دیگا ٭

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات

شیر پنجاب اپنے ۹ ستمبر کے انک میں لکھتا ہے۔ کہ "شری گورو ارجن دیو جی نے دربار صاحب امرتسر کے بنیادی پتھر رکھنے کی عزت حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کو دی۔ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ۔ بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ بابا معین الدین چشتی علیہ رحمتہ وغیرہ صوفیاء کے جانشینوں کو گورو صاحب سے محبت تھی" شری گورو ارجن دیو مہاراج کے وقت میں ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈت اور رشی بھی ہونگے۔ مگر اس مقدس سنتھان کے بنیادی پتھر رکھوانے کے لئے اگر گورو صاحب موصوف کی نظر انتخاب پڑی۔ تو حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ پر۔ گورو صاحب کا یہ عمل نمونہ سکھ صاحبان کے لئے بہترین خضر راہ ہے۔ کہ رفاقت کے لئے سکھوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے کس کو ترجیح دینی چاہئیے۔ مگر موجودہ سکھ صاحبان مسلمانوں کے ساتھ جو حق رفاقت ادا کر رہے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ دیہات میں جہاں سکھوں کی تعداد زیادہ ہے۔ وہاں بے چارے مسلمانوں کا اس طرح قافیہ تنگ ہے۔ کہ اور تو اور وہ بے بس اللہ اکبر یعنی اذان تک بھی نہیں کہہ سکتے۔ اذان کیا ہے۔ صرف واہگورو کی بھگتی کی طرف بلاوا۔ جو ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔ اور پھر یہ روک اور جبر اُن لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ جن کی کتاب کی یہ تعلیم ہے ؎

کبیر سپنے ہوں بر ڑائے کے جہیں مکھ نکسے رام
تا نکے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

یعنی سکھوں کے گرنتھ صاحب کی یہ تعلیم ہے۔ کہ اگر خواب میں ... بھی کسی زبان سے اللہ کا نام نکلے۔ تو میں اس پر سو سو طرح قربان۔ اگر میرے چمڑے سے ایسے آدمی کے پاؤں کی جوتی بن سکے۔ تو یہ میری عین خوش قسمتی ہوگی۔ مگر برعکس اس کے سکھ صاحبان کی طرف سے ہو تا کیا ہے۔ خواب کی حالت میں تو کجا رہا بحالت بیداری جن مسلمانوں کی زبان سے شردھا اور عقیدت کے رنگ میں اللہ اکبر کا نام نکلتا ہے۔ سکھ صاحبان انہیں موت کے گھاٹ اتارنے سے گریز نہیں کرتے۔ کیا شیر پنجاب کے ایڈیٹر صاحب یا دوسرا سکھ پریس اس اہم امر کی طرف توجہ دیکر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیگا؟

انصاف کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑنا چاہیئے

اخبار شیر پنجاب اپنے ۹ ستمبر کے انک میں لکھتا ہے۔ کہ "جہانگیر بادشاہ نے شری گورو ارجن دیو کے تن مبارک پر جیٹھ کی گرمیوں میں گرم ریت ڈلوائی۔ ابلتی ہوئی پانی کی دیگوں میں آپ کو ڈالا گیا۔ اور گرم تووں پر آپ کو بٹھایا گیا" ایڈیٹر صاحب کو انصاف سے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ گورو صاحب کو ان عذاب میں مبتلا کرنے یا کروانے کی تہ میں دیوان چندو لال کا ہاتھ تھا یا جہانگیر کا۔ اور اس کے بعد جب گورو صاحب کے لواحقین اور عقیدت مند جہانگیر بادشاہ کے حضور فریادی ہوئے۔ تو بادشاہ نے چندو لال کیساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا چندو لال کو گورو کا بدلہ لینے کے لئے سکھوں کے حوالے نہیں کیا گیا تھا۔ اور سکھوں نے جس عذاب کے ساتھ چندو لال کی جان لی۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے۔ بادشاہ کا اپنے ایک معزز وزیر کو سکھوں کی فریاد پر سکھوں کے حوالے کر دینا کیا اس سے بڑھکر انصاف کی نظیر کہیں مل سکتی ہے۔ کوئی کمزور سے کمزور حکومت بھی سزا کے لئے مستغاث علیہ کو مستغیث کے حوالے نہیں کیا کرتی۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں کی حکومت اس قدر زبردست تھی۔ کہ درخت بھی ان کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ اور سکھوں کی تو اس وقت طاقت ہی کونسی تھی۔ یہ محض انصاف یا سکھوں کی دلجوئی کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ شاہنشاہان اسلام اسبات کو روا نہیں رکھتے تھے۔ کہ وہ اپنی رعایا کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ فرد کا بھی دل دکھائیں۔ اور انصاف سے محروم رکھیں ٭

KHILAFAT LIBRARY

اسلام کی پیروی

ایک وقت تھا۔ جب کہ ہندو مسلمانوں پر طعنہ زن تھے۔ کہ یہ قریبی رشتہ داروں میں شادیاں کر لیتے ہیں۔ مگر ہندو سوسائیٹی جہاں اسلام کے دیگر محاسن کو ایک ایک کر کے اپنے اندر جذب کر رہی ہے۔ وہاں اس نے اسلام کی اس خوبی کو بھی اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ۱۴ ستمبر کا جاگرت لکھتا ہے۔ کہ "آج کل ہندوؤں میں بھی نزدیکی رشتہ داروں کی شادیوں کا رواج چل پڑا ہے۔ ضلع جھنگ کے گوسائیں برہمنوں میں تو ایسی شادیاں کافی عرصہ سے ہو رہی ہیں۔ مگر اب تو مغربی پنجاب کے اروڑوں اور بھاٹیوں میں بھی ماسی (خالہ) اور بوا (پھوپھی) کی لڑکیوں کی شادیوں کا رواج چل پڑا ہے۔" امید ہے۔ کہ اب تو ہندو صاحبان مسلمانوں کے قریبی رشتوں پر نکتہ چینی سے اجتناب کریں گے۔ کیونکہ اسلام کی اس خوبی کو اس وقت ہندوؤں کا اونچا طبقہ بھی اختیار کر رہا ہے۔ اگر وہ اس میں کوئی عیب دیکھتا۔ تو وہ ایسا کیوں کرتا۔

کیا مندر گرانے کے بعد بھی دیوتا ہی رہا

۱۴ ستمبر کا جاگرت لکھتا ہے۔ کہ "لاہور شاہ عالمی دروازہ کے مندروں کو بھائی پرمانند نے گرایا۔" تعجب ہے۔ بھائی پرمانند جی مندروں کے گرانے کے بعد بھی ہندو مہا سبھا کے پریذیڈنٹ اور آریہ سماج میں دیوتا سروپ شمار کئے جاتے ہیں۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ ہے۔ کہ مندروں کا گرانا ہندوؤں میں کوئی عیب نہیں۔ اور یا یہ ہے۔ کہ ہندو سوسائیٹی اپنے آدمیوں کے بُرے افعال پر بھی پردہ پوش ہے۔ ورنہ خاموشی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اگر یہی فعل کسی مسلمان سے سرزد ہوتا۔ تو آج ہندو پریس نے آسمان سر پر اُٹھا لیا ہوتا۔

اچھی مثال

کچھ عرصہ سے امریکہ میں ہندوؤں کی طرف سے ویدانت ازم کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور ویدانت مت امریکن لوگوں کو اپیل کر رہا ہے یا نہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ مگر ویدانت والوں کی مجھے ایک بات پسند آئی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا لکھتا ہے۔ کہ "ویدانت سوسائیٹی صرف امریکہ نو مسلموں کے خرچ پر چل رہی ہے۔ اس کے لئے ہندوستان سے ایک پائی بھی نہیں بھیجی جاتی۔ برخلاف اس کے امریکہ سے کچھ روپیہ ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے۔" ویدانت والوں کی یہ بات قابل تعریف ہے۔ کہ وہ امریکہ میں اپنے مذہب کی اشاعت کا بوجھ ہندوستان پر نہیں ڈال رہے۔

مذہبی سکھوں کے کئی خاندان مسلمان ہونے کیلئے تیار ہیں

۱۸ ستمبر کے ملاپ کا نامہ نگار سکھر سے لکھتا ہے۔ کہ "سردار سنت سنگھ رنگساز جو کہ پانچ روپیہ روزانہ کا کاریگر ہے مجھے اس ہفتہ ملا۔ اس نے پریذیڈنٹ آریہ سماج ڈاکٹر جگن ناتھ کھنہ کی دوکان پر کہا۔ کہ میں اور میرے نزدیکی خاندان ہم سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ کیونکہ سکھ برادری ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی۔ ہوٹلوں پر ہم کو کھانا نہیں کھانے دیا جاتا۔ کئی دفعہ ہندو ہوٹلوں اور سکھ ہوٹلوں میں بے عزتی ہو چکی ہے۔ ہم اس روز روز کی بے عزتی کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ جس سوسائیٹی میں ہمارے ساتھ برادرانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ ہم اس میں رہنے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ سکھ جو روزانہ ہمارے ساتھ خفیہ کھان پان رکھتے ہیں۔ عوام میں آ کر وہ بھی کترا جاتے ہیں۔

اس لئے ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے۔ اور میں سکھ اور ہندو سوسائیٹی کے خلاف پرچار کا کام کیا کروں گا۔ ہم نے بہت سمجھایا۔ حتیٰ کہ پردھان لالہ جگن ناتھ کھنہ نو روپے مگر سردار سنت سنگھ کے عقیدہ میں سر مو فرق نہیں آیا۔

سردار سنت سنگھ نے کہا۔ آپ تحقیقات کر لیں۔ میں کسی عورت کے لئے مسلمان نہیں ہوتا۔ روپے پیسے کے لئے مسلمان نہیں ہوتا۔ مجھے کسی مسلمان نے بہکایا نہیں۔ بلکہ میں خود مسلمانی مذہب کو دعوت دوں گا۔ کیونکہ وہاں سب کے ساتھ یکسانیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہم لالہ دیوی چند جی ایم۔ اے اور سکھ سوسائیٹیوں سے عرض کریں گے۔ کہ ان نوجوانوں کو بچانے کا یتن کریں۔ اور ان کی حفاظت کریں۔ اگر سوسائیٹی ان کو ہضم نہیں کر سکتی تو فضول پرچار کے دعوے باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔"

کیا اسلامی انجمنیں توجہ کرینگی؟

یہ سکھر کا مذکورۃ الصدر واقعہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اس سکھر کے واقعہ پر ہی کیا منحصر ہے۔ پنجاب میں بحیثیت مجموعی سب اچھوت کہلانے والے ہندوؤں سے بہت تنگ ہیں۔ اور وہ خواہشمند ہیں۔ کہ کوئی اسلامیہ انجمن اُن کا ہاتھ پکڑے۔ کیونکہ ان کے دل مانتے ہیں۔ کہ اگر کسی سوسائیٹی میں ہمیں انسانی حقوق مل سکتے ہیں۔ تو وہ صرف اسلامی سوسائیٹی ہی ہے۔ دنیا میں اور کوئی سوسائیٹی مساوات نہیں دے سکتی۔ مگر اس کے لئے مسلمانوں میں کوئی حرکت نہیں۔ بلکہ ایک گونہ جمود طاری ہے۔ حالانکہ کیا اس نقطہ خیال سے کہ ایک سوسائیٹی کی طرف سے صدیوں سے ان پر مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ اور باوجود انسان ہونے کے انہیں حیوانوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر کیا اس لحاظ سے کہ سیاسی نقطہ خیال سے آنے والے زمانہ میں وہی قوم برسر اقتدار رہیگی۔ جو اپنے ساتھ کثرت رکھتی ہوگی۔ اور آٹھ یا نو کروڑ اچھوت کہلانے والوں کا کسی سوسائیٹی کے ساتھ ہونا یہ کوئی کم کامیابی نہیں انکی طرف توجہ دینا نہایت ضروری ہے۔

گابا اور رحیم بخش

مسٹر گابا مشرف باسلام ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ ان کے مسلمان ہونے پر مسلم پریس نے ہر طرح خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور اچھا کیا۔ کیونکہ ایک نو مسلم کے لئے ایک نئی دنیا اور نئی زندگی ہوتی ہے۔ جسے قدیمی مسلمان خواب میں بھی محسوس نہیں کر سکتے۔ اور ایک نو مسلم کی دلجوئی نہایت ضروری ہے۔ مسٹر گابا اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں انہوں نے اچھا کیا یا بُرا میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ پنجابی کی مثل ہے "تیل دیکھ تیل دی دھار دیکھ" اگر مسٹر گابا اس پر عمل کرتے تو میرے خیال میں زیادہ مناسب ہوتا۔ ان کے بالمقابل خان بہادر رحیم بخش کھڑے ہوئے۔ وہی مسلم پریس جو کل گابا کے گیت گا رہا تھا۔ آج

اسے ایک یا دوسرے رنگ میں کوس رہا ہے۔ اگر مسٹر گابا کھڑے ہو گئے تھے۔ تو زیادہ اچھا ہوتا۔ کہ خان بہادر رحیم بخش کھڑے نہ ہوتے۔ اگر وہ کھڑے ہو چکے تھے۔ تو مسلم پریس کو گابا کے معاملہ میں خاموش رہنا چاہیئے تھا۔ میرٹھی لوگ کیا کہیں گے۔ کہ کل جس کے راگ الاپے جا رہے تھے۔ آج ایک یا دوسرے معاملہ کی آڑ لے کر اسے بُرا کہا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے اس فعل سے تبلیغ اسلام کو ایک غیر معمولی جھٹکہ لگے گا۔ اور اس کا مذموم نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اگر مسٹر گابا کے کھڑے ہونے پر مسلم پریس خاموش رہتا۔ تو یقیناً اشاعت اسلام کی تحریک پر اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑتا۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ بعض اوقات ایک یا دوسرے جذبہ کے تحت مسلمان اس قدر بند ہو جاتے ہیں۔ کہ اور تو اور وہ اپنے نفع و نقصان کو بھی نہیں سمجھ سکتے ؛

KHILAFAT LIBRARY

مسٹر گابا اور احراری

مسٹر گابا مسلمان ہوئے مجھے اس کی قدرتاً خوشی ہے۔ کیونکہ اسلامی سوسائٹی میں میرے ایک اور نو مسلم بھائی کا اضافہ ہوا۔ وہ اسمبلی کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہ بھی کوئی معیوب امر نہیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان قدرتی طور پر ترقی کا خواہشمند ہے۔ اور اس حق میں تقریباً ہر ایک کے جذبات یکساں ہیں۔ مگر اس معاملہ میں جو وہ احراریوں کے ہتھے چڑھے یا انہوں نے اپنی مدد کے لئے احراریوں کو ترجیح دی۔ میرے خیال میں اس معاملہ میں انہوں نے چنداں دور اندیشی سے کام نہیں لیا۔ کیونکہ احراریوں نے آج تک جس کام کو بھی ہاتھ ڈالا۔ اس کے لئے انہیں ناکامی سے ہی دوچار ہونا پڑا۔ بے شک احراریوں میں جوش ہے۔ مگر وہ ایک اندھا جوش ہے۔ جو تدبر اور عاقبت اندیشی سے قریباً خالی ہے۔ اور ایسا جوش کبھی بار آور نہیں ہو سکتا ؛

نو مسلم اور مسلمان

سرینگر کا اخبار اصلاح اپنے ۱۴ ستمبر کے اشو میں لکھتا ہے۔ "گزشتہ سال علاقہ کولگام کا ایک پنڈت لڑکا حلقہ بگوش اسلام ہوا تھا۔ جس کا اسلامی نام شیخ غلام محمد رکھا گیا۔ مسلمان کولگام نے ابھی تک اسکی تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے اس کا مستقبل خراب ہو رہا ہے۔ اور اب وہ ناچ گانے کی طرف متوجہ ہو رہا ہے" یہ بہت معیوب امر ہے۔ نو مسلم کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ ورنہ تبلیغ اسلام اور خود اسلام کے وقار پر اور پھر مسلمانوں کے تمدن پر اور مستقبل پر اس کا نہایت ہی معیوب اثر پڑتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ نو مسلموں کو ایسے رنگ میں ڈھالیں۔ جس سے وہ اسلام کا ایک مفید اور قابل فخر جز بن سکیں۔ کسی کو مسلمان بنانا بلاشبہ ایک کار خیر ہے۔ مگر اس کی تربیت کرنا اس سے بھی زیادہ کار خیر ہے ؛

مالوی اور گاندھی دونوں ایک ہیں

آج کل گاندھی اور مالویہ میں بڑا بھاری اختلاف رونما ہے ہز ہجن لیڈر کیلکا بھائی نے مسٹر گاندھی جی کے سیکرٹری مہادیو ڈیسائی سے اس کا ذکر کیا۔ اس کے جواب میں سیکرٹری موصوف نے کہا۔ کہ "آپ مہاتما اور پنڈت جی کے اختلافات کے متعلق فکرمند نہ ہوں۔ اختلاف رائے کے باوجود ان دونوں شخصیتوں میں اجنبیت کا کوئی احتمال نہیں" یہ صحیح بات ہے۔ جناب گاندھی اور پنڈت مالویہ اغراض اور مقاصد کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ جناب گاندھی پنڈت مالویہ جی کی نسبت زیادہ گہری طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت ظاہراً رنگ میں جتنا اختلاف گاندھی اور پنڈت مالویہ میں پایا جاتا ہے۔ اگر اتنا ہی اختلاف مسلم لیڈروں میں پایا جاتا۔ تو مسلم پریس میں ان کی وہ درگت بنتی۔ کہ خدا کی پناہ۔ مگر ہندو پریس بہت ہوشیار ہے۔ اور اس کے دل میں اپنے لیڈروں کی بہت قدر ہے ؛

تھانہ بٹالہ کے نئے سب انسپکٹر

شیخ صالح محمد صاحب سب انسپکٹر تھانہ بٹالہ کے تبادلہ کے سلسلہ میں چوہدری نندلال صاحب سب انسپکٹر پولیس انچارج تھانہ صدر بٹالہ متعین ہوئے ہیں۔ چودھری صاحب ایک کامیاب پولیس آفیسر ہیں۔ آپ جہاں بھی رہے نیک نام اور کامیاب رہے۔ بدمعاش اور چور آپ کے نام سے کانپتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ جہاں بھی آپ تقرر ہوا۔ وارداتوں میں نمایاں کمی آگئی۔ پبلک کے آپ بہت ہمدرد ہیں۔ آپ کی تفتیش مسلمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب صدر بٹالے جیسے تھانہ جو ضلع گورداسپور کے پولیس سٹیشنوں میں سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کو انچارج بنایا جا رہا ہے۔ بلاشبہ یہ تھانہ بٹالہ کی پبلک کی خوش قسمتی ہے۔ کہ ایسا ہمدرد پولیس آفیسر اسے میسر آیا ہے ؛

ایک معزز احمدی خاتون کی وفات

نہایت اندوہ و قلق کے ساتھ یہ خبر سنی جائیگی۔ کہ مکرم و معظم جناب خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ریونیو ممبر و ممبر کونسل آف سٹیٹ ریاست جے پور کی اہلیہ محترمہ ۸ ستمبر ۱۹۳۴ء کو اچانک بیمار ہوئیں۔ علاج معالجہ کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا۔ مگر وقت ہو چکا تھا۔ ۱۰ ستمبر کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک نہایت ہی عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں اور سلسلہ کے کاموں میں نہایت فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں ۱۲ ستمبر کو مرحومہ کی میت کو صندوق میں بند کر کے جے پور سے امرتسر بذریعہ ریل اور امرتسر سے بذریعہ موٹر قادیان لایا گیا۔ جنازہ گیارہ بجے قادیان پہنچ گیا۔ اور قریباً بارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہمراہ جماعت کثیر لمبی دعاؤں کے ساتھ جنازہ پڑھا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔

بلاشبہ مکرم جناب چوہدری صاحب موصوف اور ان کے خاندان ذی احترام کے لئے یہ سانحہ بہت تکلیف دہ ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے اللہ کریم کا یہی ارشاد ہے کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھاہا اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ دعا اور نہ دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ کریم مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے ؛

KHILAFAT LIBRARY

ایک اور جانکاہ حادثہ

نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ کی اہلیہ مکرمہ ۱۷ ستمبر پانچ بجے شام کو انتقال کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے پڑھایا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ جیسا کہ جناب چوہدری صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔ مرحومہ کو پہلے اسہال کی شکایت تھی۔ پھر پیچش ہو گئی۔ اسی دوران میں لڑکی پیدا ہوئی۔ بخار کا حملہ ہوا۔ اور اس سے جانبر نہ ہو سکیں۔ مرحومہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے چار بچے چھوڑ گئی ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

سردار پٹیل کا معقول مطالبہ اور پنڈت مالویہ کی خاموشی

۱۲ ستمبر کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بلانے کے سلسلہ میں پنڈت مالویہ جی کے مطالبہ کے سلسلہ میں سردار پٹیل صدر کانگرس نے پنڈت مالویہ جی سے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے فیصلہ کے پابند ہونگے۔ اور اگر فیصلہ ان کے خلاف ہو جائے۔ تو وہ اپنی پارٹی کو توڑ دینگے۔ سنا جاتا ہے۔ کہ پنڈت مالویہ جی نے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پنڈت مالویہ کو کانگرس کے اجلاس میں کامیابی کی کم توقع تھی۔ ورنہ وہ جواب میں خاموشی اختیار نہ کرتے۔ کانگرسی کہلانے کے باوجود کانگرس کے متفقہ فیصلہ کے ماننے سے انکار کرنا یہ ذہنیت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ دراصل کانگرس کے کئی ایک ممبر کانگرس کو ہندو مہاسبھا بنانا چاہتے ہیں۔ یا بنا رہے ہیں۔ اور جب وہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ کانگرس کی کوئی بات ہندو مہاسبھا کی اختیار کردہ پالیسی سے باہر جا رہی ہے۔ تو وہ کانگرس کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ فیصلہ متفقہ رائے سے ہی کیوں نہ طے ہوا ہو۔ اور خواہ وہ اپنے اندر کتنی ہی اہمیت کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیا ایسی اصول پرستی کے ذریعہ کبھی ہندوستان کے اچھے دن آسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ریاستی دنیا

مہاراجہ فرید کوٹ کی تخت نشینی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ فرید کوٹ کے ہاتھوں میں دوپہر کے دن ریاستی نظام کی باگ ڈور دے دی جائیگی۔ مہاراجہ بہادر کی عمر اس وقت اکیس سال اور کچھ مہینے ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ باقاعدہ گدی نشینی کے موقعہ پر ملک معظم کی جانب سے کوئی شاہی اعزاز اور خطاب بھی دیا جائے۔ میری تہ دل سے دعا ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر کا عہد ان کے اپنے لئے اور اُن کی رعایا کیلئے زرین عہد ثابت ہو۔ اور آپ کے وقت میں ریاست دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

ریاست فرید کوٹ کا قابل ترین پریذیڈنٹ

ریاست فرید کوٹ کی یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ اُسے سردار بہادر سردار دلیندر سنگھ صاحب بی۔ اے جیسا لائق اور فائق پریذیڈنٹ ملا ہے۔ جس کے عہد میں ریاست کے ہندو اور مسلمان شیر و شکر ہیں۔ اور ہر دو جماعتیں پریذیڈنٹ پر پورا اعتماد رکھتی ہیں۔ اور یہ سب پریذیڈنٹ کی مرنجان مرنج طبیعت اور سلجھی ہوئی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ اور پھر مالی لحاظ سے فرید کوٹ کی حالت اس قدر مضبوط ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ پنجاب کی اور کوئی ریاست اپنی مالی مضبوطی کے نقطہ خیال سے اس ریاست کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہ سب پریذیڈنٹ صاحب کے حسن تدبر کا نتیجہ ہے۔ اور میں اس کے لئے مہاراجہ بہادر اور ریاست فرید کوٹ کے باشندوں کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ جنہیں ایسا قابل اور مدبر پریذیڈنٹ میسر آیا۔

کپورتھلہ کے ہندوؤں اور احراریوں کا غلط قدم

خان بہادر دیوان سر عبد الحمید خاں پرائم منسٹر ریاست کپورتھلہ کی قابلیت اور حسن تدبر کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ موجودہ وزیر اعظم نے اپنی خداداد قابلیت سے ریاست کی خوشحالی کو چار چاند لگا دیئے۔ مگر کپورتھلہ کے عاقبت نااندیش ہندو اس لئے موجودہ وزیر اعظم کو نہیں چاہتے کہ وہ مسلمان ہے۔ مگر ان نادانوں کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ بیشک وہ مسلمان ہیں۔ مگر ہیں تو دیسی۔ آپ یہ لکھ رکھیں۔ کہ موجودہ وزیر اعظم کے بعد پرائم منسٹری کی باگ ڈور اگر کسی اور کے ہاتھ آگئی۔ تو جو سہولتیں اور آرام آپ کو موجودہ وزیر اعظم کے زمانہ میں میسر ہیں وہ خواب میں بھی نہ رہینگی اور اسکے لئے بعد میں آپ کو پچھتانا پڑیگا۔ باقی رہا احراریوں کا معاملہ۔ میں تو یہی کہونگا کہ احراریوں کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ جن میں تدبر کا قحط ہے۔ احراریوں نے ریاست کشمیر میں ہلڑ مچایا۔ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ کہ وہاں وزیر اعظم بجائے دیسی کے انگریز متعین ہو گیا۔ موجودہ وزیر اعظم مسلمان ہے رعایا کا ہمدرد۔ ریاست کا بہترین خیر خواہ۔ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں کا مسلمان وزیر اعظم پر نکتہ چینی کر دینا بہت آسان ہے۔ اس کے لئے مشکلات پیدا کر دینا بھی بہت سہل ہیں۔ مگر کیا مسلمانوں میں اتنی طاقت ہے۔ کہ کسی ریاست میں مسلمان وزیر اعظم کا تقرر کرا سکیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو اگر کسی ریاست میں کوئی مسلمان وزیر اعظم مقرر ہے۔ تو اس کے راستے میں مشکلات کیوں پیدا کی جائیں۔ کسی کام کا بگاڑنا تو آسان ہے۔ مگر بنانا مشکل ہے مسلمانو! بنانا سیکھو۔ بگاڑنا کونسی بہادری ہے۔

گردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر اور مہاراجہ بہادر آف پٹیالہ

سکھ قوم کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ انہیں شری مہاراجہ بہادر پٹیالہ جیسا ہمدرد وسیع القلب اور فیض رساں مہاراجہ میسر آیا ہے۔ ابھی یہ پچھلے ہی دنوں کی بات ہے۔ کہ شری مہاراجہ بہادر نے پنجہ صاحب کے گردوارہ کے لئے اکتیس ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔ گذشتہ دنوں جب زلزلہ کی وجہ سے گردوارہ پٹنہ صاحب کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ تو سب سے

KHILAFAT LIBRARY

پہلے مہاراجہ بہادر نے اسے محسوس کیا - اور انہوں نے فوراً اسکی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی بنائی - اب ۱۴ ستمبر کو شری مہاراجہ بہادر کی زیر صدارت شملہ میں اس کار خیر کے لئے ایک جلسہ ہوا - جس میں مہاراجہ بہادر نے اکیس ۲۱ ہزار روپیہ دیا - اور کامل امید ہے - کہ مہاراجہ بہادر کی توجہ اس گوردوارہ کی عمارت کو بہت جلد از سر نو کھڑا کر دیگی - اس کمیٹی کے سیکرٹری کرنیل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی مقرر ہوئے ہیں - سردار صاحب کی قابلیت کسی تشریح کی محتاج نہیں - جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں - وہ اپنا چندہ سردار صاحب موصوف کے نام پٹیالہ کے پتہ پر بھیج سکتے ہیں ۔

نواب سر لیاقت حیات خاں

نواب سر لیاقت حیات خاں وزیر اعظم ریاست پٹیالہ - جن کی قابلیت اور حسن تدبر نے بلاشبہ ریاست کی کایا پلٹ دی ہے - آپ نے بھی اس کار خیر میں پانصد روپیہ دیا ہے - نواب صاحب موصوف نے جب سے قلمدان وزارت سنبھالا ہے - آپ نے ایسے تدبر سے کام لیا ہے - جس کے نتیجہ میں ریاست اور سکھ قوم کے تعلقات دن بدن خوشگوار ہو رہے ہیں - اور یہ وزیر اعظم بہادر کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہے - کہ جس پر ریاست اور سکھ قوم جتنا بھی فخر کرے کم ہے کیونکہ میں تو صاف الفاظ میں کہوں گا . . . .

. . . کہ سکھ قوم کے ایک طبقہ کی یہ صریح غلطی تھی - جو اس نے اپنے اس عظیم الشان ہمدرد والئے ریاست سے بگاڑ شروع کیا - سکھ صاحبان اپنی اس ریاست پر بجا فخر کر سکتے ہیں - کیونکہ شری گورو مہاراج کا اس ریاست کے متعلق یہ ارشاد ہے "تیرا گھر سو میرا گھر" گویا دوسرے الفاظ میں یہ ریاست گورو مہاراج کا گھر ہے - اور اسکے لئے سر نواب لیاقت حیات خاں سکھ قوم کے لئے شکریہ کے مستحق ہیں - کہ انہوں نے اپنے حسن تدبر سے اس گورو کے گھر کے ساتھ سکھ قوم کا دوبارہ تعلق پیدا کر دیا ہے - خدا کرے کہ یہ تعلق دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے ۔

اعلےٰ حضرت حضور نظام کی ہندو پروری

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنی ہندو رعایا کے لئے یہ فرمان جاری فرمایا ہے - کہ ان کی سلطنت میں جو ہندو تیرتھ یاترا کے لئے جانا چاہیں - انہیں چھ ماہ کی رخصت مع چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ کے دی جائے - ایسی مثال کوئی دوسری ریاست ہرگز پیش نہیں کر سکتی - یہ شہریار دکن کی اپنی ہندو رعایا پر کس قدر مہربانی ہے - مگر اس ناشکرہ پن کے کیا کہنے کہ یہی ہندو آئے روز اعلیٰ حضرت شہریار دکن کے برخلاف کوئی نہ کوئی بات پیدا کرتے رہتے ہیں - حالانکہ ہندوؤں کو ایسا مہربان حکمران چراغ لیکر تلاش کرنے سے بھی نہیں ملیگا ملاپ پرتاپ اور دیگر آریہ جرائد جو آئے روز حضور نظام عالی مقام کے برخلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں کیا کبھی ہندو ریاست کی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں - کہ جس نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے اس سے نصف بھی سہولتیں پیدا کی ہوں - یقیناً نہیں - تو اس صورت میں میں ہندو پریس سے انصاف کے نام پر پوچھتا ہوں - کہ کیا مہربانی اور کرمفرمائی کا آپ کے ہاں یہی صلہ ہے - اگر ہندو پریس میں کچھ بھی انصاف کا مادہ ہوتا - تو وہ ایسے مہربان حکمران کے لئے شکریہ سے سر نہ اُٹھاتا - جو سہولتیں حضور نظام عالی مقام نے اپنی ہندو رعایا کو دی ہیں - کیا کسی ہندو ریاست میں اور تو اور ہندوؤں کو بھی میسر ہیں - بھلا وہ کونسی ہندو ریاست ہے - جو ہندو یاتریوں کو چھ ماہ کی رخصت مع پیشگی تنخواہ کے دیتی ہو - اگر کوئی ایسی ہندو ریاست ہو - تو میں مشکور ہوں گا - کہ ملاپ یا پرتاپ یا کوئی اور آریہ اخبار کم از کم ایسی ایک ہندو ریاست کا نام تو لے ۔

مجربات قادری

یہ جناب مولوی حکیم بشیر احمد صاحب قریشی کی نادر تصنیف ہے - اس میں بہترین مجربات درج ہیں اور نہایت ہی پیچیدہ بیماریوں کے سہل ترین نسخہ جات دیئے گئے ہیں - اور مصنف نے بہترین سے بہترین نسخہ جات دینے کیلئے قطعاً بخل سے کام نہیں لیا - لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ مع ٹائیٹل صفحات ۱۲۸ قیمت ایک روپیہ چار آنہ - سچ پوچھو تو یہ نادر کتاب موتیوں کے مول بھی سستی ہے ملنے کا پتہ : - بشیر کتب خانہ قادریہ بھوپالی والا ضلع سیالکوٹ - پنجاب

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی - اے - بی - ٹی)

(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات اور بعد کے حالات

موقع کی نزاکت کچھ ایسی تھی - کہ لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل ہند نے اپنے آپ کو لارڈ ہیوگف کمانڈر انچیف کے ماتحت کر دیا - شام کے وقت وہ گھمسان پڑا - کہ کرنیلوں کو اپنے ماتحتوں کی خبر نہ رہی - اور کپتان اپنی رجمنٹوں کو بھول گئے - رات کی تاریکی نے اور غضب ڈھایا - سردی کی یہ رات گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے آنکھوں میں گذار دی - دوسرے روز جنگ پھر شروع ہو گئی - اور سکھوں نے جارحانہ حملے شروع کر دیئے - اگر سردار تیج سنگھ اپنی ریزرو فوج سے راجہ لال سنگھ . . . کو کچھ امداد بھی دیتا - تو فتح میں کوئی کسر نہ تھی لیکن جب تک لال سنگھ کی فوج کو کامل شکست نہیں ہو گئی - اس نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہیں کی - اور پھر جب اسکی اپنی فوج پر حملہ ہوا - تو اس کو بھاگتے ہی بنی - میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا - اور فوج خالصہ ستلج کے پار اتر گئی - سکھ سپاہی جنوری ۱۸۴۶ء میں ستلج سے پھر اتر آئے اور ان کی فوج کے ایک حصے نے جو راجہ رنجود سنگھ کے ماتحت تھی - بدووال کے مقام پر سر ہیری سمتھ کی اُس فوج پر حملہ کیا - جو جگراؤں سے لدھیانہ کی طرف جا رہی تھی - اس کشمکش میں غلبہ سکھوں کی طرف رہا - انگریزوں کا توپخانہ انبالہ سے ابھی تک نہیں پہنچا تھا - ۲۸ جنوری کو علیوال کے مقام پر چوتھی لڑائی ہوئی - جس میں انگریزوں کو نمایاں فتح حاصل ہوئی - سکھ پیچھے ہٹ گئے - لیکن جب آخری لڑائی سبراؤں کے مقام پر ہوئی - جس میں

KHILAFAT LIBRARY

انگریزوں کا توپخانہ فوج خالصہ پر تین گھنٹے تک برابر آگ برساتا رہا۔ سکھ سپاہی برابر جواب دیتے رہے۔ اور توپ کا جواب توپ سے اور بندوق کا جواب بندوق سے دیتے رہے۔ میدان توپوں کے دھوئیں سے تاریک ہو رہا تھا۔ اور گرد و غبار کا وہ عالم تھا۔ کہ دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی۔ انگریزوں کا میسرہ سکھوں کے میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ مگر نقصان اُٹھا کر پسپا ہوا۔ اسی طرح جب قلب کے ڈویژن نے سکھوں کی خندقوں پر دھاوا کیا۔ تو اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ آخر انگریزوں نے سارے محاذ پر ایک ہی دفعہ حملہ کیا۔ اور خالصہ لائن میں کئی رخنے ڈال دیئے۔ سکھ خندقوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹے۔ تو انگریزوں نے اپنا توپخانہ اور آگے بڑھا دیا۔ سکھوں کو دریا سے پار بھاگ جانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ اور جب وہ پل پر سے گذر رہے تھے۔ تو کثرت بار سے پل ٹوٹ گیا۔ اور تمام سپاہی دریا میں گر گئے۔ ادھر انگریزی توپخانہ کی شدت ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی۔ اب سکھوں کی شکست میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ فاتحین دریا کو عبور کر کے دار الخلافہ لاہور کی طرف بڑھے۔ سر ہیوگف اور لارڈ ہارڈنگ قصور کے راستے لاہور کی طرف آئے۔ اور شہر کے باہر خیمہ زن ہوئے۔ سکھوں میں مزید مقابلے کی طاقت نہیں رہی تھی۔ اس لئے صلح کرنے پر مجبور ہوئے۔ قلعہ لاہور کے اندر گورنر جنرل نے داخل ہو کر دربار عام کیا۔ جس میں مہاراجہ دلیپ سنگھ۔ راجہ گلاب سنگھ راجہ لال سنگھ اور سردار تیج سنگھ وغیرہ سب سردار شامل تھے۔ صلحنامہ کی جو شرائط انگریزوں نے پیش کیں۔ وہ حسب ذیل تھیں:

۱۔ ریاست لاہور خود مختار نہیں رہیگی۔ بلکہ لاہور میں ایک انگریزی ریذیڈنٹ رہیگا۔ جو مہاراجہ کو حکومت کرنے میں صلاح مشورہ دیگا:

۲۔ ریذیڈنٹ کی امداد کے لئے ایک انگریزی فوج رہیگی۔ جس کا خرچ ریاست لاہور ادا کریگی۔ مہارانی اور نابالغ مہاراجہ کی حفاظت بھی اسی فوج کے ذمے تھی۔ پہلے سال اس فوج کی تعداد چھ ہزار تھی۔ اگلے سال مہارانی کی درخواست پر آٹھ ہزار کر دی گئی:

۳۔ سکھ ڈیڑھ کروڑ روپیہ تاوان جنگ ادا کریں۔

۴۔ دریائے ستلج اور بیاس کا علاقہ یعنی دوآبہ بست جالندھر انگریزوں کے حوالے کیا جائیگا:

یہ عہدنامہ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء کو بمقام لاہور لکھا گیا اور دربار لاہور کے چیدہ چیدہ سرداروں کے دستخط ہو کر دونو سلطنتوں میں پھر دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے اور تین سال تک پنجاب میں امن و امان رہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکھ اپنی گذشتہ جنگ کی شکستوں پر اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اور انگریزوں سے بدلہ لینے کی فکر میں تھے۔ در اصل ان کی مثال اس زخمی شیر کی سی تھی۔ جو گولی کھا کر سخت طیش میں آجاتا ہے اور شکاری کی تلاش میں دیوانہ ہو جاتا ہے:

سکھوں کی دوسری جنگ اور الحاق پنجاب

اسباب:۔ پہلی جنگ کے وقت میں سکھوں کی فوجی طاقت اسی ہزار باقاعدہ فوج کے قریب تھی۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے فوج کی تعداد کم کر کے چالیس ہزار کے قریب رہنے دی۔ باقی فوج سے ہتھیار لے کر سپاہیوں کو گھر بھیج دیا۔ اور ہر ایک سپاہی کو ایک روپیہ فی کس زاد راہ دیا گیا۔ یہ بے کار سپاہی نوکری کے چھن جانے کی وجہ سے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اور اپنے غم و غصے کا اظہار کر رہے تھے۔ یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ کہ قلعہ ملتان سے ایک چنگاری اُٹھی۔ اور سارے پنجاب کو بھسم کر گئی۔ یعنی دیوان مولراج حاکم ملتان نے دو انگریز افسروں کو قتل کر ڈالا۔ جو دربار لاہور کی طرف سے حسابات کی جانچ پڑتال کے لئے ملتان گئے تھے۔ دیوان مولراج کو سلطنت کا باغی قرار دیا گیا۔ اور ادھر اُدھر سے جتنی فوج جمع ہو سکی۔ ملتان کے محاصرے کے لئے بھیج دی گئی۔ مگر یہ انتہائی گرمی کا موسم تھا۔ اور ہندوستان سے مزید انگریزی افواج کا آنا قریباً ناممکن تھا۔ مولراج کی بغاوت کی خبر تمام پنجاب میں آناً فاناً پھیل گئی۔ اور برخواست شدہ سپاہی جوق در جوق سردار شیر سنگھ کے جھنڈے تلے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ لارڈ گف انگریزی افواج لیکر لاہور پہنچا۔ اس عرصے میں سکھ فوجوں میں بھی بغاوت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ لارڈ گف انگریزی افواج سمیت دریائے چناب سے اترا۔ اور چیلیانوالہ کے مقام پر پہنچ جانے۔ اُدھر سردار شیر سنگھ نے دو جنگلوں کے درمیانی حصے کو خندقوں سے مستحکم کر لیا۔ اور ایک قلعہ کی صورت بنا کر تیار ہو بیٹھا۔ لارڈ گف نے سکھوں کو ان کے مورچوں سے ہٹانے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بلکہ ایک مقام پر انگریزی فوج کے ایک حصے کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سکھ اپنی اس فتح پر بڑے نازاں تھے۔ اس جنگ میں پٹھانوں کا ایک رسالہ جو تین ہزار سواروں پر مشتمل تھا۔ سکھوں کی امداد کیلئے آیا ہوا تھا۔ انگریزوں کی اس شکست کی خبر جب ولایت میں پہنچی۔ تو لارڈ گف کی معزولی کے احکام جاری ہو گئے۔ لیکن ان دنوں چونکہ ولایت سے ڈاک بہت دیر کے بعد پہنچتی تھی۔ اس لئے احکام کے آنے تک لارڈ گف نے پہلی شکست کی کسر نکال لی۔ اور سکھوں کو گجرات کے مقام پر شکست فاش دی۔ ان دو لڑائیوں میں پنجاب کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ سکھوں نے شکست مان لی۔ لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل ہند نے ایک اعلان جاری کیا۔ جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ ہمارا دلی منشا تھا۔ کہ ہم سکھوں کو ایک طاقتور ہمسایہ کی حیثیت سے دیکھیں۔ لیکن افسوس ہماری یہ امید بر نہ آئی۔ سکھوں کو موقع دیا گیا۔ کہ وہ اپنی حالت کو سدھاریں۔ مگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ پنجاب کو سلطنت انگریزی میں شامل کر لیا جائے۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو پنشن دی جائیگی۔ اور اس کو انگلستان میں رہنا ہوگا۔ چنانچہ نوجوان مہاراجہ اور رانی جنداں کو انگلستان بھیج دیا گیا۔ اور اس کی پرورش کا انتظام شاہانہ طور پر کیا گیا۔ انگریز ٹیوٹر اس کی تعلیم اور تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ اب پنجاب کا انتظام ایک چیف کمشنر کے سپرد کیا گیا۔ سلطنت انگلشیہ کی حدود دریائے بیاس سے تجاوز کر کے دریائے سندھ کے پار تک جا پہنچیں۔ رعایا کو امن و امان دیا گیا۔ لیکن اُن سے ہتھیار چھین لئے گئے۔ اپنے پاس ہتھیار رکھنا جرم قرار دیا گیا۔ اس لئے بہتوں نے دیواروں کے اندر تلواریں چھپا دیں۔ کہ موقع ہوگا تو پھر نکال لیں گے۔ بندوقیں کنوؤں میں پھینک دی گئیں۔ معزول مہاراجہ دلیپ سنگھ ولایت میں جا کر عیسائی مذہب کا پیرو ہو گیا۔ اسکی شادی ایک انگریز لیڈی

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

موسمی بخار کے متعلق

سردی اور لرزے کا علاج ترکیب اوّل:۔ جو وقت سردی محسوس ہونے لگے۔ تو مریض کو چاہیئے۔ کہ فوراً تیز گرم پانی یا تیز گرم چائے یا تیز گرم دودھ تھوڑا تھوڑا کر کے پینا شروع کر دے۔ اس سے فوراً سردی کم ہو جائیگی۔ کیونکہ طبیعت مدبرہ اس گرمی کے مقابلہ کرنے کی غرض سے جو معدے میں ہم نے عارضی پیدا کر دی ہے۔ یا تو فوراً قے لا کر رفع کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور یا اس پانی چائے اور دودھ وغیرہ کو خون میں جذب کر کے اس کو سارے بدن میں پھیلانے کی تجویز کریگی۔ ان ہر دو صورتوں میں طبیعت کو اپنی پہلی روش میں ضرور تبدیلی کرنی پڑیگی۔ اور ہمارا منشا پورا ہو جائیگا:۔

ترکیب دوم:۔ پانچ بوتلوں میں تیز گرم پانی بھر کر اچھی طرح سے مضبوط کاک لگا دیں۔ اور بوتلوں کے گرد کپڑا لپیٹ کر دو بوتلیں مریض کی دونوں بغلوں میں دو بوتلیں مریض کے جنگاسوں میں رکھدیں۔ اور ایک بوتل اس کے معدہ کے مقام پر پھیرنا شروع کر دیں۔ تاکہ طبیعت مدبرہ اطراف اور جلد کی طرف خون کو بھیجنے پر مجبور ہو جائے۔ اور سردی رفع ہو جائے۔

ترکیب سوم:۔ اگر وقت پر بوتلیں دستیاب نہ ہوں۔ تو اسی ترکیب کو اینٹیں گرم کر کے بھی پورا کیا جا سکتا ہے:۔

ترکیب چہارم:۔ گرم ریت کی پوٹلیاں بنا کر بھی مندرجہ بالا مطلب نکالا جا سکتا ہے:۔

ترکیب پنجم:۔ گرم پانی کی دیگ یا ٹب میں مریض کو بٹھا یا لٹا کر بھی مندرجہ بالا مطلب نکل سکتا ہے۔ بلکہ بہت اچھی طرح سے حاصل ہو سکتا ہے:۔

ترکیب ششم:۔ سونٹھ کا نہایت باریک سفوف بنا کر کڑوے تیل میں ملا کر مریض کی پیٹھ اور کمر اور ہاتھ پاؤں میں مالش کر دیں۔ خصوصاً باہوں اور لاتوں کو اوپر سے نیچے کی طرف مالش کریں۔ تاکہ خون اطراف کی طرف زیادہ آئے۔ اور اندرونی اعضاء سے کم ہو جائے۔

ترکیب ہفتم:۔ ایک حصہ روغن جمال گوٹہ سولہ حصہ روغن کنجد باہم ملا کر باہوں اور لاتوں اور جلد پر مالش کریں۔ یہ تیل اگر لرزہ سے پہلے بدن پر مل دیا جائے۔ تو لرزہ رُک جاتا ہے:۔

ترکیب ہشتم:۔ اگر ہر روز لرزہ سے بخار آتا ہے۔ تو وقت سے پہلے پھٹکری کھیل کردہ ۲ رتی سے ۴ رتی تک پانی یا شربت وغیرہ سے مریض کو کھلا دی جائے۔ تو یقیناً لرزہ نہیں ہوتا۔ یا بہت ہی کم ہوتا ہے:۔

ترکیب نہم:۔ نصف رتی افیون قبل از نوبت کھلا دینے سے بھی یقیناً لرزہ نہ ہوگا۔ جب مریض کی عمر کم ہو۔ تو حسب عمر افیون کا وزن بھی کم کر دینا چاہیئے۔ اور دس برس کے کم عمر بچہ کو افیون نہیں دینا چاہیئے:۔

ترکیب دہم:۔ ایک عدد پوست خشخاص یا دو عدد حبّ نکران بھی لرزہ کو روکنے کے۔ لئے مفید اور مجرب چیزیں ہیں:۔

غفلت یا بیہوشی ترکیب اوّل:۔ سرکہ اور گلاب ایک برتن میں لے کر اس میں کپڑے کی گدی تر کر کے سر پر رکھیں۔ اگر سر کے بال مونڈلیں تو بہتر ہے۔

ترکیب دوم:۔ برف سے سرد کیا ہوا پانی لے کر اس میں باریک کپڑے کی گدی بھگو کر سر پر رکھوائیں۔ اور حسب ضرورت برف کی ڈلیوں کو اس پر پھیرتے رہیں:۔

ترکیب سوم:۔ شراب دیسی یا انگریزی ۲ تولہ۔ پانی سرد ایک پاؤ۔ کافور ایک ماشہ۔ نوشادر ۱ تولہ سب کو باہم ملا کر اس میں پٹی تر کر کے سر پر رکھوائیں:۔

ترکیب چہارم:۔ پنڈلیوں اور پاؤں کے تلوؤں پر رائی کا لیپ لگا کر اوپر سے کپڑا لپیٹ دیں۔ اور جلن محسوس ہونے تک لپیٹے رکھیں۔ جب مریض اسکی تکلیف کا احساس کرے تو اتار دیں:۔

ترکیب پنجم:۔ گرم پانی میں زانوؤں تک پاؤں ڈبو دیں اور عرصہ پندرہ یا بیس منٹ تک رکھیں:۔

ترکیب ششم:۔ مریض کی گردن پر گدی کے نزدیک آبلہ اُٹھانے والا اضماد یا طلاء لگانا چاہیئے:۔

ترکیب ہفتم:۔ برومائیڈ آف پوٹاش پندرہ گرین۔ ٹنکچر لاڈونا دس بوند۔ تھوڑے سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ اگر پوری ہوش نہ آئے۔ تو تین گھنٹہ کے بعد ایسی مقدار دوا پھر پلائیں۔ علیٰ ہذا القیاس تین چار خوراکیں دن رات میں دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں:۔

ترکیب ہشتم:۔ روغن جمال گوٹہ ایک دو قطرے ۲ ماشہ کھانڈ میں ملا کر مریض کی زبان پر مل دیں۔ یہ دوا ایسے وقت میں استعمال کرا سکتے ہیں۔ جب بے ہوشی بہت ہو۔ اور مریض دوا نہ پی سکتا ہو:۔

ترکیب نہم:۔ اگر بے ہوشی معمولی اور تازہ ہو۔ تو سرد پانی کے چھینٹے زور زور کے ساتھ منہ اور پیشانی پر مارنے سے مریض ہوش میں آجاتا ہے:۔

ترکیب دہم:۔ سرس کا بیج۔ مگھ پیپل۔ مرچ سیاہ۔ سفید ھانک۔ لہسن۔ بیج۔ سوہانجنے کے بیج۔ بچھوڑ مول۔ یہ سب یا کُل سب یا جس قدر ادویہ ان میں سے مہیا ہو سکیں۔ نہایت باریک سرمہ کی طرح کر کے سلائی سے مریض کی آنکھوں میں لگائیں۔ مریض ہوش میں آجائیگا:۔

دردسر و ہذیان مذکورہ بالا تراکیب میں مناسب موقعہ ترکیب عمل میں لائیں۔ خصوصاً برف آب یا برف کا سر پہ لگانا۔ اور پنڈلیوں پر رائی کا لگانا۔

ترکیب دوم:۔ دھنیا۔ کافور۔ صندل۔ سرکہ اور گلاب میں گھوٹ کر پیشانی اور سر پر لیپ کریں:۔

ترکیب سوم:۔ ہرن کا سینگ اور کھربا۔ پانی میں گھس کر نسوار لیں:۔

ترکیب چہارم:۔ سفوف مسکن ۴ رتی ہمراہ گرم پانی پھنکوا دیں۔ اور حسب ضرورت ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے ایسی ایک ایک خوراک دیں:۔

قے اور ابکائیاں اوّل:۔ سفوف مفرح[1] ۴ ماشہ رب انار یا سیب وغیرہ تین چار تولہ میں ملا کر مریض کو چٹائیں۔ جس سے یقیناً مریض کی قے اور ابکائی پیاس جلن۔ گھبراہٹ وغیرہ دور ہو کر مریض کو آرام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ دوا نہایت مجرب اور مشہور دوا ہے:۔

دوم:۔ برف کی ڈلیاں چوسائیں۔ اور جو پانی عرق و شربت وغیرہ دیں برف سے خوب سرد کر کے دیں:۔

سوم:۔ گلو ۲ ماشہ ڈیڑھ پاؤ پانی میں مطبوخ کر کے شہد سے شیریں کر کے پلانا بھی اکثر مفید دیکھا گیا ہے۔

چہارم:۔ اگر بہت زیادہ قے آتی ہو۔ اور ادویہ مذکورہ بھی معدہ میں نہ ٹھیر سکتی ہوں۔ تو فم معدہ پر رائی کا ضماد کریں۔ اور

[1] یہ مرکب شاہدرہ دواخانہ خادم الحکمت سے ملیگی:۔

KHILAFAT LIBRARY

دس پندرہ منٹ تک رکھیں۔ زیادہ جلن ہونے پر اتار کر وہاں گرم پانی کی پٹی لگاویں۔

پنجم :۔ بازوؤں اور رانوں کو رومال سے باندھ دیں۔ تاکہ دوران خون اطراف کی طرف زیادہ ہو کر معدہ میں کمی ہو جائے۔

ششم :۔ سفوف عشر ۲ رتی ہمراہ پانی دیں۔ اس دوا کے استعمال سے اکثر زیادہ آرام ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن اگر دو تین خوراکوں سے آرام نہ ہو۔ تو بار بار نہ دیں ؛

ہفتم :۔ آب لیموں۔ سکنجبین۔ رب انار وغیرہ برف سے سرد کر کے پلاتے رہیں ؛

ہشتم :۔ مقام معدہ پر برف رکھوائیں۔ اور صندل کافور۔ زہر مہرہ۔ اور گلاب اور سرکہ میں گھس کر معدہ پر باریک کپڑے کی پٹی رکھوائیں۔ اور برف میں سرد کر لیں۔ تو بہتر ہوگا ؛

نہم :۔ اسپغول پانی میں گھوٹ کر معدہ پر لیپ کراویں۔ اگر اس پر برف کی ڈلی بھی پھیرتے رہیں۔ تو سونے پر سہاگہ ہے

دہم :۔ مٹی پانی میں حل کر کے پھر اس کا زلال لے کر پلائیں اگر برف سے سرد کر لیا جائے تو بہتر ہوگا ؛

پیاس } اوّل :۔ سفوف مفرح کا استعمال کرنا۔ جیسا کہ مذکور ہوا ؛

دوم :۔ کلوریٹ آف پٹاس ایک ڈرام۔ سٹربٹ ایسڈ ایک ڈرام۔ سرد پانی۔ اچھٹانک۔ جس قدر مریض خوشی سے اس کو پینا چاہیے پلادیں۔ اگر ختم ہو جائے تو اور تیار کر لیں لیکن مریض کو تنگ کر کے تھوڑا نہ دیں ؛

سوم :۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ جاہل لوگ وہم کی وجہ سے مریضوں کو سیر ہو کر پانی نہیں پینے دیتے۔ تھوڑا تھوڑا گھونٹ کر کے دیتے ہیں۔ اس لئے مریض کی پیاس نہیں بجھتی۔ اور وہ بار بار پانی مانگتا رہتا ہے۔ اور اس طرح وہ بہت سا پانی بھی پی جاتا ہے۔ لیکن صدائے العطش سے باز نہیں رہتا۔ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ ایک ہی بار سرد پانی زیادہ مقدار میں جس قدر مریض خوش ہو کر پینا چاہے۔ بلا تردد پلا دیا جائے۔ تو پیاس کی حالت بیمار میں فوراً تخفیف ہو جاتی ہے ؛

چہارم : سونف ۲ تولہ۔ چھوٹی الائچی کے چھلکے ۲ ماشہ ۳ سیر پانی میں پکائیں۔ جب ۲ سیر پانی رہے۔ تو ٹھنڈا کر کے پلائیں۔ بہت مفید چیز ہے ؛

پنجم :۔ دھنیاں۔ ناگرموتھا۔ پت پاپڑہ ہموزن جو کوب شدہ ایک تولہ کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں۔ ایک پاؤ پانی باقی رہے۔ تو چھان کر سرد کر کے پلائیں ؛

ششم :۔ لیموں کا پانی۔ سکنجبین۔ املی کا نقوع مصری ملا کر پلانا پیاس کو روک دیتا ہے ؛

ہفتم :۔ آلو بخارا کا دانہ منہ میں رکھنے سے پیاس میں کمی آجاتی ہے۔ اسی طرح منقے بھی ؛

ہشتم :۔ عود قرحا بقدر ایک دو رتی منہ میں رکھ کر اس کا چبانا۔ اور لعاب کو حلق سے نیچے کرتے جانا بھی پیاس کو روکتا ہے ؛

تشنج } بعض اوقات مریضوں کے ہاتھ پاؤں بوجہ سخت سردی اور لرزہ کے تشنج بھی ہونے لگتا ہے۔ خصوصاً بچوں میں توام الصبیان کی طرح کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ ایسے موقع پر وہ تراکیب جو درد سر۔ ہذیان اور غفلت وغیرہ میں ہم لکھ آئے ہیں۔ ان کو استعمال کرنا چاہیئے۔ خصوصاً آبزن گرم یا صرف ہاتھ پاؤں کو گرم پانی میں رکھنا بہت مفید ہے۔ اور زود اثر چیز ہے ؛ (تبصرۃ الاطباء)

بے کاروں کیلئے

کسٹر آئیل

روغن ارنڈ ایک سیر۔ پانی دو سیر۔ پھٹکڑی ۲½ تولہ پہلے پانی کو خوب گرم کریں۔ اور اس میں پھٹکڑی پیس کر ڈال دیں۔ اور پانی کو ہلا کر پھٹکڑی حل کر دیں۔ پھر تیل کو ایک ٹین کے ڈبے میں ڈال لیں۔ اور اوپر سے مذکورہ بالا پانی ڈال کر ڈھکنا بند کر کے خوب ہلائیں۔ پھر گھنٹہ بھر ڈبے کو بغیر ہلائے پڑا رہنے دیں۔ پھر ڈبے کے پیندے میں سوراخ کر کے پانی بہ جانے دیں۔ پھر تیل نکال کر تازہ پانی سے چار پانچ بار دھو لیں۔ اور صاف برتن میں ڈال کر اس قدر گرم کریں۔ کہ تیل میں ملا ہوا سب پانی جذب ہو جائے۔ آنچ نہایت نرم ہونی چاہیئے۔ پھر سرد کر کے اس روغن میں دو بوند روغن دارچینی ڈال کر ہلائیں اور بوتلوں میں بھر کر محفوظ رکھیں ؛

کاربالک سوپ

کاربالک صابن امراض جلد کے لئے بہت مفید ہے۔ اور عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تیاری کا طریقہ حسب ذیل ہے :۔

ناریل کا تیل ۵½ سیر۔ سوڈا کاسٹک ایک سیر۔ کاربولک ایسڈ ½ سیر۔ ہلکا گلابی رنگ آدھ تولہ۔ پہلے تیل اور کاربالک ایسڈ کو ملا لیں۔ اس کے بعد کاسٹک پانی میں سوڈے کو حل کر کے آہستہ آہستہ ملائیں۔ اور لکڑی سے گھوٹتے رہیں۔ جب یہ چیزیں یکجان ہو جائیں۔ تو رنگ ملا کر قوام تیار کریں۔ اور جب شہد کی طرح گاڑھا ہو جائے۔ تو سانچوں میں بھر کر ٹکیاں بنا لیں۔ اس طریقہ سے بہت عمدہ کاربالک صابن تیار ہوگا اس کی فروخت سے کافی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے ؛

نکمی چیزوں سے فائدہ اٹھایئے

یورپ والے اپنے ملک کی نکمی سے نکمی چیزوں سے بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور ہم ملک کے اعلیٰ سے اعلیٰ چیز سے بھی کم از کم فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ یہاں کے کاریگروں کی کوئی یونین نہیں۔ کہ جس کے بغیر ہم ہر کاریگر کے ہنر سے واقف نہیں۔ حالانکہ ہمارے ملک میں اعلیٰ کاریگروں کی کچھ کمی نہیں۔ اور نہ ہی اس ملک کے سائنسدان ہی متحد ہیں۔ کہ جن کے سپرد نئی دریافتیں ہم کر سکتے ہوں۔ یورپ کے کاریگروں اور سائنسدانوں کے اتحاد سے مالا مال ہو رہا ہے۔ اور ہم ابھی وہاں ہی کھڑے ہیں۔ کہ جہاں اب سے بیس برس پہلے تھے ؛

یورپ والے اپنے ملک کے جانوروں کے گوبر اور گھوڑوں کی لید سے گتے کہ جس کو انگریزی میں ملٹ کہتے ہیں تیار کرتے ہیں۔ کہ جو کتابوں کی جلد بندی وغیرہ کے کام آتے ہیں۔ وہ گوبر اور لید کو دھو کر گاڑھا مادہ جدا کر لیتے ہیں۔ اور جو لید یا گوبر کا پانی بچتا ہے۔ اس کو بطور کھاد کے کھیتوں میں ڈال دیتے ہیں۔ دھلے ہوئے گوبر اور لید میں پھر ردی کاغذ اور کپڑے کے چیتھڑے ملا کر اور رنگا کر پھر اس سے گتے تیار کر کے دنیا بھر کی منڈیوں میں اس کی تجارت کرتے ہیں۔ اور ہر سال اپنے مویشیوں کی لید اور گوبر سے کروڑوں روپیہ کما کر اپنے ملک کی خوشحالی کا موجب بنتے ہیں۔ ہمارے ملک میں لید اور گوبر کو کھاد کر

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

KHILAFAT LIBRARY

انھیں سخت تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ بھائی گوردا س جی اور دیگر بھاپر بھی مسلمانوں کی نشانی یہی ... فرماتے ہیں کہ

"ملدے مسلمان کر کر سلام علیکی"

یعنی سچے اور پکے مسلمانوں کی یہی علامت ہوتی ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں۔ تو بوقت ملاقات السلام علیکم ہی کہا کرتے ہیں۔

اب ہم اس طریق سلام سے جب لاکھوں اور کروڑوں افراد کو بغیر چون وچرا مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ جناب بابا نانک بھی بوقت ملاقات السلام علیکم ہی کہا کرتے تھے۔ تو پھر حضرت بابا نانک صاحب کو مسلمان تسلیم کرنے میں کیا دوش ہے۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا کی ساکھی ولی قندھاری صفحہ ۲۷ لغایت صفحہ ۱۳۷ مکے دی ساکھی میں جو السلام علیکم کے ذریعہ بابا نانک صاحب نے اپنے دھرم کا پتہ دیا تو اس کے تسلیم کرنے میں کسی دانشمند کو ذرا شبہ نہیں پڑ سکتا۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت بابا نانک صاحب مرنجاں مرنج طبیعت کے بزرگ تھے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں ایک مصنوعی اور بناوٹی شبد بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ

سچ مت کا پتلا نانک میرا نام
ہندو کہاں سے ماریئے مسلمان کبھی نہ

حق یہ ہے کہ یہ شبد گرنتھ صاحب میں موجود نہیں اور نہ یہ حضرت بابا نانک صاحب نے کہیں بولا ہے۔ مگر بابا نانک صاحب نے اپنے مذہب کو مشہور کرنے کے لئے تو بیانگ بلند کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دی (دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۲۱)

اب ہر ایک دانشمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ اذان کے اندر بار بار یہ دہرایا گیا ہے کہ میں تمام دنیا کو گواہ رکھ کر اقرار کرتا ہوں کہ میں خدا واحد لاشریک کی عبادت کرتا ہوں اور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول یقین کرتا ہوں۔ اور یہ کہ پانچوں وقت مسجد میں ادا کی گئی نماز میں دین و دنیا کی بہتری موقوف ہے

اگر ایسے اقرار سے بھی کوئی شخص مسلمان قرار نہیں پا سکتا۔ تو پھر مسلمان کہیں بھی نہیں ہوگا مسجد میں اذان دینا فیصلہ کن ثبوت ہے اس امر کا کہ بابا نانک صاحب پکے بزرگ مسلمان تھے۔

(۳) سوئم یہ کہ جب حضرت بابا نانک جی مکہ سے حج کر کے واپس ہندوستان میں تشریف لائے تو انھوں نے رائے بلار مسلمان نمبردار کے ہاں طعام تناول فرمایا۔ مگر جو آپ کی والدہ گھر سے کھانا لائی تھی۔ اسے آپ نے رد کیا۔ اور کہا کہ میں ہندوؤں کا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ بابا نانک صاحب نے شری گرنتھ صاحب میں ہندوؤں سے دوستی اور تعلق سے روکا۔ مگر مسلمانوں سے مل ورتن سے کبھی نہ روکا۔ چنانچہ گرو صاحب فرماتے ہیں ؎

نال کراڑاں دوستی کوڑے کوڑی پائے
مرن نہ جاپے مولیا آوے کتھے کھائی

ترجمہ:۔ کراڑوں یعنی ہندوؤں سے دوستی اور مل ورتن کرنے میں سراسر نقصان اور خسارہ ہے۔ اے مولیا! انسان کو اپنی موت کا پتہ نہیں کہ کب اور کہاں آوے گی

نتیجہ ان ہر سہ طریق میں، اگر سکھ صاحبان اور مسلمان صاحبان فیصلہ کرنا چاہیں۔ تو نہایت آسانی سے پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب کا کیا طریق تھا؟۔

محمد صاحب کی تلوار

ایک انصاف پسند ہندو کی صدائے حق

(از جناب جگن ناتھ صاحب ناز)

نسل انسانی کی موجودہ ترقی و تہذیب ایک بہت بڑی حد تک تاریخ کی بدولت ہوئی ہے۔ تاریخ ہمیں اپنے بزرگوں کے کارناموں سے آگاہ کرتی ہے کہ اس دنیا میں آکر انھوں نے کیا کیا کچھ کیا تھا۔ تاریخ ہی ہمیں اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے انسانی ترقی کو کس منزل تک پہنچا کر چھوڑا تھا۔ اور تاریخ ہی ہمیں گزری ہوئی قوموں کے تمدن اور خیالات سے روشناس کراتی ہے۔ اور ہمارے دل میں ترقی کی لہریں پیدا کرتی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر تاریخ لکھنے والے کا دل تعصب سے پاک نہ ہو تو وہ دوسری قوموں کی تصویر کھینچتے وقت اس میں کچھ ایسے رنگ بھی ضرور بھر دیتا ہے۔ جن کی وجہ سے تصویر بدنما اور نفرت انگیز ہو جائے۔

مسلمان چونکہ یورپ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے۔ اور یورپ کے علاوہ خود ایشیا میں بھی انھوں نے بہت سے ملک فتح کئے تھے۔ اس لئے عیسائی مورخوں کے دلوں میں عام طور پر اس کے خلاف ایک نفرت و خصومت کا جذبہ موجود تھا اور ان کے مقابلہ میں اپنی تلوار بیکار دیکھ کر انھوں نے قلم سے اچھی طرح کام لیا۔ اور جس سے جس قدر ہو سکا۔ اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اسلام یا مسلمانوں کا نام سنتے ہی ہر شخص کے دل میں بالکل نامعلوم طور پر جو تخیل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ اسلام نے خونریزی سکھائی ہے۔ اور مسلمانوں سے زیادہ ظالم قوم دنیا کے پردہ پر کوئی اور موجود نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے ہندو چنگیز خان اور ہلاکو خان کو بھی مسلمان خیال کرتے ہیں اور چونکہ ان دونوں کے ظلم و ستم کی داستانوں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ اسلئے وہ آج ان کے کارناموں کو بھی مسلمانوں کے کارنامے سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر چنگیز خان اور ہلاکو خان مسلمان ہوتے۔ تب بھی یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان کے افعال کو اسلام کی تعلیم فرض کر لیا جائے دوسروں کے ملکوں پر قبضہ کرنے اور دوسرے ملکوں کی دولت اپنے تصرف میں لانے کی تمنا ہر زمانہ میں ہر قوم کے دل میں رہی ہے اور ہمیشہ طاقتور بادشاہ اپنے ہمسایہ قوموں اور سلطنتوں پر حملے کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان بادشاہوں نے صرف ملک گیری کی ہوس میں دوسری قوموں کو ستایا اور انھیں اپنا محکوم بنایا۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

KHILAFAT LIBRARY

جناب سردار اربل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں۔ کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی جگہ سے ملے مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلا شبہ آپ نے گورمکھی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹیکل افسری (بلوچستان)

لکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی۔ کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اگر اللہ کو منظور ہے۔ تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دلچسپی ہو۔ تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے"

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے۔ کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو۔ اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سن کر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے۔ تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ آخیر تک اذان بھی سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا۔ تو وہاں سے اذان کی صدا آئی تھی۔ کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اس وقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا۔ اور حیران تھا۔ کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب و معنے سے باخبر ہو گیا۔ تو انکی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم۔ اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہو۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے۔ اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے (فاضل سکھ مذہب)
ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول۔ توگل والا ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلا شبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن حمید کی تلاوت بلا ناغہ

KHILAFAT LIBRARY

کرنے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے۔ جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہوبہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کے ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ انہوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کی ہے میری دلی دعا ہے۔ کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر خانپور ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق کیلئے نور خدا کا چشمہ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا ہے۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ یہ (Ohenhant) میں حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے ایدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کرکے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹھہ چھینہ ڈاک خانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں۔ کہ "میں آپکے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کرکے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کار نمایاں کی، اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر سنگرور ریاست جیند

سے لکھتے ہیں۔ کہ :۔ شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کرکے گورمکھی دان لوگوں پر ایک بڑا احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو انیت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون سنگ کو منگوا کر دیا ہے خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے"

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کیساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسکا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگ سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۲ء کے انک میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کیساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے" نور ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے"

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

صرف دو روپے (عہ)

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۱۲۸، کاغذ ڈمی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نکتہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے عہ محصولڈاک ۱۴ر۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

ملیریا سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں

آج کل ملیریا بخار کا موسم ہے۔ بلا شبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ در گور بنا دیتا ہے۔ اکسیر البدن اس موذی بیماری سے آپ کو محفوظ رکھے گی۔ اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کر کے آپ کو تنو مند بنائیگی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہے۔ تو اُسے بھی فی الفور دور کر کے آپکو زور آور بنائیگی۔ جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ کیلئے اس کے گرویدہ ہو گئے۔ کیونکہ ان پر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ دل میں نئی اُمنگ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر پر ختم ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کوہائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں"۔

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند ابتدائی موتیابند۔ وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سی قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے اُن کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب اُن کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں"۔ اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا دل کی دھڑکن سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے"۔ "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اثبات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفاء ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اے ایر اہزد وبیڑی

آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں - کہ "میں نے بارہا "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی ہے - میں اس کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے - یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہے - میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی - اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی - آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے - اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے - ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقع دیں"۔

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے - اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے - جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو - ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے - قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں - اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں - تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دُور کرکے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے - اور بدبوئے دہن کو دُور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے - قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے - ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بینظیر تحفہ ہے - مفرح دل - اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے - بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد - دل ہر وقت دھڑکتا - سر چکراتا - آنکھوں میں اندھیرا آتا اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے - بے چینی - گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو - کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو - جسم میں سخت کمزوری ہو - اس کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمتِ غیر مترقبہ ہے - اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا - ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے - قیمت پانچ روپے - محصولڈاک علاوہ ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ - بدہضمی - کمی بھوک - درد شکم - اپھارہ - باد گولہ - پیٹ کا گڑگڑانا - کھٹی ڈکاریں - جی کا متلانا - قے - جگر و تلی کا بڑھ جانا - سر چکرانا - کرم شکم - اسہال - ریاح - کھانسی - دمہ کے لئے تیر بہدف ہے - دودھ - گھی - مکھن - بالائی - انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے - دماغ - حافظہ ذہن کو تقویت دیتی - کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے - قیمت دو روپے محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے - پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ - اگر آپ کا معدہ صاف ہے - تو سمجھو - کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں - ورنہ یہ امر مسلمہ ہے - کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے - ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو - تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے - کہ ناک میں دم آجاتا ہے - یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے - اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو - تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے - اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے - قبض کشا گولیاں کیا ہیں - گویا معدہ کی جھاڑو ہیں - ان کا دائمی استعمال سمجھو - کہ صحت کا بیمہ ہے - ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے - محصولڈاک علاوہ ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بڑی بلا ہے - علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے - بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے - پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی - قیمت بمقصد کوئی دو روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں - یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے - سر میں درد - چہرہ زرد - طبیعت سرد ہاتھ پاؤں پھوے ہوئے - دل اکتایا ہوا - بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے - ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے - اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی - تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے - محصولڈاک علاوہ ۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب تھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں - کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی - اس سے اس حد تک فائدہ ہوا - کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی - اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو - تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے - وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں - اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے - ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے - جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے - جس طرح لاحول سے شیطان - اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجیئے - اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیئے - دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ - محصولڈاک علاوہ ۔

KHILAFAT LIBRARY

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جس میں ہندوؤں کے کل عقاید۔ وید سمرن پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا۔ (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ سری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہانِ اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۸ محصولڈاک علاوہ ؛

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار۔ (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سوئر کے روپ میں۔ (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ ؛

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا۔ اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار، اور سیاست، وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے ؛

ضرورت ہے۔ کہ اس مجرّب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے ؛

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک مہدی ایک آنہ ؛

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (عـ۲/۹) محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ: مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

Regd: L 2595. رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار | Regd. L. No. 2595

نور

یهدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

ہر ماہ کی ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پروپرائٹر سردار محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
ششماہی " " ۱ روپیہ ۱۲ آنے
سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے
" امراء " ۵ روپے
" ممالک غیر سے صرف
۸ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء مطابق ۷ رجب ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶

KHILAFAT LIBRARY

فرض آپ سے کیا چاہتا ہے؟

عیسائیوں نے اپنی انجیل مقدس کا دنیا کی نو سو زبانوں میں سے آٹھ سو پچھتر زبانوں میں ترجمہ کر کے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا ہے اور پچیس زبانیں بھی ایسی بچی ہیں جن کی تاحال انجیل تیار نہیں ہوئی برخلاف اس کے ہمارا یہ دعویٰ بلکہ حق الیقین ہے کہ قرآن مجید آخری سماوی کتاب ہے اور اسی کے ساتھ ہی دنیا کی نجات وابستہ ہے مگر آؤ ہم سوچیں کہ ہم نے اس آخری آسمانی صحیفہ جس کے ساتھ دنیا کی نجات وابستہ ہے اس کو دنیا کی گتنی زبانوں میں ترجمہ کر کے لوگوں تک پہونچایا اس وقت مارے شرم کے میرا سر جھک جاتا ہے اور میں ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں، جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اور تو اور ہم ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی فرقان حمید کا ترجمہ نہیں کر سکے باوجود بیمار اور پھر بے زر اور بے بس ہونے کے اسی ندامت نے مجھے اس بات کیلئے ابھارا کہ میں قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ کروں چنانچہ وہ طبع ہو کر گورمکھی دان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ بھی چکا اور انہیں نہال کر رہا ہے اور اسی جذبہ نے مجھے فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کیلئے آمادہ کیا جو الحمد للہ زیر طبع ہے اور انشاء اللہ بہت جلد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا اور اسی دینی خلش نے باوجود قدم قدم پر روکوں کے مجھے اس بات کیلئے آمادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت مختلف زبانوں میں طبع ہو کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جانی چاہیئے تاکہ دنیا کے اس محسن عظیم کے متعلق جو بعض لوگوں نے غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں وہ دور ہو جائیں اور اس بلند بالا شخصیت کو ناواقف لوگ بہتر سمجھ سکیں چنانچہ گورمکھی سیرت زیر تصنیف ہے جو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ ایکماہ تک مکمل ہو جائیگی اور میرا یقین ہے کہ مختلف زبانوں میں آنحضرت صلعم کی سیرت شائع ہونے سے جو آئے روز اغیار کی طرف سے رسالت مآب کی ذات مقدس پر حملے ہوتے رہتے ہیں وہ نہ صرف رک جائینگے بلکہ انشاء اللہ عقیدت سے بدل جائینگے، یہ وہ اہم کام تھے جن کی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی اور یہ اکیلے آدمی کا کام نہیں تھا بلکہ ایسے عظیم الشان کاموں کیلئے قوم کی متفقہ کوشش اور توجہ کی ضرورت تھی مگر کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے ان عظیم الشان کارہائے نمایاں کا بوجھ خاکسار نے اپنے نحیف کندھوں پر اٹھایا اس کیلئے میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا، صرف اسقدر کہ آپ نور کی توسیع اشاعت کیلئے خاص توجہ سے کام لیں اور اپنے وقت پر نور کا وی پی وصول فرما لیا کریں تو میں سمجھونگا کہ آپ کی طرف سے یہ بھی ایک طرح سے اس کار خیر میں مدد ہی ہو رہی ہے کیونکہ اسوقت نور کا فنڈ تقریباً پانصد روپے کا مقروض ہے اور آپکا توسیع اشاعت میں حصہ لینا اور وی پی وصول فرمانے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں نور کے مالی بوجھ سے کسی حد تک بے فکر ہو کر اپنی توجہ قرآن مجید کے ہندی ترجمہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی طرف بہتر رنگ میں دے سکوں گا ٭

ضروری اطلاع

اس اخبار کے صفحہ ۲ و ۳ کی درمیان جو ضمیمہ ہے اُسے آپ ضرور ملاحظہ فرمائیے -

منیجر نور

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا ٭

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم ط

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہندو

مجھے دکھ ہوتا ہے، جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض عاقبت نااندیش ہندو یا آریہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی یا گستاخی سے کام لیتے ہیں، معقول اور مہذب نکتہ چینی کا دروازہ بند نہیں۔ مگر نکتہ چینی نکتہ چینی میں فرق ہے۔ یہ حد سے بڑھی ہوئی گستاخی، سوء ادبی یا بھونڈی قسم کی خوردہ گیری کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں آزردگی۔ کشیدگی اور تنفر بڑھ رہا ہے اس ذہنیت کی موجودگی میں یہ خیال کرنا کہ ہندوستان کے کبھی بھلے دن بھی آئیں گے۔ ایں خیال است محال است وجنوں۔ یہ تو چاند کو پکڑنا اور صحرا میں مچھلی کا شکار کرنا ہے، ہندوؤں نے رنگیلا رسول اور اس قسم کی اور کئی ایک دل آزار کتابیں لکھیں اگر مسلمان چاہتے تو ترکی بترکی اس کا جواب دے سکتے تھے۔ وہ بھی رنگیلا کرشن وغیرہ لکھ سکتے تھے، مگر نہیں کسی بزرگ کی شان مبارک میں برا بھلا کہنا یا لکھنا، قرآن مجید نے اس کے متعلق مسلمانوں کی زبانیں بند کردیں اور قلم توڑ دئے ہیں، قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ یعنی ہر ایک قوم کیلئے ہادی یا رہبر آئے ہیں اس لئے مسلمانوں کا معقول پسند طبقہ شری کرشن اور رامچندر وغیرہ کے متعلق بھی حسن ظنی رکھتا ہے کہ یہ بزرگان کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی ہو کر آئے ہونگے، مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہادی دنیا کی ہدایت کیلئے آئے اور کیا تعجب کہ انہی بزرگان ذی شان کے زمرہ میں یہ حضرات بھی ہوں کیونکہ بغیر خوبی کے کسی کی اتنی قبولیت نہیں ہو سکتی لہٰذا اگر مسلمان لکھیں بھی تو کن کے برخلاف ان کے جن کو وہ اپنا بزرگ سمجھتے ہیں اگر ہندو صاحبان اپنی کتب مقدسہ کا مطالعہ کریں تو انہیں کئی ایک ایسی مفید باتیں مل سکیں گی یا مل سکتی ہیں جو انہیں مسلمانوں کے بہت قریب لا سکتی ہیں اور اس آئے روز کی جھک جھک، بک بک کا تدارک ہو سکتا ہے چنانچہ بھوشیہ پران کھنڈ تین شلوک ۵/۲۷ میں یہ لکھا ہے۔ "اتنے میں ایک اچاریہ (گورو) محامد (محمد صلعم) کے نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو (دیوتاؤں کا دیوتا یعنی سب سے بڑا دیوتا) کو پنچ گویہ سے ملے ہوئے پانی کے ساتھ اشنان کرایا۔ اور چندن وغیرہ سے اس کی پوجا کر کے من میں ایشور سے پرارتھنا (دعا) کی۔ بھوج راج بولا۔ عرب دیش کے باسی (ملک عرب کے رہنے والے) پاربتی کے ناتھ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاوند) تجھ کو میرا نمسکار (سلام) ہو ہے ایشور کے اتینت پیارے بھگت (محبوب خدا) تجھ کو میرا بار بار نمسکار ہو تو مجھ کو اپنی سیوا (خدمت) میں آیا ہوا بھگت جان۔ اسی طرح راجہ کے بچن (قول) کو سُنکر محامد (شری محمد جی مہاراج) نے راجہ کو اشیرباد (دعا) دی اور کہا۔ راجہ ایشور (خدا) تیرا کلیان کرینگے (مرادیں برلائیں گے) اب غور کیجئے اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک صاف الفاظ میں ہے اور حضور پرنور کو مہادیو کے نام سے پکارا گیا ہے یعنی سب سے بڑا دیوتا۔ اور انہیں خداوند تعالیٰ کا محبوب ظاہر کیا گیا ہے اور ان کے سامنے ادب سے سلام کیا گیا ہے۔ کیا یہ باتیں مزید کسی تشریح کی محتاج ہیں اس تعلیم کی موجودگی میں رسالت مآب کی شان مبارک میں بے ادبی سے کام لینا کہاں تک بجا اور روا ہے، پھر اور لیجئے۔ بھوشیہ پران پرتی سرگ پرب" راجہ بھوج کو دیوتا کا سروپ بناکر خواب میں یہ بات بتلائی کہ ایسے لوگوں کو جنکا ختنہ کیا گیا ہو، چوٹی نہ رکھتا ہو، لمبی داڑھی والا، بانگ دینے والا میرا آدمی ہوگا۔ اگر ایسا آدمی ہندوستان میں آئے تو اُسے بے روک ٹوک ہندوستان میں آنے دینا چاہیئے اور سب جگہ پھرنے دینا چاہیئے"۔ یہ اقتباس بھی کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرے آریہ دوست یہ کہیں کہ ہم پرانوں کے قائل نہیں۔ اول تو انہیں ایسا نہیں کہنا چاہیئے، کیونکہ آخر پران بھی تو انہیں کے بزرگوں کے بنائے ہوئے ہیں، کسی مسلمان نے تو بنائے نہیں۔ پھر عذر ہو تو کیوں مگر جہاں بہانہ بسیار والا معاملہ اور میں نہ مانوں والی بات ہو تو اس کا کیا علاج بہرحال ویدوں سے تو آریہ سماج وغیرہ کو فرار یا اجتناب نہ ہونا چاہیئے۔ ویدوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما گائی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "وہ ہر مقدس رسم کا مربی رعد والا، نہایت تعریف کیا گیا اندر، قلعوں کا توڑنے والا، جوان عقیل، بے انداز قوت کا پیدا کیا گیا۔ تو نے اے پتھر رکھنے والے کے گایوں سے مالا مال گڑھے کو پھاڑا، یہ دیوتا دبائے ہوئے تیرے پہلو میں آئے اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی، اُنہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی۔ جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے۔ جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کہیں کثرت سے عطیے آتے ہیں" (سام وید دوسرا حصہ باب پنجم فصل اول پرپاٹھک بستم صفحہ ۱۲۵ مترجمہ بابو پیارے لال صاحب زمیندار بروٹھ۔ مطبوعہ ودیا ساگر پریس بروٹھ ضلع علی گڑھ) اب اس جگہ اس منتر میں جتنی تعریفیں کی گئی ہیں وہ سب حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو بہو چسپاں ہوتی ہیں، مثلاً نہایت تعریف کیا گیا، یہ ترجمہ ہے آپ کے نام مبارک محمدؐ کا، اور محمدؐ کے معنی ہی ہیں "بہت تعریف کیا گیا" اور پھر پتھر رکھنے والا کر کے جو پکارا گیا ہے یہ آپ کے حجر اسود کے نصب کرنے کی طرف صریح اشارہ ہے اور یہ ایسا تاریخی واقعہ ہے کہ جس سے سب مؤرخ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان یکساں اتفاق کرتے ہیں، گڑھا کھودنے والا، اس سے مراد خندق کا کھودنا ہے۔ یہ بھی حضور پرنور کے متعلق اور تاریخ دانوں کی نزدیک خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان، مسلّم ہے۔ چنانچہ ۵ھ ہجری میں جب ابوسفیان دس ہزار کے لشکر جرار سے مدینہ پر حملہ آور ہوا، اور شہر کے یہودی بھی سب عہد و پیمان توڑ کر دشمن کے حامی ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کی حفاظت کیلئے ایک خندق کھدوائی۔ غرضیکہ اس مذکورۃ الصدر منتر میں جس قدر آنے والے مہارشی کے علامات اور نشانات بتلائے گئے ہیں وہ سب رسالت مآب پر ہی چسپاں ہوتے ہیں اور حضور پرنور ہی اس کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ اب کیا ہندو صاحبان پر خواہ وہ آریہ ہوں یا سناتنی یہ واجب ہے کہ وہ

ایسے جگت گورو اور مہارشی کے حق میں بدگوئی سے کام لیں؟ اگر ان کے مسلّم گرنتھوں سے یہ مسلمہ حوالے بھی اُن سے کوئی اپیل نہیں کر سکتے، تو پھر کم از کم اُنہیں یہی سوچنا چاہیئے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بہت بلند ہے اور کروڑہا مخلوق کے قلوب ان کی عزت اور احترام سے لبریز ہیں۔ اور آج بھی بڑے بڑے بادشاہ حضور کا نام مبارک سُنکر تخت سے اتر پڑتے ہیں۔ پھر ایسی بلند بالا ہستی کی شان میں گستاخی سے کام لینا یہ کہاں کی دوراندیشی اور عقلمندی ہے۔ اگر یہ معقول وجوہات بھی میرے ہندو بھائیوں پر کوئی اثر نہیں کر سکتیں تو انہیں کم از کم ہندوستان کے امن پر ہی رحم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہندوستان کا امن بہت حد تک اس بات سے وابستہ ہے کہ ہم اپنے ہمسایہ کے جذبات کا احترام کریں لڑائی جھگڑے اور آزردگی و کشیدگی کی بھی کوئی زندگی ہے ہندوستان کو جب کبھی سوراج ملا تو وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق سے ہی ملے گا۔ ہندو دوست اس بات کو لکھ رکھیں کہ وہ کبھی مسلمانوں کے دلوں کو دُکھا کر سوراج حاصل نہیں کر سکتے اگر ایسا سوراج ملا بھی، تو اس کی آج بھی خیر نہیں اور کل بھی نہیں اور ہندوستان کو جب بھی سوراج ملا وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق سے ہی مل سکیگا۔ خدا کرے میری ان باتوں پر جو سراسر ہندو صاحبان کی بھلائی اور خیر خواہی پر مبنی ہیں، ہندو صاحبان ٹھنڈے دل سے سوچیں اور اس پر عمل کریں تاکہ اس تیرہ خاکدان ہندوستان کے بھی بھلے دن آسکیں اور یہ جنت نشان بن سکے۔

شذرات

پردہ اور ہندو

بے پردگی کے تلخ نتائج سے آئے روز ہندو صاحبان دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہندو دوست یہ کہتے ہیں کہ پردہ عورت کیلئے ایک مصیبت ہے جس سے عورت قید ہو جاتی ہے، پھر ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ مصیبت یا قید خانہ (پردہ) مسلمان ہی اپنے ساتھ لائے ہیں" حالانکہ یہ بات قطعی غلط ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل بھی ہندوستان میں شرفاء کے ہاں پردہ رائج تھا، چنانچہ بالمیکی رامائن میں یہ درج ہے کہ "رامچندر کے ساتھ لڑائی میں راون کے مرنے کے بعد میدان جنگ میں اس کی بیوی مندودری آہ و زاری کرتی ہوئی کہتی ہے کہ "میں تمہاری رانی ہو کر اتنے لوگوں کے سامنے آئی ہوں، اے ناتھ آج یہ دیکھ کر بھی آپ کی غیرت جوش میں نہیں آتی" کیا یہ شہادت اس بات کا بین ثبوت نہیں ہے کہ ظہور اسلام سے بہت عرصہ پہلے بھی ہندو شرفاء کے ہاں پردہ ضروری تھا، ہندو دوستو! آپ نے بے پردگی کر کے بھی دیکھ لی اور اس کے تلخ نتائج بھی بھگتے اور بھگت رہے ہو۔ اب آپ بطور آزمائش ہی کچھ عرصہ کیلئے پردہ کرا کے بھی دیکھ لیں، پھر خود معلوم ہو جائے گا کہ دونوں میں سے امن کی راہ کونسی ہے اور پھر اب تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پردہ اسلامی رسم ہی نہیں بلکہ یہ ہندوستان میں اسلام کے ظہور سے پہلے بھی رائج تھا۔

KHILAFAT LIBRARY

کانگرس گئی

موجودہ حالات میں کچھ بعید نہیں کہ گاندھی جی کانگرس سے الگ ہو جائیں، گاندھی کے جانے سے کانگرس بھی چلی جائیگی۔ گاندھی کے بعد یا گاندھی کے بغیر کانگرس کیا ہے۔ ہندو مہاسبھا کا دوسرا روپ یا برات بغیر دولہا کے، یہ گاندھی کا ہی اثر تھا کہ اُنہوں نے کچھ مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر رکھا تھا اور بیرونی دنیا کے سامنے یہ کہا جاتا تھا کہ کانگرس ہندو اور مسلمانوں کی مشترکہ آواز ہے۔ مگر اب یہ بات نہیں رہے گی اور گاندھی کے بعد کانگرس کی آواز کا وہی حشر ہوگا، جو ہندو سبھا کی آواز کا ہو سکتا ہے اور یقیناً اس کے ساتھ ہندوستان کی ترقی کا قدم پچاس سال پیچھے جا پڑیگا۔ اور اس بنے بنائے کھیل بگاڑنے کے ذمہ دار حقیقتاً وہ لوگ ہیں جنہوں نے کانگرس کے برخلاف جھنڈا کھڑا کر کے کانگرس کو ہندو مہاسبھا کی ایک شاخ بنانا چاہا۔

کمیونل ایوارڈ کے بانی خود ہندو لیڈر ہیں

ایوارڈ انگریزی لفظ ہے اور جس کا مطلب یہ ہے ثالثی فیصلہ جب کوئی اپنا فیصلہ نہ کر سکے تو وہ ایک تیسرے آدمی کو اپنا ثالث مقرر کر لیتا ہے، جب ثالث کا یہ فیصلہ ہو جائے تو پھر یہ اس کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ ثالث کے فیصلہ کو منظور کرے، خواہ حق میں ہو یا خلاف۔ لندن میں گول میز کانفرنس کے موقعہ پر جب ہندوستان کے مختلف فرقوں کے نمائندوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تو مالوی جی اور گاندھی جی نے مسٹر میکڈانلڈ کو کہا کہ وہ ثالث بن جائیں اور فیصلہ کر دیں، جو فیصلہ بھی وہ کرینگے، گاندھی جی اور مالویہ جی اسے منظور کرینگے، گاندھی جی تو اس پر قائم رہے مگر مالویہ جی نے اس پر قائم رہنا ضروری نہیں سمجھا، اور مالویہ جی کمیونل ایوارڈ کے برخلاف جتنی بھی آواز بلند کرینگے یہ اتنا ہی مضبوط ہوگا، اب بھی وقت ہے مالویہ جی سنبھل جائیں۔

قبطی اور مسلمان

ہندوستان میں ہندوؤں کے مقابلہ میں جو پوزیشن مسلمانوں کی ہے مصر میں مسلمانوں کے مقابلہ میں وہی پوزیشن قبطیوں کی تھی۔ مگر زغلول پاشا مرحوم نے نہایت عقلمندی سے کام لیا اور قبطیوں کے مطالبات کو منظور کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مصر ترقی کے میدان میں ہندوستان سے بہت آگے ہے اور ہندوستان زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے ؎

یاران تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

خدا کرے ہندو دوست مسلمانوں کے واجبی مطالبات کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کریں تاکہ ہندوستان کو بھی اچھے دن نصیب ہو سکیں۔

ہندو مستورات کا جائز مطالبہ

۳۰ ستمبر کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "۲۴ ستمبر کو وومن لیگ کے زیر اہتمام سارسوت بھون میں مسز بنوت لعل کی صدارت میں دیویوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ وراثت شادی اور بچوں کی سرپرستی کے متعلق عورتوں پر جو پابندیاں ہیں انہیں دور کیا جائے" ہندو صاحبان کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں عورتوں کو بڑے حقوق دئے گئے ہیں

اگر ایسا ہوتا تو ہندو عورتوں کو یہ مطالبات پیش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہندو شاستروں نے نہ باپ کے گھر سے، اور نہ ہی خاوند کے گھر سے بیچاری عورتوں کے لئے کوئی حصہ ... رکھا، اور تو اور تلسی رامائن نے عورتوں کے لئے یہاں تک لکھا ہے کہ ؎

ڈھول گنوار شودر ار ناری
یہ سب تاڑن کہ ہتکاری

اب میں اس کا ترجمہ نہیں کرنا چاہتا۔

KHILAFAT LIBRARY

کیا اب بھی مسلمانوں کو ہی الزام دو گے؟

۲ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ "ایک نوجوان عورت مسماۃ اندر کور جس کی شادی ایک شخص لالہ سیر انند سکنہ حافظ آباد سے دو سال پیشتر ہوئی تھی وہ خاوند کے ظلم سے بچنے کیلئے مسلمان ہوگئی"۔ جسقدر ہندو عورتیں مسلمان ہوتی ہیں اسکی تہ میں اکثر کر کے اس قسم کے واقعات ہی کام کر رہے ہوتے ہیں، مگر نام بدنام کیا جاتا ہے مسلمانوں کا کہ یہ اغوا کرتے ہیں ہندو دوستوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ان غلطیوں یا کمزوریوں کو دور کریں۔ یقیناً اس کے بعد اس قسم کے واقعات بہت کم ہو جائیں گے۔

بائیبل کی اشاعت

ایک تازہ ولایتی خبر ہے کہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی رپورٹ مظہر ہے کہ۔ اس سوسائٹی نے ساٹھ لاکھ ترانوے ہزار تین سو تین نسخے بائیبل کے تقسیم کئے، گویا سال زیر رپورٹ میں اس سے پہلے سال کی نسبت تین لاکھ اکتیس ہزار پانسو چھہتر نسخے زیادہ تقسیم ہوئے ہیں۔ سوسائٹی کی فہرست میں ترجمے کیلئے گیارہ زبانوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے نو زبانیں افریقہ کی ہیں۔ اس طرح سوسائٹی کی فہرست میں زبانوں کی کل تعداد چھ سو اٹھتر (۶۷۸) تک پہنچ گئی ہے"۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں بلکہ ایمان ہے کہ فرقان حمید خداوند تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اسی کتاب کی تعلیم پر چلنے سے دنیا کی نجات وابستہ ہے بتلائیے آپ لوگوں نے دنیا کی کتنی زبانوں میں فرقان کریم کا ترجمہ کیا۔ اور تو اور کیا ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی ہم تراجم کر سکے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ باوجود قدم قدم پر دشواریوں اور مشکلات کے خاکسار ایڈیٹر نور نے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ کیا جو الحمدللہ طبع ہو کر لوگوں کے ہاتھوں پہنچ بھی چکا ہے اور اپنا بہترین اثر دکھلا رہا ہے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہندی ترجمہ بھی زیر طبع ہے جو انشاء اللہ جلد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ دوستوں کا فرض تھا کہ وہ اس کار خیر میں میرا ہاتھ بٹاتے۔ مگر بھائیوں نے اس کار خیر کی طرف کہاں تک توجہ کی، اس کے لئے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس کا جواب میرے دوست اپنے دل سے لیں۔ کوئی خاص مدد تو درکنار، اگر میرے بھائی اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ وہ وقت پر اخبار کا وی پی وصول کر لیا کریں اور نور کی توسیع اشاعت کی طرف کچھ توجہ دیں تو میں سمجھوں گا کہ ایک طرح پر یہ بھی مدد ہی ہے کیونکہ پھر میں اخبار کے مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر قرآن مجید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی طرف توجہ دے سکوں گا۔

یہ غلط ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا

۱۶ر ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "کوئی آدمی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا"۔ یہ قطعی غلط ہے۔ دور کیوں جاؤ ہندوستان کی ہر ایک مردم شماری جو مسلمانوں کی تعداد میں اپنے ساتھ خاصہ اضافہ لاتی ہے بتلائیے اس وقت ہندوستان کے ہندوؤں کے سروں پر کونسی تلوار لٹک رہی ہے جس سے دہشت زدہ ہو کر وہ دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے ہیں، آج سے ستر سال قبل جو ہندوستان کی رف مردم شماری کی گئی۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد قریباً اڑھائی کروڑ تھی۔ اب ستر سال کے اندر اندر کونسا جابر مسلمان ہندوستان پر چڑھ کر آیا جسکی تلوار سے ساڑھے پانچ کروڑ کا مزید اضافہ ہو گیا۔ اگر شاہان اسلام اس معاملہ میں تلوار سے کام لیتے تو آج ایک بھی ہندو نظر نہ آتا۔ جیسا کہ آج ہندوستان میں ہندوؤں کے مقابلہ پر آج کوئی بھی بدھ نظر نہیں آرہا۔ اسلام کی یہ صاف تعلیم ہے۔ **لا اکراہ فی الدین**۔ یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ برخلاف اس کے یجروید منتر ۱۲ ادھیائے ۱۳ میں یہ لکھا ہے "اے راج پرش آپ دھرم کے مخالفوں کو آگ میں جلا ڈالیں"۔ بتلائیے اب دھرم کے معاملہ میں شمشیر زنی کی کون مذہب تعلیم دیتا ہے۔

اردو اور ہندی

ہم مسلمان اردو کے حامی تو ہیں اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہمارے مذہبی لٹریچر کا بیشتر حصہ اردو حروف اور اردو زبان میں ہے اگر اردو زبان کو کوئی نقصان پہنچا، تو یقیناً اس کا اثر ہمارے مذہبی لٹریچر پر بھی ضرور پڑیگا۔ مگر ہم عملی صورت میں کہاں تک زبان اردو کے مددگار ہیں، اس کے لئے میں کانفرنس گزٹ علی گڈھ میں ایک واقعہ پڑھ کر ششدر رہ گیا۔ جو اس طرح ہے کہ "آگرہ یونیورسٹی نے بریلی کالج کو اس بات کی اجازت دی کہ حامیان ہندی اور حامیان اردو اگر پانچ پانچ ہزار روپیہ جمع کر لیں تو کالج میں ہندی اور اردو کی ایم۔ اے کلاس کھول دی جائے، حامیان ہندی نے فی الفور پانچ ہزار روپیہ جمع کر دیا، اور ہندی کی ایم۔ اے کلاس بریلی کالج میں قائم ہوگئی۔ مگر حامیان اردو ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق بن کر ایسے بے خبر سوئے کہ کروٹ بھی نہ بدلی۔ حالانکہ بریلی میں دولتمند مسلمان رؤسا کی تعداد زیادہ ہے۔ ایک ایک مسلمان رئیس کو بہت آسانی سے ایک وقت میں پانچہزار روپیہ دینے کی مقدرت ہے"۔ اب اس پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے، اگر مسلمانوں کا یہی لیل و نہار رہا تو بیچارے اردو کی آج بھی خیر نہیں اور کل بھی نہیں۔ وقت ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں ورنہ بعد میں تو صرف لکیر پیٹنا ہی رہ جائیگا۔

اچھوت اقوام اور مسلمان

میں اس کے متعلق بارہا لکھ چکا ہوں کہ ہندوستان میں اچھوت کہلانے والوں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے اگرچہ ہندو ان پر بہت ڈورے ڈال رہے ہیں مگر عملی رنگ میں ایسی صورت ہے کہ "وار دل سو گز پھاڑوں نہ ایک گز"۔ ہاں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کر سکتا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی بھی اس طرف کوئی

KHILAFAT LIBRARY

خاص توجہ نہیں ہے اگر مسلمان ہمت سے کام لیں تو ان سات یا آٹھ کروڑ کہلانے والے اچھوتوں کو بآسانی اپنے اندر لے سکتے ہیں اور کئی ایک وجوہ سے ضرورت ہے کہ ان کی طرف جلد اور موثر توجہ دی جائے۔ اول یہ کہ بعض حالات میں ان کہلانے والے اچھوتوں کو باوجود انسان ہونے کے حیوانوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنا اور انہیں چاہ ذلالت سے نکالنا یقیناً بہترین کار خیر ہے اور دوم آنے والے زمانہ میں وہی قوم برسر اقتدار رہے گی، جو تعداد میں زیادہ ہوگی۔ اور پھر آج جو کام ایک پیسے میں ہو سکتا ہے، وقت گزر جانے کے بعد شاید پھر وہ ایک روپے میں بھی نہ ہو سکے۔

تبلیغی فنڈ

سردار میہاں سنگھ صاحب ایک کاپی قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ معہ محصول ڈاک عہ ۱۴؍۔ سردار کرتار سنگھ صاحب ایک کاپی معہ محصول ڈاک عہ ۱۴؍۔ سردار رنگ سنگھ صاحب ایک کاپی معہ محصول ڈاک عہ ۱۴؍۔ بھائی نند سنگھ صاحب ایک کاپی معہ محصول ڈاک عہ ۱۴؍۔ بھائی ہرنام سنگھ صاحب موضع ڈاک خانہ راجپورہ ایک کاپی معہ محصول ڈاک عہ ۱۴؍ میزان للعہ ۵

جمع للعہ ۵ باقی ۲۶؍۲

یہ فنڈ تبلیغی نقطہ خیال سے جس قدر مفید ثابت ہو رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس تبلیغی فنڈ کے ذریعہ جس بہترین رنگ میں سکھ اور ہندو گورمکھی دان فرقان حمید کی مقدس تعلیم اور بہترین گیان وعرفان سے مالامال ہو رہے ہیں وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ سچ پوچھو تو اس فنڈ نے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا، اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھلیگا۔ ساٹھ کے قریب خواہشمندوں کی درخواستیں دفتر میں آئی پڑی ہیں فنڈ کم ہے دوستوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے، اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر برکت اور ثواب رکھتی ہے مگر مخلوق خدا کو فرقان حمید کے برکات سے سرفراز کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے اور پھر مخلوق بھی وہ جس کے کانوں میں آجتک ہماری ہی سستی کی وجہ سے فرقان کریم کی مقدس تعلیم کی بھنک تک نہ پڑی تھی بلکہ الٹا غلط فہمی کی وجہ سے قرآن حمید کی تعلیم کو ہوا سمجھتی تھی، اور اب اس سے آگاہ ہو کر دل وجان سے اس پر گرویدہ ہو رہی ہے غور کیجئے اس سے بڑھکر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے۔ لہذا آپ کو اس کار خیر میں دامے، درمے قدمے، سخنے ضرور حصہ لینا چاہیئے۔

نور کا نمونہ

بعض دوستوں کو نور کا ہمدرد اور خیرخواہ جان کر کچھ عرصہ سے نور بطور نمونہ انکی خدمت میں ارسال ہو رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ انہوں نے نور کو ضرور پسند کیا ہوگا۔ کیونکہ جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ مجھے امید ہے کہ ایسے مہربان نہ صرف خود ہی ایسے مجاہد پرچہ کی خریداری قبول فرمائینگے بلکہ نور کی توسیع اشاعت میں بھی خاص سعی سے کام لیں گے، کیونکہ نور کا دائرہ اشاعت جسقدر وسیع ہوگا گویا اسی قدر اشاعت اسلام کا میدان وسیع ہوگا۔ اور پھر وہ کون سے نور کے خریدار ہونگے جن سے ایک دو دوست نہ ہوں اور انہیں نور کی توسیع اشاعت کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کردیں صرف توجہ کی ضرورت ہے

نور پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے

جناب چوہدری عزیز اللہ صاحب بلڈر وزیرآباد سے لکھتے ہیں کہ آپ نے اخبار کو بہت حد تک تبدیل کر کے پہلے کی نسبت بہت زیادہ مفید بنالیا ہے اس لئے میں ایک سال کا چندہ انشاء اللہ ماہ اکتوبر یا نومبر میں ارسال کرونگا خاطر جمع فرمائیں۔ نور میں اب کسقدر نمایاں تبدیلی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے میرے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ؎ عیاں راچہ بیاں۔

میں آپکی ہر ایک تحریر کو مبنی بر صداقت سمجھتا ہوں

جناب سید غلام صفدر صاحب احمدی خوردہ ضلع پوری سے لکھتے ہیں کہ "مکرم ومعظم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے اخبار میں ایک نسخہ چہرے پر لگانے کا پوڈر درج ہے، اگر آپ نسخہ مذکور کو خود تیار کر کے روانہ کرسکیں تو مہربانی ہوگی۔ اور میں آپ کی ہر ایک تحریر کو مبنی بر صداقت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے آپ کے کارخانہ کی تیار شدہ ایک دو ادویہ کے استعمال سے راستی ظاہر ہو گئی ہے ؎

آزمودہ را آزمودن جہل است

یہ نسخہ بالکل صحیح ہے اور نور اپنے پرچہ میں کوئی ایسا نسخہ درج نہیں کرتا جس پر اسے ذرا بھی شبہ ہو، لہذا دوستوں کو چاہیئے کہ بے تکلف اسے تیار کریں اور اسکے فوائد سے مستفیض ہوں اگر کم از کم بارہ آدمیوں کی درخواستیں پہنچ جائیں تو یہ چہرے پر لگانے کا پوڈر کارخانہ بھی تیار کر سکتا ہے

غیر ممالک کے خریدار توجہ فرمائیں

افریقہ وغیرہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جاسکتا وہاں کے دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی قیمتیں براہ کرم بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں، نہ صرف یہی کہ یہ بھائی اپنی قیمتیں ہی جلد بھیجیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی نور کا خریدار بنائیں، وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں نور جیسے مجاہد پرچہ کی خریداری کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کردیں اگر اللہ تعالی توفیق دے تو اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام نور کے پرچے مفت جاری کروائیے، کیونکہ جتنی کثرت کے ساتھ یہ پرچہ سکھوں اور آریوں کے ہاتھوں میں پہنچے گا، انشاء اللہ تبلیغ اسلام کیلئے اتنا ہی راستہ صاف ہوگا نور کی تبلیغی اہمیت کے اپنے تو اپنے بلکہ بیگانے تک بھی معترف ہیں کہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کے ادا کرنے والا ہندوستان بھر میں نور ایک ہی پرچہ ہے، ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔

ضروری اعلان

محمود علی حسین پسر بابو فیروز علی صاحب مرحوم کا چونکہ رویہ اچھا نہیں اور وہ قادیان سے باہر کراچی کی طرف چلا گیا ہے کوئی احمدی دوست اسکے دھوکہ میں نہ آئیں اور کسی قسم کا روپیہ اسے نہ دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

از الفضل ۷ اکتوبر

اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ خود ان کے ہم قوم بھی ان کے اس فعل کو اچھی نگاہوں سے نہ دیکھیں گے۔ اسلئے وہ اپنی اس قسم کی تمام لڑائیوں کو مذہبی لڑائی کے نام سے مشہور کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آج بھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ بالکل اسی قسم کی کوششیں ہوا کرتی ہیں اور ہندو مسلمان لیڈر محض اپنی چند سیاسی اغراض کو پورا کرنے یا حکومت کے دربار میں تھوڑی عزت حاصل کرنے کی خاطر مذہب کے نام پر دونوں قوموں کو لڑایا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک اسلام کی تعلیم کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جس سے خونریزی اور جنگ کی تعلیم ملتی ہو۔ اور محمد صاحب نے جو مذہب اسلام کے پیغمبر اور بانی تھے سوائے انتہائی مجبوری کی حالت میں کبھی جنگ کو جائز نہیں رکھا۔ خود محمد صاحب کی حیات میں مسلمانوں کو کئی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے صرف اسوقت تلوار اٹھائی جب وہ لڑنے پر بالکل مجبور کر دیئے گئے۔ اور اس وقت اگر وہ نہ لڑتے تو یقینی طور پر وہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتے۔ محمد صاحب کے زمانہ میں جتنی لڑائیاں بھی ہوئیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے۔ جس میں پہل مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہو۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان حالات میں کوئی بزدل شخص بھی جنگ سے باز نہ رہ سکتا تھا۔ ابتدائی زمانہ کی چند لڑائیوں کے بعد جن میں مسلمانوں کی فوج کی قلت اور سامان کی کمی کے باوجود اپنے حملہ آور دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ محمد صاحب نے جن شرطوں کے ساتھ ان سے صلح کی وہ حیرت انگیز ہے۔ ان حالات کو پڑھ کر اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ جس مہاتما کو یورپ کے مورخوں نے جنگ اور خونریزی کا شائق مشہور کیا ہے۔ وہ کس قدر امن و صلح کا عاشق تھا۔ مسلمان دو لڑائیوں میں فتح یاب ہو چکے تھے۔ اب ان کی تعداد بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ ابتدائی فتوحات نے ان کے دل بڑھا دیئے تھے۔ اور اب انھیں آئندہ لڑائیوں میں شکست کھانے کا کوئی اندیشہ باقی نہ تھا۔

پھر بھی محمد صاحب نے خود اپنی طرف سے اپنے دشمنوں کو صلح کا پیغام بھیجا اور جب وہ لوگ آمادہ ہوئے تو سادہ کاغذ ان کے حوالہ کر دیا کہ جو شرطیں وہ خود پسند کریں لکھ لیں۔ شرطیں لکھی گئیں۔ اور ان میں بعض ایسی تھیں کہ جن میں بظاہر اسلام اور اسلام کے بانی کی سبکی ہوتی تھی۔ لیکن محمد صاحب نے اسے بے تامل منظور کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان سے زیادہ صلح و امن کا خواہشمند کوئی نہیں۔ اور وہ کسی حالت میں بھی جنگ کو پسند نہیں کرتے۔

اسلام کی تعلیمات میں جنگ کرنے کی اجازت موجود ہے۔ لیکن اس حالت میں کہ جب حملہ دوسروں کی طرف سے ہو۔ اور مسلمانوں کو سختی کے ساتھ یہ حکم ملا ہے کہ تم اپنے دشمنوں پر اسی حد تک زیادتی کر سکتے ہو جتنی زیادتی انھوں نے تم پر کی ہو۔ اور صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ کر دے کہ تم اس حد سے آگے بڑھ جاؤ۔ میں نہیں سمجھتا اس سے زیادہ منصفانہ حکم اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور کتنی قومیں ہیں جو امن پسندی کے باوجود اس حد کو قائم رکھ اور رکھ سکتی ہیں۔ جہاں تک میں نے اندازہ کیا ہے محمد صاحب کی تلوار حق و انصاف کی تلوار تھی اور اسی بنا پر میرے دل میں ان کی سچی عزت اور عظمت ہے۔ (ماخوذ)

KHILAFAT LIBRARY

راجکماری کا قبول اسلام

اسلام دنیا کا واحد اور مکمل مذہب ہے

کلکتہ کی مشہور نومسلم خاتون محترمہ جاوید بانو بیگم صاحبہ جو بنگال کے ایک ہندو راجہ کی صاحبزادی ہیں۔ انھوں نے اعلیٰ تعلیم پائی ہے۔ آپ نے کامل تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ انھوں نے

مختصر طور پر اپنے قبول اسلام کی سرگزشت بیان کی ہے۔ جو درج ذیل ہے:-

برادران و ہمشیرگان اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ایک نومسلمہ ہوں میں ایک سچے اور عالمگیر مذہب اسلام کو پا کر بہت ہی خوش ہوتی ہوں۔ میرا دل خوشی سے لبریز ہے۔ اور میری دلی آرزو ہے کہ میں ہر انسان سے جس تک میری رسائی ہو اپنے آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ تعلیمات کا ذکر کروں۔

شاید آپ میرے تجربات کا مختصر خلاصہ جو مجھے تحقیقات مذاہب کے سلسلہ میں پیش آئے سنکر مسرور ہوں گے۔ میں ہندو والدین کے گھر میں پیدا ہوئی لیکن ہماری پرورش بالکل عیسائی مذہب کے ماتحت ہوئی اور دراصل ہمیں ہندو مذہب کی مطلقاً کوئی واقفیت نہ تھی۔ جس میں کہ ہم پیدا ہوئے میں نے ۱۹۲۴ء میں مذہب اور فلسفہ کا وسیع طور پر مطالعہ شروع کیا۔ میں ان کا مطالعہ ایک عالم اور فاضل بننے کے لئے نہ کرتی تھی۔ بلکہ تحقیقات مذاہب میرا منشاء تھا۔ میرے دل میں خداوند تعالیٰ کی ایک مخلص اور صادق انسان کی طرح عبادت کرنے کی تڑپ پیدا ہوتی تھی۔ میں نے بدھ مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائیت جو سمجھنے میں نہایت سیدھی معلوم ہوتی اس طرف رجوع کیا۔ اور میں نے جلد ہی عیسائی پادریوں سے تعارف پیدا کر لیا۔ تاہم مجھے کوئی راستہ ایسا نہ ملا۔ جس میں دور حاضر میں احکام عیسائیت کی ایک صادق متبع بن جاؤں، گو بڑے بڑے دلائل اور راہیں پیش کئے جاتے تھے۔ لیکن میں عیسائی گرجوں کی لاتعداد فرقہ بندیوں میں ذاتی اغراض اور شخصی مطلب براری کے سوا اور کچھ نہ دیکھ سکی۔ اور بالکل ناامید ہو کر دوبارہ ہندو مذہب میں چلی گئی کیونکہ وہ ویدوں کا فلسفہ ایک ایسے قلب کے لئے۔ جو مذاہب کی کمزوریوں سے مضطرب اور متنفر ہو چکا ہو ایک کافی دوائی سہارا تھا

KHILAFAT LIBRARY

تاریخ خالصہ

یا

پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)
[سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۳ / اکتوبر ۱۹۳۴ء]

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات اور بعد کے حالات

مہاراجہ دلیپ سنگھ کو ایک دفعہ پنجاب میں آنے کی اجازت دی گئی مگر سکھوں نے اس کی آمد پر غیر معمولی خوشی کا مظاہرہ کیا اس لئے عدن سے اس کو واپس انگلستان لے گئے وہاں سے وہ ایک دفعہ ملک روس میں چلا گیا لیکن انگریزی سلطنت کے سوا کہیں اپنا ٹھکانا نہ دیکھا، ۱۹۲۳ء تک کوئی فرد بشر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد میں سے باقی نہیں رہا ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے سکھوں کی حکومت مسلمانانِ پنجاب کیلئے خدا کے غضب کی صورت میں نازل ہوئی تھی، تا کہ ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے
نہد ملک در پنجہ ظالمے

اس عرصہ میں جو مصائب و آلام مسلمانوں نے نہیں دیکھے تھے وہ بھی دیکھ لئے، لاہور کی آبادی ایک تہائی سے بھی کم رہ گئی اکثر شریف گھرانے ترک وطن کر کے ہندوستان میں جا کر آباد ہو گئے لیکن انگریزی حکومت خدا تعالیٰ کی رحمت کی شکل میں پنجاب میں آئی، اور مسلمانوں کی کشتی جو بھنور میں پھنسی ہوئی تھی صحیح و سلامت کنارے پر آ لگی، انگریزی قبضے کے ہوتے ہی مذہبی آزادی کا اعلان کیا گیا، مساجد میں آزادی سے اذانیں ہونے لگیں اور مسلمان اسلامی احکام پر بلا خوف و خطر عمل پیرا ہونے لگے، ان کے جان و مال محفوظ ہو گئے اور ان کی عزت قابل احترام سمجھی گئی، گائے کا ذبح کرنا جو سکھوں کے زمانے میں ایک سنگین جرم تھا، ایک جائز فعل قرار دیا گیا، لیکن باوجود اس بات کے کہ پنجاب میں انگریزی راج مدت سے قائم ہو چکا ہے، بعض علاقے ایسے ہیں، جہاں سکھوں کی غالب آبادی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے اذان دینا ممکن نہیں بہر حال مسلمانوں کو سرکار انگریزی کا ممنون و مشکور ہونا چاہئے، کہ جس کے زمانے میں وہ امن و امان کی زندگی بسر کر رہے اور اپنے مذہب کے احکام پر عمل کر رہے ہیں۔

موجودہ دور۔ اصلاحات۔ اور سکھ صاحبان

اب پنجاب میں ایک نیا دور شروع ہوا ہے اور اسی سال کی انگریزی حکومت کے بعد پنجاب کو پھر اپنے پر آپ حکومت کرنے کا موقع دیا گیا ہے، وزیر اعظم انگلستان کی طرف سے صوبجاتی خود مختاری کا اعلان عنقریب ہونے والا ہے اور پنجاب میں فرقہ وارانہ حکومت کی داغ بیل ڈالی جانیوالی ہے پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی چھپن فی صدی ہے اور باقی چوتالیس فی صدی میں سکھ، ہندو، عیسائی اور دیگر ادنے اقوام شامل ہیں، مسلمانوں کو ۵۲ فی صدی نشستیں آئندہ نظام حکومت میں دی جانے کا فیصلہ ہوا ہے، لیکن افسوس ہے کہ سکھ صاحبان کمیونل ایوارڈ یعنی فرقہ وارانہ تصفیے کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت دیکھیں، ان کا خیال ہے کہ مسلمان اکثریت کی وجہ سے پنجاب میں اسلامی حکومت قائم کریں گے جو سکھوں کیلئے سخت نقصان دہ ہوگی، ہمارے نزدیک سکھوں کی یہ خام خیالی ہے کہ وہ ایسا گمان کرتے ہیں، فرقہ دار حکومتوں میں دوسرے فرقوں کا لحاظ رکھنا ایک لازمی اور لابدی اصول ہوتا ہے، ورنہ حکومت ایک دن کیلئے بھی نہیں چل سکتی، مسلمان سکھوں اور ہندوؤں کے حقوق کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکیں گے، اور اگر وہ کرنا بھی چاہیں تو ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں اور ہندو اکثریت میں، مسلمان اپنے بھائیوں کو دوسرے صوبوں میں تباہ نہیں کرا سکتے، پس آئندہ نظام حکومت میں ایک فرقے کا لحاظ رکھنا دوسرے فرقے کیلئے از بس ضروری ہوگا، اس وقت سکھ صاحبان غیر معمولی رنگ میں ہندوؤں کے زیر اثر ہیں حالانکہ کئی بار یہ اثر انہیں بہت ہی مہنگا پڑ چکا ہے اور تاریخ سے بیسیوں مثالیں ایسی مل سکتی ہیں، اب بھی وقت ہے کہ سکھ صاحبان اپنے نفع و نقصان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنے مستقبل کو اور گرد و پیش کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں، ان کا دعویٰ کہ پنجاب ان کا آبائی ورثہ ہے، اور چند سال حکومت سے ان کا حق بن گیا ہے غلط ہے اگر سکھوں نے مسلمانوں کی کمزوری اور خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر ایک وقت میں اپنی چند روزہ حکومت قائم کر لی تھی تو اس سے ان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے، کہ وہ ہر حالت میں یہی طریق اختیار کر سکتے ہیں، مسلمان حق کے طرفدار ہیں، اور حق کی حمایت میں ہر ممکن قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں، سکھ انگریزوں سے شکست اٹھا چکے ہیں، اور اب وہ ایک محکوم کی حیثیت رکھتے ہیں مسلمانوں کی پوزیشن بھی یہی ہے، دونوں محکوم ہیں لیکن ایک کو دوسرے پر تعداد کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہے اور اسی اصول کی بنا پر موجودہ طرز حکومت وجود میں آنے والی ہے، حاکم چاہتے ہیں کہ اپنی رعایا کو حکومت خود اختیاری کے فرائض سونپ دیں، اور اب یہ ہو کر رہیگا کسی قوم کی بلاوجہ مخالفت کام نہیں آ سکے گی، اور اگر سکھ صاحبان کو یہ خیال ہو کہ مذہبی روایات کی بنا پر پنجاب ان کا ہے تو وہ امر بھی ان کے لئے جائے فخر نہیں، سکھ دھرم کی بنا اگر پنجاب میں پڑی اور سکھوں کے گرو پنجاب میں ہوتے رہے ہیں تو کیا مسلمانوں کے بڑے بڑے صوفیاء جن پر لاکھوں مسلمانوں کو ناز ہے اسی سرزمین پنجاب میں نہیں ہوئے ہیں، لاہور پاک پٹن۔ ملتان۔ اوچ۔ سرہند۔ دہلی ایسے شہر ہیں جہاں مسلمانوں کے بزرگ آرام کی نیند سو رہے ہیں اور لاکھوں عقیدتمندان کے مزاروں پر عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں اگر سکھوں کی زیارت گاہیں ان کے پولیٹیکل حقوق کی سند بن سکتی ہیں تو کیوں مسلمان اولیاء کی زیارت گاہیں ان کے پولیٹیکل حقوق کی سند نہیں بن سکتیں، الغرض مسلمان ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ پنجاب میں صرف مسلمان ہی رہیں اور باقی قومیں نہ رہیں، بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی رہیں اور سکھ اور ہندو بھی رہیں، پس ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ پنجاب ہم سب کا ہے اور ہم سب پنجابی ہیں، آؤ ہم سب مل کر پنجاب کو ایسا قطعہ بنا دیں جو سارے ہندوستان کیلئے باعث فخر اور مایۂ ناز ہو اور پنجاب کی تقلید ہندوستان کے باقی سب صوبے کریں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ختم

KHILAFAT LIBRARY

چودھری ظفر اللہ خاں کی حمایت

میں

زمینداران سیالکوٹ گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کا جلسہ

مورخہ ۲۰ ستمبر کو بمقام بدوملہی جو کہ اضلاع سیالکوٹ، گوجرانوالہ شیخوپورہ کے بہت سے علاقہ کیلئے ایک مرکزی جگہ ہے جناب چوہدری غلام حیدر خانصاحب رئیس بانی مدرسہ غلام حیدر مسلم ہائی سکول بدوملہی کی کوٹھی پر بصدارت جناب چوہدری محمد اسماعیل خاں صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ورئیس کھیوا ان ہر سہ اضلاع کے معزز مسلمان زمینداران کا جس میں تینوں اضلاع کے نمائندگان شامل تھے جلسہ ہوا اور باتفاق رائے حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ اس بیہودہ اور بے معنی ایجی ٹیشن کو جو جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقرری مجلس انتظامیہ وائسرائے ہند کے برخلاف چند شوریدہ سر آدمیوں نے جن کو احراری کہتے ہیں جاری کر رکھا ہے نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

(محرک) چودھری غلام حیدر خاں صاحب بدوملہی۔

(موئد) چودھری سلطان علی خاں صاحب پنشنر پولیس بدوملہی ضلع سیالکوٹ و چودھری محمد صفدر خاں صاحب رئیس جھنتہ سوجا ضلع شیخوپورہ۔

(۲) یہ جلسہ اس بات کو بڑے زور سے پیش کرنا چاہتا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب ہماری زمیندارہ برادری میں ایک درخشندہ گوہر ہیں، اور جملہ زمینداران پنجاب کے بہترین نمائندہ ہونیکی قابلیت رکھتے ہیں، اور تمام زمینداران پنجاب ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں، اور جہاں تک سیاسیات کا تعلق ہے ہم اس میں اپنے مذہبی عقائد کے اختلافات کو دخل دینا نہیں چاہتے، اور چودھری صاحب موصوف باوجود قادیانی عقائد رکھنے کے ہماری ساری برادری میں ایسے ہر دلعزیز ہیں کہ ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

(محرک) چودھری فتح دین صاحب ذیلدار و رئیس مدوکا ہوال ضلع سیالکوٹ،

(موئید) چودھری سردار خاں صاحب رئیس میرووال، ضلع شیخوپورہ۔

(۳) یہ جلسہ جو کہ ہر سہ اضلاع کے صحیح نمائندگان پر مشتمل ہے اور دراصل تمام زمینداران پنجاب کا ترجمان ہے گورنمنٹ سے پر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بے معنی شور سے ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہو اور جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی تقرری فرما کر ہم جملہ مسلمان زمینداران پنجاب کو ممنونیت کا موقع دیوے کیونکہ زمینداران پنجاب کا نمائندہ ان سے بہتر نہیں ہو سکتا،

(محرک) چوہدری محمد انور خاں صاحب انور بی-اے ایل-ایل بی پلیڈر شیخوپورہ

(موئید) چوہدری نصیر احمد صاحب بی-اے بدوملہی و چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب رئیس و پریذیڈنٹ کمیٹی بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

(۴) یہ جلسہ مجلس احرار کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس شرارت آمیز پروپیگنڈے سے باز آئے اور ہمارے ہر دلعزیز لیڈر کے خلاف جو شورش اس نے برپا کر رکھی ہے اسے فوراً بند کر دے ورنہ اس سے مسلمان زمینداروں میں شہری اور دیہاتی تفریق کی وجہ سے ایک نیا فتنہ پیدا ہوگا، اور اہل دیہات کا بے پناہ سیلاب ایسے زور سے اُٹھیگا کہ اس کی روک تھام مشکل ہوگی۔

(محرک) جناب چودھری غلام رسول خاں صاحب رئیس گھڑیال کلاں ضلع شیخوپورہ۔ (موئید) چودھری عشرت علی خانصاحب رئیس کالی ضلع گوجرانوالہ و چودھری محمد بشیر اللہ خاں صاحب رئیس سوہاوہ ضلع گوجرانوالہ۔

(۵) یہ جلسہ پریذیڈنٹ صاحب کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اس جلسہ کی کارروائی کی ایک ایک نقل جناب وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیجدیوے اور نیز بغرض اشاعت مختلف اخبارات میں طبع کرا دیوے۔ (نامہ نگار)

منگرول میں ذبح بقر کیخلاف شرارت

کاٹھیاواڑ ایجنسی میں منگرول ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے جس پر ایک نہایت باخدا، پرہیزگار اور بزرگ مسلمان رئیس کی حکومت ہے، ریاست کی آبادی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے عنصر تقریباً مساوی ہیں، اور ان کے تعلقات ہمیشہ سے خوشگوار چلے آتے تھے، لیکن کچھ مدت گزری باہر کے چند مفسدہ پرداز جینی ہندو ریاست میں داخل ہوئے، جنہوں نے محض بنظر شرارت اس ریاست میں ذبح گاؤ کے خلاف شورش پیدا کر دی نواب صاحب منگرول کی مسلمان رعایا زیادہ تر غریب ہے اور یہ لوگ بکرے کا گوشت خریدنے کی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے ہمیشہ گائے کا گوشت استعمال کرتے ہیں اور وہ بھی اسقدر کم کہ مذبوحہ گایوں کی تعداد ایک راس روزانہ سے زیادہ نہیں ہوتی، ریاست کے ہندو ان حقائق سے باخبر ہیں اور اُنہوں نے کبھی ذبح گاؤ سے تعرض نہیں کیا یہ صرف بیرونی شورش پسندوں کی شرارت ہے جو ریاست کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کر رہے ہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمسایہ ریاستوں کی رعایا کو بھی اس پر اُکسایا جا رہا ہے کہ نواب صاحب منگرول پر دباؤ ڈالنے کا ہر ممکن طریقہ اختیار کریں، یہاں تک کہ وہ ذبح بقر کو اپنی ریاست میں بالکل ممنوع قرار دے دیں۔

اس شورش کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ آج سے کوئی دو سال پیشتر ریاست منگرول میں ذبح گائے کے خلاف اس قسم کا پروپیگنڈا شروع کیا گیا تھا، اور فتنہ انگیزوں نے اس شورش کو یہانتک بڑھا دیا تھا کہ سارے ہندوستان میں منگرول کے ذبح بقر کے خلاف احتجاجی جلسے منعقد ہوئے، اور ایجنٹ گورنر جنرل اور وائسرائے کی خدمت میں عرضداشتیں بھی بھیجی گئیں، وائسرائے نے اس مسئلہ میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا، اس پر فتنہ پردازوں نے ایوان والیان ریاست کے چانسلر کو متاثر کرنے کی کوشش کی اور ایک دفعہ پھر وائسرائے ہی کو ایک عرضداشت بھیجی، لیکن ان لوگوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی، اُنہوں نے بہت وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا، اور ایک شخص پنڈت رام چندر شرما نے ریاست منگرول میں ذبح گاؤ کو بند کرانے کے لئے ایک "مرن برت" کا اعلان کر دیا، جب اس پنڈت کے برت پر بیس دن گزر گئے گاندھی جی نے مداخلت کی اور پنڈت رام چندر شرما کو یقین دلایا کہ آپ نے جس مقصد کیلئے برت رکھا ہے اس کیلئے ہر قسم کی جدوجہد کی جائے گی لیکن آپ برت توڑ دیجئے، پنڈت جی نے گاندھی جی کا مشورہ قبول نہ کیا اور

اپنا برت جاری رکھا۔

لیکن ایک نہایت عجیب و غریب بات یہ ہوئی کہ جب برت پر چوبیس دن گذر چکے تو پنڈت رام چندر نے اپنا برت خود بخود توڑ دیا اور اخباروں میں اعلان کر دیا کہ نواب صاحب منگرول نے چونکہ ہمارے منشا کے مطابق مندر میں ذبیح بقر کا حکم دے دیا ہے اس لئے برت کا مقصد پورا ہو گیا۔ حالانکہ یہ صریح غلط بیانی تھی، اور محض موت سے بچنے کے لئے یہ ڈھنگ اختیار کیا گیا تھا۔ جب یہ خبر بمبئی کے گجراتی اخبار "جنم بھومی" میں شائع ہوئی، تو منگرول کے پبلسٹی افسر نے فوراً اس کی تردید شائع کرا دی۔

لیکن جب سے گاندھی جی نے اس معاملہ میں دخل دینے اور ذبح گاؤ کے خلاف جد وجہد کرنے کا وعدہ کیا ہے منگرول کے شورش پسند لوگوں کے حوصلے بہت بلند ہو رہے ہیں اور مسلمانان ریاست اس پر سخت تشویش واضطراب کا اظہار کر رہے ہیں اس لئے کہ اگر گاندھی جیسے رہنما نے ایک اسلامی ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت شروع کر دی تو یہ بہت بڑی فتنہ انگیزی ہوگی۔ اور ہندوؤں کے حوصلے انہیں ان کو صرف منگرول پر قناعت نہ کرنے دینگے ظاہر ہے کہ اس کے اقدام کا نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا۔ ہم مسلمانوں کی طرف سے گاندھی جی کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے ریاست منگرول کے معاملات میں "دخل در معقولات" کا ارتکاب کیا تو مسلمان اس کو سخت ناپسند کرینگے ہمارے خیال میں اسلامی انجمنوں کو اس قسم کی قرار دادیں منظور کر کے گاندھی کے پاس بھیجنی چاہئیں اور تمام اسلامی اخبارات کو گاندھی کے ان عزائم کے شدت سے احتجاج کرنا چاہئے۔ (ماخوذ)

ترجمۃ القرآن اور ہندوستان

پہلی صدی ہجری میں اسلام حدود ہندوستان میں داخل ہوا اور مسلمان مسلسل آجتک اس ملک میں موجود ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے بہت جلد اپنی شہنشاہی بھی قائم کر لی اور ہندوستان کے ہر ایک صوبے اور گوشے میں وہ پھیل گئے۔ مسلمانوں نے اس ملک میں بڑے بڑے شہر و قصبے اور بے شمار چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد کیں، طویل نہریں نکالیں، دریاؤں کے پل بنائے جابجا قلعے اور خوبصورت محلات تعمیر کئے، سکّہ ایک - بازار اور میلے لگائے، خوبصورت لباس، شائستہ اخلاق اور سنجیدہ معاشرت سے اس ملک کے باشندوں کو آشنا کیا، ہر ملک میں مسلمانوں کی سرداری و برتری کے آثار اور ہر حصہ ملک میں ان کی حکمرانی و فرمانروائی کے نشانات موجود ہیں۔ لیکن یہ بات حیرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تالیف وتصنیف اور ترجمہ کردہ کتابوں کے انبار عظیم میں جو زیادہ تر تاریخ اور تصوف وطب وفقہ وقصص واشعار وغیرہ پر مشتمل ہے، تفسیر القرآن کے متعلق مشکل ہی سے کوئی کتاب نظر آئیگی جس ملک میں چھ سات سو سال تک مسلمانوں کی فرمانروائی رہی ہو

جس ملک میں پندرہ پندرہ سلسلیں قرآن و حدیث ہی سے تعلق کے عالم میں گزر چکی ہوں، اور جس ملک میں دو اڑھائی سو سال تک تو وہ چنگیزی اور مغلیہ اسلامی کا مجموعہ قانون شریعت اسلامی کے ہمہ وقت متوازی شاہی درباروں، شاہی محکموں، شاہی اہلکاروں، صوبہ داروں سپہ سالاروں اور امیروں کی معاشرت و اخلاق کا زیر عمل آئین رہ چکا، اور عوام میں کافی رسوخ و قبولیت حاصل کر کے آئین اسلامی کے ساتھ گھل مل چکا ہو اور جس ملک میں نفس پرست پیروں، خانقاہوں اور جاہ طلب امیروں کے وظیفہ خوار اور زرینہ طلب ملاؤں کو عوام کی نگاہوں میں شریعت پناہی کا مرتبہ حاصل ہو اور جہاں فقہاء کے اقوال و فتاوی کو نصوص صریحہ قطعیہ کا مرتبہ دیکر قرآن و حدیث سے فائق و برتر قرار دیدیا گیا ہو، وہاں کے مسلمانوں میں اگر آج تک ابھی ایسے علمائے دین کہلانے والے موجود ہوں، جو درس قرآن کو مضرت رساں خیال کریں تو تعجب کی کونسی بات ہے، آج مسلمان مرتے سکتے، اپنی بے کسی و بے بسی اور اپنی ذلت و نکبت پر خدائے تعالیٰ کی جناب میں شکوے کرتے اور اپنے آپ کو مستحق الطاف الٰہی یقین کرتے اور تائید خداوندی و نصرت الٰہیہ سے اپنے آپ کو محروم دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے ہیں، وہ اتنا نہیں سوچتے کہ انہوں نے اسلام کی کیسی درگت بنائی اور کلام الٰہی کو کس طرح بے کار و معطل اور ناقابل التفات چیز قرار دے کر خدائے تعالیٰ سے بغاوت اختیار رکھی ہے ؎

خواہی کہ شوی شیفتہ تو برتو شود عیاں + بیکدم منافقانہ نشیں وکتاب خویش

ہندوستان کے ہر گوشے میں مسلمانوں کو یہ احساس ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اصلاح و فلاح کا انحصار صرف اس چیز پر ہے کہ وہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو جائیں اور قرآن مجید ہی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں، اور عروۃ وثقی کو مضبوطی سے پکڑ لیں چنانچہ اسی چند سال کے عرصہ میں بہت سے اردو ترجمے بہت سی اردو تفسیریں شائع ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، جن میں بعض یقیناً قابل تعریف اور بیحد مفید ہیں، حیدر آباد دکن میں سُنا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنے کیلئے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے، شمالی ہند میں یہ کام بحمد اللہ کسی نہ کسی رنگ میں جاری اور مثمر ثمرات ہو رہا ہے اگر یہ سلسلہ اسی رفتار سے جاری رہا تو اس ملک میں مسلمانوں کا مستقبل یقیناً قابل اطمینان اور شاندار ہے، چاہے چشم ظاہربین کو کچھ اور ہی نظر آرہا ہو، نزول قرآن کے وقت بھی شیطان نے مخالفت میں بڑے زور لگائے تھے، آج بھی شیطان اگر قرآن مجید کے خلاف زور لگائے اور اپنی ذریت کو مسلح کر کے میدان میں لائے تو گھبرانے اور مایوس ہونے کا کوئی موقعہ نہیں جس طرح یہ لعین رجیم و مردود پہلے خائب و خاسر و نامراد رہا تھا، اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ناکام و نامراد رہیگا، والعاقبت للمتقین -

مسلمانوں میں جس طرح اور بہت سے غلط اور غیر اسلامی عقیدے اسلامی جامہ پہنکر داخل ہو گئے ہیں، اسی طرح ایک یہ خیال نہ صرف جاہلوں بلکہ اکثر پڑھے لکھے اور عالم کہلانے والے لوگوں میں بھی شائع ہو کر راسخ ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کا سمجھنا یعنی عربی زبان جانتے اور قرآن مجید کا مفہوم سمجھتے ہوئے بھی آیات قرآنی کے مطالب سے واقف ہو کر قرآن مجید سے فائدہ اُٹھانا بے دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اور کوئی بہت ہی بڑا جید عالم جو تمام بڑی بڑی تفسیروں کا بالاستیعاب مطالعہ کر چکا ہو مشکل ہی سے کسی آیت کے صحیح مفہوم سے آشنا ہو سکتا ہے متوسط درجہ کے مولوی یا کسی پڑھے لکھے شخص کا کیا حوصلہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا مطلب سمجھ سکے اور کسی عقیدے کی تائید یا تردید میں کوئی آیت پیش کر سکے، اس غلط اور گمراہ کن عقیدہ کی ہمہ گیری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب لوگوں کو کسی مسئلہ کی نسبت کچھ تحقیق کرتے ہوئے قرآن مجید کی کسی آیت کے تلاش کرنے کا خیال تک نہیں آتا، میں نے خود بعض مولویوں کی زبان سے یہ سنا ہے کہ ہندوستان بھر میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں جو قرآن شریف کو سمجھ سکے، ایک صاحب نے سر منبر وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس انیس علوم کی سند تکمیل نہ ہو، وہ قرآن مجید سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، انیس علوم میں کامل ہو جانے کے بعد بھی اس شرط کا پورا کرنا لازمی بتایا کہ وہ کسی پیر کامل کا باقاعدہ مرید ہو اور وہ پیر کامل اس مرید کامل یعنی انیس علوم کے ماہر کامل کو قرآن مجید پر تدبر کرنے اور قرآن مجید کے معانی لوگوں کو سمجھانے کی اجازت دے تو وہ درس قرآن دے سکتا ہے، آپ سمجھے! قرآن مجید کی ...

... ستان میں بڑا پُر منفعت پیشہ ثابت ہوا ہے) غارت نہ ہو جائے *

KHILAFAT LIBRARY

اسلام اور ویدک دھرم میں عورت کا درجہ

"آریہ مسافر" ۲۳ ستمبر نے اسلام میں عورت کے درجہ پر بحث کی ہے، جو معاصر "فاروق" کے کسی پرانے مضمون "ویدک دھرم میں عورت کا درجہ" کے جواب میں معلوم ہوتی ہے لیکن بجائے اس کے کہ ویدک دھرم میں عورت کے درجہ کی وضاحت کی جاتی اور معاصر "فاروق" کے پیش کردہ ویدک دھرم کے احکام کا جواب دیا جاتا اسلام پر بے معنی اعتراضات کئے گئے ہیں۔

ایک ضمنی بات۔ ان اعتراضات کا جواب دینے سے ایک ضمنی بات کا پیش کردینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا "آریہ مسافر" لکھتا ہے۔ "احمدی شرما نہ تو ایک لفظ ہندی کا اور نہ سنسکرت کا جانتا ہے، مگر اعتراض ویدک دھرم پر کرنے کیلئے دوڑتا ہے اس نے اپنی کم علمی کی وجہ سے جو اعتراضات اس مضمون میں کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔"

مطلب یہ کہ جو شخص ہندی اور سنسکرت نہ جانتا ہو اسے ویدک دھرم پر اعتراضات کرنے کا کوئی حق نہیں اور اگر وہ اعتراض کرے تو وہ غلط ہونگے۔ لیکن کیا وہ ازراہ نوازش بتائے گا کہ جو شخص عربی اور فارسی کا ایک لفظ بھی نہ جاننے کے باوجود اسلام پر اعتراض کرے اس کے متعلق وہ کیا کہیگا اگر "آریہ مسافر" کے پیشکردہ اصل کی بنا پر "احمدی شرما" ویدک دھرم پر اعتراضات کرنے میں حق بجانب نہیں قرار دیئے جا سکتے، تو پنڈت دیانندجی کو اسلام پر اعتراض کرنے کا کیا حق تھا، جبکہ وہ نہ صرف عربی اور فارسی کا ایک لفظ نہ جانتے تھے بلکہ اردو سے بھی بے بہرہ تھے۔

عورت کو کھیت سے تشبیہہ۔ "آریہ مسافر" نے بہت بڑا اعتراض یہ کیا ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عورت کو جو درجہ عطا کیا ہے وہ بہت ناقص ہے، مثال کے طور پر قرآن شریف میں عورتوں کو مردوں کی مملوکہ ظاہر کیا گیا ہے (ترجمہ) عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، جاؤ ان کے پاس جس وقت اور جس طرف سے چاہو۔"

قطع نظر اس سے کہ جو ترجمہ قرآن کریم کی آیت نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کا پیش کیا گیا ہے جو آرین جہالت کا کھلا کھلا ثبوت ہے، سوال یہ ہے کہ عورت کو کھیت سے تشبیہہ دینے میں اس کا درجہ ناقص کیوں ہوگیا کیا کھیت کو دنیا میں ذلیل اور حقیر چیز سمجھا جاتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو عورت کو اس مناسبت سے کہ اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے، کھانے پینے کی چیزیں پیدا کرنے والے کھیت سے تشبیہہ دینا اس کے درجہ کو گھٹانا نہیں بلکہ بہت اہم قرار دینا ہے۔

اسلامی تعلیم سے "آریہ مسافر" کا ناواقف ہونا تو ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے، اپنے دھرم کے متعلق بھی اس کی جہالت حد سے بڑھی ہوئی ہے، مثلاً جس بات پر اس نے اعتراض کیا ہے اور جسے اسلام میں عورت کے درجہ کو ناقص ثابت کرنے کیلئے اس نے پیش کیا ہے وہ بعینہٖ اسی رنگ میں ویدک دھرم کے مہرشی دیانندجی بیان کرچکے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"جو کوئی اس بیش قیمت چیز کو بیگانی عورت، رنڈی یا بُرے مردوں کی صحبت میں کھوتے ہیں وے بڑے بے عقل ہوتے ہیں، کیونکہ کسان یا مالی جاہل ہوکر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوا کہیں بیج نہیں بوتے، جبکہ معمولی بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے تو جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو بُرے کھیت میں کھوتا ہے وہ بھاری بیوقوف کہلاتا ہے کیونکہ اس کا پھل سبکو نہیں ملتا۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵)

پھر اور دیکھئے ہندو دھرم کا سب سے بڑا مقنن منوجی جن کی کاسہ لیسی دیانندجی نے کی ہے عورت کو کھیت سے تشبیہہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"جس طرح گھوڑا، اونٹ، لونڈی، بھینس، بکری، بھیڑ انہوں میں بچہ پیدا کرنے والے کا مالک بچہ کو نہیں پاتا اسی طرح دوسرے کی عورت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا، دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا، دوسرے کی گؤ میں دوسرے کا بیل بچھڑا پیدا کرے تو گئو کا مالک ان بچھڑوں کو پاتا ہے اور بیل کا نطفہ بے فائدہ جاتا ہے، اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والے کا مطلب کرتا ہے آپ پھل کو نہیں پاتا ہے۔" (منوادھیائے ۹ شلوک ۴۸ تا ۵۱)

پس جو بات ویدک دھرم میں بھی پائی جاتی ہے اس پر اعتراض کرنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ یا تو "آریہ مسافر" کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں یا اس نے دیدہ دانستہ اس خیال سے اعتراض کردیا کہ ویدک دھرم کی اندرونی چھان بین کون کرتا پھریگا، دونوں حالتوں میں اس کی حرکت قابل شرم ہے۔

بدکاری کی سزا۔ "آریہ مسافر" نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ "آپ کا خدا قرآن شریف میں آپ کو تعلیم دیتا ہے کہ اگر کوئی عورت بدکاری کرے تو اسے خوب پیٹو، اور گھر میں قید رکھو حتیٰ کہ وہ مرجائے، یہاں تو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اگر عورت بدکاری کرے تو اس کو مر دو ماریے لیکن اگر خاوند بدکاری کرے تو اس کو عورت کیوں نہ جوتی لگائے اور تاحیات قید رکھے کیا اب بھی آپ نہ مانیں گے کہ عورت کو اسلام میں غلاموں کی طرح مانا گیا ہے۔"

کوئی شریف اور باغیرت انسان بدکار عورت کو اسکی بدکاری کی پاداش میں سزا دینے کے خلاف کسی رنگ میں اعتراض نہیں کرسکتا، لیکن "آریہ مسافر" کے مہاشہ جی ہیں کہ اس کے متعلق بڑے افسوس کا اظہار کررہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام نے بدکار عورت کو سزا دینے کا حکم دے کر اسے غلاموں کی طرح مانا ہے ان حالات میں کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آریہ صاحبان بدکار عورتوں کو کسی قسم کی سرزنش کرنا ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں اور بدکاری کو روکنے کیلئے کسی رنگ میں سزا دینے کے حق میں ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو خیر لیکن اگر کوئی باغیرت آریہ یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی آریہ عورت کھلے بندوں بدکاری کرتی پھرے اور ضروری سمجھتا ہے کہ اسے سرزنش کی جائے تو پھر اسلام نے یہ حکم دے کر کونسا ظلم کردیا کہ بدکار عورت کو گھر میں بند رکھا جائے اور اسے سزا دی جائے، قرآن کریم کی جس آیت کی طرف "آریہ مسافر"

KHILAFAT LIBRARY

نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے :- والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتیٰ یتوفٰهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا والذان یاتینها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما ان الله کان توابا رحیما۔ یعنی جو عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں تو ان پر اپنے لوگوں میں سے چار کی گواہی لو، پس اگر وہ گواہ ان کی بدکاری کی تصدیق کریں تو سزا کے طور پر ایسی عورتوں کو گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے، یا اللہ ان کے لئے اور کوئی راستہ نکال دے یعنی ان کی اصلاح ہو جائے اور جو مرد تم میں سے بدکاری کے مرتکب ہوں ان کو بھی سزا دو، پھر اگر توبہ کریں اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں، تو ان سے زیادہ تعرض نہ کرو کیونکہ اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

بدکار مرد کو سزا۔ "آریہ مسافر" کو اعتراض تھا کہ عورت کی بدکاری پر تو سزا رکھی ہے، مگر عورت کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ مرد کے بدکار ہونے کی صورت میں اسے سزا دے۔ مگر اسے معلوم ہونا چاہیئے، کہ سزا دونوں کیلئے مقرر ہے جیسا کہ آیت مندرجہ بالا سے ثابت ہے اور سورۂ نور میں آتا ہے الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة کہ بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، پس اسلام میں عورت کی بدکاری پر بھی سزا کا حکم ہے اور مرد کی بدکاری پر بھی۔ باقی رہا بدکار مرد کی سزا کا اختیار عورت کو دینا، سو نہ مرد کو یہ اختیار ہے کہ بدکار عورت کو خود بخود شرعی سزا دے اور نہ عورت کو اختیار دیا گیا ہے کہ مرد کی بدکاری کی صورت میں وہ اسے سزا دے، سزا دینا دونوں صورتوں میں حکومت کا کام ہے، وہی اس بارے میں فیصلہ کر سکتی اور سزا دے سکتی ہے کیونکہ ہر شخص کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق دینا موجب فساد ہے اور اس سے بدامنی پیدا ہوتی ہے، پس اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں ان کے نفاذ کا اختیار حکومت کو دیا گیا ہے تا کہ وہ معاملہ کی تحقیقات کے بعد جو سزا مناسب سمجھے دے۔

اسلام کی انصاف پسندی۔ اسلام نے جہاں زانی اور زانیہ کیلئے سخت سزا کا حکم دیا ہے، وہاں اس بارے میں پوری طرح تحقیقات کرنے کا بھی ارشاد فرماتا ہے، اور کم از کم چار گواہوں کی چشم دید گواہی ضروری رکھی ہے ورنہ الزام لگانے والے کو قابل سزا قرار دیا ہے، پس بدکار عورتوں کے متعلق سزا کا حکم دینے سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا، کہ عورت کو اسلام میں غلاموں کی طرح مانا گیا ہے" بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کی عصمت کی حفاظت ضروری قرار دی ہے۔

عورتوں کا تبادلہ۔ "آریہ مسافر" نے ایک اور اعتراض یہ کیا ہے کہ "اسلام میں تو عورتوں کی تبدیلی کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً لکھا ہے اگر چاہو بدن ایک جورو کی جگہ ایک جورو کے اور دیا ہے، تم نے ایک کو ان میں سے ڈھیروں مال، بس مت لو اس میں سے کچھ، دوستو ذرا غور سے قرآن شریف کو پڑھو دیکھو تمہارا خدا عورتوں کے بدلے سٹہ کی بھی آگیا دیتا ہے، قرآن کریم کی آیت جس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے، یہ ہے وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واٰتیتم احدٰهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا یعنی اگر تمہارا ایک بیوی کو بدل کر اس کی جگہ دوسری لانے کا ہو تو گو تم نے پہلی عورت کو ڈھیروں مال دیا ہو اس سے واپس نہ لو، الفاظ واضح ہیں، حکم یہ دیا گیا ہے کہ ایک مرد اگر اپنی بیوی کو جائز وجوہ کی بناء پر علیحدہ کر کے اس کی جگہ دوسری عورت کو شادی کر کے لانا چاہے تو اسے یہ حق نہیں کہ پہلی بیوی کے پاس اس کا جو کچھ دیا ہوا مال ہو اس میں سے کوئی چیز واپس لے اسے "عورتوں کا سٹہ" قرار دینا "آریہ مسافر" کی مہاجنی ذہنیت اور دیانندی تہذیب کا ہی کرشمہ کہا جا سکتا ہے، اسلام نے ناموافق حالات میں عورت مرد کے علیحدہ ہو جانے اور شادی بیاہ کے متعلق تفصیلی احکام کھول کھول کر بیان کر دئے ہیں، مخالفین نے ان کے خلاف اعتراضات کرنے میں عمریں صرف کر دی ہیں اور اپنا سارا زور لگا چکے ہیں، مگر آج تک "عورتوں کا سٹہ" قرآن یا حدیث میں کسی کو نظر نہیں آیا، اور نہ کسی نے یہ کہا کہ قرآن میں ایک عورت دیکر دوسری لینا جائز رکھا گیا ہے، کہ اب آریہ معترض کو یہ بات سوجھی، اصل بات یہ ہے کہ جہالت اور اس کے ساتھ شرارت کا جو مادہ آریوں میں پایا جاتا ہے، وہ کسی اور میں کم ہی ہوگا، اس لئے آریہ جہالت اور شرارت کی انتہا کو پہنچکر ایسی ایسی باتیں بے دریغ کہہ دیتے ہیں، جنہیں معمولی انسانی عقل و سمجھ بھی دھکے دیتی ہے کون نہیں جانتا کہ ایک چیز کو ترک کر کے اس کی بجائے دوسری اختیار کرنا بدلنا کہلاتا ہے، ہمارے ایک دوست کی ٹوپی سخت میلی اور کہنہ ہو چکی ہے، ہم اسے کہتے ہیں، بندۂ خدا اب تو اسے بدل ڈالو، تو کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کسی کو یہ دیکر اس کی نئی ٹوپی لے لو، نہیں، بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ نئی ٹوپی خرید لو، اور اس کا استعمال چھوڑ دو، یا جب کوئی آریہ مہاشہ یہ کہے، کہ میں نے آج کپڑے بدلے ہیں تو کیا اس کا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے کپڑے کسی کو پہنا دیئے اور اس کے خود پہن لئے ہیں اگر نہیں تو پھر استبدال زوج کے متعلق کیوں ٹیڑھی راہ اختیار کی جاتی ہے اور عرف عام میں اس کا جو مطلب ہے اس سے گریز کیا جاتا ہے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت۔ پس "آریہ مسافر" کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اسلام نے عورت کو جو درجہ دیا ہے وہ بہت ناقص ہے اور کہ قرآن میں عورتوں کو مردوں کی مملوکہ ظاہر کیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے عورت کو اس کے اصل حقوق دیئے، اور روحانی مدارج میں مرد کے برابر قرار دیا چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یعمل من الصلحٰت من ذکر او انثیٰ وهو مومن فاولٰئک یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا۔ (پ ۵ سورہ نساء) جو نیک اعمال کریں خواہ مرد ہو یا عورت جنت میں داخل کئے جائیں گے، پھر فرمایا۔ ادخلوا الجنة انتم وازواجکم تحبرون (پ ۲۵ سورہ زخرف) یعنی تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ، پھر فرمایا۔ جنت عدن یدخلونها ومن صلح من اٰبائهم وازواجهم وذریٰتهم ہمیشہ اقامت کی جنتیں جن میں وہ اور ان کے صالح باپ اور بیویاں اور ذریت داخل ہوگی یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عورتوں کے نیک اعمال کے درجات بھی ویسے ہی ملیں گے جیسے مردوں کے۔

ضروری اطلاع خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ عدم تعمیل معاف، (منیجر نور)

KHILAFAT LIBRARY

وصایا

وصیت نمبر ۴۱۱۸

سید عبدالخالق ولد سید عبدالوہاب قوم سادات پیشہ ملازمت عمر تقریباً بیالیس سال تاریخ بیعت ۱۸۹۷ء ساکن کوسمبی ڈاکخانہ سونگڑہ تحصیل خاص ضلع کٹک اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸-۱-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت دو ایکڑ زمین اور ایک مکان ہے جس کی قیمت اس وقت کے لحاظ سے مبلغ بارہ سو پچاس بنتی ہے، میں آج مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۴ء مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں، سالانہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ جو قریباً دو من سولہ سیر بنتا ہے، اس کی قیمت ۱۹۳۵ء سے ہر سال داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت بصورت پنشن تین روپیہ تین آنہ اور بصورت ملازمت نو روپیہ کل بارہ روپیہ تین آنہ ماہوار ملتے ہیں، تا زیست میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے وقت علاوہ جائداد مذکورہ بالا کے اور جو کچھ متروکہ رقم یا جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی اگر میں کچھ رقم جائداد ہذا کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں وصیت کی مد میں کروں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد سید عبدالخالق احمدی موصی گواہ شد سید زین العابدین احمدی ساکن محی الدین پور، سونگڑہ برادر حقیقی گواہ شد عبدالوہاب پسر موصی احمدی گواہ شد سید اختر الدین احمد احمدی ساکن کوسمبی پرگنہ سونگڑہ سکرٹری وصایا انجمن احمدیہ سونگڑہ۔

وصیت نمبر ۴۱۴۰

منکہ رحمت اللہ ولد چانن شاہ قوم شیخ عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن ماہل پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹-۳-۳۴ وصیت کرتا ہوں:- میری اسوقت اڑھائی گھماؤں زمین موروث ہے، جس کے فروخت کرنے کا مجھے کوئی اختیار نہیں مگر میں اس کی آمدنی کا دسواں حصہ ششماہی بھیجتا رہونگا، لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں، بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت چھ روپے ماہوار بطور پنشن ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا، اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات علاوہ اس کے ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اور اگر روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۲۹-۳-۳۴ العبد رحمت اللہ بقلم خود، گواہ شد نظام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سینگڑی ضلع جالندھر، گواہ شد رشید احمد ولد علی بخش ساکن ماہل پور، ضلع ہوشیارپور بقلم خود ۲۹-۳-۳۴

وصیت نمبر ۴۱۵۳

چانن ولد بناں قوم شیخ عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن بنگہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نواں شہر، ضلع جالندھر، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸-۴-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری موجودہ جائداد ایک مکان خام رہائشی خود واقعہ قصبہ بنگہ ضلع جالندھر قیمتی تقریباً دو صد ۲۰۰ روپے کا ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو انشاء اللہ ادا کر دوں گا، اس کے علاوہ اور کوئی میری جائداد نہیں، اس وقت میری آمدنی کی کوئی صورت نہیں اور میرا گزارہ میرے لڑکے کے ذمہ ہے، مگر تاہم میں کچھ نہ کچھ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے ماہوار ادا کرتا رہونگا۔

نیز اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیاں ہوگی، فقط المرقوم ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء

نوٹ:- میری رہائش اس وقت ہوشیارپور میں ہے جس کا پتہ حسب ذیل ہے۔

شہر ہوشیارپور محلہ کشمیریاں متصل ہسپتال اڈا خانہ کوتوالی شیخ چانن شاہ بنگہ والا۔

العبد چانن مذکور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد عمردین ولد گلاب دین احمدی بقلم خود، گواہ شد فضل الدین احمدی جنگوی سکرٹری وصایا انجمن احمدیہ بنگہ

وصیت نمبر ۴۱۹۷

محمد رمضان ولد میاں عبدالغفار قوم ڈار عمر تقریباً ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن دولت نگر حال مقام گجرات ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۸-۳-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری جائداد کوئی نہیں ہے اس وقت میری ماہوار آمد -/-/۲۹ روپیہ ہے، میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد محمد رمضان پوسٹ مین ولد عبدالغفار سکنہ دولت نگر ضلع گجرات حال مقام گجرات محلہ کرم علی شاہ ۸-۳-۳۴ گواہ شد محمد اشرف گجراتی بقلم خود والد محمد رمضان موصی گواہ شد بقلم خود محمد ابراہیم پوسٹ مین لالہ موسیٰ برادر موصی۔

وصیت نمبر ۴۰۸۳

خوشی محمد ولد غلام محمد قوم وڑائچ عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء شادیوال طرف اچھر کے ڈاکخانہ تحصیل ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۳-۲-۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہوگی، اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد اس حصہ وصیت کی مد میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی داخل شدہ رقم حصہ وصیت میں سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد ہر دو قسم حسب ذیل ہے:-

اراضی قریباً لعہ کنال، مالیتی نرخ موجود الوقت الف ۱۰۰۰ اور مکان قیمتی مالیتی ۲۵۰ اور اسباب خانگی مالیتی ۳۰۰ روپیہ کے قریب ہے میری آمد اسوقت زمینداری پر ہے جو قریباً ۵ روپیہ ماہوار کے قریب ہوتی ہے میں اس کا ۱/۸ حصہ ادا کرتا رہوں گا ۲۳-۲-۳۴

العبد خوشی محمد موصی مذکور بقلم خود۔

گواہ شد عمر الدین امیر جماعت احمدیہ شادیوال

گواہ شد علی احمد ولد محمد الدین جٹ شادیوال۔

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں، میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا، وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں، آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا، لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے، قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں، مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے، اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے، بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا، میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خواہ کسی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے"

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی، بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے، جو سونے پر سہاگہ ہے، خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سر کشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ آخیر تک اذان سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا اس کے باہر ایک مسجد تھی جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر میں اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملا گالیاں نکالتا ہوگا، جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا کہ خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی۔ اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے، اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی۔اے (فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول توگل والا، ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی، کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں، مگر ان میں گنتی

KHILAFAT LIBRARY

کے ہی چند دوست ایسے ہونگے جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے، مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے، جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسی پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر خانپور (ریاست بہاولپور)

لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا، جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق کیلئے نور خدا کا چشمۂ فیض کھولدیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا ہے چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان۔ سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (Open fact) بین حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں، سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کرکے ایک پرادپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین۔"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی
از ڈھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا، اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے، اور خون پسینہ ایک کرکے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے، میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خاں

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے، جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کار نمایاں کی، اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر سنگرور ریاست جیند

لکھتے ہیں کہ :- شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لے کر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کرکے گورمکھی دان لوگوں پر ایک بڑا احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا۔" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" نور ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

(عہ)

صرف دو روپے

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۸۰، کاغذ دبیز اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے (عہ) محصولڈاک ۱۲/ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ :- منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

ملیریا سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں

آج کل ملیریا بخار کا موسم ہے۔ بلاشبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ اکسیر البدن اس موذی بیماری سے آپکو محفوظ رکھیگی اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرکے آپ کو تنومند بنائے گی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہے تو اُسے بھی فی الفور دور کرکے آپ کو زور آور بنائیگی۔ جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا وہ ہمیشہ کیلئے اس کے گرویدہ ہوگئے کیونکہ ان پر یہ ثابت ہوگیا کہ دل میں نئی اُمنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر پر ختم ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملیریا کی کمزوری دُور ہوگئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دُور ہوگئی۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (۲؍۸) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولٰنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے اُن کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہونچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیرِ اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بے چینی، سستی، اُداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی، استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے" "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدے کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایر ایر آبزرویٹری

KHILAFAT LIBRARY

آگرہ سے تحریر فرماتے کہ "میں نے بارہا "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی ہے، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی، اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں"

اکسیر لواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بد قسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے قیمت صرف تین روپے، محصول ڈاک علاوہ ؛

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے صرف ایک روپیہ، محصول ڈاک علاوہ ؛

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بینظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جو سر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی۔ گھبراہٹ، سستی، اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دے گا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے، محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باد گولہ پیٹ کا گڑ گڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ ؛

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے، کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایک سَو گولی کی قیمت صرف دو روپے (عمار) محصولڈاک علاوہ :

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے (عمار) محصولڈاک علاوہ ؛

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ ؛

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھمال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے، جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

KHILAFAT LIBRARY

"خانصاحب" کے خطاب سے نوازا ہے۔ "میر صاحب" براہِ یا "خانصاحب" بھلا میں اسے کیا سمجھوں۔ ہاں ایک ماہر ڈاکٹر کو جو اپنے فن میں یگانہ روزگار ہو اس کے لئے "خانصاحب" کے خطاب کی بجائے شمس الاطباء شفاء الملک یا حاذق الدہر کا خطاب زیادہ موزوں ہوتا بہر حال میں اپنے معزز بزرگ کو اس خانصاحب کے خطاب کیلئے مبارکباد عرض کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ بہت جلد اپنے فن کے ایسے ماہر خصوصی ڈاکٹر کو شفاء الملک کے خطاب سے سرفراز کرے گی۔

خدا کے لئے ان دو ماؤں سے بچایئے

گئو ماتا کی برکت سے اس ہندوستان میں جو آئے روز سر پھٹول ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک حیوان کی جگہ انسان کے خون سے جس بے دردی کے ساتھ ہاتھ رنگے جاتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ اب ۱۰ جنوری کا ملاپ راوی ہے کہ جناب گاندھی جی نے اب ی کو بھی ماتا کے لفظ سے نوازا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نئے خطاب نے زیادہ اہمیت حاصل کر لی تو کہیں گاندھی جی کے وا بنگان بکری کو بھی وہی درجہ نہ دے دیں جو آج ایک یا دوسری وجہ سے گائے کو دیا جا رہا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو پھر ہندوستان کی بدقسمتی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

سی پی کے ۷ لاکھ گونڈ عیسائی ہونیوالے ہیں

اچھوت اقوام کی ناگفتہ بہ حالت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ سی پی کے ۷ لاکھ گونڈوں کو عیسائی بنانے کے لئے زبردست مہم شروع کر دی گئی ہے اور ادھر اچھوتوں کے لئے گاندھی جی جو غیر معمولی جدوجہد سے کام لے رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ مستقبل میں سیاسی اہمیت بلاشبہ ۸ کروڑ اچھوتوں کے ٹڈی دل سے بہت تعلق رکھتی ہے۔ ورنہ ہندو قوم کی قدامت پسندی کبھی ان کو یہ اجازت نہ دیتی کہ وہ اچھوتوں کو اٹھانے کے لئے خواب میں بھی توجہ کرتے۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کا طرز عمل زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالہ جرسِ کارواں رہے

آج سے بارہ سال قبل کا ایک عجیب واقعہ

آج سے بارہ سال قبل مجھے ہندوستان کے ایک بہت بڑے آدمی کا خط ملا تھا۔ جس میں انھوں نے مجھے یہ لکھا تھا کہ ہماری خواہش ہے کہ سی پی میں اچھوت اقوام کے لئے ایک مشن کھولا جائے۔ اور اس کا انچارج ہم آپ کو بنانا چاہتے ہیں۔ فی الحال اس کے لئے نصف لاکھ روپیہ وقف کیا جائے گا۔ اگر اس میں کامیابی ہو گئی تو اس فنڈ میں اور اضافہ ہو سکتا ہے ہاں اگر آپ کا مکان یا کتب خانہ آپکے آنے میں روک ہو تو اس کا معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ اس کارِ خیر کے لئے نہ تو مکان روک ہو سکتا ہے۔ اور نہ کتب خانہ ہی۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت ایک نظام کے تحت ہے۔ اور اس کی باگ ایک امام کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ میرے واجب الاحترام امام کو لکھ دیں۔ اور ان کی طرف سے مجھے اجازت ہو جائے۔ تو پھر مجھے طرفۃ العین کے لئے بھی کوئی عذر نہیں ہوگا میں نے یہ خط معہ اپنے جواب کے بطور مشورہ اپنے ہمدرد دوست چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے کو بھی دکھلایا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد انھوں نے یہ معاملہ ختم کر دیا۔ ورنہ اگر وہ حضرت صاحب کے حضور لکھ دیتے تو حضور یقیناً مجھے اجازت دے دیتے۔ اور اس وقت تک خدا کے کرم سے لکھوکھا راندہ مخلوق اسلامی نور سے منور ہو چکی ہوتی۔ کیونکہ خدا کے کرم سے مجھے اپنے آپ پر اعتماد ہے اور میں زیادہ سے زیادہ مشکلات میں بھی کبھی نہیں گھبرایا۔ اور اللہ تعالیٰ شدید سے شدید مشکلات میں میرے لئے آسانی کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ میرے جیسے بے زر۔ بے در۔ بے پر کے دل میں کبھی خواب میں بھی قرآن پاک کے گورمکھی اور ہندی تراجم ایسے عظیم الشان کام کا خیال نہیں آنا چاہیئے تھا۔ مگر نہ صرف خیال ہی آیا بلکہ اللہ کے کرم سے عملی جامہ میں بھی آگیا۔ ھذا من فضل ربی۔

مجلس مشاورت کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء کو بعد نماز جمعہ شروع ہو کر یکم اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ ضروری ہے کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمایندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں اور نمایندگان حسب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس کی تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔

نوٹ:۔ جماعتوں کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں۔

(پرائیویٹ سکریٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

نور اینڈ سنز کی نیک معاملگی

اس سال جناب غلام سرور خان صاحب چارسدہ۔ جناب محمد ہارون شاہ صاحب پٹواری پنج پیر تحصیل صوابی ماسٹر محمد رمضان صاحب سید والہ ضلع شیخوپورہ۔ جناب منشی محمود صاحب نائب مدرس ورنیکلر اسکول کنگری ضلع گجرات جناب اللہ دتا صاحب انجمن شیڈ نوشہرہ چھاؤنی کو ادویہ راستہ میں بکس ٹوٹ جانے کی وجہ سے اصل حالت میں نہ پہنچ سکیں۔ ان میں سے اول الذکر دو صاحبان کو بذریعہ رجسٹرڈ پارسل نمبر ۱۶ ۱/۲۲ و نمبر ۱۸۵ ۱/۲۲ دوبارہ بھیجی گئیں۔ اور موخر الذکر تین صاحبان کو سالانہ جلسہ پر دوبارہ ادویہ دے دی گئیں۔ ہندوستان میں شاید ہی کوئی فرم اپنے گاہکوں کے ساتھ اس قدر خوش معاملگی سے پیش آتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرم کی شہرت دن دگنی اور رات چوگنی ہو رہی ہے۔

نور اینڈ سنز کی شہرہ آفاق ادویہ کی دھوم

جناب ابو الکمل مولانا امام الدین صاحب اسی سالہ بزرگ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا موتی سرمہ آنکھوں کے لئے بیحد مفید ہے۔ نور چشم کو بڑھاتا اور خارش ککروں کو فوراً رفع کرتا ہے اور نزول الماء کے لئے بھی مفید ہے۔

جناب بخشی عبد السلام صاحب نقشہ جات ڈاکخانہ ملم پور ضلع علی گڑھ لکھتے ہیں کہ میرے ملازم نے آپ کا سرمہ منگوایا تھا اس نے اکسیر کا کام کیا۔ کمال درجہ مفید پایا۔ میری رائے میں اگر اس کا نام موتی سرمہ کی بجائے جوہر سرمہ رکھا جاتا تو بجا ہوگا۔ اللہ کریم آپکے کارخانہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔

جناب سردار کرم سنگھ صاحب موسباتی ضلع سنگھو کیمپ سے لکھتے ہیں کہ:۔

"اکسیر معدہ" تلیر یا بخار اور کھانسی اور کمی بھوک کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور بھیجئے۔

KHILAFAT LIBRARY

لیکن ویدوں کی فلاسفی بھلا ہندوؤں کے لئے کیسے مفید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک عملی زندگی اور حقائق کا سوال ہے۔ ہندو منوجی مہاراج کے زمانہ سے لیکر آج تک ویدانت سے اتنے ہی دور ہیں جیسے وہ فرضی مخلوق ہم سے دور ہے۔ جس کا چاند میں ہونا عام طور سے مانا جاتا ہے۔ ویدوں کی پیروی کے لئے ایک ہندو پر لازم ہے۔ کہ یا تو وہ موجودہ ہندو مذہب سے کنارہ کش ہو جائے۔ یا نئی مصلح بن کر ان بے شمار فرقوں میں ایک اور فرقہ کا اضافہ کرے جس کے اندر زمانہ حال میں ہندوستان ڈوبا جا رہا ہے۔

خیر ہندوؤں کی قابل رحم حالت ہے۔ بڑی بڑی خامیاں اور نقائص ہر روز ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر دوسرے مذاہب کے پیرو تبصرہ نہیں کرتے۔ بلکہ ہندو خود ان کو آشکارا کرتے ہیں۔ کیوں گاندھی مہاراج ہریجنوں کے لئے اپنی زندگی کو مہلک خطرہ میں ڈالتے ہیں؟ کیوں مجلس قوانین کے ذریعہ بیوگان کی شادی کو جائز قرار دیا گیا؟ کیوں سلطنت انگلشیہ کے ایک قانون کے ماتحت رسم ستی کو روکا گیا؟ کیوں تمام تمدنی اصلاحات کو مجالس قوانین ساز کے ذریعہ دائرہ عمل میں لایا جاتا ہے؟ اس مذہب کا فائدہ ہی کیا ہے۔ اگر وہ دماغی نشوونما اور تمدنی اصلاحات کو دوسری تمام برائیوں سے محفوظ رکھنے سے عاجز ہے۔ کیوں مذہبی اصولوں کے برعکس انسانی عمل کو لایا جاتا ہے؟

مندرجہ بالا سطور سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھے ایک سچے مذہب اسلام کو معلوم کرنے میں کس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں ہے جس کے عقائد کو اس کے پیرو ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ صحیح تسلیم کرتے ہوں۔ آخر کار میں نے صداقت و سچائی کو پا لیا ہے۔ اور میں بہت ہی خوش ہوں۔ کیا ہم آج کسی ایسے مذہبی یا تمدنی اصلاح کے درپے ہیں جس کی تائید قرآن پاک سے نہیں ہو سکتی؟ کیا ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام روحانی رہنماؤں میں ایک ایسی شخصیت نہیں۔ جنہوں نے آزادی۔ مساوات اور برادری کے زرین اصول بتائے ہیں جن سے ہم صراط مستقیم پر چل کر نجات حاصل کر سکتے ہیں؟ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے۔ جو کہ روزمرہ کی زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی ایسا مذہب ہے جس میں خدا کا نام اپنی ملکی زبان میں نہیں؟ لیکن اللہ کا لفظ تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ چینی ہوں یا ہندوستانی۔ یکساں ہے۔ السّلام علیکم تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی ہونے کا سبق دیتا ہے۔ خواہ وہ کسی قومیت اور ملک کے رہنے والے ہوں۔ اور خواہ ان کی کوئی زبان ہو۔ یہ نہایت سیدھی سادی مثالیں ہیں۔ لیکن بہت ہی گہرا اثر دکھاتی ہیں۔ جبکہ ان کے اصولوں کو اچھی طرح سے سمجھا جائے۔

کیا دنیا میں کسی مذہب کی الہامی کتاب اپنی فراخدلی اور فیاضی پر ناز کر سکتی ہے۔ سوائے ہمارے قرآن مجید کے جس میں کہ ہر ایک مسلمان کو کہا گیا کہ ان کے لئے تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

صرف اسلام ہی انصاف انسانیت اور آزادی کا مکمل مذہب ہے۔ جس کی مثال کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ ہم کو اسلامی اصولوں کے ماتحت جائداد پر قابض ہونے کے لئے کونسل اور مجلس قوانین کے دروازے کھٹکھٹانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ تمام قوانین جو کہ اب سے ۱۳۰۰ سال قبل ہم مسلمانوں کے لئے اتارے گئے تھے۔ وہ آج بھی ویسے ہی مفید ہونے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں رکھتے تھے۔ آج کل مذاہب دنیا جس مقصد کو اپنا نصب العین بنا کر اخلاقی، تمدنی، معاشرتی فوائد کے لئے سرگرداں ہیں۔ وہ تمام فوائد مسلمانوں کے لئے جس دن سے قرآن مجید کا نزول ہوا موجود ہیں۔

میرے لئے یہ بالکل ناممکن تھا۔ کہ میں کسی اور مذہب میں رہتی۔ جو کہ ہماری موجودہ اور روزمرہ کی زندگی کے اصولوں سے کوسوں دور ہیں۔ میں کس طرح ایک سچی ہندو یا عیسائی ہو سکتی تھی۔ جبکہ انسانی احکام اور تہذیب مجھے ان مذاہب کی تعلیم کے بالکل مخالف کھڑا کرتے۔ اگر کوئی مذہب ہم کو روزمرہ کی زندگی میں تسکین نہیں دلا سکتا۔ تو کیوں اس مذہب کو مذہب کے نام سے موسوم کیا جائے۔ یقیناً ایسے تمام مذاہب نامکمل ہیں۔ اور اگر ان میں ذرہ بھر بھی صداقت موجود ہے۔ تو وہ بھی مفقود ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کو محسوس کیا۔ اور اس پر غور کیا۔ تو میرے لئے اسلام کو قبول کرنا ضروری ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اس میں تمام صداقتیں پائیں۔ اسلام میں وہ ہر ایک بات پائی جاتی ہے۔ جس کے لئے دوسرے تمام مذاہب کے پیرو پیاسے ہیں۔ اور ان کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ معلوم کرینگے۔

میں یقین واثق سے کہتی ہوں کہ وہ ان کی اصلاح اور خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ سوائے اسلام کے جو سچی خدا کی محبت اور حقانیت پر مبنی ہے۔ اسلام کو کسی اور اصلاح کی ضرورت نہیں۔ اسلام اپنے بنیادی اصول وحدانیت حقانیت اور مساوات پر بڑی شان و شوکت سے کھڑا ہوا ہے۔ (ماخوذ)

مہارشی شری جگت گورو محمد جی مہاراج کا پوتر جیون

یقیناً خیر خواہانِ ملت یہ سن کر خوش ہونگے کہ فرقانِ پاک کے گورمکھی و ہندی تراجم کی تکمیل کے بعد اب میں نے توکل علی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کو گورمکھی و ہندی میں لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس کیلئے کم از کم مجھے مختلف کتب کے ۲۰ ہزار صفحات دیکھنے پڑے ہیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ غیر مذاہب کے ہاتھ میں یہ تحفہ اس رنگ میں جانا چاہیئے۔ جو بہترین پھولوں کا ایک گلدستہ ہو جسکی بھینی بھینی اور دلربا خوشبو سے غیر مذاہب کا کرۂ ہوائی مہک اٹھے۔ یہ تو سب جانتے ہی ہیں۔ کہ ایسے مفید تبلیغی لٹریچر کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں بہت جلد ہندی اور گورمکھی میں یہ روحانی گلدستے پبلک کے آگے پیش کر سکوں گا۔ دوست میرے لئے دعا فرمائیں۔

KHILAFAT LIBRARY

ان (۹) نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے، مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے، اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے، کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲/۱) محصولڈاک علاوہ۔

مُسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا، کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو، تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف پانچ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ؁

سِکھ اور مُسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے، جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا، کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ؁

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شایع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از رُوئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ ؁

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ؁

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا سے روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک مہدی ایک آنہ

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (۹/۲) محصول ڈاک علاوہ ؁

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

Regd. L. No. 2595 — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵	ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار	Regd. L. No. 2595

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
〃 ششماہی 〃 ۱/۱۲
〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے
〃 امراء سے ۵ روپے
〃 ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

نور

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۷ و ۲۱ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۴	اخبار نور قادیان مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۵ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ	نمبر ۷

نور اور نور کے ناظرین

کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ لکھائی، کاغذ و چھپوائی وغیرہ آپ نور کو ہر طرح بہتر پائینگے سب کچھ آپ کے سامنے ہے، عیاں راچہ بیاں۔ جس خلوص قلب اور دلی لگن سے نور غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ الحمدللہ! دوست تو دوست دشمن تک بھی اسکے معترف ہیں، اسکے بالمقابل آپ دوستوں کا بھی کچھ فرض ہے وہ یہ کہ آپ نور کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں اور وقت پر اپنے وی پی وصول کر لیں۔ ۱۵ روز پہلے اطلاع دینے کے بعد جن دوستوں کے نام یکم نومبر کو وی پی کئے گئے ہیں ان دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے وی پی ضرور وصول فرمالیں کیونکہ واپسی پر فی وی پی ۵ ر کا دفتر کا نقصان ہوگا اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دوست نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کیلئے خواہ مخواہ نقصان کا موجب بنے ہاں اگر کسی صاحب کو وی پی کی وصولی میں کوئی امر دریافت طلب ہو تو وہ وی پی کو ایک ہفتہ بمد امانت رکھوا کر دفتر سے خط و کتابت کر کے اپنا شبہ دور کر سکتا ہے اس نازک وقت میں جبکہ نور کا فنڈ قریباً پانصد روپیہ کا مقروض ہے دوستوں کو نور کی توسیع اشاعت کیلئے بھی خاص توجہ سے کام لینا چاہئے نور کے کونسے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست نہوں اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی توسیع اشاعت کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ نور کی جتنی زیادہ اشاعت ہوگی غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے اتنا ہی دروازہ وسیع ہوگا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت

ہم مسلمانوں سے یہ شروع سے بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے رسالتمآب کی سیرت مقدسہ کو مختلف السنہ میں لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا اگر ہم ایسا کر سکتے تو یقیناً اسوقت غیر مذاہب والوں کا نقطہ نگاہ رسول مقبولؐ کے متعلق بالکل بدلا ہوا ہوتا اور آئے روز جو ہمیں یہ دلخراش باتیں سننی پڑتی ہیں کہ فلاں ہندو یا آریہ نے رسول کریم صلعم کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا یقیناً ہمیں ان تلخ واقعات سے بہت کم دوچار ہونا پڑتا۔ اسی اہم غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار نے گورمکھی سیرت کا کام شروع کیا۔ الحمدللہ! نصف سے زیادہ کام ہو چکا۔ میرا خیال ہے کہ بڑے سائز کے چار سو صفحات ہو جائینگے اس پر خرچ بھی معقول ہوگا مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ یہ کام اشد ضروری ہے ایک صاحب جنہوں نے اپنے نام کے اظہار سے منع فرمایا ہے للعہ [illegible] میرے لئے ارسال فرمائے تھے مگر میں نے اسے سیرت کے فنڈ میں منتقل کر دیا ہے کیونکہ سیرت کی تکمیل اور ضرورت کسی تشریح کی محتاج نہیں، علاوہ ازیں جناب حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے صہ روپے پہلے اور صہ اب اس کار خیر کیلئے بھیجے ہیں جزاکم اللہ احسن الجزا۔ گویا اس فنڈ میں اسوقت تک [illegible] وصول ہوئے ہیں یہ سیرت گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں کے پاس مفت یا برائے نام قیمت جو اصل لاگت سے بھی کم ہوگی پر جائے گی۔ کیونکہ اس کی اصل غرض اغیار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے آگاہ کرنا ہے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس کی اشاعت جتنی بھی زیادہ ہوگی تبلیغ کے لئے اتنا راستہ صاف ہوگا۔

آفتاب برقی پریس قادیان میں باہتمام شیخ غلام حید پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

پیارے نبیؐ کی پیاری نصیحتیں

دینی اخوت کے یہ حق ہیں:۔

(۱) آدمی جو کچھ اپنے واسطے چاہے وہی دینی بھائی کے لئے جو اپنے واسطے ناپسند کرے وہی دینی بھائی کیلئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا، سب مومنوں کی شان ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اس کا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضاء کو خبر ہوتی ہے اور سب دردناک ہوتے ہیں۔

(۲) کوئی مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے رنج نہ پائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں۔

(۳) کسی مسلمان پر مال و عزت وغیرہ میں گھمنڈ نہ رہے سب مسلمانوں سے اپنے تئیں حقیر سمجھے اور ماسوا اپنے کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے، آنحضرتؐ نے فرمایا جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے۔

(۴) کسی مسلمان کے حق میں عیب یا چغلی کی بات نہ سُنے آنحضرتؐ نے فرمایا چغلخور کبھی بہشت میں نہ جائیں گے۔

(۵) کسی مسلمان سے کسی دنیاوی بات پر تین دن سے زیادہ خفا نہ رہے نہ ترک سلام و کلام کرے تیسرے دن سلام کیلئے پہل کرے کہ اس کا اجر عظیم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تو اپنے مسلمان بھائی کی خطا معاف کرے گا خدا تیری عزت و بزرگی زیادہ کریگا۔ اور فرمایا کسی مسلمان کا کام نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

(۶) جہانتک ہو سکے ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کرے خواہ نیک ہو خواہ بد، اگر وہ بدسلوکی کرتا ہے تو بھی اس کے ساتھ خوش سلوکی کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے بُرائی کے بدلے نیکی کی اس نے بدلہ لے ہی لیا۔ یعنی نیکی کر کے شرمندہ کر دیا جو ایک قسم کا بدلہ لینا ہی ہے۔

(۷) بوڑھوں کی تعظیم کرے، بچوں پر رحم کرے بیواؤں کی دستگیری کرے، آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے بوڑھوں کی عزت نہ کی چھوٹوں پر شفقت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(۸) سب مسلمانوں کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی خنداں اور سہل گیر رہے جب کسی مسلمان کو اس کی ضرورت پڑے اپنے کام کاج کا حرج کر کے بھی اس کام میں مصروف ہو، حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک عرب عورت آنحضرتؐ کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہو گئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے آپ نے فرمایا کہ اس گلی میں جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا میں بھی ساتھ بیٹھونگا، وہ بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے، جب تک اُسنے اپنا تمام حال عرض نہ کیا آپ بیٹھے رہے۔

(۹) کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نہ کرے، عہد کا ایسا پاس کرے کہ جان جائے مگر بات نہ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کے تین نشان ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

(۱۰) ہر ایک کی تعظیم اس کے مرتبہ کے موافق کرے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی تعظیم کرو

ضروری اطلاع

پندرہ روز پہلے اطلاع دینے کے بعد جن دوستوں کے نام یکم نومبر کو نور کے وی پی کئے گئے امید کہ یہ دوست وی پی وصول فرما کر اپنی اخلاقی فرض کا ثبوت دینگے

بسا اوقات آپؐ اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے ایک بڑھیا جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا آپؐ کے پاس آئی آپؐ نے اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ پھر بہت سا زر و مال آپؐ نے عطا فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک سفر میں تھیں جب دسترخوان بچھا۔ ایک فقیر آیا، آپؐ نے فرمایا۔ ایک روٹی دیدو۔ ایک سوار آ پہنچا۔ آپ نے اس کا اعزاز اس کے حسب حال کیا۔

(۱۱) جب دو مسلمان آپس میں خفا ہوں کوشش کر کے ان میں صلح کرا دے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانا نماز روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔

(۱۲) مسلمانوں کے تمام عیوب اور پوشیدہ برائیوں کو چھپائے اور پردہ میں سمجھائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ستار ہے جو شخص اس جہان میں مسلمانوں کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں کو فاش نہ کریگا۔

(۱۳) مسلمانوں کے حق میں بدگمانی نہ کرے ان کو ناحق کسی قسم کی تہمت نہ لگائے۔

(۱۴) اگر مسلمان صاحب جاہ و منصب والا اور صاحب حکومت ہو تو دوسرے مسلمانوں کی بہبودی میں دریغ نہ کرے، صاحب رسوخ مسلمان کو ضرور باقی مسلمانوں کی حمایت و رعایت کرنی چاہئے ان کے روزگار کرانے میں سعی کرنی چاہئے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے حق میں زبان درازی کرتا ہو یا اس کی آبرو یا جان و مال کی نسبت بُرا خیال رکھتا ہو اور وہ مسلمان غائب ہو تو اس کی طرف سے خود نائب بن جائے اور اُسے ظلم سے بچالے۔

(۱۶) بروں کے ساتھ بھی خوش سلوکی کرے اگر کسی مسلمان کی طرف سے تکلیف پہنچے تو اُسے معاف کرے اور اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑے۔

(۱۷) فقراء مسلمانوں کے ساتھ بہت صحبت رکھے امیروں کی صحبت سے حتی الامکان اجتناب اختیار کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مُردوں کے پاس نہ بیٹھو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں آپؐ نے فرمایا امیر لوگ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت میں جہاں کوئی مسکین دیکھتے اس کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین کے پاس بیٹھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسکین کے لقب سے کوئی نام زیادہ پسند نہ تھا حضرت رسول خداؐ نے دعا کی کہ اے خدا مجھے جب تک زندہ رکھیو مسکین ہی رکھیو اور جب مارا چاہے مسکین ہی ماریو اور جب حشر کرے تو مسکینوں کے ساتھ حشر کیجیو حضرت موسیٰ نے عرض کی خدایا میں تجھے کہاں ڈھونڈوں فرمایا شکستہ دلوں کے پاس۔

(۱۸) مسلمانوں کا دل خوش کرنے اور ان کی حاجت روائی کیلئے سعی کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے کے درپے ہوتا ہے اللہ اس کی حاجت کو پورا کرنے کے درپے ہوتا ہے اور فرمایا جو کسی غمگین کو راحت پہنچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھڑائے، اللہ تعالیٰ اسے بہتر مغفرتیں عطا فرماتا ہے۔

اور فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی مدد کر خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کی یا حضرت مظلوم کی مدد تو کی جاتی ہے پر ظالم کی کس طرح مدد کریں آپؐ نے فرمایا اُسے ظلم سے باز رکھنا

(بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۝

KHILAFAT LIBRARY

وید اور ہندو بزرگ

عام ہندو جس میں آریہ سماج اور سناتن دھرمی آ گئے ہیں، اس بات پر بہت زور دے رہے ہیں کہ وید مقدس الہامی کتاب ہے اور اس پر ایمان لانے سے ہی دین و دنیا کی فلاح وابستہ ہے، اور اس شق میں آریہ سماج بہت پیش پیش ہے کیونکہ مسلمانوں کے دیکھا دیکھی آریہ سماج نے بھی شدھی کا اڈنبر رچایا، اس اڈنبر میں اسے کہاں تک کامیابی ہو رہی ہے یہ ایک الگ مضمون ہے جس پر کسی اور موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ سناتن دھرمی گو ویدوں کو الہامی کتاب مانتے ہیں مگر وہ چنداں تبلیغ کے حق میں نہیں اب یہ دیکھنا ہے کہ آریہ صاحبان جو دوسروں کو ویدوں کی طرف بلاتے ہیں خود اکابران ہندو مذہب ویدوں کو کس نظر سے دیکھتے تھے، گوسائیں تلسی داس جی ہندو مذہب میں اچھے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں ان کی تصنیف کردہ تلسی رامائن کو ہندو صبح و شام بڑے ذوق شوق سے پڑھتے اور بڑے بڑے پنڈت لطف لے لے کر رامائن کی کتھا کیا کرتے ہیں اور ہندو پبلک نہایت شردھا اور عقیدت سے ان کی کتھا کو سنتی، اب یہ قابل غور ہے کہ اس پایہ کے بزرگ وید مقدس کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تلسی رامائن بالکانڈ میں صاحب موصوف فرماتے ہیں ؎

چرت سندھ گرجا رمن وید نہ پاویں پار
برنوں تلسی داس کم ات مت مند گوار

مطلب:- شوجی اور پاربتی تک کی تو وید تعریف نہیں کر سکتے، پھر میں شوجی اور پاربتی کی تعریف کروں تو کیسے۔

شری کرشن جی مہاراج کا درجہ بھی ویدک دھرمیوں میں جو عظمت رکھتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، ہندوؤں کا ¾ حصہ تو شری کرشن جی کو اوتار مانتا ہے وہ ویدوں کے متعلق اپنی مشہور تصنیف گیتا میں ارجن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "اے ارجن! تو تینوں وید و نکا تیاگ کر میری طرف آ"۔

اب ان ہر دو ہندو دھرم کے بزرگان کرام کے اقوال کسی تشریح سے بے نیاز ہیں، گوسائیں تلسی داس جی تو یہ کہتے ہیں کہ وید شوجی اور پاربتی کی بھی تعریف نہیں کر سکتے، مطلب یہ کہ شوجی اور پاربتی کی پوزیشن ویدوں سے ارفع ہے اور شری کرشن جی مہاراج ارجن کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تو تینوں ویدوں کو ترک کر کے میری طرف آ۔ مطلب یہ کہ مجھے یعنی شری کرشن جی مہاراج کو ویدوں سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کی پوزیشن اور آپ کی اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ شری گورو گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں ؎

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہر نام چیت نہ آوئی نہہ نج گھر ہووے واس

مطلب:- بڑے بڑے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے، نہ تو انہیں خدا سے محبت ہو سکی اور نہ ہی وہ اس کا قرب حاصل کر سکے۔

شری گورو صاحب کا یہ قول ویدوں کے متعلق کسی تشریح کا محتاج نہیں، ہو سکتا ہے کہ آریہ صاحبان یہ کہیں کہ یہ سب باتیں سوامی دیانند صاحب کے آنے سے قبل کی ہیں، اور سوامی موصوف نے ویدوں کے متعلق ہندو نقطۂ نگاہ کو بالکل بدل دیا ہے، اب میں اسکی بھی پڑتال کرتا ہوں کہ اور تو اور خود آریہ کہلانے والوں کی عقیدت کا ویدوں کے متعلق کیا حال ہے، سوامی شردھانند آنجہانی نے اپنے اخبار "ست دھرم پرچارک" کے ۹ مارچ ۱۹۱۹ء کے اشو میں یہ لکھا تھا کہ:-

"ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنے والوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ ویدوں پر بیوقوف یقین کرتے ہیں، ودوان اور عالموں کیلئے وید کوئی چیز نہیں، ویدوں کا ماننا عام لوگوں کیلئے ہے، ہم تو آریہ سماج کو کام کرنے والی سوسائٹی سمجھ کر اس کے ممبر ہوئے ہیں"

یہ اقتباس اس امر کی منہ بولتی تصویر ہے کہ اور تو اور خود آریہ سماج کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ ممبر ویدوں کو الہامی نہیں مانتے اور ویدوں کیلئے ان کے دل میں کوئی عظمت نہیں آگے اور لیجئے، ۲۱ جولائی ۱۹۲۷ء کے آریہ گزٹ میں ایک بنگالی نامہ نگار لکھتے ہیں کہ:-

"بنگالی اس لئے زیادہ تعداد میں آریہ نہیں ہوتے کہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور آریہ سماج کا پیغام ہے پھر ویدوں کی طرف، اور بنگالی اس قدر تعلیم یافتہ ہیں کہ وہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں پیچھے جانا نہیں"۔

انہی دنوں میں ڈاکٹر مونجے نے اخبارات میں یہ افسوس ظاہر کیا تھا کہ "بنگال اس تیزی سے مسلمان ہو رہا ہے کہ اگر یہی رفتار رہی تو پھر بنگال بھی دوسرا کشمیر بن جائیگا"۔

اب اس سے دو نتیجے اخذ ہوتے ہیں، ایک یہ کہ تعلیم یافتہ لوگوں پر وید کوئی اثر نہیں ڈال سکتا، مگر برخلاف اس کے قرآن مجید انہیں اپنا گرویدہ بنا رہا ہے دوم بعض متعصب ہندوؤں کی طرف سے اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ بزور شمشیر پھیلا، بنگال صریح اسکی تکذیب کر رہا ہے، بتلائیے اس وقت بنگال پر کس جابر اور قاہر مسلمان بادشاہ کی حکومت ہے جس کی برہنہ شمشیر سے خائف ہو کر بنگال جیسا روشن خیال اور تعلیم یافتہ خطہ دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہا ہے۔ دراصل کیا پہلے اور کیا اب اسلام اپنی بہترین روحانیت، بہترین شریعت کی وجہ سے پھیلا اور پھیل رہا ہے، باوجودیکہ اس وقت کیا آریوں کی طرف سے اور کیا عیسائیوں کی طرف سے لوگوں کو اسلام کے متعلق بدظن کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا، مگر پھر بھی دنیا گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہی ہے اور ہر ایک نئی مردم شماری مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اپنے ساتھ لاتی ہے، یہ سب برکات اسلام کا نتیجہ ہے کیونکہ اسلام اپنے اندر بہترین قوت جاذبہ رکھتا ہے، بُرا منانے کی بات نہیں آریہ سماج کی شدھی کیا ہے اسلام کی تبلیغ کی ریس یا نقل۔ خدا ایک ہے یہ بھی

KHILAFAT LIBRARY

اسلام سے لیا گیا ہے ورنہ رگوید کا پہلا منتر تو " اگنی میٹڑے پروہتیم " ہی ہے۔ آریہ سماج نے نکاح بیوگان کی جگہ اسلام کے برخلاف جاکر نیوگ کا سہارا لیا، مگر واقعات نے بتلا دیا کہ انسانی فطرت عقیدہ نیوگ کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور آخرکار آریہ سماج کو اسلامی عقیدہ نکاح بیوگان کی ہی پناہ لینی پڑی۔ مجھے خوشی ہے کہ آریہ سماج نے اس ضمن میں اپنا قدم سیدھی راہ کی طرف اٹھایا۔ میں یہ تو نہیں کہونگا

آنچہ دانا کند کند ناداں ❊ لیک بعد از ہزار رسوائی

ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ کہنا چاہئے۔ بنگال کے مشہور لیڈر بابو بپن چندر پال آنجہانی نے اپنے ایک لیکچر میں ایکدفعہ یہ درست کہا تھا کہ " آریہ سماج اسلام کا شاگرد ہے "۔ گو اس وقت یہ گستاخ شاگرد ہے، مگر میں بے امید نہیں ہو سکتا کہ وہ وقت بھی آجائے جب یہ شاگرد رشید بن سکے۔

شذرات

ابتداء کس کی طرف سے ہے

آریہ گزٹ اپنے ۷ ر اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ " مسلمان بھائیوں نے ہندوؤں کے متعلق نہایت گندی اور فحش کتابیں لکھیں "۔ فحش کتابیں خواہ ہندوؤں کی طرف سے ہوں یا مسلمانوں کی طرف سے، قابل نفرت ہیں مگر ابتداء کرنے والا سب سے زیادہ قابل نفرت ہے، آریہ سماج کی مشہور کتاب جسے آریہ سماج ویدوں سے کم درجہ نہیں دیتا یعنی ستیارتھ پرکاش میں مسلمانوں کے بزرگوں اور اسلام پر اور قرآن مجید پر جو دل آزار نقطہ چینی کی گئی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ تنقید کا دروازہ کلیتہً بند ہو جائے مگر تہذیب کو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے، اگر آریہ سماج ستیارتھ پرکاش سے ان ابواب کو جن میں مسلمانوں، عیسائیوں، سناتنیوں، بدھوں، جینیوں، اور سکھوں کے بزرگان کرام کی شان میں نہایت گستاخی سے کام لیا گیا ہے، اس شوخ حصہ کو حذف کر سکے تو آج ہی مختلف مذاہب میں امن کا کرہ ہوائی قائم ہو سکتا ہے کیا آریہ سماج میرے اس مشورہ کو ٹھنڈے دل سے سنیگا۔

یہ تو گنبد کی آواز ہے

۹ ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ " بعض یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ اگر مالویہ جی کا کہنا مانکر کمیونل ایوارڈ کے مخالفوں کو اسمبلی میں بھیجا جائے اور اس طریقہ سے فرقہ پرست ہندو اسمبلی میں چلے جائیں تو پھر مسلمان بھی ایسے ہی اشخاص کو نمائندہ بناکر بھیجیں گے اور اسمبلی میں سر پھٹول ہو گی "۔ بات بھی درست ہے، جیسا ہم بوئینگے ویسا ہی کاٹیں گے، یہ تو گنبد کی آواز ہے، جیسا کہیں گے ویسا سنیں گے اور یقیناً اس کے دو نتیجے ہونگے، مسلمانوں میں بدظنی اور کانگرس کا وقار ختم، اب بھی وقت ہے، ہندو صاحبان اپنے اس طریق کار پر ذرا ٹھنڈے دل سے نظر ثانی کریں، بیشک مسلمان ہندوؤں کی نسبت اقلیت میں ہیں، مگر یہ ایسی اقلیت نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے، یہ ایسی اقلیت ہے، جو کروڑوں کی تعداد میں ہے اور جسے خاص سیاسی اہمیت حاصل ہے بغیر ہندو مسلم اتفاق کے ہندوستان میں کسی قسم کا سوراج بھی بابرکت نہیں ہو سکتا، کثرت ہمیشہ ہی اقلیت کے لئے فراخ دل ہوتی رہی ہے کیونکہ اس کی فراخدلی اس کا کوئی نقصان نہیں وہ بہرحال کثرت ہے، ہاں اقلیت کی اس میں دلجوئی ہو جاتی ہے۔

سکھوں کے راج کے عجائبات

۱۱ ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ " روایت ہے کہ سکھوں کے راج میں گاؤں میں چرواہے مویشی چرایا کرتے تھے اور اس کے عوض میں گاؤں سے روٹیاں چوکیدار وصول کرتے تھے کیونکہ ان لوگوں کو ہر ایک گھر کا پتہ ہوتا تھا اور اگر کوئی جانور گم ہو جائے تو اسے تلاش کرنا ستاروں کے ذمہ تھا، کیونکہ ان لوگوں کی بینائی تیز ہوتی ہے اور اگر تلاش کرنے کے باوجود جانور نہ مل سکے، تو ساہوکاروں سے اس کی قیمت وصول کر لی جاتی تھی کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے پاس روپیہ ہوتا ہے "۔ یہ تحفہ سکھوں کو اپنے بھائیوں کی طرف سے دیا جا رہا ہے امید کہ اسے بخوشی قبول کر لیا جائیگا، اور اگر کوئی مسلمان ایسا تحفہ دیتا تو وہ غالباً قبول نہ کیا جاتا، کیونکہ مسلمان آخر مسلمان ہے، خواہ وہ سکھوں کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بھی کیوں نہ بہائے۔

بھائی پرمانند اور ہندو پریس

۱۲ ر ستمبر کا جاگرت لکھتا ہے کہ " اسمبلی میں تمہارے نمائندہ بھائی پرمانند نے اٹاوہ پیکٹ کے حق میں ووٹ دیکر تمہارا بیڑا غرق کر دیا، اگر ان کو اب بھی اسمبلی میں بھیجا گیا تو وہ تمہارا بوریہ ہی گول کروا دینگے "۔ پھر ۵ ر اکتوبر کا جاگرت لکھتا ہے کہ " اٹاوہ پیکٹ تجارت کیلئے تباہ کن ہے اور اسمبلی میں اس بل کے پیش ہونے کے وقت بھائی پرمانند نے اس کے حق میں رائے دیکر ملک سے غداری کی، مگر بھائی جی ہیں کہ ابھی تک اپنے آپ کو حق بجانب ٹھہرائے جاتے ہیں ان کے اس دعویٰ کی حقیقت کو پبلک کے سامنے رکھنے کیلئے لالہ حکم چند جی نے انہیں چیلنج دیا ہے کہ اگر جرأت ہے تو اپنے پکش کی حمایت کیلئے کسی روزانہ اخبار میں سلسلہ مضامین شروع کیجئے "۔ یہ اس شخص کے متعلق لکھا جا رہا ہے جو ہندو مہاسبھا کا پریذیڈنٹ ہے۔ بھائی جی بسا اوقات مسلمانوں کے مفاد کے برخلاف اپنی آواز کو بڑے زور شور سے بلند کیا کرتے ہیں مگر اب یہ بلند آہنگی مسلمانوں کیلئے چنداں موجب تعجب نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ خود ہندو بھی بھائی جی کے طریق کار پر مطمئن نہیں۔

ریاست حیدر آباد کی فراخدلی

۱۶ ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ " ریاست حیدر آباد میں سرکاری ملازمتوں میں ہندوؤں کو بہت کم جگہ ملتی ہے "۔ واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے، وزارت عظمیٰ کا قلمدان ایک ہندو صاحب کے ہاتھ میں ہے اور جس فراخدلی کے ساتھ ہندوؤں کے معبدوں میں حضور نظام کی طرف سے جاگیریں ملی ہوئی ہیں

KHILAFAT LIBRARY

وہ غالباً کسی ہندو ریاست میں ہندو مندروں کے ساتھ بہت کم ہوگی۔ ناندیڑ میں سکھوں کے گوردوارہ کے لئے قریباً ۵۰ ہزار کی جاگیر ہے اور اسی طرح دیگر ہندو معبدوں کی جاگیروں کا حال ہے اور حال ہی میں نظام گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ جو ہندو تیرتھ یاترا کیلئے جانا چاہے اسے چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ دیدی جایا کرے، کیا کوئی ہندو ریاست بھی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے۔ ایسی فیض رساں گورنمنٹ کے منہ آنا یقیناً چاند پر تھوکنا ہے۔

پرکاش اور نیوگ بل

۳۰ ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "ویدک دھرم کے بعض نادان مسئلہ نیوگ کی معصومیت پر بے سمجھی سے اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں ——— نیوگ کے نہ ہونے کی وجہ سے اب یوروپ کے ڈاکٹر یہ محسوس کرنے لگ گئے ہیں کہ ان کو اولاد پیدا کرنے کے لئے ایسی ٹیوبوں کا استعمال کرنا چاہئیے، جن سے بانجھ یا لاولد عورتوں کے ہاں انجکشن سے بچے پیدا کرائے جائیں ——— مغربی دنیا کے ڈاکٹروں کا یہ ٹیوبوں کا تماشہ ایسا نہیں جس کی کوئی ویدک دھرمی تعریف کر سکے، اگر ایسے طریقہ کو ترویج دینے کی بجائے مہذب حکومتیں کوئی نیوگ بل پاس کر دیں، تو اس سے وہ سب قباحتیں دور ہو سکیں گی" اگر پرکاش واقعی نیوگ کا ایسا ہی حامی ہے، تو نیوگ کی بجائے اپنے اخبار میں نکاح بیوگان کا اشتہار کیوں دیا کرتا ہے اور پھر وہ اسمبلی میں کسی آریہ ممبر کے ذریعہ ہندوستان میں بھی نیوگ بل کا مسودہ کیوں نہیں پیش کروا لیتا کیونکہ جب یہ ایک مذہبی عقیدہ ہے تو پھر اس پر چلنے اور اشاعت سے حجاب کیوں؟

یہ احساس قابل تعریف ہے

میں نے نور کے کسی گذشتہ پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ سکھر سے ایک سکھ سنت سنگھ نامی معہ کنبہ کے مسلمان ہونے کیلئے تیار ہے اور مسلمانوں کو اس طرف فوراً توجہ کرنی چاہئیے، مسلمان تو کیا ہی توجہ کرتے، بے چارے مسلمانوں کو بھلا اپنے باہمی جھگڑوں سے ہی کہاں فرصت، مگر ذرا فریق ثانی کی پھرتی ملاحظہ ہو۔ ۵ اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے فوری توجہ مبذول کرتے ہوئے سردار سر مکھ سنگھ کو اس کام کیلئے سکھر روانہ کیا، انہوں نے آریہ سماج کے کارکنوں کے ہمراہ سردار سنت سنگھ اور ان کے مقامی رشتہ داروں سے ملاقات کی اور سردار سنت سنگھ نے اپنا ارادہ بدل دیا اس معاملہ میں لالہ دیوی چند ایم۔ اے کی کوششیں بھی قابل تعریف ہیں" بانی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں جو شری گورو نانک دیوجی مہاراج کے متعلق لکھا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، ایسے ہی سکھوں اور ہندوؤں کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے، ہندو ویدوں کے قائل اور سکھ ویدوں کے انکاری، ہندو جنیئو کے حامی اور سکھ جنیئو کے دشمن، مگر باوجود اس کے مسلمانوں کے مقابلہ میں سکھ اور آریہ (ہندو) ایک ہیں۔

کیا مسلمان بھی اس سے کوئی سبق حاصل کرینگے؟

کیا ہی اچھا ہو اگر مسلمان بھی مشترکہ اغراض میں ایک ہونا سیکھیں۔ ایک نومسلم خواہ وہ کسی فرقہ میں اپنی وابستگی اختیار کرے۔ کم از کم اس نووارد کو کفر کے تحفہ سے نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ بوجہ نومسلم ہونے کے وہ اندرونی پیچیدگیوں سے ناواقف ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یا گروہ اسلام میں آنا چاہے تو مسلمانوں کو اس کیلئے مشترکہ کوشش کرنی چاہئے، اور اگر کوئی شخص اپنی شامت اعمال سے اسلام سے منحرف ہونا چاہے تو اس کے بچانے کیلئے سب مسلمانوں کو یکساں سعی سے کام لینا چاہئے، یہی قومیت کا راز ہے اور یہی پھلنے پھولنے کی علامات ہیں۔

آریہ سماج ایک سیاسی گروہ ہے

۷ اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "میرے کئی بھائی جنہوں نے مغربی تہذیب کی گود میں پرورش پائی ہے یہ سمجھتے ہیں کہ پولیٹکس کی تعلیم ہمیں مغرب سے ملی ہے، میں یہ نہیں مانتا، برخلاف اس کے میرا یہ مت (عقیدہ) ہے کہ دیش بھگتی (سیاسیات) کی جیسی اعلیٰ تعلیم وید میں موجود ہے اور کہیں کیا ملیگی اگر کسی کو میرے اس دعویٰ میں شک ہو تو اتھرو وید کا بھاشیہ پڑھ لے یا کسی سے سن لے" قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا، میں نے ایک مضمون لکھا تھا کہ آریہ سماج ایک سیاسی گروہ ہے۔ اس پر پرکاش بہت سیخ پا ہوا تھا، مگر سچائی سچائی ہے، چھپانے سے نہیں چھپ سکتی۔ آخر وقت آیا کہ پرکاش کو خود ہی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔

مسلمان واقعی بہت کشادہ دل ہیں

مہتہ جیمنی جی اپنے جنوبی افریقہ کے دورہ کے متعلق ۷ اکتوبر کے پرکاش میں لکھتے ہیں کہ "یہاں کے شریف اور بلند پایہ مسلمانوں میں تعصب نہیں ہے، وہ کشادہ دلی سے آکر ملتے رہے، کئی بار میرے لیکچروں میں انہوں نے پردھان جی (صدارت) کو سوئی کار (قبول) کیا" بلاشبہ مسلمان واقعی بہت کشادہ دل واقعہ ہوئے ہیں۔ بانی سماج سوامی دیانند جب پہلے لاہور میں آئے اور ہندوؤں نے انہیں جگہ دینے سے انکار کر دیا تو خان بہادر ڈاکٹر رحیم یار خاں نے اپنی کوٹھی میں انہیں جگہ دی اور وہیں سوامی دیانند نے اپنے لیکچر دئے اور وہیں پہلی آریہ سماج قائم ہوئی اور جب وہ امرتسر میں آئے تو وہاں بھی ہندوؤں نے بانی سماج کو ٹھہرانے سے انکار کر دیا اگر انہیں ٹھہرنے کیلئے جگہ دی تو ایک مسلمان بزرگ نے جن کی کوٹھی پر ہی سوامی دیانند کے لیکچر ہوتے رہے، بنارس اور علی گڑھ میں بانی سماج کو سرسید مرحوم نے جو پرچار کیلئے سہولتیں بہم پہنچائیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس کشادہ دلی کے عوض آریہ سماج نے مسلمانوں کو کیا تحفہ دیا، ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس جس میں قرآن مجید اور مسلمانوں کو برے ہی برے الفاظ میں یاد کیا گیا ہے

کیا دیوتا بھی نیک کام مومنین کا ووٹ ڈالتے ہیں؟

۷ اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ "پرانوں میں اکثر ذکر

KHILAFAT LIBRARY

آتا ہے کہ فلاں دیوتا نے تپ (ریاضت) کرنا شروع کیا تو اندر دیوتا نے اس کا تپ توڑنے کیلئے فلاں فلاں طریقے سے رکاوٹ ڈالی" اندر جو کہ ایک اچھے دیوتاؤں میں شمار کیا جاتا ہے اس کو اس رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ دیوتاؤں کے اچھے کاموں میں روک ہوتا رہا ہے اور یہ صاف بات ہے کہ نیکی میں روک ڈالنا کوئی کار خیر نہیں، اور نہ ہی کسی اچھے آدمی کا کام یہ ہو سکتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ باوجود اندر کو دیوتا ماننے کے پھر کم از کم آریہ سماج اسے اس روپ میں لوگوں کے سامنے کیوں پیش کرتا ہے؟

غلط بیانی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے

آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "سکھر (سندھ) کی اطلاع ہے کہ وہاں آج کل اغوا کی وارداتیں بہت بڑھ رہی ہیں، اور ان وارداتوں کے مرتکب سو فی صدی مسلمان ہوتے ہیں"، جھوٹ بیانی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے، سندھ کے مسلمانوں کو اس لئے بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہاں مسلمانوں کی کثرت ہے اور تاکہ مسلمان بدنام ہو جائیں اور اس رنگ میں بحیثیت کثیر ہونے کے جو انہیں حقوق پہنچ سکتے ہیں ان سے محروم کر دیا جائے، مگر جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہے، جھوٹ بول کر یا جھوٹے پروپیگنڈے سے کچھ عرصہ کے لئے تو لوگوں کو گمراہ کیا جا سکتا ہے مگر ہمیشہ کیلئے گمراہی میں رکھنا بہت مشکل ہے، گذشتہ دنوں بمبئی کونسل میں ہوم ممبر نے ایک سوال کے جواب میں یہ بتایا تھا کہ ۱۹۳۳ء میں صوبہ سندھ میں ہندو عورتوں کے اغوا کے کل ۳۵ واقعات پیش آئے ۲۰ وارداتوں میں مجرم ہندو تھے اور نو میں مسلمان، دو میں ہندوستانی عیسائی اور دو وارداتیں ایسی تھیں جن میں مجرم ہندو اور مسلمان دونوں تھے، ان مستند سرکاری اعداد و شمار کی روشنی میں آریہ گزٹ کا سیاہ جھوٹ کسی تشریح کا محتاج نہیں، اور پھر ان نو مسلمان مجرموں میں سے بھی اگر سب نہیں تو اکثر فریق ثانی کی ترغیب کا ہی نتیجہ ہوگا۔

یہ جھوٹا پروپیگنڈا ہندوستان کے امن کو تباہ کر رہا ہے

اس قسم کا جھوٹا پروپیگنڈا جو ہندو اور مسلمانوں کے درمیان آزردگی اور کشیدگی کی خلیج کو وسیع کر رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، مسلمانوں سے بہت ہی کم مبالغہ ہوتا ہے مگر ہندو پریس مبالغہ آمیزی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور اس کی تصدیق میں آریہ گزٹ کا مذکورۃ الصدر بہتان بہترین گواہ ہے، میں امن کے نام پر ہندو پریس سے اپیل کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مبالغہ آمیزی سے اجتناب کیا جائے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہو سکیں گے، اور سیلف گورنمنٹ کیلئے جس قدر باہمی اتحاد کی ضرورت ہے وہ صاف ظاہر ہے۔

ہندو دھرم غیروں کی نظر میں

۷ راکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ "مسٹر المیڈن کرالی نے اخبار سنڈے ڈیسپچ میں ایک بیان سپرد قلم کیا ہے جس میں ہندو دھرم پر اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے" "ہندو دھرم دنیا میں سب سے گندہ مذہب ہے، گاندھی نے بھی تو کہہ دیا ہے کہ بیرونی گندگی کوئی نقصان نہیں دیتی اگر انسان کا دل پاکیزہ ہو اگر آپ بازار سے گذریں تو جا بجا ایسے مہاتما اور سادھو بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے، جن کی جٹا مٹی اور گوبر سے جڑی رہتی ہیں اُن کے جسم سُوجے رہتے ہیں، ہندو مذہب میں کوئی خاص خوبی نظر نہیں آتی، آپ کالی (دیوی) کے کسی مندر میں چلے جائیں اور دیکھیں کہ وہاں کس طرح بکریاں ذبح کی جاتی ہیں ذبح کرنے والا بکری کے سر کو ایک خاص قسم کے محراب دار آلہ میں رکھکر ایک لمبے سے چاقو سے اس کا سر کاٹ ڈالتا ہے، عورتیں اور بچے گرداگرد بیٹھے ہوتے ہیں، مندر کے فرش پر خون ہی خون بکھرا ہوتا ہے، اور وہاں سے بوچڑخانہ کی سی سخت عفونت اُٹھتی ہے، وہیں بکریوں کی کھال اتاری جاتی ہے اور بھیک منگوں میں تقسیم کرنے کیلئے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں، بال اور مکھیاں اس مقدار میں پائی جاتی ہیں جیسے کہ دری بچھی ہوئی ہوتی ہے" میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے اگر اس کی کچھ اصلیت ہو تو میں ہندو دوستوں کو ہمدردی سے مشورہ دونگا کہ وہ اسکی اصلاح کی طرف راغب ہوں اور اگر یہ غلط ہے تو پھر اس کی تردید ہونی چاہئے کیونکہ جو آئندہ ہندوستان کو حقوق ملنے والے ہیں، ایسی باتیں اس کے لئے مضر ہیں۔

سنسکرت کا مسلمان پروفیسر

ڈھاکہ یونیورسٹی نے ڈاکٹر محمد سعید اللہ کو سنسکرت کا ہیڈ پروفیسر مقرر کیا ہے، اللہ نے مسلمانوں کو بہترین اور شستہ دماغ دیا ہے اور یہ جس شعبہ کی طرف بھی توجہ کریں کمال تک پہنچا دیتے ہیں، ان کا علمی مذاق مسلمہ ہے، صنعت و حرفت میں بھی مسلمانوں نے جو جوہر دکھلائے ہیں وہ کسی بیان کے محتاج نہیں، اگر مسلمان کسی شعبہ میں پسماندہ نظر آتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں قابلیت نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اُنہیں ایک یا دوسری وجہ سے موقع نہیں دیا جاتا۔

ایک مدراسی ڈاکٹر کا معہ پورے خاندان کے مُشرّف باسلام ہونا

ایک مدراسی ہندو ڈاکٹر جو بہترین محقق ہیں اور کچھ عرصہ سے لائل پور میں اقامت گزیں ہیں مع کنبہ کے ۱۱ راکتوبر کو لائلپور کی جامع مسجد میں مشرف باسلام ہوئے، ان کا پہلا نام ایس وی چندرا چیٹی تھا، اب ان کا نام شیخ عبد اللطیف چیٹی رکھا گیا، ان کی بیوی کا نام ممتاز بیگم اور بیٹی کا نام نور جہاں رکھا گیا، اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ شہر کے بڑے بڑے معزز ہندوؤں جن میں بڑے بڑے سیٹھ اور وکلا بھی شامل تھے انہیں اسلام سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی گئی، مگر چونکہ نور اسلام ان کے قلوب میں جاگزیں ہو چکا تھا، اس لئے وہ کسی بڑی سی بڑی روک کو بھی خاطر میں نہ لائے، دراصل اسلام ایک بہترین مذہب ہے، جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر اسلام کا مطالعہ کریگا، وہ گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیگا، اس میں اگر ضرورت ہے تو مسلمانوں کو اپنے اندر تھوڑی سی تبدیلی پیدا کرنے کی۔

مُباحثات کو چھوڑ دینا چاہئیے

مناظروں اور مباحثوں سے کوئی قوم اپنے تبلیغی شعبہ

KHILAFAT LIBRARY

یں کامیاب نہیں ہوسکتی، مباحثہ اور مناظرہ روحانیت کا دشمن ہے اور بسا اوقات انسان کے دل میں ایسی باتوں کی بھی پیچ ہوجاتی ہے جسے وہ غالباً علیحدگی میں قبول کرنے کو تیار نہیں ہوسکتا، یہ تو بارہا سنا گیا ہے کہ فلاں کے لیکچر سے اتنے آدمیوں نے حق کو قبول کیا، مگر یہ بہت ہی کم سننے میں آیا ہوگا کہ فلاں مباحثہ اور مناظرہ سے اتنے آدمی راہ راست پر آئے، تبلیغی شعبہ میں کامیابی کے لئے ان امور کی ضرورت ہے، اول، دعا۔ دوم، اخلاق حسنہ۔ سوم، کلام میں تاثیر۔ چہارم، ٹھوس لٹریچر۔ پنجم، عملی نمونہ دگر ہیچ۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی ترسیل غیر مذاہب میں

جمع ۲۸ عہ، پانچ روپے جناب حافظ عبدالعلی خان صاحب وکیل ہائیکورٹ اس فنڈ میں عطا فرماتے ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء کل ۳۳ عہ۔ حسب ذیل خواہشمند اشخاص کے نام گورمکھی ترجمہ مفت بھیجا گیا (۱) ڈاکٹر بھگت سنگھ صاحب نور پور معہ محصولڈاک ۱۲؍ بھائی گوپال سنگھ صاحب کوہاٹ معہ محصولڈاک ۱۲؍ سردار ہرنام سنگھ صاحب کالرا معہ محصولڈاک ۱۲؍ سردار راجہ سنگھ صاحب پشاور معہ محصولڈاک ۱۲؍ سردار تیجا سنگھ صاحب چک بیلی معہ محصولڈاک ۱۲؍ میزان للعہ جمع عہ باقی عہ

اس تبلیغی فنڈ کے ذریعہ جس بہترین رنگ میں سکھ اور ہندو گورمکھی دان فرقان حمید کی مقدس تعلیم اور بہترین نمونہ سے وہ فرقان سے مالا مال ہورہے ہیں وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، سچ پوچھو تو اس فنڈ نے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا، اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھلیگا۔ پچین کے قریب خواہشمندوں کی درخواستیں دفتر میں آئی پڑی ہیں فنڈ کم ہے دوستوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر برکت اور ثواب رکھتی ہے مگر مخلوق خدا کو فرقان حمید کے برکات سے سرفراز کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے اور پھر مخلوق بھی وہ جس کے کانوں میں آجتک ہماری ہی سستی کی وجہ سے فرقان کریم کی مقدس تعلیم کی بھنک تک نہ پڑی تھی بلکہ الٹا غلط فہمی کی وجہ سے قرآن حمید کی تعلیم کو ہوا سمجھتی تھی اور اب اس سے آگاہ ہوکر دل وجان سے اس برگزیدہ ہورہی ہے اس سے بڑھکر اور کیا نیکی ہوسکتی ہے لہذا آپ کو اس کار خیر میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، ضرور حصہ لینا چاہیئے۔

دولت آصفیہ اور سر تیج بہادر سپرو

دولت آصفیہ کی بے تعصبی و فراخدلی ضرب المثل ہے اور یہ چیز اس کی دیرینہ روایات میں داخل ہے، مگر کسقدر تعجب و حیرت کی بات ہے کہ شرارت پیشہ لوگ ایسی فراخدل و ترقی پذیر حکومت کے خلاف بھی برابر پروپگنڈا کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جامعہ عثمانیہ جیسے فائدہ بخش کام پر بھی نکتہ چینی کی جاتی ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ جامعہ عثمانیہ میں ذریعہ تعلیم اردو زبان قرار دی گئی ہے اور یہ مدعیان حب وطن اردو کو ہندوستان کی زبان نہیں سمجھتے، لیکن

بزم میں اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

بعض ایسے وسیع الحوصلہ و فراخدل اصحاب بھی موجود ہیں جو اس عملی کارنامہ کو دوسرے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں، چنانچہ ابھی حال میں مشہور قانون دان سر تیج بہادر سپرو حیدرآباد تشریف لے گئے تھے، آپ نے وہاں مولوی میر محبوب علی صاحب کے لاسلکی اسٹیشن میں اردو زبان میں جو تقریر اس تقریب کے سلسلہ میں کی اس میں فرمایا:-

"حضرات! حسن اتفاق سے میں اس وقت سید محبوب علی صاحب کی نشرگاہ یا طلسم گاہ میں آیا ہوں، اور ان کے عنایت آمیز اصرار نے مجھے مجبور کیا کہ میں تقریر کروں، میں نے قریب ایک سال سے سکوت اختیار کر رکھا ہے، لیکن میں اتنا ضرور کہونگا کہ مجھ کو کچھ عرصہ سے حیدرآباد آنے کا اتفاق ہورہا ہے، مجھ کو یہ فخر حاصل ہے کہ میں یہ کہوں کہ میں نے تعلیم وتربیت قدیم زمانہ کے لحاظ سے پائی ہے اور میں دہلی کا رہنے والا پرانی تہذیب کا دلدادہ ہوں۔ میں جب کبھی حیدرآباد آیا ہوں میں نے بچشم غور دیکھا ہے کہ آپ کے ملک میں پرانی اور نئی روشنی کا اتصال ہورہا ہے، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے ملک کے حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۵ - ۳۰ سال سے آپ کے ملک نے عظیم الشان ترقی کی ہے میں یہ نہیں کہونگا کہ آپ درجہ کمال کو پہنچ گئے ہیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ آپ کی ترقیاں بہت نمایاں ہیں۔

کل سر اکبر حیدری نے اپنی عنایت سے مجھ کو آپ کی یونیورسٹی دکھائی۔ اور میں نے آپ کی یونیورسٹی کو دیکھکر یہ محسوس کیا کہ کسی قوم کی زبان میں تعلیم کا ہونا کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے مجھکو اس مسئلہ پر خاص طور پر دلی تعلق رہا ہے، آپ کی یونیورسٹی میں مادری زبان یعنی اردو کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے میں الہ آباد یونیورسٹی کی کرسی کا صدر ہوں اور مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم اس معاملہ میں آپ سے بہت پیچھے ہیں۔ قومی ترقی اس طرح ہوسکتی ہے کہ اپنی زبان میں علوم کا ترجمہ کر کے تعلیم دی جائے۔ چنانچہ جاپان نے تمام علوم مغربی کا اپنی زبان میں ترجمہ کر لیا ہے اور اس کی وجہ سے معراج کمال پر پہنچ رہا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ میں ترکی گیا اور وہاں کے مدارس نسواں کو مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا جو طریقۂ تعلیم میں نے وہاں دیکھا اس کی مثال نہیں ملتی، اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین مثلاً اسٹرانمی، کیمسٹری وغیرہ کی تعلیم ملک کی زبان میں دی جاتی ہے میں ہمیشہ سے اس کا قائل رہا ہوں کہ ہندوستانی بھی تعلیم وسیع پیمانہ پر اپنی زبان میں دیں میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ نے جو راستہ اپنے لئے اختیار کیا ہے اس پر آپ ثابت قدم رہینگے اور سارا ہندوستان آپ کے نقش قدم پر چلنے پر مجبور ہوگا میں آپ کو آپ کی اس نمایاں کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔"

سر سپرو کے قیام حیدرآباد کے زمانہ میں جب آپ سے ایک اخبار کے نامہ نگار نے دہلی کے آریہ سماجوں کے اس شور وغل کا ذکر کیا جو وہ حکومت کے خلاف کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ مجھے افسوس ہے کہ آریہ سماجی بے وجہ غل کر رہے ہیں۔ جس شخص نے حیدرآباد کے طرز حکومت کو دیکھا ہے وہ اس کی غیر جانبداری اور رواداری کی داد دیئے بغیر نہیں رہے گا۔ حضور نظام بیحد غیر جانبدار اور منصف مزاج حکمراں ہیں، جو ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی اپنی تمام رعایا کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ سر سپرو جیسے باخبر و معاملہ فہم شخص کی رائے کے بعد لوگ اس مفسدانہ پروپیگنڈے کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ جو غیر ذمہ دار اشخاص کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل معاف۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کی اقتصادی تعمیر

(از شیخ صادق حسن صاحب رئیس امرتسر)

مسلمانوں میں جہاں تعلیم کا فقدان ہے وہاں وہ تجارت میں بھی بہت پیچھے ہیں، حالانکہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تجارت کرتے رہے اور اپنی امت کو تجارت کی ترغیب دیتے رہے۔ ہندوستان میں بیکاروں کی تعداد سارے جہاں کے بیکاروں سے اس لئے کئی گنا زیادہ ہے کہ ہندوستان ہر سال اربوں روپیہ کی اشیاء ممالک خارجہ سے درآمد کرتا ہے جن کا اندازہ ذیل کے اعداد وشمار سے ہو سکتا ہے۔

(۱) اونی کپڑا ماسوا کمبلوں کے ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ سالانہ (۲) لوہے کا سامان دو کروڑ ۸۱ لاکھ روپیہ سالانہ (۳) رنگ ۵۸ لاکھ روپیہ سالانہ (۴) موٹر کاریں ایک کروڑ ۷۶ لاکھ روپیہ سالانہ (۵) موٹر لاریاں ۶۶ لاکھ روپیہ سالانہ (۶) چھتریاں معہ سامان متعلقہ ۲۳ لاکھ روپیہ سالانہ (۷) کیمیکل اشیاء ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ سالانہ (۸) ادویات ۳۱ لاکھ روپیہ سالانہ (۹) بائیسکل وسامان متعلقہ ۶۳ لاکھ روپیہ سالانہ (۱۰) چمچے چھری کانٹے وغیرہ ۲۴ لاکھ روپیہ سالانہ (۱۱) کھلونے تاش وغیرہ ۵۴ لاکھ روپیہ سالانہ (۱۲) سٹیشنری سوائے کاغذ کے ۶۶ لاکھ روپیہ سالانہ۔

اس قسم کی سینکڑوں اشیاء ہر سال باہر سے ہندوستانی منڈیوں میں آتی اور ہندوستانیوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو کھینچ کر اپنے اپنے ملکوں میں لے جاتی ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اب ملک میں (سوائے مسلمانوں کے) یہ احساس دن بدن ترقی کر رہا ہے کہ اس قسم کی تمام چیزیں آہستہ آہستہ ہندوستان میں تیار کی جائیں، مگر مسلمان ایک ایسی گہری نیند سو رہے ہیں کہ اگر وہ فوراً بیدار نہ ہوئے تو ساری دنیا کی مرفہ الحالی اور مسرتوں سے محروم رہ جائینگے اور مزدوروں کی سی زندگی نہیں بلکہ بیکار مزدوروں کی زندگی بسر کرینگے۔ اس لئے وقت آگیا ہے کہ مسلمان اٹھیں اور اپنے دماغوں سے کام لیکر کسی شاندار نتیجہ پر پہنچیں۔ میرے خیال میں اس کا بہتر علاج یہ ہو سکتا ہے کہ ہر شہر میں مسلم چیمبر آف کامرس (تجارتی انجمن) بنائے جائیں، جن میں ہر قسم کے تاجر، سوداگر، اور کارخانہ دار شریک ہوں اور اس وقت مسلمانوں پر جو جمود وخمود کی کیفیت طاری ہے اس کا ازالہ کرنے کیلئے گہرے تفکرات سے کام لیں اور ان کے اندر ایک ایسی روح پھونکیں کہ وہ ذلت وادبار کے گڑھوں سے نکل کر شاہراہ کامیابی پر گامزن ہو جائیں۔ مسلمانوں کو انڈسٹریز (صنعت وحرفت) کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اس وقت دو تین بڑے بڑے اور بعض چھوٹے پیمانے کے کارخانوں کے سوا مسلمانوں کا کوئی کارخانہ موجود نہیں۔ کسی قوم کی بے حسی یا خالی شور مچانا اس کے افلاس کو دور نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ قوم خود اپنے افلاس کو دور کرنے کے لئے میدان عمل میں نہ آئے۔

عیسائیوں کا تبلیغی کارنامہ

پچھلے سال اسی مہینے میں آپ کو برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے دو کارنامے سنائے گئے تھے جو اس نے ۱۸۰۴ء سے ۱۹۳۲ء تک انجام دیئے ہیں۔ آج ہم اس سبق آموز داستان کا ایک دوسرا ورق پیش کرتے ہیں جو ۱۹۳۲-۳۳ء اور ۱۹۳۳-۳۴ء کی رپورٹوں سے اخذ کیا گیا ہے یہ داستان سبق سکھانے والی ضرور ہے مگر افسوس کہ ہم میں ابھی تک سبق سیکھنے والے پیدا نہیں ہوئے، کاش! سبق سنتے سنتے ہم میں سبق سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

۱۲ نئی زبانوں کے تراجم

۱۹۳۲-۳۳ء میں اس سوسائٹی نے دنیا کی ۱۲ زبانوں میں بائبل کے ترجمے شائع کئے ہیں، جن میں سے چھ زبانیں ایشیا کی ہیں، چار افریقہ کی، ایک امریکہ کی اور ایک یورپ کی۔ اس طرح ان زبانوں کی تعداد ۶۶۷ تک پہنچ گئی جن میں بائیبل کے تراجم شائع ہوئے۔

ایک سال کے اندر بائیبل اور اس کے متفرق حصوں کے جتنے نسخے دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کئے گئے وہ ایک کروڑ ۶ لاکھ ۱۷ ہزار ۷۰۴ ہیں۔ ۱۹۳۱-۳۲ء کے مقابلہ ۶۵ ہزار نسخے زیادہ شائع ہوئے، ممالک کے لحاظ سے اس کی تعداد کی تقسیم حسب ذیل ہے:-

ایشیا	میں	۶۹ لاکھ	۵۰ ہزار	نسخے
یوروپ	"	۱۶ لاکھ	۹۰ ہزار	"
جزائر برطانیہ	"	۸ لاکھ	۵۷ ہزار	"
جنوبی امریکہ	"	۳ لاکھ	۶۸ ہزار	"
افریقہ	"	۳ لاکھ	۵۲ ہزار	"
کینیڈا نیوفاؤنڈلینڈ	"	۳ لاکھ	۱۷ ہزار	"
آسٹریلیا	"	۱ لاکھ	۷۰ ہزار	"
نیوزی لینڈ	"		۳۴ ہزار	"
اوشانیا	"		۴ ہزار	"

سب سے زیادہ اشاعت چین میں ہوئی، جہاں بائیبل اور اس کے مختلف حصوں کے ۲۴ ہزار نسخے ایک سال کے اندر شائع ہوئے ہیں۔

الہ آباد کی شاخ کا حیرت انگیز کام

ہندوستان میں صرف الہ آباد کی شاخ نے جس قدر کام کیا ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک سال میں ۲ لاکھ ۳۶ ہزار ۶۱۹ نسخے تقسیم کئے گئے، یہ نسخے ۴۰ مختلف زبانوں میں تھے۔ ۵۴ مردوں اور ۶ عورتوں نے گھر گھر پھر کر ۵۴ ہزار سے زیادہ نسخے فروخت کئے، یونیورسٹیوں کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو ۳۹۲ نسخے مکمل بائیبل کے اور ۴۹۹ نسخے جدید عہد نامہ کے مفت دیئے گئے، اور ۹ ہزار ۴۵۴ روپے کے عطیے بائیبل سوسائٹی کی امداد کے لئے وصول [illegible]

الہ آباد کی شاخ ۱۸۴۴ء میں قائم ہوئی تھی پہلے سال اس نے تقریباً ۱۸ ہزار نسخے شائع کئے۔ ۱۹۰۱ء میں یہ تعداد ۴۹ ہزار تک پہنچی۔ اور ۱۹۲۰ء میں ساڑھے چار لاکھ تک پہنچ گئی، ۸۵ سال کی مدت میں صرف اس شاخ سے بائیبل کے جو نسخے شائع ہوئے ہیں ان کی مجموعی تعداد ۷۷ لاکھ سے زیادہ ہے۔

۱۹۳۳ء کا عظیم الشان کام

تمام دنیا میں ایک کروڑ ۹ لاکھ ۳۳ ہزار ۲۰۳ نسخے ہوئے جو بمقابلہ سال گذشتہ کے ۳ لاکھ سے زیادہ تھے ممالک کے لحاظ سے تقسیم حسب ذیل ہے:-

(۱) یوروپ میں کل ۱۵ لاکھ ۸۹ ہزار نسخے بہ تفصیل ذیل

KHILAFAT LIBRARY

مغربی یوروپ میں	۱۰ لاکھ ۳۴ ہزار ۴۱۱	نسخے
وسطی یوروپ 〃	۳ لاکھ ۸ ہزار	〃
شمال مشرقی یوروپ 〃	۷۵ ہزار	〃
جنوب مشرقی یوروپ 〃	۱ لاکھ ۱۷ ہزار	〃

(۲) ایشیا میں کل ۴۷ لاکھ ۸ ہزار نسخے بہ تفصیل ذیل

چین	۲۹ لاکھ ۲ ہزار	نسخے
کوریا	۶ لاکھ ۵۵ ہزار	〃
ملایا	۱ لاکھ ۷۸ ہزار	〃
سیلون اور ہندوستان	۱۱ لاکھ ۸۷ ہزار	〃
برما	۱ لاکھ ۴۳ ہزار	〃
جاپان	۵ لاکھ ۴۱ ہزار	〃
ایران وعراق	۶۹ ہزار	〃
فلسطین وشام	۳۸ ہزار	〃
(۳) افریقیہ میں کل	۵ لاکھ ۹ ہزار	〃
(۴) جنوبی امریکہ 〃 〃	۴ لاکھ ۴۳ ہزار	〃
(۵) کینیڈا و نیوفاؤنڈلینڈ 〃	۲ لاکھ ۷۶ ہزار	〃
(۶) نیوزی لینڈ 〃 〃	۳۵ ہزار	〃
(۷) آسٹریا 〃 〃	۱ لاکھ ۷۲ ہزار	〃
(۸) برطانیہ عظمیٰ 〃 〃	۸ لاکھ ۵۵ ہزار ۴۴۸	〃

انجیل کی مانگ کی رفتار

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ یوروپ میں بائیبل کی اشاعت گھٹ رہی ہے، اسپین، فرانس، سوئٹزرلینڈ، اٹلی، بلجیم، جرمنی، زیگوسلوواکیا، یوگوسلیویا، یونان۔ لتھوانیا، فنلینڈ اور خود بائیبل سوسائٹی کے گھر یعنی جزائر برطانیہ کے اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ سال گذشتہ کے مقابلہ میں ہزاروں کی کمی ہوئی ہے لیکن مشرقی ممالک میں بعض ایسے ہیں جہاں گذشتہ سال کے مقابلہ میں ہزاروں کی کمی ہوئی ہے۔ لیکن مشرقی ممالک بیشتر ایسے ہیں جو گذشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال بائیبل کے زیادہ خریدار نظر آتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں ۵۹ ہزار نسخے زیادہ فروخت ہوئے ہیں، برما میں ۴ ہزار، جاپان میں ۵۱ ہزار، ایران، عراق، فلسطین اور شام میں ۴ ہزار، شمالی افریقہ میں ۸ ہزار، استوائی افریقہ میں ۸ ہزار، وسط جنوبی افریقہ میں ۵۵ ہزار، نٹال میں ۳ ہزار زیادہ اور کیپ کے علاقہ میں ۸۰ ہزار کی بیشی ہوئی ہے۔

جاپان میں بائیبل کی اشاعت جس رفتار سے بڑھ رہی ہے، اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ چار سفری گماشتوں نے ایک سال میں تیس تیس ہزار سے زائد نسخے فروخت کئے۔ اور ایک کے فروخت کردہ نسخوں کی تعداد تو ۵۴ ہزار تک پہونچ گئی۔

اس سال کے جدید تراجم

اس سال ۱۱ نئی زبانوں میں ترجمہ ہوا، جن میں سے ۹ زبانیں افریقہ کی ہیں، ایک یوروپ اور ایک اوشانیا کی، اس طرح ان زبانوں کی تعداد ۶۷۸ تک پہنچ گئی ہے جن میں اب تک بائیبل یا اس کے حصوں کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

جن نئی زبانوں میں اس سال تراجم شائع کئے گئے ہیں ان کا بھی مختصر حال سُن لیجئے۔

نائیجیریا کی کمبری زبان جسکے بولنے والے ۵۴ ہزار ہیں
نائیجیریا کی ڈاکا زبان 〃 〃 ۲۰ ہزار ہیں
استوائی افریقہ کی یاکا زبان 〃 〃 ۱۵ ہزار ہیں
〃 〃 لمبو 〃 〃 〃 ۱۵ ہزار 〃
〃 〃 〃 بایا زبان جسمیں خواندہ لوگوں کی تعداد صرف ایکہزار ہے
〃 〃 〃 ملینکا زبان جس کو زیادہ تر مسلمان بولتے ہیں۔
سوڈان کی بابی زبان جسکے بولنے والے اسلامی علاقوں سے محصور ہیں
حبش کی سیڈاموزبان جسکے بولنے والے ایک لاکھ ۵۰ ہزار ہیں۔
اوشانیا کی نیمنی زبان جس کے بولنے والے ۲۵ ہزار ہیں۔

یہ اعداد وشمار خود اپنی زبان خاموش سے کہہ رہے ہیں کہ دنیا کے دور دراز علاقوں میں اگر کسی زبان کو دو چار ہزار انسان بھی بولتے ہیں تو اس میں بائیبل منتقل کردی گئی ہے تاکہ یہ لوگ اپنی زبان میں اس کتاب کو پڑھ سکیں اور مسیحیت کا پیغام سمجھ سکیں۔

عیسائی پادریوں کی محنت اور ایثار

پھر یہ بھی نہیں ہے کہ ترجمے محض سرسری طور پر روا داری میں کر دئے گئے ہیں، ان میں سے بیشتر تراجم ایسے ہیں جو کئی کئی آدمیوں نے ملکر کئے ہیں۔ بار بار ان کی نظر ثانی کی گئی ہے۔ دیسی باشندوں کو خاص طور پر تعلیم دے کر اس لئے تیار کیا گیا ہے کہ ترجمہ اور نظر ثانی میں مدد دے سکیں۔

حال میں بائیبل کا سب سے اہم ترجمہ وہ ہے جو افریقان بائیبل کے نام سے مشہور ہے۔ افریقانی زبان جنوبی افریقہ کی عام زبان ہے۔ ابتک وہاں ولندیزی زبان کی بائیبل درج رائج تھی جس کو عوام نہ سمجھ سکتے تھے، بائیبل سوسائٹی نے ترجموں کا ایک بورڈ اس زبان میں کتاب مقدس کا ترجمہ کرنے کیلئے مقرر کیا جس سے دس سال کی مسلسل محنتوں کے بعد پچھلے سال اس کام کو مکمل کیا۔ سال رواں میں پہلی مرتبہ اس ترجمے کے ۲ لاکھ ۲۰ ہزار نسخے طبع کرکے جنوبی افریقہ بھیجے گئے۔ اور سب کے سب فروخت ہو گئے۔ اس ترجمے کی اشاعت کا اثر یہ ہوا کہ مسیحیت جو جنوبی افریقہ میں مُردہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔ یکایک جی اٹھی۔ عیسائیت پھر سے ابھرنی شروع ہوگئی۔ اور گھروں میں اہل خاندان کے مل کر دعا کرنے کا طریقہ جو قریب قریب موقوف ہو چکا تھا از سر نو جاری ہوگیا۔

ایک سوال

یہ تثلیث پرستوں کی ایک انجمن کے کارنامے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ توحید پرستوں کی بھی کوئی انجمن ہے جس نے ایک سال میں اس کا سواں حصہ بھی قرآن کی خدمت کی ہو

بھائیو! جاگو، ہوش کرو، اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی کے ساتھ سوچو، سبق حاصل کرنیوالے لوگ کہاں ہیں (ماخوذ)

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ

زیر طبع ہے انشاء اللہ بہت جلد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔ اس ترجمہ میں دو ہزار دوسو پندرہ روپے وصول ہوئے ہیں اور اب ۵ر از جناب حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن جزاکم اللہ احسن الجزاء میزان -/-/۲۲۲۰ روپے۔ اس ترجمہ پر کم از کم چار ہزار روپیہ خرچ آئیگا۔ دوستوں کو اسطرف خاص توجہ دینی چاہئے یہ وہ کار خیر ہے جس کی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی، ہندوستان میں ہندی دان لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ان میں سے لاکھوں ہی فرقان کریم کی مقدس تعلیم سے بہرہ ور ہونے کیلئے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں اور ہم جو قرآن مجید کو سب سماوی کتب سے افضل سمجھتے ہیں ہمارا یہ فرض ہے کہ اس صحیفہ اور اس کی مقدس تعلیم کو خواہشمندوں کے ہاتھوں تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں۔ اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم

KHILAFAT LIBRARY

وصیت نمبر ۴۰۲۱

مسماۃ امۃ السمیع زوجہ عبداللطیف قوم مغل عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ ۵ ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اسوقت میرے پاس نقد چار صد روپیہ میرے حق مہر میں سے ہے باقی اور کچھ نہیں۔ میں نے اپنے خاوند سے مہر کا پانسو روپیہ وصول کر لیا ہے۔ جس میں چار صد روپیہ ہے۔

العبد امۃ السمیع قادیان بقلم خود۔

گواہ شد ۱:۔ مرزا عبداللطیف احمدیہ درزی خانہ قادیان بقلم خود۔ گواہ شد ۲:۔ مرزا مہتاب بیگ بقلم خود۔

۴۰۲۴۔ سید محمد ولد چوہدری نواب دین قوم دھنی دیو جاٹ پیشہ زراعت عمر تقریباً ۱۹ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء ساکن چک ۲۴۲ ج۔ب دھنی دیو ڈاکخانہ خاص تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵ ۸ ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو سکے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والدین زندہ ہیں میری ماہوار آمد مبلغ لعہ۵ روپیہ ماہوار ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

العبد سید محمد ولد نواب الدین چک ۲۴۲ ج۔ب دھنی دیو۔ ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور

گواہ شد ۔ غلام علی احمدی طالب علم کلاس متفرق۔
گواہ شد ۔ عبدالرحیم عارف متعلم مولوی فاضل کلاس جامعہ احمدیہ

۳۶۶۸۔ منکہ انشاء اللہ خان ولد محمد ابراہیم خان پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال ساکن لاہوریاں ڈاکخانہ دولت نگر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲ ۵ ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ (۶۷-۸-۰) ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کیوقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۷ مئی ۱۹۳۲ء۔

العبد:۔ انشاء اللہ خان اکونٹنٹ مری سنٹرل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ مری ضلع راولپنڈی۔

گواہ شد:۔ خاکسار مرزا محمد حسین سکرٹری وصایا انجمن احمدیہ کوہ مری۔

گواہ شد ۲:۔ سید فرزند علی شاہ۔ احمدی کوہ مری۔

۴۰۴۹۔ منکہ یوسف علی ولد نتھو قوم ارائیں عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۲ء ساکن کنگ ارائیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل پھلور ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۳۳ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد زمین چاہی دو یرانی موضع کنگ ارائیاں میں ہے جو کہ پانچ گھماؤں ہے اور ایک مکان کچا رہائشی ایک سو پچاس روپیہ کا بھی ہے۔ میرا گذارہ موجودہ وقت میں میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ آجکل مبلغ -/۲۳ روپیہ ماہوار ہے۔ چونکہ میری ملازمت عارضی ہے۔ اسلئے جب تک بھی ملازم رہوں گا۔ میں اپنی وصیت جو کہ دسواں حصہ اپنی ماہوار آمدنی کا کرتا ہوں ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر میرے مرنے کے وقت اگر اور کوئی جائیداد بھی ثابت ہو تو اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت ادا کر کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے رسید حاصل کر لوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاوے گی۔

گواہ شد سید عبدالرشید بقلم خود ریلوے برج ورکس

العبد:۔ یوسف علی مذکور نشان انگوٹھہ

گواہ شد احمد الدین زرگر سکرٹری وصایا قادیان بقلم خود۔

۴۰۵۰۔ منکہ عبدالعزیز ولد میاں صاحب الدین قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن ماچھی وال ڈاکخانہ لالہ موسیٰ تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۳۳ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے دو مکان ایک پختہ ایک خام واقع موضع ماچھی وال و موضع چک سکندر اور موضع چھوکر خورد میں بصورت رہن و بیعہ ہے۔ جس کا مالک ہوں۔ جس کی قیمت تخمیناً ۵۲۵۰/- پانچہزار دو سو پچاس روپیہ ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اراضی نا کی مزروعہ مشترکہ اپنے چار بھائیوں کے ہے۔ جو موضع مولیانوالی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات و موضع ماچھی وال میں واقع ہے جس کی قیمت تقریباً -/۳۰۰۰ تین ہزار ہے۔ لیکن میرا گذارہ ملازمت اور اسکی آمدنی پر ہے۔ لہذا میں مذکورہ بالا جائیداد اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میری وفات کے بعد اگر کوئی اور میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو لازم ہے کہ وہ میری وصیت میں کسی قسم کے روک انداز نہ ہوں

العبد:۔ عبدالعزیز موصی بقلم خود ۲ ۴/۳۳

گواہ شد ۱:۔ بقلم خود عبدالواحد پسر موصی سارٹر ملتان چھاؤنی حال وارد ماچھی وال گواہ شد عبدالغنی پسر موصی از ماچھی وال تحصیل و ضلع گجرات بقلم خود

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان عورتوں کا اغوا و ارتداد

ایک بیحد ضروری اور اہم عرضداشت

پنجاب میں مسلمان عورتوں کا ارتداد اب روزمرہ کی رسم میں داخل ہوگیا ہے اس فساد کے اصلی بانی عیسائی مشنری ہیں۔ ابتداء میں جو عورتیں عیسائی ہوئی ہیں، عدالتوں نے ان کے نکاح فسخ کردیئے اس سے ہر کس و ناکس کیلئے فسخ نکاح کی ایک نئی قانونی راہ کھل گئی۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ میاں اور بیوی کے درمیان ذرا سا بگاڑ ہو جانے پر بے شمار لڑکیوں کے والدین، اپنی لڑکیوں کے عیسائی ہونے کا سارٹیفکیٹ پیش کرکے پہلے نکاح عدالت سے فسخ کرا لیتے ہیں اور چند روز بعد انہیں مسلمان کرکے دوسری جگہ بیاہ دیتے ہیں۔

ہائیکورٹ کا فیصلہ

شروع شروع میں عدالتیں اس امر کی پڑتال کیا کرتی تھیں کہ کہیں عورت یا اس کے والدین نے تبدیلی مذہب کو فسخ نکاح کا بہانہ تو نہیں بنایا لیکن جب سے (۱۹۳۰ء) پنجاب ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ایک مسلمان عورت خواہ کسی نیت سے بھی یہ کہہ دے کہ میں نے مذہب تبدیل کر لیا ہے اس کا پہلا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اس فتنہ کو اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ اس صوبے میں مسلمانوں کی جانی عزت، خاندانی زندگی اور معاشرتی امن و راحت کوئی چیز بھی محفوظ نہیں رہتی۔

فیصلہ کے لرزہ انگیز نتائج

اس فیصلہ کا پہلا اثر یہ ہوا ہے کہ مسلمان سے عیسائی ہونا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ دوسرا اثر یہ ہے کہ ملک میں پادریوں کی کئی ایسی ایجنسیاں کھل گئی ہیں جو روپے لیتے ہیں اور مسلمان عورتوں کو عیسائیت کا سارٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ ابھی جہلم کے ایک پادری کا ذکر آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ یہ بدبخت روپیہ بھی لیتا، مسلمان عورتوں کو شراب بھی پلاتا تھا اور بدکاری بھی کرتا تھا اور جب یہ تمام "مذہبی رسوم" ادا ہو چکتی تھیں تو عورت کو عیسائیت کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا تھا۔

اس فیصلے کا اثر یہ ہوا کہ جن علاقوں میں زناشوئی کے جھگڑے عام ہیں یا والدین لڑکی کا روپیہ لینا جائز سمجھتے ہیں وہاں مسلم گھروں کی آبادی سخت مشکل ہوگئی ہے۔ بلکہ مسلمان عورتوں کا نکاح و طلاق آمدنی کا ایک باقاعدہ ذریعہ اور تجارتی پیشہ بن گیا ہے۔ والدین کے علاوہ جا بجا ایسی بدمعاش جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں جو عورتوں کو روپیہ لیکر پہلے ایک جگہ بیاہ دیتے ہیں پھر عیسائی بنا کر اور نکاح فسخ کرکے دوسرے خاوند کے پاس بیچ دیتے ہیں اس ہیر پھیر میں عورتوں اور خاوندوں پر جسقدر ظلم ہوتے ہونگے، وہ بالکل ظاہر ہیں۔

سکھوں اور آریوں کی یورش

سکھ اکثریت کے علاقوں کی حالت اور بھی زیادہ دردناک ہے وہاں کسی جوان اور خوبصورت مسلمان عورت کے ننگ و ناموس کا محفوظ رہنا ناممکن ہو چکا ہے۔ قریباً ہر گاؤں میں یہ حالت ہے کہ سکھ اور اکالی بدمعاش مسلمان عورتوں کا روزمرہ اغوا کرتے ہیں اور عورت سے تبدیلی مذہب کا بیان دلوا دیتے ہیں اس سے فوراً ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور عورت کے وارث اور پولیس دونوں کے دونوں اغوا کنندہ کا منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اگر عورت نابالغ ہو تو اُسے بلوغ تک عدالت میں پیش نہیں کیا جاتا، اس کے بعد شدھ کرکے عدالت سے اپنے حق میں ڈگری لے لی جاتی ہے، پھر اغوا کنندہ مسلمان عورت کے ساتھ کھلے بندوں گاؤں میں واپس آجاتا ہے، اور قومی جتھہ بندی کی امداد سے عورت کو اس کے اصلی خاوند اور والدین کے سامنے گھر میں ڈال لیا جاتا ہے۔ یہ صورتیں شاذ نہیں ہیں بلکہ ہوا اور پانی کی طرح عام ہیں۔ گورداسپور کی اطلاع ہے کہ وہاں جالیس مسلمان عورتوں کے اغوا و ارتداد کے مقدمات اس وقت عدالت دیوانی میں دائر ہیں۔ امرتسر اور لاہور کے مقدمات کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے، علاقہ ماجھہ کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک گاؤں میں روزمرہ جوان عورتوں کے اغوا ہوتے ہیں اور مسلمان عورتوں کو زبردستی امرت چکھائے جاتے ہیں۔ اور اکالی بنایا جاتا ہے۔

ہندو اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب آریہ سماجی بھی اس میدان میں اتر آئے ہیں، لائلپور کی اطلاع ہے کہ وہاں ۹ اگست کو عزیز بی بی کو شدھ کیا گیا، پھر ۲۶ اگست کو ایک دوسری عورت مسمات راجو ساکن ڈھوڈیاں کو شدھ کیا گیا، اب ان عورتوں کے نام رام پیاری اور شانتی دیوی ہیں۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں مسلمانوں کی اہلی زندگی امن و امان کی حفاظت سے خارج ہو چکی ہے اور تبدیلی مذاہب کی آڑ میں اغوا بھی ہو رہے ہیں بردہ فروشی بھی اور حرامکاری بھی۔ مگر موجودہ قانون اس کے علاج سے بالکل قاصر ہے۔ اس مصیبت کے اصل اسباب دو ہیں۔ پہلا سبب پنجاب ہائیکورٹ کا ۱۹۳۰ء کا فیصلہ ہے، جس میں قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت یہ کہدے کہ میں نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے تو اس کا نکاح اسی وقت فسخ ہو جائیگا اور عدالت کو کوئی حق نہیں ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والوں کی نیت کی پڑتال کرے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ شریعت اسلام نے ایک مسلمان عورت کو جو یہ حق دیا ہے کہ وہ فلاں فلاں صورتوں میں خاوند سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ اُسے ابھی تک قانونی شکل نہیں دی گئی۔

مسئلہ کا حل

مرض کا علاج یہ ہے کہ ایک ایسا قانون پاس کرایا جائے جسکی رُو سے عدالتوں پر لازم ہو کہ وہ فسخ نکاح سے پہلے پوری طرح اس امر کی تحقیق کر لیا کریں کہ تبدیلی مذہب کو نکاح توڑنے یا زناکاری اور اغوا وغیرہ جرائم کی سزا سے بچنے کا بہانہ تو نہیں بنایا گیا؟ اور ساتھ ہی اس مسودہ قانون میں مسلمان عورتوں کیلئے حصول طلاق کی شرعی صورتیں بھی متعین کر دی جائیں تاکہ کسی مسلمان عورت کو فسخ نکاح کیلئے مرتد ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے اور اغوا، بردہ فروشی اور حرامکاری کے ملزموں کیلئے یہ موقعہ حاصل نہ رہے کہ وہ عورت سے تبدیلی مذہب کا بیان دلوا کر اپنے جرم کی قانونی سزا سے بچ جائیں۔

قانون کس طرح بنے

حیدر آباد اور بھوپال کی ریاستوں میں اسلامی طلاق کا قانون پاس ہو چکا ہے، انہی مسودات کو سامنے رکھکر ایک بہت محتاط اور جامع مسودہ قانون بنا لینا چاہیئے اس کیلئے ہندوستان کے چند ممتاز علما اور وکلا کی ایک مختصر سی کانفرنس کی ضرورت ہے اگر ضرورت ہو تو بیرونجات سے بعض ممبران کونسل اور ماہرین قانون کو بھی بلایا جائے اور یہ سب اصحاب مقامی علماء اور وکلاء کے ساتھ ملکر اس کام کو جو سالہا سال سے معلق چلا آتا ہے پایہ تکمیل تک پہنچاویں۔ بعد کا کام یہ ہو کہ اس مسودہ کو اردو اور انگریزی میں چھاپ کر ملک کی بڑی بڑی انجمنوں، تمام اسلامی اخبارات، اور تمام صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے مسلمان ممبروں کے پاس بغرض تائید و تصدیق بھیجدیا جائے۔

(ماخوذ)

KHILAFAT LIBRARY

جماعت احرار

ابن الوقت افراد کا ایک خطرناک مجموعہ

معاصر "سیاست" ۱۳ر اکتوبر میں جناب سید حبیب صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا ہے جس سے جماعت احرار کی حقیقت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان کیلئے محترم مضمون نگار اور معاصر "سیاست" ذمہ دار ہیں۔ ہم اسے محض اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ احراری لیڈروں کے متعلق ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں کے خیالات و جذبات کا اندازہ ہو سکے۔ (مدیر)

اسمبلی کے انتخاب کے سلسلہ میں مرکزی حلقہ پنجاب میں جس سے مسٹر گابا اور خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب امیدوار انتخاب ہیں جسقدر فتنہ و فساد برپا ہے اتنا شاید ہندوستان بھر میں سے نہ صرف کسی اور حلقہ میں موجود نہیں بلکہ شاید تمام ملک کے کسی دو یا تین حصوں کے فتنہ کو جمع بھی کیا جائے تو بھی اس کا لگا نہیں کھا سکتے، اور اس تمام فساد کی ذمہ داری ایک گروہ کے سر پر عائد ہوتی ہے جس کو عرف عام میں جماعت احرار کہتے ہیں لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا جہاں میں "جماعت" کہلانے کیلئے جن صفات کی ضرورت ہے کیا وہ اس نام نہاد جماعت میں موجود ہیں اور اگر نہیں ہیں تو پھر اس گروہ کو جماعت کا نام دینا غلطی نہیں تو کیا ہے۔

جماعتیں یا مقامی ہوتی ہیں یا صوبہ وار یا آل انڈیا حیثیت رکھتی ہیں یہ جماعت اگر آل انڈیا جماعت ہوتی تو اس کی شاخیں تمام ہندوستان میں نہ سہی بعض صوبوں میں تو موجود ہوتیں لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ پنجاب کی حدود کے باہر احرار کا کہیں نام بھی سننے میں نہیں آتا، لہٰذا ان کی آل انڈیا حیثیت نہیں ہے اگر یہ جماعت صوبہ وار حیثیت رکھتی تو پنجاب کے مختلف اضلاع میں باقاعدہ شاخیں ہوتیں، ان کا نظام ہوتا، ان کی کارروائیوں کے رجسٹر ہوتے، ان کا حساب و کتاب شائع ہوتا، ان کی رپورٹیں عامۃ الناس کے سامنے آتیں۔ لیکن یہ حالت بھی موجود نہیں ہے ان حالات میں ان کو صوبہ وار جماعت کہنا بھی خارج از امکان ہے،

اگر ضلع وار شاخوں کی ضرورت سے اس جماعت کو مستغنی بھی سمجھا جائے تو بھی ہر شخص یہ استصواب کرنے کا حق رکھتا ہے کہ اس جماعت کا اصول حیات کیا ہے اس کی بنیاد کب اور کس جلسہ میں رکھی گئی۔ وہ جلسہ کہاں ہوا تھا اس میں کون کون شامل ہوئے، اب اس جماعت کے ارکان کی تعداد کیا ہے۔ اس کا نظام حیات کیا ہے، اس کے قواعد و ضوابط کیا ہیں، اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ اس کی سالانہ کارگذاریوں کی رپورٹیں موجود ہیں یا نہیں۔ اور اگر موجود ہیں تو وہ کہاں مل سکتی ہیں؟ لیکن جب کوئی جوئندہ ان امور کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو ہر طرف سے ہر سوال کا جواب نفی میں ملتا ہے اور یوں وہ حیران ہو کر تسلیم کر لیتا ہے کہ جماعت احرار اگر کوئی جماعت ہے تو اس کا وجود پراسرار عناصر سے مرکب ہے جن کا پتہ چلانا دنیا کے بہترین سراغرساں کے لئے بھی آسان نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نہرو رپورٹ کی تدوین سے پہلے کانگریس نے روپیہ خرچ کر کے مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی اس وقت مولانا آزاد وغیرہ نے کانگریسی مسلمانوں کی نیشنلسٹ پارٹی بنائی، ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے اس کی ایک شاخ پنجاب میں قائم کرنے کی کوشش کی ان میں اور موجودہ جماعت احرار کے کارکنوں میں عہدوں کی تقسیم پر اختلاف ہوا۔ لہٰذا ان لوگوں نے جو دس گیارہ بزرگوار تھے اپنی جماعت الگ قائم کر لی اور نیشنلسٹ پارٹی کے لفظ کا ترجمہ "احرار" کر کے اپنا نام جماعت احرار رکھا یہ لوگ اول اول کانگریس سے روپیہ لیکر نہرو رپورٹ کی حمایت کرتے رہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان اس کیخلاف ہیں تو انہوں نے مسلم حقوق کی حمایت شروع کی، حالانکہ اس سے قبل یہ لوگ حقوق طلب کرنیوالے مسلمانوں کو غلیظ تریں گالیاں دیا کرتے تھے

واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں جس صورت میں اپنی شہرت کو مضمر پاتے ہیں وہی اختیار کر لیتے ہیں لیکن ان کے اس بہروپ سے اگر کسی کو دھوکا ہوتا ہے تو عام مسلمانوں کو، جو لوگ ان کی حقیقت سے آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ اس وقت کانگریس کے حامی ہیں لیکن اپنے تعلق کو اس غرض سے چھپائے ہوئے ہیں کہ کانگریس کے نام سے مسلمانوں میں آجکل کام کرنا خارج از امکان ہے ان کی نیت یہ ہے کہ یہ آئندہ انتخاب میں چند ہم خیال حضرات کو کونسل میں لے جائیں اور وہاں سے ہندوؤں سے اتحاد پیدا کر کے وزارتوں میں حصہ لے سکیں اگرچہ ان کا یہ خیال جنون سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا، لیکن ان کی نگہ حرص و آز کا منتہائے نظر یہی ہے۔

یہ لوگ مذہب کے خلاف ہیں، مذہبی جماعتوں کے خلاف ہیں، حکومت اور امن کے مخالف ہیں خدا اور رسولؐ کے نام سے بیزار ہیں، یہ چند بیکار لوگوں کا مجموعہ ہے، جو فریب کاری کو آلۂ کار بنا کر آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں مسلمانوں کو فریب دینے کیلئے مسلمان اور مسلمانوں کے حامی بنے ہوئے ہیں، ملت مرحومہ پر ان کے احسانات کی تفصیل بہت طویل ہے، تاہم بالاختصار چند باتیں بطور نمونہ از خروارے درج ذیل کرتا ہوں:۔

اوّل۔ یہ جماعت احرار وہی جماعت ہے جو کبھی خلافت کمیٹی کے نام سے مشہور تھی اس حیثیت سے اس جماعت نے تحریک ہجرت شروع کی خود مزے سے گھروں میں بیٹھے رہے، ان کے مال و عیال میں اضافہ ہوتا رہا، لیکن ان کی تحریک پر لاکھوں مسلمان گھر بار چھوڑ کر اپنوں سے منہ موڑ کر آبا کی وراثت سے ناطہ توڑ کر ہجرت کر کے چلے گئے اور چند ماہ کے بعد قلاش ہو کر واپس آئے ان پر جو مصیبت گذری اس کی داستان اس قدر زہرہ گداز ہے کہ الامان والحفیظ۔

(۱) دوم۔ ان لوگوں نے بلدیہ لاہور اور دوسری بلدیات پنجاب کے انتخاب میں حصہ لیا، اور ایسے ارکان منتخب کئے جن سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا۔ سوم۔ ان لوگوں نے صدہا مسلمان طالب علموں کو بہکایا اور انکو تعلیم سے باز رہنے کا مشورہ دیا جو طالبعلم ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے وہ آج تک برباد و تباہ حال پھر رہے ہیں چہارم ان حضرات نے ہزارہا مسلمان سرکاری ملازموں سے ملازمتیں چھڑوا کر انہیں برباد و پریشان حال کیا۔ پنجم۔ ان لوگوں نے میکلیگن کالج لاہور میں ہڑتال کرائی اور پھر ان بچوں کا بیڑا رائے صاحب نتھو رام سٹی مجسٹریٹ لاہور کی ایک چائے کی پیالی میں غرق کر دیا۔ ششم ان لوگوں نے مفاد ملت سے غداری کر کے نہرو رپورٹ پر دستخط کئے مفاد اسلام کیلئے جس سے زیادہ ایذا رساں تحریر آج تک معرض وجود میں نہیں آئی۔ (۲) ہفتم۔ ان لوگوں نے کشمیر کی تحریک میں غلط راستہ اختیار کر کے ہزارہا مسلمانوں کو برباد کیا ہشتم ان لوگوں نے الور کے مسلمانوں کو لوٹ لیا۔ نہم۔ ان لوگوں نے کپورتھلہ کے مسلمانوں کی بربادی کیلئے ہر ممکن کوشش کی دہم ان لوگوں نے جیند کے مسلمانوں کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ ان کو روپیہ نہ دے سکے۔ یازدہم۔ یہ لوگ اب انتخاب میں اتحاد ملت کو برباد کر رہے ہیں۔ مسلمانوں غور کرو احرار کے ہر دام

[illegible]

KHILAFAT LIBRARY

(بقیہ صفحہ ۲)

ہی اس کی مدد ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں کہ تو مسلمان بھائی کا دل خوش کرے۔

(۱۹) جو مسلمان نظر آئے سلام اور مصافحہ کیلئے ابتدا کرے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا وہ ہے جو ملنے کے وقت پہلے سلام کرے اور فرمایا کہ پہلے سلام کرنے والا تکبر سے پاک ہوتا ہے اور فرمایا کہ سوار چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور فرمایا باہم مصافحہ کرو، اس سے تکبر جاتا رہیگا۔ آپس میں تحفے تحائف بھیجو اس سے محبت زیادہ ہوگی اور دل کی کدورت دور ہو جائیگی۔

(۲۰) جب کوئی مسلمان بیمار ہو اس کی عیادت کرے، تو اس کو تسلی دے۔ ممکن ہو تو لائق طبیب حاضر کرے دوائی وغیرہ لاوے، اور جو خدمت ممکن ہو کرے۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ بہشت میں جاتا ہے اور فرمایا کہ جب کوئی شخص بیمار کے پاس جاتا ہے تو آسمان میں ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ تیرا آنا مبارک ہو، تیرا چلنا مبارک ہو، اور تو بہشت میں جائے، اور فرمایا کہ بیمار کے پاس بہت دیر تک مت ٹھہرو، جس سے وہ اکتا جائے،

(۲۱) جب کوئی مسلمان چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو یہ یرحمک اللہ کہے، آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کو کہنا چاہیئے کہ ہر حال میں خدا کا شکر ہے اور جو شخص جواب دے اس کو کہنا چاہیئے کہ خدا تم پر رحم کرے پھر اس سے پہلے شخص کو کہنا چاہیئے کہ خدا تم کو ہدایت کرے اور تمہارا حال درست کرے،

(۲۲) اگر کوئی مسلمان مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے، اگر بہت غریب ہو تو کفن دفن کا خرچ بھی بہم پہنچائے اور میت کے وارثوں کو کھانا دینا اور ان کی ہر طرح سے تسلی کرنا بھی سنت ہے۔

(۲۳) مرنے کے بعد اپنے بھائی مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کرے اور اس کی موت سے عبرت پکڑے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مردے کے پیچھے تین چیزیں رہ جاتی ہیں۔ عیال، مال اور عمل۔ عیال مال تو لوٹ آتے ہیں مگر عمل ساتھ جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو قبر کو بہت یاد کرے اس کی قبر جنت کے گلزاروں میں سے ایک گلزار ہوگی، اور جو بھول جائے گا اس کی قبر دوزخ کی غاروں میں سے ایک غار ہوگی۔

مسلمان بھائیو! اب آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات کی کہانتک پیروی کرتے ہو، اگر آپ اپنے گھر کو گلزار اور بہشت بریں کا نمونہ بنانا چاہتے ہو تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پند و نصائح کو اپنا نصب العین بناؤ، مبارک ہے وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر قدم رکھے اور پھر ڈبل مبارک ہے جو اوروں کو بھی اسطرف بلائے۔

ڈاکٹر گوکل چند نارنگ اور آریہ سماج

ڈاکٹر صاحب موصوف وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ہیں اس عہدہ جلیلہ پر پہنچکر آریہ سماج کے ساتھ جو ان کا پریم ہے وہ ان کی اس تقریر سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے ۱۴ اکتوبر کو آریہ سماج مندر قلعہ گوجرسنگھ میں فرمائی۔ کیا اتنے بڑے عہدے پر کوئی مسلمان پہنچکر اپنے مذہب کے ساتھ علانیہ اس رنگ میں اظہار کر سکتا ہے اگر مجھے کوئی ایسی مثال مل سکے تو سب سے بڑھکر مجھے خوشی ہوگی۔ میں ڈاکٹر صاحب کی مذکورۃ الصدر تقریر کا کچھ حصہ دوستوں کے ملاحظہ کیلئے یہاں درج کرتا ہوں تاکہ اسے پڑھکر میرے مسلمان بھائی بھی مذہب کے متعلق اپنے فرض کو سمجھ سکیں (ایڈیٹر)

"مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے میں آریہ سماجی ہونیکا فخر کرتا ہوں اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق آریہ سماج سے ہے جو دنیا کی سب سے بڑی سنستھا ہے، میرا دل خوشی سے پھولا نہیں سماتا جب مجھے لوگ آریہ سماجی کہتے ہیں۔ آریہ سماج کی سیوا کرنا میں اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔ میرا دلی عقیدہ ہے کہ اگر ہندوستان اور ہندو جاتی کا کلیان ہو سکتا ہے تو وہ صرف آریہ سماج ہی کر سکتا ہے ہماری ہندو جاتی دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ویدک دھرم سے پیار کرنا چھوڑ دیا ہے جب ہم ویدک دھرم کو چھوڑ بیٹھے تب ہمارا تنزل ہوا، جب تک لوگ ویدک دھرم کی طرف نہیں جاتے تب تک ہماری انتی نہیں ہوتی ہمیں شری سوامی دیانند مہاراج کا دھنیاد کرنا چاہیئے جنہوں نے ہمارا ویدک دھرم کی طرف دھیان لگانے میں قربانی کی شری سوامی دیانند مہاراج کے سر پر ہی یہ سہرا باندھا جا سکتا ہے کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہماری گری ہوئی حالت کو محسوس کرتے ہوئے ویدک دھرم کا پرچار شروع کیا۔ آپ نے کہا کہ ویدک دھرم سب سے پرانا دھرم ہے اور باقی تمام مذاہب بعد میں پیدا ہوئے ہندو جاتی کمزور اس لیئے ہو گئی ہے (۱) کہ ہندو جاتی نے ویدوں کے اصولوں پر چلنا چھوڑ دیا، اور دوسرے یہ کہ اس نے پرماتما کی ہستی کو ماننا چھوڑ دیا ہے آریہ سماج ہمیں یہ دونوں باتیں بتلا رہی ہے، سوامی دیانند مہاراج کا ہزار ہزار بار شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایشور کی پوجا کا اپدیش کیا اور ویدک دھرم کی طرف لانے کی کوشش کی۔ میرا وشواس ہے کہ اگر ہم ان دونوں باتوں کو جان لیں تو ہماری ترٹیاں دور ہو جائیں گی اگر ہم ان دونوں باتوں کو مان جائیں۔ تو ہمیں تلوار کاٹ نہیں سکتی، آگ جلا نہیں سکتی۔ اور موت ڈرا نہیں سکتی مطلب کہ ہم امر ہو جائینگے۔

وید پر یقین رکھنے سے ہمارے تمام شکوک دور ہو جائیں گے میں اس سٹیج پر دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ دیگر تمام مذاہب نے ویدک دھرم کے بعد جنم لیا۔ اگر ہم ویدوں پر اعتبار رکھیں تو ہم ایک جاتی بن جائینگے۔ آریہ سماج پرچار کرتا ہے کہ ویدک دھرم ساری دنیا کیلئے ہے آریہ ایک an entity ہے جو خاص حیثیت رکھتی ہے ہندو جاتی ترقی کرنا چاہتی ہے تو اسمیں ایک بھاؤ ہونا چاہیئے اس کے بغیر ہندو جاتی ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ نے کہا کہ اب ہندو جاتی کے پاس دھن، دولت، دماغ، سائنس لٹریچر ہے تو پھر یہ کمزور کیوں ہے جب ہندو جاتی بھگوان رام، بھگوان کرشن، سوامی دیانند مہاراج، مہاتما گاندھی جیسی ہستیاں پیدا کر سکتی ہے اور مزید بڑے بڑے بہادر اور سیاست دان پیدا کر سکتی ہے تو وہ اس کے باوجود کمزور کیوں ہے، ہندو جاتی اس لیئے کمزور ہے کہ اس کا نقطہ خیال ہندو نہیں ہوتا اس کے بغیر سنگھٹن نہیں ہو سکتا۔ اخیر میں آپ نے کہا کہ پہلے چار آریہ سماجوں کے بنیادی پتھر رکھ چکا ہوں، میں ایشور سے پرارتھنا کرونگا کہ میں مرنے سے پیشتر تیس چالیس آریہ سماجوں کے بنیادی پتھر اپنے ہاتھوں سے رکھوں اور یہ میری خوش قسمتی ہوگی، ہمارے اندر بھاؤ ہونا چاہیئے کہ جہاں ایک ہندو کا پسینہ گرے وہاں ہمارا خون بہہ جائے، جب میں قوم کو اس قدر گراوٹ میں دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور میرا خیال ہوتا ہے کہ یہ جلد از جلد انتی حاصل کرے۔ ایک انگریز نے ہندو مذہب کو کہا I Deformity thy name is Hinduism جب میں نے اس شبد کو پڑھا تو میں رونے لگ گیا آخر میں کہا کہ جب تک ہم وید کے مطابق چل کر اپنی کمزوریوں کو دور نہیں کرتے ہماری حالت سدھر نہیں سکتی اسے صرف آریہ سماج ہی سدھار سکتا

KHILAFAT LIBRARY

وصایا

وصیت نمبر ۴۱۸۰

منکہ شیخ حسن ولد عبداللطیف صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر تخمیناً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ ۵/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے:- (۱) مکان مسکونہ پختہ دو منزلہ واقعہ تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۲) مکان کارخانہ پختہ واقع تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن قیمتی دس ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۳) اراضیات تری و خشکی واقع تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۴) مکان کارخانہ بیڑی واقعہ موضع جٹنا کنڈ سمستان امرچنتہ محبوب نگر قیمتی آٹھ ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۵) مکان کارخانہ بیڑی موضع امرچنتہ سمستان محبوب نگر قیمتی تین ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۶) مکان کارخانہ موضع وڈیان علاقہ سمستان امرچنتہ ضلع محبوب نگر ریاست حیدرآباد دکن پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۷) مکان کارخانہ انگور تعلقہ کلہتل ضلع محبوب نگر ریاست حیدرآباد دکن قیمتی پانچہزار روپیہ سکہ عثمانیہ (۸) بلچکر تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن قیمتی دو ہزار روپیہ (۹) مکان واقع گوک کنڈ علاقہ سمستان ڈینری ضلع محبوب نگر ریاست حیدرآباد دکن ایک سو روپیہ (۱۰) مکان واقع ڈسٹرکٹ گھنور صوبہ مدراس قیمتی پانسو روپیہ کلدار (۱۱) مکان دو منزلہ پختہ قادیان شریف قریب مکان حضرت خلیفۃ المسیح اول چار ہزار آٹھ سو روپیہ کلدار (۱۲) مکان کارخانہ واقع محلہ ٹیلہ میرج قریب بازار گھانسی، اندرون بلدیہ حیدرآباد دکن سات ہزار روپیہ عثمانیہ (۱۳) ماہوار آمدنی میری ذات کو کارخانجات سے مبلغ دوصد روپیہ عثمانیہ ہوتی ہے

میزان = سینتالیس ہزار ایک سو عثمانیہ و پانچہزار تین سو کلدار

ماسوا متذکرہ صدر جائداد کے میرے کارخانجات بیڑی میں رقم لگی ہوئی تقریباً ایک لاکھ روپیہ عثمانیہ ہے لیکن بوجہ نقصانات کے ایک لاکھ کا قرض بھی ہے اور تین سال میں تقریباً ۲ لاکھ کا نقصان ہوگیا ہے، اس لحاظ سے تجارت کی رقم وصیت میں محسوب نہیں کی گئی، اس لئے وہ قبضہ کے مطابق ہے۔ پس میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مصرعہ صدر کے متعلق میرے مرنے کے بعد اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی، میں اپنی ماہوار آمدنی کے متعلق بھی دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ العبد شیخ حسن احمدی گواہ شد محمد اعظم برادرزادہ سیٹھ حسن موصی، گواہ شد محمد طیب برادر نسبتی موصی۔ گواہ شد سید بشارت احمد احمدی جنرل سیکرٹری حیدرآباد دکن گواہ شد محمد عبدالحی احمدی ابن موصی گواہ شد محمد اسمٰعیل غوری داماد موصی گواہ شد محمد اسمٰعیل مولوی فاضل داماد موصی۔

وصیت نمبر ۴۲۰۶

منکہ غلام رسول ولد چوہدری الٰہی بخش قوم جٹ کاہوال پیشہ زراعت و ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن عینووالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ ۵/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی موازی تخمیناً بیس گھماؤں میری ملکیت ہے جسکی قیمت مبلغ تین ہزار روپیہ تخمیناً ہے، اراضی مذکورہ مالکانہ مشترکہ ہے اسکے علاوہ کچھ اراضی زیر تصفیہ ہے۔ باہمی حصہ داروں کی تصفیہ ہونیکے بعد جسقدر اراضی میرے قبضہ میں آئیگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے، جوکہ اسوقت بیس روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ بمد وصیت کروں، تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ اراضی مذکورہ واقعہ موضع عینووالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ہے نیز یہ جدی جائداد جو ورثہ میں مجھے ملی ہے اور آئندہ ملنے کی امید ہے۔ العبد غلام رسول ولد چوہدری الٰہی بخش مذکور بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال قادیان بقلم خود گواہ شد ماسٹر حسن دین سیکرٹری انجمن احمدیہ وہاڑی ضلع ملتان بقلم خود۔

وصیت نمبر ۳۸۴۴

منکہ شیخ احمد ولد چوہدری فضل دین صاحب مرحوم قوم راجپوت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء سکنہ مرارہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ ۹/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ تنخواہ ماہوار تخمیناً دو سو بیس روپیہ -/۲۲۰ اس کا ۱/۱۰ حصہ۔ اراضی بعیہ تخمیناً (چھ صد روپیہ) مکانات دو عدد پختہ و خام واقع ظفروال ضلع سیالکوٹ مالیتی تخمیناً -/۲۳۰۰ روپیہ کل مالیتی -/۲۹۰۰ روپیہ ان سب کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردونگا اور میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد شیخ احمد احمدی کلرک گورنمنٹ آف انڈیا شملہ بقلم خود۔ گواہ شد ولی داد خان احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ظفروال سکنہ مرارہ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۱۸۹

منکہ موہیل ولد محمد لقمان قوم میر بحر عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۲ء ساکن ماہی بھان ڈاکخانہ کمال ڈیرہ تحصیل کنڈیارہ ضلع نواب شاہ سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ ۷/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جس کی کل قیمت مبلغ دو صد روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت تخمیناً چھ سات روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ یہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد محمد موہیل ولد محمد لقمان ساکن ماہی بھان ڈاکخانہ کمال ڈیرہ تحصیل کنڈیارہ ضلع نواب شاہ گواہ شد شفیع محمد احمدی ولد محمد لقمان ساکن ماہی بھان ڈاکخانہ کمال ڈیرہ گواہ شد محمد بریل احمدی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کمال ڈیرہ ضلع نواب شاہ (سندھ) گواہ شد قریشی محمد صالح قادیانی مبلغ سندھ ؎

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

ملیریا سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟

آج کل ملیریا بخار کا موسم ہے، بلاشبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ درگور بنا دیتا ہے، اکسیر البدن اس موذی مرض سے آپکو محفوظ رکھیگی اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کر کر آپ کو تنومند بنائے گی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہے تو اُسے بھی فی الفور دور کر کے آپ کو زور آور بنائیگی جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا وہ ہمیشہ کیلئے اس کے گرویدہ ہو گئے کیونکہ ان پر یہ ثابت ہو گیا کہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر بر خیتم ہے کمزور کو زور آور بنانا اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے ہے، محصول ڈاک علاوہ

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سُرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند ابتدائی موتیا بند وغیرہ وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (دو/۸) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولٰنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے اُن کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی، سستی۔ اُداسی، ذرا سی کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایکماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپیہ عنہ محصول علاوہ

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عباسی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ کیجئے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدے کے درد، جگر کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایرایر آنریری وٹیری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے بارہا "تریاق اعظم"

جماعت [...]

ابن الوقت افراد کا ایک [...]

معاصر "سیاست" [...]
صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون [...]
جماعت احرار کی حقیقت پر بخوبی [...]
جو واقعات بیان کئے گئے ہیں [...]
اور معاصر "سیاست" [...]
اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ [...]
ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں کے [...]
اندازہ ہو سکے۔ (مدیر)

اسمبلی کے انتخاب کے سلسلہ [...]
جس سے مسٹر گابا اور خان بہادر [...]
انتخاب میں جسقدر فتنہ و فساد برپا [...]
میں سے نہ صرف کسی اور حلقہ میں [...]
کے کسی دو یا تین حصوں کے فتنہ [...]
لگا نہیں کھا سکتے، اور اس تمام فساد [...]
سر پر عائد ہوتی ہے جس کو عرف [...]
لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا [...]
کیلئے جن صفات کی ضرورت ہے [...]
میں موجود ہیں اور اگر نہیں ہیں تو [...]
دینا غلطی نہیں تو کیا ہے۔

جماعتیں یا مقامی ہوتی ہیں یا [...]
رکھتی ہیں یہ جماعت اگر آل انڈیا [...]
تمام ہندوستان میں نہ سہی بعض [...]
حقیقت ناقابل انکار ہے کہ پنجاب [...]
نام بھی سننے میں نہیں آتا، لہٰذا ان [...]
اگر یہ جماعت صوبہ وار حیثیت رکھتی [...]
میں باقاعدہ شاخیں ہوتیں، ان [...]
کے رجسٹر ہوتے، ان کا حساب [...]
عامۃ الناس کے سامنے آتیں۔ لیکن [...]
ان حالات میں ان کو صوبہ وار جماعت [...]

KHILAFAT LIBRARY

نامی دوا آپ سے منگوائی ہے، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بد قسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بینظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی

اور اُداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے، قیمت پانچروپے، محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ، بد ہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤگولہ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کُشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آ جاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایک ۱۰۰ سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بد قسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے، ہم نے سال ہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ان (۹) نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

ان (۹) نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابانانک رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ۔ یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابانانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گوروصاحب دل و جان سے مؤید تھے مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت باباناںک (۹) حضرت باباناںک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گوروصاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایکروپیہ بارہ آنہ (عہ/۱۲) محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب اڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا اڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا اڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے (۸ر) محصولڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب اڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکتہ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں۔ (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ، جھوک مہدی ۱ر یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچروپے دو آنے ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (عہ/۹) محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

Regd L. No 2595 ...... رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ | ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار | Regd L. No 2595

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ للعہ
" ششماہی " ۱۲ آر
" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ عـہ
" " امراء " ۵ عـہ
" ممالک غیر سے صرف
۸ شلنگ

یهدی الله لنوره من یشاء

THE NOOR.
QADIAN.

نور

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا؛
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا؛
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا؛
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا؛

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان مؤرخہ ۱۷ نومبر ۳۴ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۵۳ھ | نمبر ۸

مُبائعین سے پہلا مُطالبہ

حکومت کے قانون کا احترام اور اسکی پابندی کرو

خطبہ جمعہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ نے بعض مصالح کے ماتحت جن کو میں تو درست نہیں سمجھتا لیکن بہر حال حکام نے اپنے بعض مصالح کے ماتحت یہاں اعلان کیا ہے اور ہم نے ان کی اس خواہش کے ساتھ تعاون کرنے کا وعدہ کرلیا ہے کہ ان پانچ ایام میں بلکہ شاید ۲۷ تاریخ تک کوئی شخص قادیان میں

ہاتھ میں سوٹی

نہ رکھے۔ چنانچہ آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ ہماری خاندانی روایات یہی ہیں کہ ہم ہاتھ میں سوٹی رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم جب باہر نکلتے ہیں تو ہاتھ میں سوٹی رکھتے ہیں، قانون کے احترام میں میں آج بغیر سوٹی کے آیا ہوں۔ اگر میں

قانون کا احترام

کر رہا ہوں تو ہماری جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قانون کی پابندی کرے اور ہماری طرف سے جو وعدہ کیا گیا ہے اسے پورا کرے اور ان ایام میں کسی قسم کی کوئی سوٹی اپنے پاس نہ رکھے۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سات یا آٹھ دن تک اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی اور توفیق بخشی تو میں

ایک نہایت ہی اہم اعلان

جماعت کیلئے کرنا چاہتا ہوں۔ چھ یا سات دن سے قبل میں وہ اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس اعلان کی ضرورت اور اس کی وجہ بھی میں اسی وقت بیان کرونگا۔ لیکن اس سے پہلے میں آپ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ آپ

خدا تعالیٰ کی چنندہ جماعت

ہیں آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں، آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں اور آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے، کہ تمام قربانیوں کے بدلے اللہ تعالےٰ سے آپ لوگوں نے

جنت کا سودا

کرلیا۔ یہ دعویٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دہرایا بلکہ آپ میں سے ہزاروں انسانوں نے اس عہد کی ابتداء میرے ہاتھ پر کی ہے۔ کیونکہ وہ میرے ہی زمانہ میں احمدی ہوئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے اموال۔ اور تمہاری جائدادیں تمہیں خدا اور اس کے رسولؐ سے زیادہ پیاری ہیں، تو تمہارے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں، یہ ایک معمولی اعلان نہیں بلکہ

اعلان جنگ

ہوگا، ہر اس انسان کیلئے جو اپنے ایمان میں ذرا بھر بھی کمزوری رکھتا ہے یہ اعلان جنگ ہوگا ہر اس شخص کیلئے جس کے دل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد الا ماشاء اللہ سوائے چند لوگوں کے

سچے مومن

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حسین پرنٹر چھپا اور مسٹر وارث محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY

ہیں اور اس وعدے پر قائم ہیں جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا اور اس وعدے کے مطابق جس قربانی کا بھی ان سے مطالبہ کیا جائیگا اسے کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہیں گے، خطبہ جمعہ میں بولنا تو منع ہے لیکن اگر امام اجازت دے تو انسان بول سکتا ہے پس میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس وعدہ پر قائم ہیں جو آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کیا؟ (چاروں طرف سے یقیناً ہم قائم ہیں اور لبیک کی آوازیں بلند ہوئیں)

اس کے بعد میں آپ لوگوں کو **نصیحت** کرتا ہوں کہ جب آپ لوگ اپنی جانیں میرے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہیں، اپنے اموال میرے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہیں تو اب ہر ایک وہ مطالبہ جو شریعت کے اندر ہو میں آپ لوگوں سے کر سکتا ہوں اور ہر ایک مطالبہ جو میں شریعت کے اندر کروں، اس کے متعلق جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کو پورا کرے اور اگر کوئی اس مطالبہ کو پورا نہیں کرتا تو وہ منافق ہے احمدی نہیں۔

اس کے بعد سب سے **پہلا مطالبہ** جو میں آپ لوگوں سے کرتا ہوں اور جس کی آزمائش کے بعد میں دوسرا مطالبہ کرونگا یہ ہے کہ یہاں ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ اس جلسہ کے متعلق مجھے **یقینی طور پر اطلاعات** موصول ہوئی ہیں کہ یہ لوگ کوئی شورش اور فساد برپا کرنا چاہتے ہیں، پس میرا پہلا مطالبہ یہ ہے، کہ اگر واقعہ میں وہ اطلاعات درست ہیں جو مجھے موصول ہوئیں تو میں اپنی جماعت کے ہر شخص کو یہ حکم دیتا ہوں کہ خواہ وہ مارا اور پیٹا جائے اپنا ہاتھ کسی پر مت اٹھائے اور اپنی زبان مت کھولے، بلکہ اگر وہ قتل بھی کر دیا جائے تو بھی اس کا حق نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اٹھائے اور اس کا حق نہیں کہ وہ زبان ہلائے، اگر ایسی حالت میں کوئی بھائی پاس سے گذر رہا ہو تو میں اسے بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہرگز اس کی مدد نہ کرے ہاں **فوٹو کیلئے کیمرے** موجود ہونے چاہئیں۔ جن لوگوں کے پاس یہاں کیمرے ہیں وہ اپنے کیمروں کو تیار کر لیں اور جو باہر سے منگوا سکتے ہوں وہ باہر سے منگوا لیں، جہاں کہیں وہ ایسی حرکت دیکھیں جس سے انہیں معلوم ہو کہ پولیس اور اس کے افسر اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے تو ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اس حالت کا **فوٹو اتار لیں**۔ ہاتھ مت ہلائیں۔ زبان مت کھولیں بلکہ کیمرے تیار رکھیں اور جب دیکھیں کہ پولیس اور اس کے افسر اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہے یا احمدی پر ظلم و تعدی ہو رہا ہے تو فوراً اس حالت کا فوٹو اتار کر اسے محفوظ کر لیں۔

پس اگر وہ روایات صحیح ہیں جو مجھے پہنچیں۔ اور اگر ان لوگوں کا یہی ارادہ ہے کہ وہ **فتنہ و فساد** پیدا کریں تو اس اعلان کے بعد آپ لوگوں کی آزمائش ہو جائیگی۔ اور پتہ لگ جائیگا کہ کہاں تک آپ لوگ دین کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے تیار ہیں اس کے بعد میں دوسرا مطالبہ کرونگا اور دیکھونگا کہ آپ کس حد تک اسے پورا کرتے ہیں، مگر وہ مطالبہ احراری جلسہ کے ایام میں پیش کرنا نہیں چاہتا تا کہ اسے انتقامی رنگ پر محمول نہ کیا جا سکے اور تا وہ مطالبہ فتنہ کا کوئی اور دروازہ نہ کھول دے۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں جو اس قربانی کیلئے تیار رہتے ہیں جو **قربانیاں** اسوقت تک ہماری جماعت کی طرف سے ہوئی ہیں وہ ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت نے کیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کیں۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کیں۔ لیکن **اب وقت آگیا ہے** کہ ہم اس رنگ میں قربانی کریں، جو بہت جلد نتیجہ خیز ہو کر ہمارے قدموں کو اس بلندی تک پہنچا دے جس بلندی تک پہونچانے کیلئے حضرت مسیح موعود دنیا میں مبعوث ہوئے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں سے بعض کو دور دراز ملکوں میں بغیر ایک پیسہ لئے نکل جانے کا حکم دیا گیا، تو آپ لوگ اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہونگے، اگر بعض لوگوں سے ان کے کھانے پینے اور پہننے میں تبدیلی کا مطالبہ کیا گیا، تو وہ اس مطالبہ کو پورا کرینگے اگر بعض لوگوں کے اوقات کو پورے طور پر سلسلہ کے کاموں کیلئے وقف کر دیا گیا تو وہ بغیر چون و چرا کئے اس پر رضامند ہو جائنگے اور جو شخص ان مطالبات کو پورا نہیں کریگا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ الگ کر دیا جائیگا۔

ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی زبردست فرض عائد ہو گیا ہے **حکومت نے ہمارے سلسلہ کی سخت ہتک کی ہے** ایسی ہتک کہ جس وقت تک ہم اس کا ازالہ نہ کر لیں ہم صبر سے کام نہیں لے سکتے لیکن ہمارے ذرائع قانون کے اندر ہونگے۔ ہمارے ذرائع محبت اور پیار کے ہونگے، مجھے اس وقت **ایک قصہ** یاد آگیا۔ انگریزی تواریخ میں لکھا ہے کہ ایک انگریز افسر نے اپنی فوج کے ایک سپاہی کو گالی دی۔ وہ سپاہی گالی سنکر خاموش ہو گیا، کچھ دنوں کے بعد ایک جنگ کے موقعہ پر اس افسر پر حکام بالا کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ فلاں مورچہ تم فتح کر سکتے تھے۔ مگر تم نے اسے فتح نہیں کیا۔ جواب دو۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے وہ افسر چونکہ جانتا تھا۔ کہ اس مورچہ کے فتح کرنے میں بہت سی جانوں کو قربان کرنا پڑیگا اسلئے اس نے تمام سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ دیکھو سرکار کا حکم آیا ہے کہ فلاں مورچہ کو فتح کیا جائے آپ لوگ **محب وطن** ہیں آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ اس وقت حکومت کی مدد کرینگے۔ اور چونکہ جانیں ضائع ہونے کا یقینی طور پر خطرہ ہے اسلئے دس آدمی مجھے ایسے چاہئیں جو اپنی جانوں کو قربان کرنے کیلئے تیار ہوں اس پر دس آدمی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنے نام لکھا دیئے، پھر اس نے کہا کہ اب مجھے ایک اور آدمی چاہیئے، جسے ان دس آدمیوں سے بھی زیادہ اہم کام سپرد کیا جائیگا اور وہ کام ان کی لیڈری کرنا ہے۔ اس کے متعلق ننانوے فی صدی بلکہ سو فی صدی یہی احتمال ہے کہ وہ موت کے منہ میں جا رہا ہے تم میں سے جو شخص اس قربانی کیلئے بھی تیار ہو، وہ اپنے آپ کو پیش کرے، یہ سنکر وہی سپاہی جسے افسر نے گالی دی تھی کھڑا ہوا، اور اس نے اپنے آپ کو پیش کر دیا، افسر نے اسے بھیجا۔ اور جب وہ مورچہ کی طرف بڑھا۔ تو چاروں طرف سے گولیاں برس رہی تھیں، مگر خدا تعالیٰ کی قدرت۔ کہ اس نے مورچہ کو فتح کر لیا اور اسے کوئی گولی نہ لگی۔ جب وہ صحیح سلامت کامیاب ہو کر واپس پہنچا تو افسر آگے بڑھا اور اس نے مصافحہ کرنا چاہا اس پر سپاہی نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور کہا۔ میں نے یہ اس دن کی **گالی کا بدلہ** لیا ہے۔ ورنہ میں تجھے اس قابل نہیں سمجھتا کہ تجھ سے مصافحہ کروں، ہمارا بدلہ بھی انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا، ہم انہیں بتا دینگے کہ جو الزام وہ ہم پر لگاتے ہیں وہ جھوٹا ہے ہم انہیں بتا دینگے کہ ہم ملک معظم کے ان لوگوں سے **بہت زیادہ وفادار** ہیں جو ہزاروں روپیہ تنخواہ لیتے ہیں ہم انہیں بتا دیں گے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو قیام امن کیلئے ہمیں تعلیم دی۔ اس پر تمام دنیا سے ہم زیادہ کاربند ہیں ہم یہ بدلہ لے کر انہیں شرمندہ کریں گے اور آنے والی نسلوں کی نگاہوں میں انہیں ذلیل کریں گے، لیکن اس کے متعلق احکام میں بعد میں دونگا اور ہر شخص کا فرض ہوگا کہ وہ ان **احکام کی تعمیل کرے**۔

ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبودی کیلئے قربان کیا ہے اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا۔ (بقیہ بر صفحہ ۱۵ ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

KHILAFAT LIBRARY

خطبۂ جمعہ*

احراریوں کے جلسہ کے سلسلہ میں حکومت کے بعض افسروں کی ناانصافی

دنیا کے ہر گوشہ کے احمدی خاص قربانیوں کیلئے تیار ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے خطبہ میں میں نے جماعت کو

صبر اور تحمل

کی ہدایت کی تھی اور نصیحت کی تھی کہ لوگ سوٹے لے کر نہ پھریں اور ان تمام احکام کی جو حکومت برطانیہ کے نمائندوں کی طرف سے دیئے جائیں اطاعت کریں۔ میں آج کے خطبہ سے پہلے

دوستوں کا شکریہ

ادا کرتا ہوں اور ان کے اس فعل پر

اظہار خوشنودی

کرتا ہوں کہ باوجود اشتعال انگیزی کے سامانوں کے پیدا ہونے کے انہوں نے صبر اور تحمل سے کام لیا اور سوائے شاذ و نادر کے یا سوائے کسی غلط فہمی کے پیدا ہو جانے کے ان کی طرف سے کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جو میرے لئے

موجب شرمندگی

اور ان کے لئے موجب پریشانی ہو، بے شک ہم ان دنوں میں نہتے تھے۔ بے شک حکومت نے اپنے زور اور طاقت سے باوجود اس کے کہ یہ ہمارا گھر تھا۔ ہمیں

خود حفاظتی کی تدابیر

سے محروم کر دیا تھا۔ پھر بھی میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت کے

سچے اور مخلص ممبر

خدا تعالیٰ کے فضل سے شیر ہیں اور شیر بغیر ہتھیاروں کے ہی لڑا کرتا ہے میں نے سلسلہ کے مصالح کے لحاظ سے آپ کی زبانیں بند کر دی تھیں۔ آپ کے ہاتھ باندھ دیئے تھے لیکن باوجود اس کے میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل اخلاص اور اس محبت کے وفور کی وجہ سے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور سلسلہ سے ہے ایسے جوش سے پُر تھے کہ جس کے سامنے دنیا کی کوئی دیوار اور کوئی قلعہ ٹھہر نہیں سکتا آپ کی فرمانبرداری

ذلت اور بے چارگی

کی فرمانبرداری نہیں تھی۔ بلکہ طاقت کے ساتھ فرمانبرداری تھی جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ پولیس کے لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا۔ جب آپ بغیر ہتھیار کے ان کے ساتھ مل کر پہرہ دیتے تھے، انہوں نے ہمارے دوستوں سے یہ بھی کہا کہ ہم لوگ جو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آپ کو کیا ضرورت ہے کہ تکلیف کریں، خصوصاً اس صورت میں کہ آپ کے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں اور آپ کے خلاف اس قدر جوش پھیلایا جا رہا ہے اور خطرہ ہے۔ آپ

کیوں نہتے پھرتے ہیں

مگر جب ان کو جواب دیا جاتا کہ ہم آپ کی ہمدردی کے ممنون ہیں۔ مگر اپنے

مقدس مقامات کی حفاظت

ہمارا بھی فرض ہے اور ہم اس کے لئے مجبور ہیں تو ان پر اتنا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے کہا آپ لوگ ہمدردی کہتے ہیں، ہمارے دلوں میں آپ لوگوں کے متعلق جو جذبات ہیں وہ ہمدردی سے بہت زیادہ ہیں اور ہم انہیں بیان نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد میں اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایسے حالات میں جو بہت اشتعال دلانے والے تھے۔

پولیس کے افسروں اور ماتحتوں کا رویہ

بہت اعلیٰ درجہ کا اور قابل تحسین رہا ہے، ان میں سے بیشتر حصہ اس بیہودگی کو محسوس کرتا تھا جو اس جگہ جلسہ کی اجازت دینے میں ہوئی ہے۔ وہ

قانون اور تہذیب

سے گرے ہوئے الفاظ جو ہمارے متعلق استعمال کئے گئے ان سے وہ خود دکھ محسوس کرتے تھے۔ ان میں سے بعض مجھ سے بھی ملنے آئے۔ بعض علیحدگی میں ملے اور بعض عام مجالس میں۔ ان کے علاوہ ان میں سے بہت سے ہماری جماعت کے سینکڑوں لوگوں سے ملے اور انہوں نے اپنی طرف سے بھی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے تسلیم کیا کہ۔

احمدیوں کو بلاوجہ دکھ

دیا گیا ہے اور ایسا جلسہ جس کی غرض سوائے تضحیک اور توہین کے کچھ نہیں۔ یہاں خواہ مخواہ منعقد کرایا گیا ہے گو وہ لوگ اس وقت میرے سامنے نہیں۔ مگر میرا فرض ہے کہ ان کے متعلق بھی جذبات امتنان کا اظہار کروں وہ لوگ ہمارے ہم خیال نہ تھے ——— بعض ان میں سے جلسہ کرنے والوں کے ہم عقیدہ تھے بعض سکھ یا ہندو تھے مگر سب نے

شریفانہ رویہ

رکھا سوائے چند ایک کے جنہوں نے بعض ناشائستہ حرکات کیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پولیس کے رویہ کے متعلق بھی

---

* یہ وہ خطبہ جمعہ ہے جو کئی ہزار کے مجمع نے گوش ہوش سے سنا۔ دوران خطبہ میں اور پھر نماز میں رقت اور سوز سے سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ (ایڈیٹر)

KHILAFAT LIBRARY

۴۰۴۵ منکہ سید سعید احمد بخاری ولد سید محمد حسین شاہ
قوم سید احمدی عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت مد... سنی
ساکن سیدانوالی ڈاکخانہ کوٹلی پیر علی ضلع سیالکوٹ
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ
۱۲ ۹/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت میری ماہوار آمد
مبلغ ۸۰ روپیہ ہے۔ اپنی ماہوار آمد کا دسواں
حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا
میرے مرنے کیوقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اس کی
بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان
ہوگی۔ فقط المرقوم العبد سید سعید احمد بخاری بی اے
اکونٹنٹ سنٹرل کواپریٹو بنک کوہ مری ۱۲ ۹/۳۲
گواہ شد۔ محمد سعید احمدی بقلم خود پریذیڈنٹ انجمن
احمدیہ کوہ مری۔ گواہ شد بوستان خان بقلم خود
سکریٹری وصایا انجمن احمدیہ کوہ مری۔

۳۹۶۰ حسین بی بی زوجہ منشی محمد یعقوب صاحب
قوم ارائیں عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۶ء
ساکن ننگل باغبانان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ
ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج مورخہ ۵/۳۲ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:
میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اسکے
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر
میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ
صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ
کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد
کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کردی جائیگی۔ میری
موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور ایک سو
روپیہ مہر شرعی ۔/۲۲ روپیہ
العبد حسین بی بی نشان انگوٹھہ
گواہ شد جلال الدین محصل احمدیہ جماعت
ننگل باغبانان بقلم خود۔
گواہ شد۔ محمد یعقوب کاتب خاوند موصیہ

۳۸۲۸ - ہاجرہ بی بی بنت محمد ابراہیم صاحب
قوم شیخ عمر ۱۸ سالہ تاریخ بیعت تقریباً چار سال
ساکن تعلقہ دیو ورگ ڈاکخانہ خاص ضلع رائچور علاقہ
نظام بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۲۱ حسب ذیل
وصیت کرتی ہوں:- میرے مرنے کیوقت جس قدر میری
جائیداد ہو اسکے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں رقم خزانہ صدر انجمن
احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کرکے رسید
حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے
منہا کردیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے
لچھے طلائی دو عدد تین تولہ۔ کانوں کے تنکے طلائی
نصف تولہ۔ نقد رقم ۲۶ روپیہ ہے۔ فقط
العبد ہاجرہ بی بی بقلم خود گواہ شد محمد عبد الرحیم
جنرل سکرٹری۔ گواہ شد محمد محبوب مدرس۔

۳۸۲۹ سماۃ زلیخا بیگم زوجہ عبد السبحان ساکن
رائچور تحصیل و ضلع رائچور عمر ۲۰ سالہ پیدائشی احمدی
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۱۳
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں
میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو۔
اسکے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
اگر میں کوئی رقم بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید
حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت
کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد
حسب ذیل ہے۔ مہر (چار صد روپیہ سکہ عثمانیہ) لچھا طلائی
تین تولہ قیمتی ۵۶، سکہ عثمانیہ۔ اسوقت ۳۳
روپیہ سکہ عثمانیہ نقد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
قادیان کرتی ہوں فقط العبد زلیخا موصی مذکور
گواہ شد محمد عبد الرحیم سکرٹری جماعت احمدیہ محبوب نگر
گواہ شد۔ عبد السبحان خاوند موصیہ

۴۰۵۱ سماۃ عائشہ بی احمدی زوجہ سیٹھ خواجہ
مرحوم قوم شیخ عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۵ء ساکن
چینچل گوڑہ ڈاکخانہ بنڈہ حیدرآباد۔ بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۳۲ ۳۰ حسب ذیل
وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میرے قبضہ میں طلائی
چوڑیاں ۱۰ تولہ قیمتی ساڑھے ۲۵۰ روپیہ سکہ عثمانیہ کے ہیں
دیز لچھا طلائی ایک تولہ قیمتی ۵۰ روپیہ سکہ عثمانیہ
کا بھی۔ اور کانوں کے طلائی موتی نگ وزنی نیم تولہ ۴۰ روپیہ
کے ہیں۔ اور از قسم پارچہ قیمتی ماڑھے ۱۵۰ روپیہ عثمانیہ
قیمت کے ہیں۔ اسیطرح جملہ چار سو بارہ ۴۱۲ روپیہ
عثمانیہ کا قیمتی سامان میرے قبضہ میں ہے۔ جس کے متعلق میں
بصدق دل ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری مقبوضہ اشیاء
صدر کے سوا اور بھی جسقدر متروکہ یا پیدا ثابت قرار پائے
اس کا بھی دسواں حصہ وضع کرلیا جائے۔ میرے شوہر کا
چونکہ انتقال ہوچکا ہے۔ اور اب اپنے بالغ لڑکوں کے
زیر پرورش ہوں۔ جو خود ہنوز پوری طرح ذمہ دارانہ
حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور تا حال میرے شوہر کے متروکہ کی
تقسیم بوجہ لڑکوں کی صغیر سنی کے نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے اگر
میرے مرنے کے قبل میرے شوہر کے متروکہ سے میرا مہر اور متروکہ
۱/۸ حصہ مجھے مل جاوے تو اس میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن
احمدیہ دیا جائے گا۔ اور انجمن موصوفہ کو حق ہوگا کہ دو اس وصیت
کی بنا پر اس میں سے بھی حاصل کرلیں۔ سردست مجھہ کو اپنے مہر
اور متروکہ کے لئے فوری طور پر تصفیہ کا یقین نہیں۔ اور زندگی
کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ اسلئے جو میری مقبوضہ اشیاء ہیں صرف
ان کو ملحوظ رکھ کر وصیت کی تلقین کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے
وقت تک متروکہ مہر مل بھی جاوے یا اس سے مزید بھی اور
سرمایہ میرے متروکہ کا ثابت ہو تو اس تمام متروکہ سے دسویں حصہ
کی میں وصیت کرتی ہوں۔ العبد عائشہ بی موصیہ مذکور
گواہ شد:- سید شارق احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ
حیدرآباد دکن گواہ شد محمد عبد الحمید وکیل

۳۷۹۱ منکہ خواجہ محکم الدین ولد حافظ محمد امین قوم خواجہ
پیشہ تجارت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۰ء ساکن چکوال
ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ
۱/۳۲ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت ماہوار آمد
ملازمت ۔/۴۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا
۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا
میرے مرنے کیوقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی
۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط
المرقوم العبد محکم الدین احمدی بقلم خود موصی مذکور ۳۲

جو احتمال تھا۔ اس سے بہت اچھا بلکہ اس کے برعکس انہوں نے یہاں نمونہ دکھایا۔ اور نہ صرف انگریز افسروں نے بلکہ ہندوستانی افسروں نے بھی بہت شریفانہ رویہ دکھایا اور سپاہی تو بہت ہی متاثر تھے۔ ان میں سے کئی لوگ مجھے بھی ملے۔ ان کے علاوہ ان رپورٹوں کی بنا پر جو مجھے پہنچیں اور جو ان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کی طرف سے ہیں میں ان خیالات کے اظہار پر مجبور ہوا ہوں اور ان حالات میں اگر بعض سے غلطیاں بھی سرزد ہوئیں تو وہ یقیناً نظر انداز کرنے اور بھلا دینے کے قابل ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

یہاں کے

مجسٹریٹوں کے متعلق

مجھے افسوس ہے کہ میں یہی کلمات نہیں کہہ سکتا حالانکہ وہ لوگ ہی ہیں۔ جن کے سپرد امن اور انتظام کا قیام ہے، پولیس تو صرف سونٹے کی طرح ہوتی ہے، دماغ مجسٹریٹ ہوتے ہیں ان کے سامنے ہتک آمیز اور اشتعال انگیز تقریریں ہوئیں، بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ اور جماعت کے دوسرے لیڈروں کے متعلق بہت بدزبانی کی گئی۔ مگر انہوں نے ہرگز نہیں روکا۔ مذہبی حملوں کو اگر جانے بھی دیا جائے تو

ذاتی حملے

اس قدر تھے کہ مجسٹریٹوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے تھی، پولیس اور غیر جانب دار رپورٹروں کی رپورٹوں کو بھی اگر نظر انداز کر دیا جائے تو بھی خود ان کے اخباروں میں تقریروں کے جو اقتباس شائع ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھکر کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے اشتعال انگیزی نہیں کی اور مجسٹریٹوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے، میں نے خود اخبار احسان یا زمیندار دونوں میں سے کسی ایک میں پڑھا ہے کہ

صدر کانفرنس نے کہا

کہ لاؤ مجھے اور مرزا بشیر الدین محمود کو ایک کمرے میں بند کر دو اگر صبح تک وہ زندہ رہ جائے، تو کہنا، اور میں سمجھتا ہوں، کوئی مجسٹریٹ جس کی شرافت کی کوئی حس باقی ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اشتعال انگیزی نہیں۔ کیا یہ

صریح قتل کی دھمکی

نہیں۔ کیا یہ الفاظ بھی ان کی سمجھ میں نہیں آسکتے تھے۔ مگر نہیں ان کے دل خوش تھے کہ

احمدیوں کی ہتک

کی جا رہی ہے، اور ان پر الزام لگائے جا رہے ہیں، پھر مجھے حیرت ہے کہ وہی مجسٹریٹ اسٹیشن پر یہ کہتا ہوا پایا گیا کہ دونوں فریق میں Tolerance (رواداری) نہیں ہے گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خواہ ہمیں مارتے گالیاں دیتے پھر بھی ہمیں انہیں اپنے گھروں میں لاکر ٹھہرانا چاہئے تھا اور اپنے مقدس مقامات گرانے کے لئے ان کے حوالے کر دینے چاہئے تھے، تب ہم اس کے نزدیک روادار کہلا سکتے تھے اگر کوئی شخص اس

مجسٹریٹ کے منہ پر مکا مارے

اور اس کے مکان پر جاکر اس کے ماں باپ کو گالیاں دے تو پھر میں دیکھوں کہ اس میں کتنی رواداری ہے، حالانکہ یہاں اس کے ذاتی اخلاق کا سوال نہیں تھا، وہ تنخواہ اسی بات کی لیتا ہے۔

ملک معظم کی حکومت

کی طرف سے اسی لئے اسے مقرر کیا گیا ہے کہ امن قائم رکھے اس کا فرض تھا کہ ایسی تقریریں کرنے والوں کو روکتا اور کہتا کہ آپ لوگ یہاں تبلیغ کیلئے آئے ہیں نہ کہ

قتل کی دھمکیاں

دینے کیلئے، یہ سوال نہیں کہ ہم پر ان دھمکیوں کا کیا اثر ہوا ہم جانتے ہیں کہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کو ایسی دھمکیاں دی ہی جایا کرتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایران کے بادشاہ کی طرف سے ایسی ہی دھمکی دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہاں آؤ تو پتہ لگے، کہنے والے ایسا کہا ہی کرتے ہیں، لیکن ان سے سننے والوں کی دماغی حالت کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

اس کے بعد میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جس کے متعلق میں نے پچھلے جمعہ میں کہا تھا مگر وہ چونکہ

بہت اہم مضمون

ہے اسلئے ضروری ہے کہ ساتھ ساتھ حکومت کے افسروں کو، جماعت کے افراد کو، دوسری پبلک کو اور ان لوگوں کو بھی جو ہمارے خلاف اسقدر غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں سب کچھ سنا دیا جائے۔

مومن کا کوئی کام خفیہ نہیں ہوتا

مومن انارکسٹ نہیں ہوا کرتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ آپؐ جب کسی دشمن پر چڑھائی کرتے، تو رات کے وقت حملہ نہ کرتے تھے اور پھر حملہ سے پیشتر اذان دلواتے تاکہ دوسروں کو پتہ لگ جائے کہ مسلمان آپہنچے ہیں، ہم بھی اسی رسولؐ کے پیرو ہیں اس لئے جو بھی کرینگے علی الاعلان کرینگے، ہمارے کسی کام میں کوئی اخفا نہیں ہوگا، سوائے اس کے جو ضروری اور جائز ہو، ایک کبڈی کھیلنے والا حریف کو پکڑتا ہے مگر پہلو بچاکر، کنکوا اڑانے والا دوسرے کے کنکوے کو چکر میں لاکر کاٹتا ہے، تاجر اپنے گاہکوں کا علم دوسرے کو دینا پسند نہیں کرتا، پس اس قسم کے

جائز اخفا کے سوا مخفی تدابیر جائز نہیں

اور ہم انہیں پسند نہیں کرتے پس ایسی باتوں کو مستثنیٰ کر کے ہمارے کاموں میں پہلے کبھی اخفا ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا، کیونکہ ہمارا حساب صاف اور ہماری نیتیں نیک ہیں، پس میں چاہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں ان الفاظ میں آجائیں جن میں میں پیش کرتا ہوں یا قریب قریب انہی الفاظ میں اور ہر ایک کو معلوم ہو جائیں لیکن مضمون شروع کرنے سے پیشتر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو

دو باتیں

یاد رکھنی چاہئیں اول یہ کہ ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انؐ کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے، وہ اپنی جان، مال، عزت آبرو، اولاد، جائداد، غرضیکہ ہر چیز خدا، رسول اور اس کے نمائندوں کیلئے قربان کر چکا ہے اور اب کوئی چیز اس کی اپنی نہیں میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرا بھی شبہ ہے وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا تو وہ اب بھی بیعت کو چھوڑ دے، جس بیعت میں نفاق ہو وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ایک لعنت ہے جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے

میری بیعت

کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے اور اس کیلئے میری اطاعت مشروط ہے، وہ میری بیعت میں نہیں، اور تمام کے سامنے، اور پھر اخباروں میں اس خطبہ کی اشاعت کے بعد ان لاکھوں لوگوں کو جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں رہتے ہیں، صاف صاف الفاظ میں یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں کوئی استثنیٰ باقی ہے تو میں اسے اپنی بیعت میں نہیں سمجھتا۔

میرا خدا گواہ ہے

اور آپ لوگ جو سن رہے ہیں آپ بھی گواہ ہیں کہ میں نے یہ بات پہنچا دی ہے، کیا پہنچا دی ہے (اس پر چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ ہاں پہنچا دی ہے) میرا خدا گواہ ہے اور آپ

KHILAFAT LIBRARY

لوگ مقر ہیں کہ میں نے یہ بات پہنچادی ہے کہ

مشروط بیعت کوئی بیعت نہیں

بیعت وہی ہے جس میں ہر چیز قربان کرنے کیلئے انسان تیار ہو، پس میرا ہر حکم جو خداوند تعالیٰ کے احکام کے ماتحت ہو اور جس کے خلاف کوئی نص صریح موجود نہ ہو، اسے ماننا آپ کا فرض ہے، جب اجتہاد کا معاملہ آجائے تو وہی اجتہاد صحیح ہوگا جو میرا ہے اور اس میں لازماً پابندی کرنا آپ کا فرض ہے، سوائے اس کے کہ کوئی مجھے مشورہ دیدے باقی تعمیل میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں خدا، رسول اور اس کے نمائندوں کی اطاعت کا حکم ہے وہیں

اولی الامر کی اطاعت

بھی ضروری قرار دے دی گئی ہے اور ان کی اطاعت بھی ضروری ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متواتر یہ تعلیم دی ہے، آپ کی کوئی کتاب نہیں جس میں آپ نے یہ حکم نہ دیا ہو، اور میں جس قدم پر آپ لوگوں کو لے جانا چاہتا ہوں، وہ ایسا جوش پیدا کر دینے والا ہے کہ ممکن ہے کسی کو

حکومت کی اطاعت

میں بھی کوئی شک پیدا ہو جائے، پس اگر کوئی اس سے آگے نکل جائے، یا شبہ کرے، تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کرنے والا ہوگا، اگر ہمیں یہ قدم اُٹھانا پڑا تو بالکل ممکن ہے، ایک وقت تمہیں

تلوار کی دھار پر

چلنا پڑے، ایک طرف تو میری اطاعت کے متعلق ذراسی غلش بیعت سے خارج کر دینے والی ہوگی، اور دوسری طرف ذراسا عدوان جو حکومت کی اطاعت سے برگشتہ کر دے تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے منحرف کر دے گا، ان

دونو حدود کے اندر

رہتے ہوئے تمہیں ہر ایک قسم کی قربانی کرنی ہوگی، اور سلسلہ کے وقار کو قائم کرنے کے لئے ہر ایک جدوجہد کرنی پڑیگی۔

آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے، کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے، ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے

سلسلہ کی عزت اور وقار

کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے، ایک دفعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ کے موقعہ پر سردار سر سکندر حیات خاں کے مکان پر چودھری افضل حق صاحب نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ جماعت احمدیہ کو کچل دیں، پس دشمنوں نے ہمیں چیلنج دیا ہے، پس جب تک تمہاری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے، تمہارا فرض ہے کہ اس

چیلنج کو منظور کرتے ہوئے

اس گروہ کے زور کو جو یہ دھمکیاں دے رہا ہے، توڑ کر رکھدو اور دنیا کو بتا دو، کہ تم پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتے ہو، سمندروں کو خشک کر سکتے ہو، اور جو بھی تمہارے تباہ کرنے کیلئے اُٹھے وہ خواہ کسقدر طاقتور حریف کیوں نہ ہو، اسے خدا تعالیٰ کے فضل سے اور جائز ذرائع سے تم مٹا سکتے ہو، کیونکہ تمہارے مٹانے کی خواہش کرنے والا درحقیقت خدا تعالیٰ کے دین کو مٹانے کی خواہش کرتا ہے (اس پر زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے، تو حضور نے فرمایا کہ خطبے میں ایسے نعرے لگانا جائز نہیں) اس چیلنج کو ہم نے قبول کرنا ہے، میں نے شروع میں اس چیلنج کو نظر انداز کر دیا تھا اور اسے

ایک احمقانہ چیلنج

سمجھا تھا، مگر ان کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر قادیان آکر بھی انہوں نے اسی چیلنج کو دہرایا ہے ان کے جلسہ میں کہا گیا کہ ۶۰ ہزار فرزندان توحید کا

ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

اس طرف ڈی۔اے۔وی سکول اور اس طرف منارۃ المسیح سے ٹکرا رہا تھا، اس بیان میں جو صداقت ہے اسے وہ بھی خوب جانتے ہیں، ہم بھی اور پولیس بھی اچھی طرح جانتی ہے اگر یہ سمندر منارۃ المسیح کو ٹکرا رہا تھا تو رستہ میں جو ہندوؤں کا محلہ پڑتا ہے، وہ تباہ ہو جانا چاہئے تھا، اور ان کی طرف سے ان پر نالشیں ہو جانی چاہئے تھیں لیکن ان لوگوں کو تو

مبالغہ آرائی اور جھوٹ

سے کام ہے۔

پس جیسا کہ حکومت پنجاب کے بعض افراد نے سلسلہ کی ہتک کی ہے۔ احرار کا بھی چیلنج موجود ہے اور آپ لوگوں کا کام ہے کہ

ہتک کا ازالہ

کریں اور چیلنج کا بھی جواب دیں اور ان دونوں باتوں کیلئے جو بھی قربانیاں کرنی پڑیں، کریں، اس کے لئے میں آپ لوگوں سے ایسی بھی

قربانیوں کا مطالبہ

کرونگا جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا، اور ممکن ہے، پہلے وہ معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں۔ اس لئے دنیا کے ہر گوشہ کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں، ممکن ہے میری دعوت پہلے اختیاری ہو یعنی جو چاہے شامل ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ جسقدر میرا مطالبہ ہوگا اس سے کم طاقت خرچ نہ ہوگی اور

جماعت کا ہر شخص قربانی کے لئے تیار

رہے گا۔

غرض دو فرمانبرداریاں ہیں جن کا میں مطالبہ کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک تو ساری دنیا کو متحد کرنے والی ہے اور دوسری وقتی اور حالات کے مطابق بدلتی رہنے والی ہے، پہلی فرمانبرداری میری ہے جو خدا اور اس کے رسول کے حکم کے ماتحت ہے کیونکہ میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں، میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور اس لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کیلئے عرب، ایران، چین، جاپان یوروپ امریکہ افریقہ، سماٹرا، جاوا، اور خود انگلستان کے لئے غرضیکہ

کل جہان کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں

اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس پر میری

مذہبی حکومت

نہیں، سب کیلئے یہی حکم ہے کہ میری بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو۔ لیکن دوسرا حکم وقتی ہے اور حالات کے ماتحت بدلتا رہتا ہے آج یہاں

انگریزوں کی حکومت

ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں۔ لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اس نئی حکومت کے وفادار ہونگے، اس کے بالمقابل خلافت نہیں

KHILAFAT LIBRARY

بدل سکتی۔ اسوقت میں خلیفہ ہوں، اور میری موت سے پہلے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا اور

تمام دنیا کے احمدیوں کیلئے

میری ہی اطاعت فرض ہے، ہندوستانیوں پر بھی میری اطاعت ویسی ہی فرض ہے۔ جیسے اہل ایران، یا اہل امریکہ یا دنیا کے کسی دوسرے ملک کے رہنے والوں پر لیکن ان کیلئے

انگریزوں کی اطاعت

فرض نہیں۔ اہل افغانستان پر میری اطاعت فرض ہے مگر انگریزوں کی نہیں، بلکہ ان کی جگہ اپنی حکومت کی اطاعت فرض ہے، اسی طرح اہل امریکہ پر میری اطاعت فرض ہے مگر انگریزوں کی نہیں، اس اطاعت میں احمدی متفرق ہیں لیکن میری اطاعت پر سب متفق ہیں، افغان، ڈچ، شامی مصری وغیرہ اپنے اپنے ہاں کی حکومتوں کے مطیع ہیں۔ مگر وہ مرکزی نقطہ جس پر سب متفق ہیں وہ میری اطاعت ہے، اس میں جو تفرقہ کرتا ہے، وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔

جہاں میں آپ لوگوں کو اس بات کی ہدایت کرتا ہوں کہ کسی جوش کی حالت میں آپ میں سے کوئی بھی

قانون شکنی

کی طرف توجہ نہ کرے، وہاں حکومت کو بھی اس نہایت ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے افسران کو شرافت اور اخلاق کی تعلیم دے، ہمارا گذشتہ تجربہ بتاتا ہے کہ بعض افسران نے نہایت ہی برا نمونہ دکھایا جس کے متعلق میں بعد میں ذکر کرونگا لیکن فی الحال صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری طرف سے مطالبہ نہیں کہ کوئی نفس پرستی کی وجہ سے کہدے کہ رعایا ہو کر تمہارا کیا حق ہے کہ مطالبہ کرو، اول تو حکومت نے اس امر کو تسلیم کیا ہے، کہ رعایا کو مطالبات کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اگر اسکو جانے بھی دیا جائے، تو میں کہوں گا۔ یہ میرا مطالبہ نہیں، بلکہ سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے اور وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ نے جو مشترکہ رپورٹ کی تھی، اس میں آئی سی۔ ایس والوں پر درخواست کی تھی کہ وہ اپنے اخلاق درست رکھیں اور پبلک سے

ہتک آمیز سلوک

نہ روا رکھا کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو حکومت کو کمزور کرنے والے ہونگے، پس یہ وہ مطالبہ ہے جو ان کے افسران بالا نے

ان سے کیا ہے جو ان کی

ملازمت کی ضروری شرط

ہے۔ جسے اگر وہ پورا نہیں کرتے تو خائن اور بد دیانت ہیں۔

اب پہلے میں وہ حالات بیان کرتا ہوں، جو اس خطبہ کا اصل باعث ہیں، باہر کی جماعتوں کو ابھی تک کچھ حال معلوم نہیں، کیونکہ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ طبائع میں جوش پیدا نہ ہو، اور اس لئے ابھی تک کچھ بھی بیان نہیں کیا، اب میں ایسی ترتیب کے ساتھ

تمام واقعات

اس طرح بیان کرتا ہوں کہ جماعت کے افراد، دوسری پبلک اور حکومت سب آسانی سے سمجھ سکیں، اور جو نتائج میں ان سے نکالوں انہیں بھی اچھی طرح سمجھ سکیں، میں کوشش کرونگا کہ

نہایت اطمینان کیساتھ

اور بغیر کسی جوش کے سب واقعات دہرا دوں تا کہ میں بھی غلطی میں نہ پڑوں اور آپ لوگ بھی غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔

سب سے پہلی بات

تو یہ ہے کہ اس جلسہ کی غرض کیا تھی، ہمیں پہلی شکایت یہ ہے کہ جس رنگ میں یہ جلسہ کیا گیا ہے، حکومت کا فرض تھا کہ اسے روکتی۔ ہم سب سے زیادہ اس اصل کے قائل ہیں کہ

ہر شخص کو تبلیغ کا حق

ہونا چاہیئے، بلکہ جو مضمون میری طرف سے آئندہ اصلاحات کے متعلق حکومت کے پیش کیا گیا ہے، اس میں یہ بات وضاحت سے درج ہے کہ ہر شخص کو تبلیغ کا حق حاصل ہونا چاہیئے اسلئے میری طرف سے اس بات کا کہا جانا ناممکن ہے کہ کیوں کسی کو

اپنے عقائد کی تبلیغ

کی اجازت دی گئی، اگر احرار یہاں تبلیغ کیلئے آتے تو میں ہرگز یہ امید نہ کرتا کہ حکومت انہیں روک دے، کیونکہ اس صورت میں میں اپنے اقوال و خیالات کی خود مخالفت کرنے والا ٹھہرتا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ

تبلیغی جلسہ نہ تھا

اور یہ ایسی واضح بات ہے کہ گورنمنٹ کے لئے بھی اس کا سمجھنا مشکل نہ تھا، کیونکہ اس کا حکم تھا اور اس نے ہم سے مطالبہ کیا تھا، کہ کوئی احمدی ان کے جلسہ میں نہ جائے اور تبلیغ ہمیشہ دوسرے کو کی جاتی ہے اگر احمدیوں کو وہاں جانے کی ہی اجازت نہ تھی تو تبلیغ کسے کرنی تھی

حکومت کا ہم سے یہ مطالبہ

کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ تسلیم کرتی ہے کہ یہ تبلیغی جلسہ نہ تھا پھر جلسہ کی دوسری غرض تربیت ہوتی ہے، تربیت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کوئی بڑا عالم اس جگہ ہو یا وہ اس تحریک کا مرکز ہو، لوگ ایک وقت میں وہاں جمع ہوں اور اکٹھے فائدہ اٹھا سکیں اور ایک مقررہ وقت پر آ کر باتیں سن جائیں جیسا کہ

ہمارا سالانہ جلسہ

ہوتا ہے، یہاں خلیفہ وقت، دوسرے ذمہ دار کارکن اور لیڈر ہوتے ہیں جو جماعت کو اپنے اپنے خیالات تعلیمی سے مستفید کرتے ہیں، خلیفہ ساری جماعت تک نہیں پہنچ سکتا، علماء نہیں پہنچ سکتے اس لئے ایک موقعہ پر سب لوگ آکر جمع ہو جاتے اور سن جاتے ہیں، لیکن یہاں ان کا کوئی عالم نہ تھا، سننے والے اور سنانے والے سب باہر سے آئے تھے، اور اس صورت میں وہ زیادہ آسانی کے ساتھ

لاہور یا امرتسر

میں جلسہ کر سکتے تھے، لوگ یہاں امرت سر، لاہور، جالندھر وغیرہ شہروں سے آئے۔ بعض پشاور اور ملتان وغیرہ دور کے مقامات سے بھی محدود تعداد میں شریک ہوئے، لیکن یہاں وہ کس کی تقریریں سننے آئے تھے، ماموں کشمیری کی، نورے کشمیری کی یا عزیز کشمیری کی، قادیان کا کونسا وہ باشندہ ہے جس کی تقریریں سننے کیلئے آئے تھے، مولوی عطاء اللہ صاحب امرت سر میں، مولوی ظفر علی صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب لاہور میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانہ میں رہتے ہیں انہیں لوگوں نے تقریریں کیں اس لئے اس اجتماع کیلئے

بہترین جگہ

لاہور یا امرت سر ہو سکتی تھی، اگر وہاں جلسہ ہوتا تو ۲۰-۲۵ ہزار لوگ بھی جمع ہو سکتے اور اس طرح تعلیم و تربیت بھی اچھی طرح ہو سکتی تھی، اور بہ نسبت قادیان کے رہائش اور طعام کا انتظام بھی بخوبی ہو سکتا تھا، پس سوال یہ ہے کہ جب تقریریں کرنے والے اور سننے والے دونوں باہر سے آئے تو جلسہ یہاں کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، یہ ایک ایسی عام بات ہے کہ حکومت اسے بخوبی سمجھ سکتی ہے۔ جس صورت میں

لیکچرار اور سامعین

دونوں باہر سے آئے۔ اور جس صورت میں کہ انتظام کا بھی

KHILAFAT LIBRARY

مقامی لوگوں پر انحصار نہ تھا۔

اس جلسہ کی غرض

نہ تو تعلیمی ہوسکتی ہے نہ تبلیغی، اور گورنمنٹ نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے، کیونکہ ہمیں وہاں جانے سے روکدیا گیا اور

سننے سنانے والے

دونوں باہر سے آئے پس ان لوگوں کا یہاں آنا سوائے فساد کے کسی اور غرض سے نہیں ہو سکتا، ہم جو جلسے کرتے ہیں وہ تبلیغی ہوتے ہیں ہم کبھی یہ نہیں کہتے، کہ پولیس مقرر کرو کوئی ہماری تقریریں سننے نہ آئے بلکہ

ہمارا ڈھنڈورہ

یہ ہوتا ہے کہ لوگو آؤ اور سنو اور سمجھو لیکن

ان کا ڈھنڈورہ

یہ تھا کہ ہرگز نہ آؤ، پس ہمارے جلسوں کے اغراض واضح ہیں مگر ان کا حال یہ تھا کہ ایک گاؤں ستکوہا کو

ایک احمدی نوجوان

جارہا تھا، کیونکہ ستکوہا جانے کا وہی راستہ ہے اس کی جیب میں دو اشتہار تھے، جنہیں دیکھ کر ان لوگوں نے جو قادیان فتح کرنے آئے تھے، شور مچادیا کہ یہ ٹریکٹ تقسیم کر رہا ہے فرض کرو وہ شخص ٹریکٹ ہی تقسیم کرنے کے لئے گیا تھا، لیکن اگر ان کی غرض تبلیغ ہوتی، تو وہ اس پر اس قدر شور نہ مچاتے بلکہ خوش ہوتے کہ ایک آدمی آگیا ہے جسے ہم تبلیغ کرسکینگے مگر انہوں نے تو شور مچادیا کہ کیوں آیا ہے اسی طرح

گورنمنٹ کا حکم

تھا، اور اعلان تھا کہ وہ لوگ احمدیوں کے محلوں میں نہ آئیں لیکن ہماری طرف سے ایسا کوئی اعلان نہ تھا، وہ لوگ برابر آتے رہے اور ہمارے سب آدمی مقرر تھے، کہ آنے والوں کے ساتھ پھریں انہیں اپنے ادارات دکھائیں اور حسب موقعہ تبلیغ بھی کریں، پس یہ صاف ثابت ہے کہ ان کا یہ جلسہ نہ تو تبلیغی تھا، نہ تعلیمی، صرف فساد کیلئے تھا اور ان حالات میں کیا

گورنمنٹ کا فرض

نہ تھا کہ اسے روکتی۔

موضع معین الدین پور

ضلع گجرات میں حکومت نے ہمارا جلسہ روک دیا تھا اور سب انسپکٹر پولیس نے یہاں تک کہا تھا، کہ اگر احمدی اس گاؤں میں داخل ہوئے، تو میں فائر کردونگا، ہم نے سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر ضلع کو اس کی اطلاع دی، بلکہ پنجاب گورنمنٹ کو بھی اطلاع دی، مگر کسی نے توجہ نہیں کی، اور یہی جواب دیا جاتا رہا، کہ وہاں احمدی تھوڑے ہیں، اور دوسرے لوگ غالب ہیں مگر یہاں احمدی غالب اور دوسرے لوگ تھوڑے تھے احمدی یہاں

سات ہزار کے قریب

ہیں اور دوسرے لوگ صرف سات آٹھ سو ہیں پھر یہ لوگ مالک نہیں ہیں، ان کے گذاروں کا انحصار ہم پر ہے، ترقی بھی ہمارے ذریعہ سے ہو رہی ہے، تعلیمی انسٹی ٹیوشنز بھی یہاں ہماری ہی ہیں، غرضیکہ جو فوقیت معین الدین پور میں دوسروں کو حاصل تھی، اس سے بہت بڑھ کر ہمیں یہاں حاصل ہے پھر

ہمارا مرکز

ہے یہاں ہمارے مذہبی مقامات ہیں مگر وہاں جلسہ کو روکنے کے متعلق ہم نے ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس بلکہ

پنجاب گورنمنٹ

کو توجہ دلائی، جہاں تک مجھے یاد ہے، یہی چیف سکرٹری اس وقت بھی تھے، مگر کسی نے کوئی حرکت نہیں کی، لیکن یہاں انہیں

انصاف اور نیوٹریلٹی

کی سوجھی، اور یہی کہتے رہے، کہ کیا کریں کیونکر روکیں، ہمیں تو انصاف کرنا چاہئیے، حکومت کے پاس رپورٹیں کی گئیں کہ ان لوگوں نے اپنی تقریروں میں کہا کہ ہم مینارہ کو گرادینگے، اور احمدی دیکھیں گے کہ ان کے خلیفہ کی لاش خون میں لوٹتی ہوگی، اس تقریر کی نقل حکام کو بھجوادی گئی تھی، قریباً ایک مہینہ ہوا، مگر حکومت کے عدل و انصاف میں کوئی حرکت نہیں پیدا ہوئی۔ کیا ہم نے بھی کہا تھا کہ معین الدین پور کے سیدوں کی لاشیں خون میں لوٹتی ہوئی نظر آئیں گی، پس حکومت نے اس جلسہ کی اجازت دے کر

بڑی سخت سیاسی غلطی

کی ہے، خیر جب ہم نے دیکھا کہ حکومت کچھ نہیں کرتی تو صدر انجمن احمدیہ نے ایک علیحدہ محکمہ بنادیا تاکہ وہ دیکھے کہ یہ لوگ کیا کرنے لگے ہیں۔ اور مرزا شریف احمد صاحب کو

ناظم کار خاص

مقرر کیا گیا، اس دوران میں حکومت کو اطلاعات دی گئیں۔ حکام بالا کو بھی اور مقامی حکام کو بھی حالات سے واقف کرانے کی کوششیں کی گئیں۔ مگر

ہمارے اخبارات

اس بارے میں خاموش رہے، تاکہ جماعت میں شورش پیدا نہ ہو، گورنمنٹ نے اقرار کیا ہے، اپنی اس چٹھی میں جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے کہ اسے اطلاع تھی کہ اس موقعہ پر

فساد کا بڑا خطرہ

ہے، ہمیں بھی باہر کے دوستوں سے چٹھیاں آرہی تھیں کہ یہاں ایسے جلسے ہو رہے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت فساد کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارے ریکارڈ میں ایسی اطلاعات موجود ہیں، مگر باوجود ان سب باتوں کے ہم نے اخبارات میں ان باتوں کا ذکر نہیں کیا اور

اخبار الفضل

نیز دوسرے اخبارات کے فائل گواہ ہیں، کہ اس کے متعلق ہماری طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا، اور اس جلسہ کے لئے جماعت کو کوئی تحریک نہیں کی گئی، بلکہ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے یہی جواب دیا، کہ ہمیں کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ شورش کریں، اس کے متعلق ہمارے دوستوں پر اتنا اثر تھا کہ اخبار الفضل نے بعض وہ باتیں جو حکام کے خلاف لکھی جانی چاہئے تھیں، وہ بھی نہیں لکھیں، اور اس پر میں نے ناراضگی کا بھی اظہار کیا، غرضیکہ میں یہی کہتا رہا، کہ ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ باہر سے لوگ

گھبراہٹ میں

خطوط لکھتے تھے کہ یہاں شورش بہت زیادہ ہے مگر الفضل میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہم حیران ہیں کہ کیا معاملہ ہے مگر ایسے دوستوں کو یہی جواب دیا جاتا رہا۔ کہ آپ لوگ

صبر سے کام لیں

اور ہم پر اعتبار کریں کہ سلسلہ کی حفاظت کے لئے جو کچھ ہم کر رہے ہیں، ٹھیک کر رہے ہیں غرضیکہ

ایک لمبا عرصہ

ہماری طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اور نہ حکومت نے ہمیں کوئی اطلاع دی، حتیٰ کہ ستمبر میں

ایک واقعہ

KHILAFAT LIBRARY

ہوا جس کا یہاں بیان کر دینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ کو جو ان دنوں شملہ میں تھے

کمشنر لاہور ڈویژن

کی طرف سے کہ وہ بھی وہیں تھے چٹھی ملی، کہ میں نے ایک ضروری بات کہنی ہے آپ کسی وقت مجھے آکر ملیں، اس کے جواب میں خانصاحب ۷ ستمبر کو ان سے جاکر ملے، اور کمشنر صاحب نے ان سے بعض باتیں کہیں، جن کی تفصیل خاں صاحب نے اسی روز لکھکر مجھے بھیجدی۔ وہ مفصل چٹھی اب بھی موجود ہے اس میں خاں صاحب نے لکھا ہے کہ آج کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی اور

احراریوں کے جلسہ کے متعلق گفتگو

ہوئی، اور انہوں نے خواہش کی کہ اس موقعہ پر احمدیوں کی طرف سے کوئی بات نہ ہو، جس سے اشتعال پیدا ہو، خانصاحب نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں۔ ہماری طرف سے کوئی ایسی بات ہرگز نہ ہوگی۔ لیکن اگر ہم

خود حفاظتی کی تدابیر

کریں، تو اس پر غالباً آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا، انہوں نے کہا کہ نہیں، اس ملاقات کی تفصیلی رپورٹ خاں صاحب نے مجھے بھجوائی۔ جو موجود ہے اور اس میں ایک لفظ بھی نہیں۔ جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہو، کہ کمشنر صاحب نے باہر سے

احمدیوں کو بُلانے کی ممانعت

کی تھی اور چونکہ خانصاحب نے اسی دن یہ رپورٹ لکھی، اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنی اہم بات کو اسقدر جلد نہ بھول سکتے تھے اگر کمشنر صاحب نے اسی بات کیلئے ان کو بلایا ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ وہ اور باتیں تو لکھدیتے، مگر جو بات ملاقات کی اصل غرض تھی، اسے بھول جاتے، پھر کچھ روز بعد تو بھول جانا ممکن ہے، مگر اسی روز بھول جانا بالکل عقل کے خلاف ہے، مجھے اس تفصیل کو بیان کرنے کی اس لئے ضرورت ہوئی ہے کہ ۱۸ تاریخ کو

کمشنر صاحب

یہاں آئے تھے اور انہوں نے جماعت کے نمائندوں سے شکایت کی تھی، کہ جب میں نے بالوضاحت خانصاحب کو باہر سے آدمی بلوانے سے روک دیا تھا، تو پھر آپ نے کیوں آدمی بلوائے، خاں صاحب نے اسی وقت ان سے کہہ دیا کہ میں

آپ سے اختلاف پر مجبور ہوں، نہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم آدمی بلوائیں گے اور نہ آپ نے منع کیا تھا، آپ نے شورش والے افعال سے اجتناب کی نصیحت کی اور میں نے خود حفاظتی کی تدابیر کی اجازت لی۔ خود حفاظتی سے میرا منشاء باہر سے آدمی بلانے کا تھا، مگر میں نے اس کی تشریح نہیں کی، اور آپ نے اس سے منع نہیں کیا تھا، ہاں اجازت بھی نہ دی تھی، کیونکہ اس کا ذکر ہی نہیں آیا، چونکہ باوجود کمشنر صاحب کے یاد دلانے کے خانصاحب کا حافظہ اب بھی ان کے

خط کی رپورٹ

کی ہی تائید کرتا ہے اور ادھر کمشنر صاحب بھی مصر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔

غلط فہمی

اس سے پیدا ہوئی ہے کہ کمشنر صاحب نے صرف یہ کہا، کہ اشتعال پیدا نہ ہو، اور دل میں اس کا مفہوم یہ سمجھا کہ باہر سے آدمی نہ بلوائے جائیں، اور خانصاحب نے خود حفاظتی کی اجازت کے ماتحت یہ سمجھا کہ بے شک باہر سے آدمی بلوائے جائیں۔ یہ گفتگو گول مول ہوئی، اور وضاحت کسی نے بھی نہ کی میرے نزدیک آئندہ

ہمارے آدمیوں کو احتیاط کرنی چاہئیے

کہ ایسی گول مول گفتگو کبھی نہ کریں، اگر خانصاحب کو پہلے کبھی ایسے ہاتھ لگے ہوئے ہوتے، تو وہ کمشنر صاحب سے کہتے کہ آپ مجھے ایک لسٹ لکھوا دیں کہ ہمیں کیا کیا نہ کرنا چاہئیے، میں وہ لسٹ مرکز میں بھجوا دوں گا۔ اور مجھے پورا پورا یقین ہے کہ حکومت کے ساتھ جماعت کی طرف سے

پورا پورا تعاون

کیا جائے گا، بالکل ممکن ہے کہ اگر اس وقت تفصیل لکھوائی جاتی تو اس میں یہ بات نہ ہوتی، یا اگر ہوتی تو ہمیں دھوکا نہ لگتا۔ بہرحال یہ غلط فہمی ہوئی، اور اس میں بھی

حکومت کی غلطی

ہے۔ کیونکہ جب وہ ہم سے امداد چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ کھول کر بتاتی کہ وہ کیا چاہتی ہے

غرض حالات اسی طرح قائم رہے اور ۱۵ اکتوبر تک نہ تو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اور نہ لوکل حکام کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع یا ہدایت موصول ہوئی، ۱۵ اکتوبر کے قریب مجھے بہت سے ایسے خطوط موصول ہوئے، جن میں ذکر تھا کہ فساد

کا اس موقعہ پر

بہت خطرہ

ہے، اس پر بارہ بجے کے قریب میں نے پرائیویٹ سکرٹری کو بلاکر ہدایت کی۔ کہ ناظم کارخاص کو اطلاع کر دیں کہ جلسہ احرار کے موقعہ پر

خود حفاظتی کے طور پر

دو اڑھائی ہزار آدمی بلوائیں، جو صرف ضلع گورداسپور کے ہوں یہ ہدایت ساڑھے بارہ بجے ناظم صاحب کارخاص کو ملی، اسکے بعد میں نماز کیلئے چلا گیا، نماز کے بعد کچھ لوگ ملاقات کیلئے آگئے اس کے بعد تین بجے کے قریب پرائیویٹ سکرٹری نے اطلاع دی کہ

مرزا معراج الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی

لاہور کسی کام سے یہاں آئے تھے اور مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مرزا صاحب مجھ سے ۱۹۰۷ء سے ملنے والے ہیں وہ دو دفعہ یہاں آچکے ہیں، ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آئے تھے، اور آپ کے ساتھ نماز بھی ادا کی تھی، اس وقت آپ بچے تھے، ایک دفعہ بعد میں بھی آئے ہیں، اور لاہور میں بھی مجھ سے کئی دفعہ مل چکے ہیں، ان کی طرف سے جب

ملاقات کی خواہش

کی گئی تو میں نے بڑی خوشی سے کہا، کہ تشریف لے آئیں اور چونکہ میں نے سنا تھا کہ مجسٹریٹ علاقہ بھی ساتھ ہیں، میں نے ناظم صاحب کارخاص کو بھی بلوا بھیجا، کہ کوئی بات ریکارڈ کے متعلق پیش ہو تو وہ بتا سکیں، بلکہ میں نے مرزا شریف احمد صاحب کو کہلا بھیجا، کہ وہ مرزا معراج الدین صاحب کو ساتھ لے آئیں خیر وہ آئے، اور میں نے دریافت کیا کہ آپ کیسے آئے ہیں، انہوں نے کہا۔ میں سرکاری کام سے گورداسپور آیا تھا، اور وہاں سے خیال آیا کہ قادیان بھی ہوتا جاؤں، ان سے گفتگو شروع ہوگئی اور خود بخود ہی باتیں

احراریوں کی شورش

کے موضوع کی طرف آگئیں، میں نے ان سے پوچھا، کہ آپ مجھ سے کس حیثیت سے گفتگو کر رہے ہیں

سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی

کی حیثیت سے یا مرزا معراج الدین کی حیثیت سے، انہوں نے یقین دلایا کہ نہیں میں تو

ذاتی حیثیت سے

ملنے کیلئے آیا ہوں، پھر میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ جب گورداسپور

KHILAFAT LIBRARY

میں آپ کا تعلق نہیں تو وہاں کیسے آئے تھے، اُنہوں نے کہا کہ مرکز کو علاقہ کی فکر بہرحال ہوتی ہے، اور میں دریافت حالات کیلئے آیا تھا، پھر ان سے بے تکلفی سے گفتگو ہوتی رہی، میں نے بھی وضاحت سے اپنے خیالات ان کے سامنے پیش کردئے، اور وہ بھی دوستانہ رنگ میں مفید مشورے دیتے رہے، کیونکہ وہ سی۔آئی۔ڈی کے پرانے افسر ہیں۔ اور لمبا تجربہ رکھتے ہیں۔

گفتگو کے دوران میں

میں نے اس شبہ کا اظہار کیا، کہ حکومت کی طرف سے ہماری مخالفت کی جارہی ہے، اس پر انہوں نے کہا کہ میں آپ کو اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اس معاملہ میں حکومت بالکل نیوٹرل ہے، وہ قطعاً آپ کے خلاف نہیں اور نہ ہی احرار کے خلاف ہے

گورداسپور کے حکام

کے متعلق میں نہیں جانتا۔ ان کے متعلق آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں لیکن اپنے فرائض منصبی کے لحاظ سے مجھے چونکہ ہر وقت

پنجاب گورنمنٹ

سے تعلق ہے۔ اس لئے میں اس کی نسبت آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے صاف اور واضح احکام ہیں کہ اس جھگڑے میں ہرگز کسی فریق کی طرفداری نہیں کرنی چاہیئے میں نے کہا کہ یہاں تو یہ نہیں ہورہا۔ بلکہ

حکام کا ایک حصہ

احرار کی طرفداری کر رہا ہے۔ اس موقعہ پر پھر میں نے ہنس کر پوچھا، کہ کیا آپ سپرنٹنڈنٹ سی۔آئی۔ڈی کے طور پر تو گفتگو نہیں کر رہے۔ اُنہوں نے پھر اس سے انکار کیا اور کہا کہ میں جیسا کہ بتا چکا ہوں۔ پرائیویٹ حیثیت میں بات چیت کر رہا ہوں۔ اس پر میں نے

مقامی حکام کے متعلق

اپنے شبہات تفصیل سے بیان کئے اور بعض واقعات کا بھی ذکر کیا، اور میرا آخری فقرہ یہ تھا کہ ہم پر تو یہ اثر ہے کہ اس وقت اس علاقہ میں

احرار کی حکومت

ہے، ان کے جھوٹ کو بھی سچ سمجھا جاتا ہے اور ہمارے آدمیوں کے سچ کو بھی جھوٹ قرار دیا جاتا ہے، آپ حکومت کو نیوٹرل بتاتے ہیں، کاش وہ نیوٹرل ہوتی، لیکن وہ تو احرار کی مددگر رہی ہے، اسے یا تو نیوٹرل رہنا چاہیئے اور یا پھر ہمیں

احراریوں کے رحم پر

چھوڑ کر الگ ہو جانا چاہیئے، یہ کیا طریق ہے کہ ایک طرف تو وہ ہمارے ہاتھ باندھتی ہے اور دوسری طرف ان کو سر پر چڑھاتی ہے اور ہمیں

قانون میں جکڑ کر

ان کے آگے پھینکتی ہے۔ اگر وہ نیوٹرل نہیں رہ سکتی تو بیشک ان کے رحم پر ہمیں چھوڑ دے اور اگر احراری ہم سب کو بھی قتل کر دیں گے تو ہم کبھی

حکومت کا شکوہ

نہیں کریں گے، اس پر وہ مسکرائے اور کہا کہ میں خود

اس مضمون کی طرف

آنا چاہتا تھا، میں نے سُنا ہے کہ آپ نے باہر سے کچھ آدمی بلوائے ہیں اور ایک ایسی تحریر ضلع میں مجھے دکھائی یا شاید کہا کہ بتائی گئی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ میں نے ایسی ہدایت ۱۲ بجے جاری کی ہے آپ تک یہ کیسے پہنچ گئی، میں نے مرزا شریف احمد صاحب سے کہا کہ آپ کے پاس

میری ہدایت

پہنچی ہے، انہوں نے کہا، ہاں پہونچی ہے۔ میں نے کہا ابھی منگوائیں، وہ ان کی جیب میں ہی تھی، انہوں نے جھٹ نکالکر دکھادی، اس پر تاریخ اور وصولی کا وقت درج تھا، اُنہوں نے کہا کہ جب آپ کی طرف سے کوئی ایسی تحریر گئی نہیں تو

حکام ضلع

نے کس طرح کہا کہ ایسی کوئی تحریر باہر گئی ہے۔ بہرحال اُنہوں نے کہا کہ اگر میں اپنے طور پر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر سے مل کر

پولیس کا کافی اور خاطر خواہ انتظام

کرادوں۔ تو کیا پھر بھی آپ کو باہر سے آدمی بلانے کی ضرورت ہوگی، میں نے کہا یہاں کی

مقامی پولیس

کو تو میں احراریوں سے بھی بدتر سمجھتا ہوں۔ ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ اگر ہم میں سے کسی کو احراری قتل بھی کردیں تو یہ یہی کہیں گے، کہ ان کے پچاس آدمی احرار پر حملہ آور ہوئے تھے اور انہوں نے خود حفاظتی کے طور پر قتل کردیا ہے اور اسطرح ہمارے ہی آدمیوں کو گرفتار کریں گے، انہوں نے کہا کہ اگر

انگریز سپرنٹنڈنٹ

ہر وقت یہاں رہے، کیا پھر آپ کی تسلی ہو جائے گی میں نے ان سے کہا کہ ہاں اگر انگریز افسر مقرر ہو جائیں تو پھر ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ میں یہ انتظام کرانے کی کوشش کروں گا کہ

انگریز افسر

یہاں رہے اور اس کے ساتھ آپ کا ایک آدمی رہے آپ مرزا شریف احمد صاحب کو میرے ساتھ بھیج دیں میں D.C. اور S.P. سے بات چیت کرلوں اور پھر اگر وہ اس تجویز کو منظور کرلیں تو آپ یہ حکم جاری نہ کریں۔ میں نے مرزا شریف احمد صاحب کو ان کے ساتھ جانے کی ہدایت کردی، اور یہ باتیں کر کے وہ چلے گئے، شام کے وقت مجھے معلوم ہُوا، کہ مرزا شریف احمد صاحب کے مکان پر کوئی میٹنگ ہے جس میں وہ شامل ہیں میں حیران ہُوا کہ یہ کیا معاملہ ہے، صبح میں نے فیروزپور جانا تھا اس لئے سویرے ہی میں نے ان کو بلوا بھیجا، کہ وہ کیوں مرزا معراج الدین صاحب کے ساتھ نہیں گئے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب کو دیر ہو گئی تھی، (دراصل وہ میرے پاس سے ہی دیر سے گئے تھے، اور میں نے عصر کی نماز بھی پانچ بجے آکر پڑھائی تھی) اس دیر ہو جانے کی وجہ سے وہ مجھے نہیں لے جاسکے، وہ کہتے تھے کہ ڈپٹی کمشنر کے ہاں آج شب میرا کھانا ہے، اور انگریزی کھانے میں عام طور پر دیر ہو جایا کرتی ہے، گیارہ بارہ بجے اگر کھانے سے فارغ ہوئے تو اسوقت کیا باتیں ہوں گی، میں خود ہی ان سے بات چیت کر کے آپکو اطلاع کردوں گا، اور جب آپ کو اطلاع آجائے تو آپ کے حسب منشاء

تسلی بخش انتظامات

ہو گئے ہیں تو آپ باہر سے آدمی نہ بلائیں اور میاں شریف احمد صاحب نے مجھے یہ بھی بتایا کہ مرزا معراج الدین صاحب کے جانے کے بعد

ایک غلطی

معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ کہ چودھری فتح محمد صاحب نے جو عارضی طور پر ناظر امور عامہ تھے، ضلع گورداسپور کی بعض جماعتوں کے ذمہ کچھ تعداد لگائی ہے، کہ اتنے آدمی یہاں بھیج دیں اور لاہور و امرتسر کی جماعتوں کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے

KHILAFAT LIBRARY

کہ اگر بلایا جائے تو وہ بھی آجائیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ناظر امور عامہ کو چاہئیے تھا کہ جب کہ اس کام کو ان کے صیغہ سے علیحدہ کر کے اس کیلئے ایک علیحدہ افسر مقرر ہو چکا ہے تو وہ خود دخل نہ دیتے۔ دراصل چونکہ یہ انتظام نیا تھا، چودہری صاحب کو خیال نہ رہا، کہ یہ کام اب امور عامہ سے متعلق نہیں ہے۔ بہرحال میں نے کہا کہ مرزا معراج الدین صاحب کو اس غلطی کی فوراً اطلاع دی جائے۔ تا وہ دوسرے افسروں کے سامنے جھوٹے نہ ٹھہریں اور ان کی

خیر خواہی کا نتیجہ

یہ نہیں ہونا چاہئیے، کہ وہ دوسروں کے سامنے غلط گو ثابت ہوں۔ چنانچہ مرزا شریف احمد صاحب نے مجھے کہا کہ میں ابھی خاص آدمی بھیجکر ان کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں فیروزپور چلا گیا اور اسی تاریخ کو

خاص آدمی کے ذریعہ

مرزا معراج الدین صاحب کو غلطی کی بھی اطلاع کر دی گئی اور یہ بھی لکھدیا گیا۔ اور ان کے وعدہ کے مطابق انتظام ہو جانے پر اس سرکلر کو منسوخ کر دیا جائے گا، میرے بعد ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس یہاں آئے، چودہری فتح محمد صاحب، خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور میاں شریف احمد صاحب کو بلایا، اور باتیں کیں، ہمارے آدمیوں نے اپنے بعض عذرات پیش کئے۔ جیسا کہ انسان کا قاعدہ ہے کہ ایسے موقعہ پر اپنے شکوے بیان کرتا ہی ہے۔ لیکن آخر میں قطعی اور غیر مشتبہ الفاظ میں یہ کہدیا کہ ہم جاری شدہ سرکلر کو منسوخ کر دیں گے اور اس انتظام پر ہمیں پوری تسلی ہے۔ یہ ۱۶ر اکتوبر کی ڈاک کے جانے کے بعد کے واقعات ہیں، اس کے بعد ۱۷ر کو پہلی ڈاک میں جماعتوں کو یہ اطلاع دے دی گئی، وہ اطلاع جلسہ سے پہلے جماعتوں کو پہنچ سکتی تھی۔ چنانچہ وہ پہنچی اور کوئی آدمی اس سرکلر کے ماتحت قادیان نہیں آیا، یہ چٹھی جو پہلی ہدایت کو منسوخ کرنے کے متعلق تھی، ڈپٹی کمشنر اور دوسرے حکام کو بھی بھجوا دی گئی، غرضیکہ افسران سے بالوضاحت کہہ دیا گیا کہ ہم باہر سے آدمی نہیں بلائیں گے، اور اس کیلئے چٹھی بھی جاری کر دی گئی، اور ہم اطمینان سے بیٹھ گئے، کہ ہم نے

حکومت سے پوری طرح تعاون

کر لیا ہے۔ میں باہر گیا ہوا تھا، ۱۷ر کی شام کو قادیان آیا رستہ میں لاہور، امرتسر وغیرہ مقامات پر کئی لوگ ملتے اور دریافت کرتے رہے کہ کیا ہمارے پہنچنے کی ضرورت ہے میں نے انہیں جواب دیا کہ ہمیں اطمینان دلایا گیا ہے کہ

پولیس کا انتظام

کافی ہوگا، اس لئے ضرورت نہیں، ہاں اگر ہمیں پتہ لگا کہ گورنمنٹ خاطر خواہ انتظام نہیں کر رہی، تو پھر اطلاع دیدی جائے گی، ہم مطمئن تھے کہ ہم نے حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کر لیا ہے، ساڑھے آٹھ نو بجے میں یہاں پہنچا اور کھانا وغیرہ کھا کر اور نماز سے فارغ ہو کر میں گیارہ بجے کے قریب بیٹھا تھا کہ کسی نے آکر اطلاع دی کہ

مجسٹریٹ علاقہ

آئے ہیں اور مجھ سے ملنا چاہتے ہیں، میں گیا۔ اور انہیں بلا کر بٹھایا۔ انہوں نے ایک کاغذ مجھے نکالکر دیا کہ یہ دیکھ لیں۔ وہ

حکومت پنجاب کیطرف سے حکم

تھا جس میں لکھا ہے۔

Order under Section 3(1)(d) of the Punjab Criminal law (Amendment) Act 1932.

Whereas the Punjab Government is satisfied that there are reasonable grounds for believing that you Mirza Bashir-ud-Din Mahmud Ahmad of Qadian in the District of Gurdaspur have been summoning persons to Qadian to be present at the Conference convened by the Shoba Tabligh of the Majlis-i-Ahrar-i-Islam at or near Qadian to be held on or about the 21st to 23rd of October 1934 inclusive and whereas your action is so doing is prejudicial to the Public peace or safety, the Punjab Government now direct you under Section 3(1)(d) of the Punjab Criminal law (Amendment) Act 1932. (1) to cancel and revoke any summons sent by you or under your athority to any person to attend at Qadian on the dates afore said.

(2) to abstain until after the 24th of October 1934 from summoning any person or persons to Qadian. (3) to abstain until after the 24th of October 1934 from promoting or convening any meeting in Qadian. (4) to abstain until after the 24th of October 1934 from arrangements for the reception at Qadian of any person called by you and from providing them food and shelter.

Given under my hand this 17th day of October 1934.

(Sd) C. Garbett. Chief Secretary to the Government Punjab.

17.10.34.

اس کا ترجمہ یہ ہے:-

حکم زیر سکیشن ۳ (۱) (ڈی) پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء - چونکہ پنجاب گورنمنٹ کو تسلی ہے اور جو کچھ یہ باور کرنے کیلئے معقول قرائن موجود ہیں۔ کہ تم مرزا بشیر الدین محمود احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور لوگوں کو قادیان بلا رہے ہو، اس غرض سے کہ وہ مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ کی اس کانفرنس پر جو کہ ۲۱ لغایت ۲۳ر اکتوبر یا اس کے قریب قادیان یا اس کے

KHILAFAT LIBRARY

قرب وجوار میں کرنا چاہتے ہیں۔ موجود ہوں۔ اور چونکہ تمہارا یہ فعل امن عامہ میں خلل ڈالنے والا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ پنجاب تمہیں زیر دفعہ ۳ (۱) (ہ) پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۳۲ء ہدایت کرتی ہے (۱) تم ایسے تمام دعوت ناموں کو جوان تاریخوں پر لوگوں کو قادیان بلانے کیلئے تم نے بھیجے ہیں یا تمہارے زیر حکم بھیجے گئے ہیں۔ منسوخ کردو (۲) ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کسی شخص یا اشخاص کو قادیان بلانے کی غرض سے کوئی دعوت نامہ مت بھیجو (۳) ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک نہ کوئی جلسہ قادیان میں کرو، نہ جلسہ کرنے میں ممد ہو (۴) ۲۴ اکتوبر ۳۴ء تک کسی ایسے شخص کا جسکو تم نے بلایا ہو، قادیان میں استقبال کرنے یا اس کے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام کرنے سے محترز رہو۔

آج مورخہ ۱۷ اکتوبر ۳۴ء کو میرے دستخط سے جاری ہوا۔

دستخط۔ سی۔ گاربٹ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

یہ قانون ۳۲ء میں پاس کیا گیا ہے اور اس کی تمہید میں لکھا ہے کہ وہ سول نافرمانی اور حکومت برطانیہ کو تہ و بالا کردینے والی تحریکات کو روکنے کیلئے ہے اور مجھے یہ حکم دیکر گویا حکومت نے یہ الزام لگایا ہے کہ میں

سول نافرمانی کرنے والا

یا حکومت برطانیہ کو تہ و بالا کرنے کی تحریک کرنے والا ہوں میں نے اس حکم کو پڑھتے ہی اس پر حسب ذیل جواب لکھ کر مجسٹریٹ کو دے دیا۔

جواب

مجھے گورنمنٹ کے حکم سے اطلاع ہوئی، اور میں اپنے مذہب کے حکم اور سلسلہ کی روایات کی وجہ سے اس کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں، ورنہ یہ حکم ایسا غیر منصفانہ اور ناجائز ہے کہ ایک شریف آدمی کیلئے یہ سمجھنا بھی مشکل ہے کہ ایک مہذب حکومت ایسا حکم کس طرح جاری کرسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس فتنہ کو دیکھکر کہ احرار قادیان میں ایک جلسہ کر رہے ہیں اور وہ علی الاعلان سلسلہ احمدیہ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ایک ہدایت دی تھی، کہ جماعت احمدیہ کے کچھ لوگ سلسلہ کے مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے جمع کرلئے جائیں۔ لیکن اس ہدایت کے جاری کرنے کے دو گھنٹہ بعد مرزا معراج الدین صاحب سی۔ آئی۔ ڈی۔ میرے پاس آئے اور میں نے خود ان کو اس ہدایت سے اطلاع دی اور انہوں نے کہا کہ میں پورا انتظام پولیس کا کرادوں گا۔ اس لئے آپ آدمی نہ بلوائیں اور ان کے کہنے کے مطابق اس ہدایت کا جاری کرنا منسوخ کردیا گیا، اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسی ہدایت جماعت کے کسی افسر نے بغیر میرے مشورے کے پہلے سے جاری کی ہوئی ہے اور اسے بھی منسوخ کرکے جماعتوں کو ہدایت کردی کہ وہ آدمی نہ بھیجیں میں کل فیروز پور گیا تھا، مجھ سے راستہ میں بعض احمدیوں نے پوچھا، کہ کیا انہیں احرار کے جلسہ پر قادیان آنے کی اجازت ہے اور میں نے انہیں اس سے منع کیا۔ حکومت سے ایسے تعاون کرنے کے بعد اس قسم کے حکم کا بھجوا دینا حکومت کے وقار کو کھونا ہے اور حکومت کی مضبوطی نہیں بلکہ کمزوری کا موجب ہے اور مجھے افسوس ہے کہ حکومت نے اس قسم کے حکم کو جاری کرکے اس اعتماد کو نقصان پہنچایا ہے۔ جو اس پر ملک معظم اور ان کی حکومت نے کیا تھا، بہر حال چونکہ میرا مذہب مجھے وفاداری اور اطاعت کی تعلیم دیتا ہے میں اس حکم کی جس کی غرض سوائے تذلیل اور تحقیر کے کچھ نہیں پابندی کروں گا، اور انشاء اللہ پوری طرح اس کی تعمیل کرونگا۔ باقی اس حکم کی نسبت آئندہ نسلیں خود فیصلہ کرینگی، کہ اس کے دینے والے حق پر تھے یا نہ تھے۔ وافوض امری الی اللہ، وھو احکم الحاکمین۔

(خاکسار مرزا محمود احمد)

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ (اول) میں نے جو ہدایت آدمی بلانے کیلئے دی تھی، اس کے ماتحت احکام جاری ہی نہیں ہوئے، اور احرار سے قبل ہی ہدایت منسوخ کردی گئی۔ (۲) ہمیں حکومت نے کبھی بھی آدمی بلانے سے منع نہیں کیا، اس لئے سول نافرمانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا، کمشنر صاحب نے خانصاحب سے صرف یہ کہا تھا، کہ آپ لوگ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جو اشتعال انگیز ہو۔ اور

ہماری گذشتہ تاریخ اور روایات

بتاتی ہیں کہ اگر ہمارے دس لاکھ آدمی بھی جمع ہو جائیں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ شورش کرینگے سوائے کسی ایسے افسر کے جو

دن شراب پینے میں

اور رات عیاشی اور برج کھیلنے میں گذار دے، کوئی ہمارے اجتماع پر بدگمانی نہیں کرسکتا۔ پہلی دفعہ ۱۶ اکتوبر کو افسران ضلع نے جماعت کے نمائندوں سے یہ کہا کہ حکومت کا ایسا منشا ہے، اس سے قبل ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی گئی، مرزا معراج الدین صاحب نے جو گفتگو کی وہ سرکاری حیثیت سے نہ تھی اور اس لئے حکومت اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی، وہ پرسوں پھر آئے تھے، اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ اس دن کیسے آئے تھے، تو انہوں نے پھر کہا کہ میں ذاتی طور پر ملنے آیا تھا اس لئے اس دن کی ان کی گفتگو

گورنمنٹ کے لئے مفید

نہیں ہوسکتی، کیونکہ وہ ذاتی حیثیت سے آئے تھے حکومت کی طرف سے اس بارہ میں ہمارے ساتھ جو گفتگو کی گئی وہ وہی تھی جو ۱۶ اکتوبر کو ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کی اور اس مجلس سے اٹھنے سے قبل میاں شریف احمد صاحب نے بالوضاحت پولیس کے دونوں سپرنٹنڈنٹوں سے کہہ دیا تھا کہ باہر سے لوگوں کو بلانے کیلئے جو حکم جاری کیا گیا ہے اُسے منسوخ کردیا جائیگا چنانچہ جب کمشنر صاحب اور انسپکٹر جنرل صاحب پولیس ۱۸ اکتوبر کو قادیان آئے اور ان کے ساتھ یہ افسران بھی تھے، تو اس وقت میاں شریف احمد صاحب نے ان دونوں افسروں سے دریافت کیا کہ کیا آپ سے نہیں کہدیا گیا تھا کہ ہم اس حکم کو منسوخ کردیں گے اور کیا آپ نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو اس کی اطلاع نہیں دی۔ تو انہوں نے تسلیم کیا کہ انہیں اس امر کی اطلاع کردی گئی تھی اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھی اس مضمون سے اطلاع کردی تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اس پر عذر کیا کہ بیشک مجھے اطلاع ہوگئی تھی مگر

گورنمنٹ کا حکم

سولہ کو جاری ہوچکا تھا (تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ درست نہ تھا۔ گورنمنٹ نے سترہ کو ہی اس حکم کا فیصلہ کیا اور اسی تاریخ کو جاری کیا) چونکہ ۱۶ کو ڈاک نکل چکی تھی۔ اس لئے ۱۷ کو خاص آدمی مقرر کرکے تنسیخ کے احکام بھجوائے گئے اور حکومت کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی (۳) جو دعوت جاری کی گئی وہ چودہری فتح محمد صاحب نے دی تھی، ناظر امور عامہ کی حیثیت سے (۴) ناظر جتنے ہیں۔ سب

صدر انجمن کے ٹرسٹی

ہیں۔ اور اپنے اپنے محکمہ کے قانوناً بھی، اخلاقاً بھی، مذہباً بھی اور ہمارے نظام کی رو سے بھی پورے پورے ذمہ دار ہیں حتی کہ

نظام سلسلہ

KHILAFAT LIBRARY

انہیں یہاں تک ذمہ دار قرار دیتا ہے کہ اگر کوئی ناظر خلیفہ وقت کے مشورہ سے بھی کوئی کام کرے۔ تب بھی ذمہ دار وہی ہے، مشورہ پرائیویٹ سمجھا جائے گا۔ اور یہاں تک حکم ہے کہ اگر ناظر کوئی

پرائیویٹ مشورہ

لے۔ تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے، اور وہ اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کر سکتا، ساری ذمہ داری اسی پر ہے، سوائے اسکے کہ خلیفہ کا تحریری حکم اس کے پاس موجود ہو۔ بلکہ یہاں تک اس بارہ میں پابندی ہے، کہ اگر کوئی ناظر غفلت سے تحریری حکم نہ لے اور اس فعل کو خلیفہ کی طرف کردے تو وہ اعتماد کو توڑنیوالا اور

مستوجب سزا

ہوگا۔ اوران تمام مذہبی اور قانونی ذمہ داریوں کے مطابق یہ امر واضح ہے کہ ناظر امور عامہ نے جو آرڈر دیا، وہ اس کا ذاتی فعل تھا، مجھ سے اس میں مشورہ نہیں کیا گیا تھا اور اگر کیا بھی جاتا تو بھی وہ بحیثیت ناظر کے نہیں۔ بلکہ ذاتی فرد کی حیثیت سے ہوتا، اور اگر کوئی نقصان ہوجاتا، تو وہ میرا حوالہ بھی نہیں دے سکتا تھا، (۵) صدر انجمن ایک

باقاعدہ رجسٹرڈ باڈی

ہے اور وہ اس کے ماتحت براہ راست حکومت کے سامنے ذمہ دار ہے (۶) یہ امر ثابت ہے کہ آدمی

خود حفاظتی کے لئے

بلائے گئے تھے، اور اس جگہ پر جہاں ان کا آنا مذہبی فرض ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں آنے کی بار بار تاکید کی ہے اور اس سے حکومت کا روکنا

مذہبی مداخلت

ہے۔ اس جگہ ان کے جن کو بلایا گیا مقدس مقامات ہیں اور ان کی حفاظت کیلئے انہیں اسوقت بلایا گیا۔ جب دشمن ان کے خلاف شورش کرنے کیلئے یہاں جمع ہوئے تھے، (۷) جونہی حکام نے

انتظامات کی مضبوطی

کا یقین دلایا، انہیں کہہ دیا گیا، کہ آدمی نہیں بلائے جائیں گے۔ (۸) ۱۶ر اکتوبر کو گورداسپور کے حکام کو اس کا علم ہوگیا تھا، وہاں ٹیلیفون اور ٹیلیگراف دونوں موجود ہیں۔ لیکن ۱۷ر کو تین بجے کی گاڑی سے ایک سپیشل انسپکٹر یہ احکام لے کر لاہور سے چلتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیس گھنٹہ کے وقفہ کے باوجود

حکام ضلع گورداسپور

نے پنجاب گورنمنٹ کو مطلع نہیں کیا۔ تا حکومت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتی، ان کیلئے لازم تھا کہ ہمارے وعدہ کو حکام بالا تک پہنچا دیتے، (۹) حکومت کو علم تھا۔ کہ

سرکلر جاری کرنے والا

ناظر ہے، اور جیسا کہ مرزا معراج الدین صاحب نے بیان کیا، وہ سرکلر یا اس کی نقل حکومت کے پاس پہنچ چکی تھی، خواہ وہ قادیان سے گئی یا باہر سے۔ بہر حال حکومت کو اس کا علم تھا اور یہ وہ بھی جانتی تھی کہ اس کا جاری کرنے والا میں نہیں ہوں (۱۰) اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے، کہ اس کا جاری کرنے والا میں ہی تھا یا اسے منسوخ کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا، تب بھی یہ

سول نافرمانی یا حکومت کو تہ و بالا کردینے والا جرم

نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس سے پہلے کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا، ڈپٹی کمشنر وغیرہ حکام کی خواہش یہ تھی۔ لیکن حاکم کی خواہش اور حکم میں فرق ہوتا ہے، کیا گورنمنٹ اس عام بات کو بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ قانون حکام کی خواہش کو نہیں بلکہ ان کے احکام کو رد کرنے کے مواقع کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اس حکم کے بعد اگر انکار کیا جاتا تو یہ البتہ سول نافرمانی کہلا سکتی تھی، لیکن ایس۔ پی یا ڈی سی کی خواہش پر انکار کرنا سول نافرمانی نہیں، اس صورت میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ تعاون نہیں کیا گیا، مگر یہ حکومت کو تہ و بالا کرنے والی کوئی صورت نہیں۔ اور اگر حکومت ایسا ہی سمجھتی ہے تو پھر ہمارے یہ شکوک صحیح ہیں کہ یہاں

حکومت احراریوں کی ہے

یہاں لوگوں کو کسی سرکاری چھاؤنی یا پولیس پر حملہ کرنے کیلئے نہیں بلایا گیا تھا، اگر مان لیا جائے کہ وہ حملہ کیلئے ہی بلائے گئے تھے تو وہ حملہ احراریوں پر ہو سکتا تھا، اور جب تک حکومت یہ قرار نہ دے لے۔ کہ وہ احراری ہے اور جو ان پر حملہ کرتا ہے وہ حکومت پر حملہ کرتا ہے۔ اس وقت تک وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہاں جو لوگ بلائے گئے وہ حکومت کو تہ و بالا کرنے کی غرض سے بلائے گئے تھے۔

ان تمام امور کی موجودگی میں حکومت پنجاب نے مجھے ایسا

غیر منصفانہ نوٹس

دیا۔ اور ایسے قانون کے ماتحت دیا۔ جس میں صاف لکھا ہے کہ یہ سول نافرمانی اور حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازشیں کرنے والوں کیلئے ہے۔ پس حکومت نے

سخت بے انصافی

کی۔ جب اس نے (اوّل) اس شخص کو نوٹس دیا جس کی طرف سے سرکلر جاری نہیں ہوا تھا، اور جاری کرنے والے کو نہ دیا، اگر حکومت ایسا نوٹس دینا ضروری سمجھتی تھی، تو جس کے دستخط تھے اُسے دیتی اور وہ بھی اس قانون کے مطابق نہ دیا جا سکتا تھا جو سول نافرمانی کو روکنے کیلئے ہے۔

۲۔ گورنمنٹ نے بے انصافی کی

اس وقت نوٹس دیکر جبکہ بیس گھنٹے پہلے اس کے ذمہ دار افسروں سے اس کی منسوخی کا وعدہ کیا جا چکا تھا، اور جبکہ عملاً اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا تھا، حالانکہ قصور اس کے اپنے حکام کا تھا کہ کیوں اُنہوں نے فون یا تار سے بالا افسروں کو اطلاع نہ تھی، جبکہ گورداسپور میں یہ دونوں ذرائع میسر ہیں۔

۳۔ حکومت نے سخت بے انصافی کی

جب کہ سول نافرمانی کا غلط الزام مجھ پر لگایا گیا، حالانکہ نہ کوئی حکم پہلے دیا گیا تھا، اور نہ بعد میں دیا گیا۔

۴۔ حکومت نے بے انصافی کی

اور سخت ظلم کیا۔ جب اس شخص پر سول نافرمانی کا غلط الزام لگایا کہ جس نے اور جس کی جماعت نے ہمیشہ سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری تحریکوں کی مخالفت کی ہے اور حکومت کا تختہ اُلٹ دینے کا الزام لگا کر ہماری سخت ہتک کی۔

۵۔ حکومت نے سخت ناانصافی

کی۔ کہ احراریوں کا جن کا یہاں کوئی واسطہ اور کام نہ تھا، یہاں آنا جائز قرار دیا، اور احمدیوں کا جن کا یہ مقدس مقام ہے ان کے یہاں آنے کو موجب فساد قرار دیا، حالانکہ وہ اپنے گھر آرہے تھے، اور احراری دوسرے کے گھر۔ اگر ایسا نوٹس دینے کی ضرورت تھی تو وہ احرار کو دیا جانا چاہئے تھا، ہمیں ایسا نوٹس دینے کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ گھر والوں کو تو حکم دیتی ہے کہ اپنے گھر کی حفاظت کیلئے اکٹھے ہو کر نہ بیٹھیں اور ڈاکوؤں اور حملہ آوروں کو جمع ہونے کی اجازت دیتی ہے۔

۶۔ حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا

جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال کیا، جو باغیوں اور انارکسٹوں کیلئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا، کہ اسے بڑی احتیاط سے

KHILAFAT LIBRARY

استعمال کیا جائیگا۔ اگر یہ قانون احمدیوں پر اپنے گھروں کی حفاظت کیلئے جمع ہونے پر چسپاں ہو سکتا ہے تو دنیا کی کون ایسی ہستی ہے جو اس سے باہر رہ سکتی ہے۔ کل کو حکومت کسی شخص کو مال روڈ پر چھینک مارنے سے روک سکتی ہے کہ کوئی راہگیر سوچتا جا رہا ہوگا اس کے خیالات میں انتشار پیدا ہوگا، وہ جوش میں آکر لڑے گا اس کے رشتہ دار آئینگے۔ ادھر تمہارے رشتہ دار جمع ہوں گے اور اس طرح

قتل و غارت کا احتمال

ہے، اسلئے چلو جیل خانہ میں۔ کونسا ایسا انسان ہے جو اس قسم کے چکروں سے اس قانون کے ماتحت گرفتار نہیں کیا جا سکتا خربوزے کھا کر بازاروں میں چھلکے پھینکنے والے کو بھی پکڑا جا سکتا ہے کہ کسی کا پاؤں پھسلیگا۔ اس کے متعلقین لڑائی کرینگے اور اس طرح ملک میں بدامنی پیدا ہوگی۔ کیا

کوئی معقول انسان

سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس کیلئے جس نے خود اس کے بنانیوالوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے جس نے اور جسکی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں کا مقابلہ کیا، جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے، پھر یہ لوگ تنخواہیں لیکر کام کرتے تھے، اور میں نے اور میری جماعت نے

لاکھوں روپیہ

اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا، پھر کسقدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا، وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے جنہوں نے

ملک معظم کی حکومت

کو قائم کرنیکے لئے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا ہے، احرار کی تقریریں پڑھو ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں۔

(۷) حکومت نے یہ نوٹس دیکر ایک امن پسند جماعت کی ہتک کی کیونکہ اس نے یہ قرار دیا کہ جو احمدی یہاں آئیں گے فساد کرینگے، گویا میں بھی فسادی اور جماعت احمدیہ بھی فسادی ہے اور امن پسند صرف احراری ہیں، کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استمداد کرتی ہے اسکی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیر زدئے، روپیہ ہم خرچ کرتے تھے۔ مگر آج

احراریوں کی حفاظت کیلئے

وہ ہمیں باغی بتا رہی ہے (۸) حکومت نے ناانصافی کی۔ جب اس نے اس رنگ میں ہمیں نوٹس دیا۔ حالانکہ گذشتہ مواقع کی طرح وہ اب بھی خواہش امداد کر سکتی تھی۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہم سے بھی غلطی ہو سکتی ہے اور یہ نہیں کہتا کہ ہم نے کبھی غلطی نہیں کی لیکن حکومت کا پہلے سلوک ہم سے یہ تھا کہ ہر ایسے موقع پر وہ اپنی خواہش کا اظہار کر دیتی تھی چونکہ وہ جانتی تھی کہ ہم

تعاون کرنے والے

ہیں۔ حکام کی طرف سے چٹھی آجاتی تھی، کہ جماعت کو یہ ہدایت کر دیں اور ہم کر دیتے تھے، پھر آج بغیر کسی وجہ کے یہ نوٹس کیوں دیا گیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ یا ہم میں تبدیلی ہو گئی ہے یا حکومت میں۔ ابھی مئی کا واقعہ ہے کہ وائسرائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شائد حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے، اس کے جواب میں ان کے پرائیویٹ سکرٹری نے لکھا ہے کہ ہز ایکسیلنسی کو یہ خیال ہرگز نہیں، بلکہ حضور وائسرائے اس کے برعکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو

سب سے زیادہ قانون کی پابند اور وفادار

جماعتوں میں سے ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں تو ہندوستان کا افسر اعلیٰ کہتا ہے کہ یہ جماعت بہترین قانون کی پابند اور وفاداری کرنیوالی ہے۔ مگر پنجاب کی گورنمنٹ کے کچھ افراد کہتے ہیں کہ تم بغاوت کرنے والے ہو۔ پس دو ہی صورتیں ہیں، یا ان میں تبدیلی ہوئی ہے یا ہم میں، لیکن مئی کے بعد اس قدر قلیل عرصہ ہے کہ ہمارے اندر کوئی عظیم الشان تغیر مانا نہیں جا سکتا، اور دوسری صورت یہی ہے کہ سرکاری افسروں میں کوئی ایسا شخص ہے جو ایسے وجوہ کی بنا پر جن کا ہمیں علم نہیں، ہمارا دشمن ہے اور اس نے یہ نوٹس دیکر

اپنے عناد کا اظہار

کیا ہے یا پھر یہ بات ہے کہ نچلے حکام نے افسران بالا کو دھوکا دیا ہے حکومت نے لکھا ہے کہ اس نوٹس سے ہمارا منشاء ہتک نہیں تھا میں نے فیصلہ کیا تھا، اور اس جمعہ تک بات کو ملتوی کرنیکی ایک وجہ یہ بھی تھی، کہ اگر حکومت نے کہہ دیا کہ غلطی ہوئی ہے تو میں اس بات کو چھوڑ دوں گا۔ لیکن اس نے اپنی جھوٹی عزت کا خیال کیا

ہماری حقیقی ہتک

کا کچھ خیال نہ کیا۔ کسی کو جوتا مار کر کہدینا کہ میرا مقصد ہتک نہیں تھا۔ عجیب مضحکہ خیز امر ہے، منشا کا پتہ تو ہمیشہ واقعات سے ہوا کرتا ہے جب میں نے نہ سمجھ کر جاری کیا، نہ جاری کرنے والے نے مجھ سے پوچھا، پھر اسے منسوخ بھی کر دیا گیا، اور افسروں کو اطلاع بھی دیدی گئی تو پھر سزا کے مستوجب یہاں کے افسر ہیں اور حکومت کا فرض تھا کہ انہیں سزا دیتی اور ہم سے صاف کہہ دیتی کہ غلطی ہو گئی ہے اس سے اس کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا نہ کہ کمی، کانگرس سے ہمیشہ یہی جنگ رہی ہے، کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں، مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے، کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ

ہندوستانیوں کو غلام

سمجھتی ہے اور انکی عزت کی قیمت اس کی نظر میں ایک کوڑی کی بھی نہیں ہے اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگایا ہے جسے ہم حرام سمجھتے ہیں اور جس کیلئے باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا، تیار نہیں ہیں، ورنہ غالب کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے، کہ بے وفا تو بے وفا ہی سہی۔ مگر نہیں ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار رہیں۔ اسلئے وہ اگر ہمیں قید کر دے، پھانسی دیدے، تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے، اور ہر عمل سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کریں گے، میں نے اسجگہ گورنمنٹ کی جگہ افسران کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے کہ میرے نزدیک اس کی ذمہ دار گورنمنٹ نہیں بلکہ خاص افسر ہیں اور محض دفتری کارروائی کے ماتحت یہ حکم دیا گیا ہے۔ ورنہ گورنمنٹ کے کئی ممبروں سے میں نے پوچھا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں اس کا علم ہی نہیں اور عین ممکن ہے۔

ہز ایکسیلنسی گورنر

کو بھی اس کا علم نہ ہو، ممکن ہے بعض انگریز اور ہندوستانی ممبروں کو بھی اس کا علم نہ ہو، لیکن بہرحال یہ گورنمنٹ کے نام سے جاری ہوا ہے اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہے اور اس کا فرض ہے کہ اس غلطی کا اعتراف کرے اور کہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا، مگر جب تک حکومت کی طرف سے یہ ہتک اور احراریوں کی طرف سے یہ چیلنج قائم ہے، ہر احمدی جس کے دل میں ایمان ہے اس کا فرض ہے کہ جماعت کے وقار اور عزت کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہے، احمدیت صرف نماز روزہ کا نام ہی نہیں اور جو شخص احمدیت کے اعزاز اور وقار کیلئے اپنی جان اور مال قربانی کرنیکو تیار نہیں وہ احمدی نہیں کہلا سکتا، حکومت نے

KHILAFAT LIBRARY

۳۹۹۵ منکہ تاج حسین ولد ملک پٹھانا ن قوم نسوانہ پیشہ کاشتکاری عمر بیتالیس سال تاریخ بیعت ۱۳ ۲/۳۲ ساکن کلا ڈاکخانہ لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ ۷/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت جائیداد ایک قطعہ مربع تخمیناً ۲۵ گھماؤں زمین جدی ہے۔ نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں اور کہدیتا ہوں کہ اگر میری وفات پر اس جائیداد کے علاوہ کوئی مزید جائیداد ثابت ہو تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احزانہ قادیان بمد وصیت داخل خزانہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ العبد ملک تاج حسین مذکور بھی گواہ شد چودھری علی بخش پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۳۳ ج گواہ شد شاہ محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۳۳ جنوبی

۳۹۹۶ ملک شاہزادہ ولد ملک پٹھانا قوم نسوانہ پیشہ کاشتکاری۔ عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹ ۱۲/۲۲ ساکن لیکا ڈاکخانہ لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲ ۷/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت جائیداد سالم مربع تخمیناً ۲۵ گھماؤں زمین جدی ہے۔ جس کی قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یعنی پانصد روپیہ وصیت کرتا ہوں نیز یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائیداد کے علاوہ کوئی مزید جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔ العبد ملک شاہزادہ مذکور نشان انگوٹھہ گواہ شد چودھری علی بخش پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۳۳ جنوبی۔ گواہ شد شاہ محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۳ جنوبی سرگودہ بقلم خود۔

۴۰۶۴ سماۃ نیاز بی بی بنت سید علی محمد شاہ قوم سید عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن نور پور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لودھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ ۱۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ڈنڈیاں طلائی ۴ عدد قیمتی ۶۰/ روپیہ مچھلی ایک عدد ۱۵/- چوڑیاں نقرئی ۱۰ عدد ۲۵/- کل قیمت ۱۰۰ روپیہ۔ العبد: نیاز بی بی ہمشیرہ سید محمد اشرف پنشنر ہیڈ کلرک لاہور گواہ شد:۔ محمد حسین قانون گوئی لدھیانہ گواہ شد سید محمد اشرف ساکن لاہور

۴۰۶۳ صابراں بی بی زوجہ شیخ محمد قوم قریشی عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ ۱۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ڈنڈیاں نقرئی چار عدد وزنی دو تولہ قیمت للعہ روپیہ ہے اور مہر مبلغ عہ روپیہ ہے جو خاوند کے ذمہ ہے یعنی کل للعہ روپیہ ہے العبد صابراں بی بی موصیہ نشان انگوٹھہ گواہ شد محمد عبداللہ بقلم خود گواہ شد شیخ محمد بقلم خود گواہ شد مرزا نذر علی احمدی بقلم خود ۱۷ ۱۲/۳۲

۳۸۴۲ منکہ چودھری دلیداد خان ولد چودھری مل خان راجپوت سلہریہ عمر ساٹھ سال بیعت دسمبر ۱۹۰۷ء ساکن مراڑہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱ ۱/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ پنشن ماہوار سولہ روپے چار آنہ کا ۱/۱۰ (بعہر روپیہ) اراضی تعدادی لہ ۵ کنال مالیتی ال ما کر صہ (۱۲۵۰/-) کا ۱/۱۰ حصہ ۱۲۵/- حصہ جائیداد میں سے اگر کوئی رقم حین حیات میں ادا کی جاوے تو مجرا شمار ہوگی۔ جو جائیداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت میں دیا کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ العبد دلیداد خان ولد مل خان قوم راجپوت سکنہ مراڑہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ مراڑہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد سید محمد حسین شاہ صاحب احمدی سکرٹری وصایا آنریری قانونگوی ظفروال ضلع سیالکوٹ بقلم خود ۱ ۱/۳۲ گواہ شد قاسم دین مراڑہ دستخط انگریزی گواہ شد شیخ احمد کلرک گورنمنٹ انڈیا شملہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ دستخط انگریزی

۳۸۴۳ سماۃ بیگم بی بی زوجہ چودھری دلیداد خان قوم راجپوت سلہریہ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۸ء ساکن مراڑہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد منقولہ مع حق مہر وغیرہ کل مالیتی مالعہ ۱۵ روپیہ ہے اس کا پانچواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ حصہ جائیداد میں سے اگر کوئی رقم حین حیات میں ادا کروں تو مجرا شمار فرمائی جاوے۔ اور یہ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی (۱/۵ حصہ) پانچواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اس کی جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کردوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے ادا کردیا جائے گا۔

العبد سماۃ بیگم بی بی صاحبہ نشان انگوٹھا گواہ شد دلیداد خان خاوند موصیہ ۱ ۱/۳۲ گواہ شد قاسم دین سکنہ مراڑہ دستخط انگریزی گواہ شد سید محمد حسین احمدی آنریری انسپکٹر وصایا قانون گوئے ظفروال ضلع سیالکوٹ گواہ شد شیخ احمد کلرک گورنمنٹ آف انڈیا دستخط انگریزی دفتر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ شملہ سکنہ مراڑہ۔

۴۰۵۷ شیخ وزیر محمد نو مسلم سابق ہری سنگھ ولد بڈھا سنگھ قوم مذہبی سکھ عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت × ساکن قادیان

KHILAFAT LIBRARY

ہماری پچاس سالہ روایات

کوجن پر حضرت مسیح موعودؑ فخر کرتے رہے، حضرت خلیفہ اول فخر کرتے رہے اور میں فخر کرتا رہا، بیدردی سے کچل دیا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اسے پھر قائم کریں، اور ثابت کردیں کہ جو کہتا ہے ہم نے ان روایات کو قائم نہیں رکھا وہ غلط بیانی کرتا ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ اس شخص کو سزا دے، اس موقعہ پر حکومت نے جو تشریح اپنے عمل کی کی ہے اس کا میں علیحدہ جواب دونگا، اس میں تاریخیں بھی غلط دی گئی ہیں اور واقعات بھی غلط دئے گئے ہیں، مگر یہ سب تفاصیل میں آگے بیان کروں گا، سردست میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی تشریح میں بعض صریح طور پر غلط واقعات درج ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے حکومت کو دھوکا دیا ہے اور حکومت میں کوئی ایسا عنصر موجود ہے، جو ہم سے بلاوجہ عناد رکھتا ہے، بعض افسروں نے اس دوران میں اس ہتک کے احساس کو اور بھی مضبوط کیا ہے ایک افسر کو جب کہا گیا کہ یہ نوٹس خلیفہ کو کیوں دیا گیا۔ تو اس نے کہا۔

کیا خلیفہ حکومت کی رعایا نہیں

گویا رعایا ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جس کی چاہو ہتک کردو میں اس افسر کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت کی رعایا ہونے کے یہی معنی ہیں، تو کوئی شریف اور غیر تمند انسان اس کی رعایا ہونا پسند نہیں کریگا، ہم تو برطانوی رعایا ہونے کا یہی مطلب سمجھا کرتے تھے کہ اس حکومت میں سب کی عزت محفوظ ہے کوئی کسی کی توہین اور ہتک نہیں کرسکتا، بلکہ رعایا کا ہر فرد برٹش امپائر کی عظمت کا حصہ دار ہے لیکن آج ہمیں یہ بتایا جاتا ہے، کہ خواہ تم پر کوئی غلط قانون ہی کیوں نہ استعمال کیا جائے، رعایا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تمہیں بولنے کا کوئی حق نہیں اور اگر بولتے ہو تو تم باغی ہو، اگر رعایا ہونے کا یہی مطلب ہے، تو حکومت کو چاہئے کہ دلیری سے اس کا اعلان کردے، کہ اے ہندوستان کے رہنے والو! تمہاری عزت خاک میں ملادی جائے گی، اس صورت میں جو غیرت مند ہوگا وہ اس ملک سے نکل جائے گا، بجائے اس کے کہ ذلیل ہو کر یہاں رہے، ایک دوسرے افسر نے کہا کہ خلیفہ کے سوا اور کسے مخاطب کیا جاتا، کیا اس صورت میں یہ نہ کہا جاتا کہ کسی اور کو ذمہ دار قرار دے کر خلیفہ کی ہتک کی گئی ہے جس دوست سے کہا گیا اس نے کیا اچھا جواب دیا کہ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اس قانون کی نافرمانی کی وجہ سے اگر کسی شخص کو قید کرنے کی نوبت آتی، تو جماعت کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا کہ کسی اور کو یہ اعزاز دے کر خلیفہ کی ہتک کیوں کی گئی، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی افسر

عقل سے ایسا کورا

ہو سکتا ہے کہ وہ فی الواقع یہی بات سمجھ رہا ہو۔ یہ تمسخر ہے اور جیسا کہ محاورہ ہے

ہتک کے ساتھ زخم

بھی پہنچایا گیا ہے، ایسا کرنیوالوں کا یہی منشا ہے کہ ہتک بھی کریں اور دلوں کو زخمی بھی کریں، اس جواب کا تو یہ مطلب ہے کہ یہ نوٹس ایک بہت بڑی عزت افزائی تھی، پس اگر یہ اعزاز خلیفہ کو نہ دیا جاتا تو تم اس میں کیونکر حصہ دار ہو سکتے تھے، تمہاری پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپوں سے اس کی مدد کی، اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تمکو کوئی بدلہ نہیں دیا، اس پر بوجھ تھا، کہ تم نے نان کوآپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کرکے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی، اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس اوبیڈیئنس کا مقابلہ کیا، ریڈ شرٹس کا مقابلہ کیا، بنگال میں ٹیررازم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی قدردانی نہ کی، اب یہ ایک موقعہ حکومت کو قدردانی کا ملا تھا، اگر یہ انعام خلیفہ کو نہ دیا جاتا تو تم سب احمدی اس میں کس طرح شریک ہو سکتے تھے پس ہتک کرنے کے بعد یہ مزید ظلم ہے کہ

ہمارے احساسات کیساتھ تمسخر

کیا جا رہا ہے۔ اور مجھے تو ایسا نظر آرہا ہے کہ حکومت پنجاب کے بعض (ابھی میں حکومت پنجاب کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ بعض ممبروں نے کہا ہے کہ ہمیں تو علم بھی نہیں) افسروں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہم نے کانگرس کو دبالیا ہے، باغی جماعتوں کو توڑ دیا ہے اور اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہمیں

وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں

اور جب یہ بات دنیا کے سامنے آئیگی تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا، کہ حکومت کے پاس جانا خطرناک ہے یہ نہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو، سب کو مارتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اور ان احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے، میں نے مخلا بالطبع ہو کر اس امر پر غور کیا ہے کہ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے، لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آئی ہم نے ہر ایک کی خدمت کی اور خدمت کرنے کیلئے اپنی عزت کی قربانی کی، ماریں کھائیں، گالیاں کھائیں۔ احراری اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلاف کو برداشت کرسکتے ہیں مگر ان کی

حکومت سے وفاداری

کو برداشت نہیں کرسکتے، ہم نے حکومت کی خاطر اسقدر تکالیف اٹھائیں مگر اس نے کیا لیا، اور پھر احراریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر ہماری کسی خدمت کی وجہ سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا تو کیا وہ ایسے ہی ان سے مستفید نہیں ہورہے جیسے ہم۔ ہمیں تو نہ ملک کی خدمت سے کچھ ملا اور نہ حکومت کی خدمت سے، سوائے اس کے کہ گالیاں کھائیں، ماریں کھائیں، ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے، محض اسلئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے، اٹلی کے ایک انجنیئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا، صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اسلئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے، پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریز فوجی جانیں بچیں، مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے

باغی اور شورش پسندوں والا سلوک

روا رکھا ہے اور پھر وہ محسوس بھی نہیں کرتے کہ انہوں نے جو کچھ کیا غلط کیا ہے بلکہ انکا جواب ویسا ہی ہے جیسا کہ محمود طرزی نے دیا تھا محمود طرزی امیر امان اللہ خاں کے خسر اور افغانستان کے وزیر خارجہ تھے، انہیں کے خط کی بناء پر میں نے مولوی نعمت اللہ صاحب کو وہاں بھجوایا تھا اور ان کا وہ خط آج بھی موجود ہے، جس وقت مولوی نعمت اللہ صاحب کو شہید کیا گیا، وہ فرانس میں سفیر تھے، جب واپس آئے تو میں نے سید ولی اللہ شاہ صاحب کو ان سے ملنے کے لئے بھیجا، انہوں نے جاکر کہا کہ آپ کے کہنے کے مطابق ہم نے اپنا آدمی وہاں بھیجا اور آپ نے اسے شہید کرادیا، یہ کیا ظلم کیا، اس پر انہوں نے بہت ناراض ہو کر جواب دیا کہ غصہ کا موقعہ تو ہمیں ہے۔ ہم نے تو تمہارا ایک آدمی مار دیا اور تم نے ہمیں

ساری دنیا میں بدنام

کردیا۔ اگر ہم نے مار دیا تھا تو اسقدر شور کیوں مچایا۔ تمہیں چاہئے تھا کہ چپ رہتے، اسی طرح کا یہ گورنمنٹ بھی ہمیں جواب دیتی ہے کہ اگر ہتک ہوگئی تو کیا، جس طرح ایک کتا مار کھاکر بھی اپنے آقا کے بوٹ کو چاٹتا ہے اسی طرح تم بھی کہو کہ سبحان اللہ! کیا عزت افزائی ہوئی ہے

KHILAFAT LIBRARY

گورنمنٹ نے ہمارے خلیفہ کو مخاطب کیا ہے، یہ بات جوں جوں

انگلستان اور دُنیا کے دیگر ممالک میں

پھیلے گی اور ضرور پھیلے گی تو ضرور حکومت کی بدنامی کا موجب ہو گی۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے ہو جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہتی ہے تم مرزا محمود احمد سول نافرمانی کرنے والے ہو، اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہونگے تو وہ تسلیم کریگا کہ

حکومت کا رویّہ

صحیح نہیں، میں نے یہ خطبہ جان بوجھ کر اس ہفتہ پر رکھا تھا کہ دیکھوں حکومت اس کا ازالہ کرتی ہے یا نہیں، اس میں شک نہیں کہ اس نے دلداری کی کوشش کی ہے مگر گہرے زخم ظاہری مرہم سے شفا نہیں پایا کرتے، ہمکو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایک ایسی داغ بیل ڈالدی ہے کہ فساد مٹ جائے

گر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کر دیئے گئے ہیں، ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا کسی سے کچھ نہیں مانگا، مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے، اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے، مگر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" متی ۸۔ پس

اے احمدی جماعت!

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنائے گا، تمہارا فرض ہے کہ اپنے لئے خدا کے فضل سے آپ گھر بناؤ اس الہام میں یہی اشارہ ہے کہ یہ زمین اور آسمان تمہیں کانٹوں کی طرح کاٹیں گے، آخر ہم نے کیا قصور کیا ہے، ملک کا یا حکومت کا۔ کہ ہم سے یہ دشمنی اور عناد کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے، کل پہرہ دینے والوں میں سے ایک خوش الحانی سے غالب کا شعر پڑھ رہا تھا کہ

دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں ؛ بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں

میرے دل میں اس وقت خیال گزرا کہ یہ ہمارے حسب حال ہے ہم کسی کے گھر پر حملہ آور نہیں ہوئے، حکومت سے اس کی حکومت نہیں مانگی، رعایا سے اس کے اموال نہیں چھینے، بلکہ اپنی مساجد ان کے حوالہ کر دیں۔ اپنی بیش قیمت جائدادیں ان کو دیکر ہم ہیں سے بہت سے لوگ قادیان میں آ گئے کہ امن سے خدا کا نام لے سکیں مگر پھر بھی

ہم پر حملے

کئے جاتے ہیں اور حکومت بھی ہمارے ہاتھ باندھ کر ہمیں ان کے آگے پھینکنا چاہتی ہے اور کوئی نہیں سوچتا کہ ہمارا قصور کیا ہے جو ہم پر اس قدر ظلم کئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم بے شک صابر ہیں۔ متحمل ہیں۔ مگر ہم بھی دل رکھتے ہیں اور ہمارے دل بھی درد کو محسوس کرتے ہیں اگر اس طرح بلاوجہ انہیں مجروح کیا جاتا رہا تو ان دلوں سے ایک آہ نکلے گی جو

زمین و آسمان کو ہلا دیگی

جس سے خدائے قہار کا عرش ہل جائیگا۔ اور جب خدا تعالیٰ کا عرش ہلتا ہے تو اس دنیا میں ناقابل برداشت عذاب آیا کرتے ہیں۔ (الفضل)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا۔ جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا، پھر عضد الدولہ کا خطاب حاصل تھا، یعنی حکومت مغلیہ کا بازو۔ مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کمی کی بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے ہم نے کانگرس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار موومنٹ کا مقابلہ کیا، اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ جانیں قربان کیں۔ جنگ کے موقعہ پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے، سر اوڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ۔ اور لارڈ ارون۔ سر میلکم ہیلی۔ سر جیفرے ڈی مانٹ مورنسی اور دوسرے اعلیٰ احکام کی تحریریں جن میں سے بعض ان کی دستخطی ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں۔ میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ ہماری جماعت کی **وفاداری اور انتہائی قربانی** کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔ ہم اس جھوٹ کو ثابت کر کے رہیں گے اور آئندہ بھی حسب موقعہ ایسے کام کر کے دکھائینگے جن سے ثابت ہوگا کہ ہم **ملک معظم اور حکومت اور وطن** کے ان ہزاروں روپیہ تنخواہ لینے والوں سے جو روپیہ لیکر کام کرتے اور پھر خطابوں کیلئے اپنی جھولی ملک معظم کی حکومت کے آگے پھیلائے رکھتے ہیں۔ زیادہ خیر خواہ اور ان کیلئے زیادہ قربانی کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن ہیں اور **مومن ڈرا نہیں کرتا**۔ ہم نے گورنمنٹ کی جو اطاعت کی ہے وہ اصول کے ماتحت کی ہے، ہمارا مذہب ہمیں یہی کہتا ہے کہ گورنمنٹ کے وفادار رہو، پس گورنمنٹ کے غصہ دلانے کے باوجود ہم اپنے اس عہد کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں اور ہم گورنمنٹ کو بتا دینگے کہ وہ ہم پر الزام لگانے میں دھوکا خوردہ ہے۔ پس ان کے لئے میں ہدایت کرتا ہوں کہ کوئی شخص خواہ کس قدر شورش برپا کی جائے، اپنا ہاتھ مت اٹھائے۔ اور نہ اپنی زبان ہلائے یہاں چونکہ بعض منافق رہتے ہیں اس لئے ممکن ہے وہی کچھ شورش کر دیں۔ پس میری ہدایت یہ ہے کہ اگر تمہارے باپ سگے بھائی یا عزیز سے عزیز دوست کو بھی تمہارے سامنے مار پڑ رہی ہو تو تمہارا یہ کام نہیں کہ تم ہاتھ اٹھاؤ اور اس کی مدد کرو۔ بلکہ تم وہاں سے چلے جاؤ اور سلسلہ کے افسران اور گورنمنٹ کے حکام کو اطلاع دو۔ اور جیسا تم کو حکم دیا جائے ویسا کرو۔ اپنی مرضی سے کام نہ کرو۔ اور اس وقت تک **خاموش رہو جب تک کہ یہ جلسہ ختم نہیں ہو جاتا**۔ یعنے اس وقت تک خود حفاظتی کے حق سے بھی دست بردار ہو جاؤ۔ اس کے بعد میں بتاؤں گا۔ کہ گورنمنٹ کے قانون کا لحاظ رکھتے اور ملک معظم کی وفادار رعایا رہتے ہوئے کس طرح ہم **ان ظالمانہ اور جھوٹے اعتراضات** سے بچ سکتے ہیں جو آج ہم پر کئے گئے ہیں۔ (الفضل)

ناظرین کیلئے

اس اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو خطبے ہی آسکے ہیں اگرچہ میں نے اپنے رنگ میں ۷ نومبر کا پرچہ مرتب کر لیا تھا مگر اس کے ساتھ ہی یہ دو خطبے میرے سامنے آئے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت اہم اور ضروری تھے، اور نور اس خدمت سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا، اگرچہ یہ خطبے الفضل میں چھپ چکے ہیں مگر میرا یہ غالب خیال ہے کہ نور کے بیسیوں خریدار ایسے ہیں جہاں الفضل نہیں پہنچ سکا ہوگا۔ اگر یہ بات نہ بھی ہوتی تو بھی نور کا فرض تھا کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیتا۔

KHILAFAT LIBRARY

وصایا

وصیت نمبر ۴۱۳۰

منکہ فیض علی ولد مولوی عبد الغنی صاحب قوم نومسلم شیخ پیشہ ڈاکٹری عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس آج مورخہ ۲۰ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے:- ۲۷۵ بیگھہ زمین موضع صادق پور تحصیل خانپور ریاست بہاولپور میں ہے، جس کی قیمت اندازۃً تین ہزار روپیہ ہے، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اس جائداد سے جو آمدنی ہوگی۔ اس کا بھی اسی قدر حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ مجھے پیشہ ڈاکٹری سے قریباً ساٹھ روپیہ ماہوار کی آمد ہے، موجودہ صورت میں میری حالت ایسی نہیں کہ اس آمد سے بھی چندہ وصیت حصہ آمد ادا کر سکوں فی الحال اس سے چندہ عام دیتا رہونگا۔ اور بوقت استطاعت چندہ حصہ آمد ۱/۱۰ دینے میں بھی کوئی عذر نہ کرونگا۔ بوقت وفات میرا جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد ڈاکٹر فیض علی صابر پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن فیض عام میڈیکل ہال۔ اوچ ریاست بہاولپور ۲۰ ۵/۳۴ گواہ شد احسان علی ولد ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر مالک فیض عام میڈیکل ہال۔ قادیان۔ گواہ شد محمد الدین ملتانی بقلم خود کلرک امور عامہ قادیان۔

وصیت نمبر ۴۲۰۲

منکہ منصبداد خاں ولد شیر داد خاں قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن پٹیالہ سٹیٹ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۰ ۷/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت میری ماہوار آمدنی مبلغ ۳۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا، میرے مرنے کے بعد میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی المرقوم ۳۰ جولائی ۱۹۳۴ء العبد منصبداد خاں احمدی ٹیلیفون کلرک کوٹھی جواہر کہ ڈاکخانہ مانسہ ریاست پٹیالہ گواہ شد محمد اسمٰعیل بقلم خود گواہ شد مرزا محمد علی بیگ بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ مانسہ۔

وصیت نمبر ۴۱۶۳

منکہ رشید احمد خاں ولد شیخ غلام حسین قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۰۶ء ساکن دھرم کوٹ رندھاوا ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۰ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک قطعہ آراضی تعدادی ایک کنال واقعہ قادیان محلہ دار الفضل شرقی جس کی کل قیمت -/۵۰۰ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت مبلغ للغہ ۵۰ روپیہ ماہوار ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۲۰ ۱۲/۳۴ العبد رشید احمد خاں احمدی حال گرداور قانونگوئی حلقہ توزین متصل احمدیہ مسجد منٹگمری بقلم خود۔ گواہ شد غلام حسین چاہوی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری۔ گواہ شد حاجی محمد سوداگر نادر منزل منٹگمری

وصیت نمبر ۴۲۰۰

منکہ غلام رسول ولد قطب الدین قوم راول پیشہ حکمت عمر تقریباً ۴۹ برس تاریخ بیعت ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء ساکن روڑ ڈاکخانہ خاص تحصیل نواشہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۱ ۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت ایک مکان پختہ دو منزلہ مسکونہ مالیتی تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے جس کا حدود اربعہ شمال گلی شارع عام مشرق مکان مولا ولد بوڑا راول جنوب مکان کرم دین متوفی غرب مکان گلی بند۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ اپنی زندگی میں تازیست ادا کرنیکا اقرار کرتا ہوں میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ بوقت وفات میری جو کچھ جائداد ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد مذکورہ کے حصہ کے متعلق کوئی جزو یا کل ادا کردونگا تو وہ اصل حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائیگا العبد حکیم غلام رسول احمدی بقلم خود ۱۱ ۸/۳۴ گواہ شد حکیم رحیم بخش احمدی بقلم خود گواہ شد حکیم حشمت علی سکرٹری انجمن احمدیہ روڑ

وصیت نمبر ۴۱۹۹

منکہ علم الدین ولد نہال قوم راول پیشہ سوداگری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن روڑ تحصیل نواشہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۱ ۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ ایک مکان پختہ دو منزلہ مالیتی ایکہزار کا ہے جس کا حدود اربعہ شمال مکان عبد القادر راول مشرق مکان عزیز الدین جنوب مکان محمد رمضان غرب مکان رام لال وغیرہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں، اس کے علاوہ میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تازیست ادا کرتا رہونگا اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد مذکورہ کے حصہ کے متعلق کوئی جزو یا کل ادا کردوں تو وہ اصل حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائے گا اس کے علاوہ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ العبد علم الدین احمدی بقلم خود ۱۱ ۸/۳۴ گواہ شد حکیم رحیم بخش احمدی بقلم خود گواہ شد حکیم حشمت علی سکرٹری انجمن احمدیہ روڑ۔

وصیت نمبر ۴۲۱۸

منکہ مستری فضل الٰہی ولد عبد اللہ قوم بھٹی پیشہ ترکھان عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن دھیر کے کلاں ڈاکخانہ کٹھالہ تحصیل وضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۵ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد میں ایک مکان خام کی ایک چوتھائی ہے جسکی قیمت موجودہ -/۵۰ روپیہ ہے زمین آراضی موازی ۵ کنال جدی و ۲ کنال جو خرید کردہ ہے جسکی کل قیمت موجودہ -/-/۳۵۰ روپیہ ہے اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد موجودہ جائداد کے علاوہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں جائداد کے کسی حصہ کی رقم ادا کر کے رسید حاصل کروں تو وہ منہا کی جائیگی۔ العبد فضل الٰہی ساکن دھیر کے کلاں نشان انگوٹھا گواہ شد مستری محمد یار برادر موصی نشان انگوٹھا گواہ شد چوہدری محمد خان ولد خوشی محمد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد حافظ غلام محمد پریذیڈنٹ و امام جماعت احمدیہ دھیر کے کلاں بقلم خود

Regd. L. No. 2595 ---- رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No. 2595.	ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار	رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

نور

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ

ہر ماہ کی ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہی

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

ضوابط

KHILAFAT LIBRARY

چندہ سالانہ عوام سے ۳/-
" ششماہی " ۱/۱۲
" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰/-
" " امراء ۵/-
" ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا ❊
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا ❊
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم کرنا ❊

جلد ۲۴	اخبار نور قادیان دار الامان مورخہ ۳۱/۱۷ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۵ شعبان / ۹ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ	نمبر ۹ و ۱۰

چند ضروری باتیں

ضروری اطلاع دفتر نور پہلی جگہ سے نور ہسپتال سے جانب شرق چلا گیا ہے، جب دوست نور ہسپتال کے جانب شرق کھڑے ہوکر نظر ڈالینگے تو انہیں موٹے حروف میں نور بلڈنگ اور موتی سرمہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ بس وہی دفتر نور ہے۔

معذرت ایک ضروری سفر جس کا حال آپ اسی اخبار کے صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں گے کی وجہ سے یہ دو نمبر اکٹھے شائع ہو رہے ہیں، عام طور پر نور سالانہ جلسہ پر تعطیل کیا کرتا ہے مگر اب باوجود اس نمبر کے حجم بڑھ جانیکے بھی ۳ جنوری کے پرچہ کی تعطیل نہیں کی جائیگی، امید کہ اب دوستوں کو کوئی گلہ نہیں رہے گا۔

نور کا چندہ دستی ادا کرنے میں فائدہ جن دوستوں کا چندہ تاحال وصول نہیں ہوا، ان کے نام یکم جنوری کو وی پی ہونگے، اگر دوست سالانہ جلسہ پر چندہ دستی ادا کر سکیں تو یقیناً انہیں ۵/ کا فائدہ رہیگا۔

سالانہ جلسہ پر ادویہ میں غیر معمولی رعایت سالانہ جلسہ پر یعنی از ۲۰ دسمبر تا یکم جنوری ۱۹۳۵ء موتی سرمہ نصف قیمت پر اور دیگر ادویہ ۳/۴ قیمت پر فروخت ہوں گی، ان ادویہ کا مفصل اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔ دوست رعایت کے اس سنہری موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں، انہی تاریخوں میں جو باہر سے خطوط آئیں گے، وہ بھی اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

سالانہ جلسہ پر کتب میں غیر معمولی رعایت

کتب جن کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۰ پر درج ہے۔ نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے پر بجائے ۲/ کے ۱/۱۲ لئے جائیں گے، اور سٹ سے کم خریدنے پر نصف قیمت۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ کاغذ ڈمی اعلیٰ سائز ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۷۲۸۔ چھپائی اعلیٰ، جلد سنہری، گھر کی لاگت قریباً پانچ روپے، مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے ہدیہ صرف دو روپے، سکھ اور ہندو دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر روحانی تحفہ، تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں، پھر یہ تحفہ نایاب ہو جائے گا۔

جلسہ کی تاریخیں جلسہ کی تاریخیں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر مقرر ہوئی ہیں، دوست ضرور اس قومی اجتماع میں پہنچیں مفصل نوٹ اندر ملاحظہ فرمائیے۔

KHILAFAT LIBRARY

سالانہ جلسہ میں شامل ہونیوالے دوستوں کیلئے چند ضروری ہدایات

جلسہ کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر مقرر ہوئی ہیں

احمدی دوستوں کو اس مرتبہ اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کو بھی اس پاک تقریب اور روحانی مجلس میں شامل کرنے کی پوری سعی سے کام لینا چاہیئے، جو آج تک نہ صرف اس تقریب سعید میں شامل ہی نہیں ہو سکے بلکہ وہ ایک یا دوسری وجہ سے بدظن بھی ہیں۔ اور دراصل بُعد اور دُوری ہی سو بدظنیوں کی ایک بدظنی ہے لہٰذا جب یہ دوست اپنی آنکھوں دیکھ لیں گے، کہ احمدی لوگ ارکان اسلام کے کسقدر پابند ہیں۔ تو بلا شبہ ان لوگوں کی بدظنی خود بخود دور ہو جائیگی ہر ایک نیکی اپنے اندر ایک خاص خوبی رکھتی ہے مگر کسی روح کو روحانی دولت سے سرفراز کرنا یہ نیکی سب نیکیوں کی سرتاج ہے، اسلئے میں اپنے احمدی بھائیوں سے بجا طور پر یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ وہ اس سالانہ اجتماع میں ایسے دور افتادہ دوستوں کو اپنے ساتھ لانے کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑینگے۔

(۲) ہر ایک احمدی اپنے ایسے نووارد بھائی کیلئے قربانی کے واسطے مستعد رہے، خود تکلیف اُٹھاکر اس کیلئے راحت کا سامان پیدا کرے، اس کیلئے اچھا کھانا اور اچھی جگہ کے مہیا کرنے کیلئے آمادہ رہے، اگر خود کھڑے ہو کر لیکچر سننا پڑے تو بخوشی قبول کرے۔ مگر اپنے نووارد دوست کیلئے عمدہ نشست کے فراہم کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے۔

(۳) ایک اور ضروری بات پر بھی میں دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ لوگ عام طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے لیکچر میں تو جمع ہو جاتے ہیں، مگر دوسرے لیکچروں میں لوگ عام طور پر ادھر اُدھر چلتے پھرتے رہتے ہیں آدمیوں کا زیادہ سے زیادہ ½ حصہ تو لیکچر گاہ میں ہوتا ہے بقیہ ½ حصہ لیکچر گاہ کے باہر مختلف جگہوں میں گروہ در گروہ کئی ایک الگ الگ جلسے منعقد کر لیتا ہے اور یہ نہایت ہی معیوب امر ہے، بلا شبہ حضرت کا لیکچر تو مُردوں کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ بقیہ لیکچرار بھی حضرت کی اجازت سے ہی کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ایک لیکچر اپنے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ضرور رکھتا ہے، دوستوں کا ان تقریروں کے سننے سے محروم رہنا کوئی اچھا فعل نہیں بلکہ ایک گونہ بدقسمتی کا موجب ہے آپ لوگ اپنے گھر سے الگ ہوئے، سردی کی زحمت بھی گوارا کی، روپیہ کی بھی قربانی کی، سفر کی کوفت بھی اُٹھائی، پھر کس قدر افسوس ہوگا کہ آپ لیکچروں کے سننے سے محروم رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کا معیار ان لیکچروں کی نسبت بہت بلند ہو، چلو ایسا ہی سہی، بہر حال جو لیکچر آپ کی نظر میں کمتر ہے، باہر علیحدہ علیحدہ گروہ در گروہ بنا کر گپو ٹیشن سے تو اچھا ہی ہے، پھر اگر آپ کا دل کسی لیکچر پر نہیں لگتا تو کم از کم اس نقطۂ خیال کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی لیکچر میں بیٹھنا اور سننا حضرت کے ارشاد کی تعمیل تو ضرور ہے کیا یہ امر کوئی کم ثواب کا موجب ہے اور پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، کہ وہ لیکچر جو آپ کے نزدیک روکھا اور پھیکا ہے اگر آپ توجہ سے سنیں گے، تو آپ اس میں بھی کئی ایک ایسے نکات اور مفید معلومات پائیں گے جو بلا شبہ موتیوں کے مول سستے ہونگے

(۴) جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے پڑھنے لکھنے کی توفیق دی ہے، اُنہیں چاہیئے کہ وہ نوٹ بک اور پنسل اپنے ہاتھ میں رکھیں اور جو معلومات نئے معلوم ہوں۔ انہیں فوراً نوٹ کرتے جائیں؟ اور پھر جب جلسہ کے ختم ہونے کے بعد دوست ان نوٹوں پر نظر ڈالیں گے، تو وہ اپنے قبضہ میں ایسے معلومات کا ذخیرہ پائینگے۔ کہ اگر وہ تمام عمر مطالعہ کرتے رہتے تو شاید اتنا مفید مصالحہ جمع نہ کر سکتے۔

(۵) اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں تو آپ کو انکی حفاظت سے قطعاً غافل نہ رہنا چاہیئے، چند سال ہوئے، ایک چھوٹی بچی اپنے والدین سے جدا ہو گئی، اور ایک دو سکھ اسے لئے جا رہے تھے اور اتفاقاً وہ بچی ایک احمدی دوست کی نظر پڑ گئی، اور اس نے بڑی مشکل سے اس لڑکی کو ان لوگوں سے چھوڑایا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اگر آپ کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں تو ان کی حفاظت کیلئے آپ کو کسقدر توجہ کی ضرورت ہے۔

(۶) جلسہ کے ایام میں قادیان میں کافی سردی ہوتی ہے ہر ایک بھائی کو اپنے ساتھ کافی بستر رکھنا چاہیئے۔ بعض دوست یہ خیال کر لیتے ہیں کہ زیادہ بستر اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے، وہاں جاکر فلاں دوست سے ایک دو روز کیلئے بستر مانگ لینگے۔ مگر یہ غلطی ہے ایام جلسہ میں قادیان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں مہمانوں کی رہائش نہ ہو، اور ہو سکتا ہے کہ جہاں آپ کی نظر ہو وہاں پہلے ہی مہمان پہنچ چکے ہوں۔ آپکو اپنے ساتھ بستر لانے میں قطعاً غفلت سے کام نہ لینا چاہیئے۔

(۷) ایسی بھیڑ بھاڑ میں چور اور اچکوں کو بھی خوب موقع ملتا ہے اگر آپ کے پاس نقدی یا از قسم نقدی کوئی چیز ہو تو اس کی آپکو خوب حفاظت رکھنی چاہیئے۔ یا تو بیت المال میں بمد امانت جمع کرا دیں یا اپنے کسی معتبر دوست کے سپرد کر دیں۔

(۸) ایام جلسہ میں دفتر نور صبح ۷ بجے سے ۹ بجے تک کھلا رہیگا اور پھر شام کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک، جن دوستوں کو دفتر نور سے کوئی کام ہو وہ ان اوقات میں تشریف لا سکتے ہیں۔ ایام جلسہ کے علاوہ دفتر نور صبح ۷ بجے سے لیکر شام کو قریباً ۸ بجے تک کھلا ہی رہے گا۔

(۹) ایام جلسہ میں تبلیغی گورمکھی ٹریکٹ دفتر نور سے آپ کو مفت ملینگے۔

(۱۰) موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے اور اکسیر اکبر اور اکسیر البدن جو دماغی اور جسمانی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے اور موتی دانت پوڈر وغیرہ یہ مفید ادویات بھی آپ کو دفتر نور سے ملینگی، یہ تو دوستوں کو معلوم ہو ہی گیا ہوگا کہ دفتر نور، نور ہسپتال سے جانب شرق بڑی سڑک پر چلا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے خطبات کا غیر مذاہب کے لیڈروں پر اثر

جناب سردار چرن سنگھ صاحب ایڈیٹر و مالک اخبار "موجی" لکھتے ہیں کہ "اس ہفتہ کے نور میں میں نے حضرت صاحب کا خطبہ شروع سے آخر تک نہایت توجہ اور دلی درد سے پڑھا اور پڑھتے پڑھتے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم ~~~ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت اور میری مشکلات

KHILAFAT LIBRARY

منزل حافظ کنوں بارگہ کبریاست
دل بر دلدار رفت جاں بر جانانہ شد

آج کل میں ان ہر دو کار ہائے نمایاں کی تکمیل کیلئے غیر معمولی مصروف ہوں اور یہ مصروفیت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ اکثر اوقات میں بارہ بجے کا کھانا بھی نہیں کھا سکتا دوسری طرف محض کثرت کار کی وجہ سے مجھے ذیابیطس کی شکایت ہے اور ڈاکٹر صاحبان کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے دماغی ریسٹ سے کام لینا چاہیئے۔ دوسری طرف میں نیک کاموں کی تکمیل کیلئے غیر معمولی حریص واقع ہوا ہوں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، جو کار خیر بھی انجام پذیر ہو سکے زہے قسمت۔ اور اگر کار خیر کی تکمیل میں موت بھی آجائے تو ایسی موت ہزار زندگیوں سے بہتر۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جب میں نے عیسائی رپورٹوں میں یہ پڑھا کہ اس باہمت قوم نے دنیا کی ۹۰۰ السنہ میں سے ۸۷۵ زبانوں میں اپنی مقدس کتاب کا ترجمہ کر کے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا ہے اور ۲۵ زبانیں بھی وہ بچیں جن کی تاحال الف با ایجاد نہیں ہوئی۔ اللہ بہتر جانتا ہے یہ معلوم کر کے میرے دل پر غیر معمولی چوٹ لگی اور میں تڑپ اٹھا۔ اور نیند حرام ہو گئی۔ کہ کہاں ہمارا یہ دعوی کہ فرقان حمید دنیا کی آخری الہامی کتاب اور تمام دنیا کی اس کتاب پر عمل کرنے سے نجات وابستہ ہے اور پھر کہاں ہماری یہ پست ہمتی اور بے حسی کہ ہم اور تو اور ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی خدا کی اس آخری کتاب جس کے ساتھ دنیا کی فلاح وابستہ ہے تراجم نہیں کر سکے، اس خیال نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے

ایسی حالت میں بلاشبہ میرے جیسے بے زر، بے در، بے گھر، بے پر انسان کیلئے اس عظیم الشان کام میں ہاتھ ڈالنا جس کے راستے میں قدم قدم پر روکیں تھیں، چاند کو پکڑنا تھا۔ مگر اللہ کریم نے میری اس حقیقی تڑپ کو ضائع نہ کیا اور باوجود قدم قدم پر حوصلہ شکنی اور روکوں کے غیب سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ طبع ہو کر دیرہ ہوئی گورمکھی دانوں کے ہاتھوں میں پہنچ بھی چکا اور وہ اس سے مستفیض بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور اب اللہ نے چاہا تو عنقریب ہی ہندی ترجمہ بھی ہندی دان لوگوں جن کی تعداد بلاشبہ ہندوستان میں کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے کے ہاتھوں میں بھی پہنچ جائیگا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت بھی اس کے ساتھ ہی پبلک میں آجائے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت مقدسہ کی دنیا کو جسقدر ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس۔ آج جو ہمیں آئے روز ان دلخراش اور سینہ فگار واقعات سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ آج فلاں ہندو یا آریہ نے رسالت پناہی کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا اگر ہم غیر مذاہب کیلئے ان کی السنہ میں ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مہیا کر سکتے تو یقیناً آج ذہنیتیں ہی بدلی ہوئی ہوتیں اور دشمن دوست کی صورت میں نظر آتے، جب کوئی جوشیلا انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گرامی میں سوء ادبی کرنے والوں کی گستاخی کو برداشت نہ کرتا ہوا اپنی جان پر کھیل جاتا ہے تو مسلمان ہزاروں ہی روپیہ ایسے مقدمات پر خرچ کر دیتے ہیں مگر کسقدر تعجب اور حیرت کی جا ہے کہ ہم مفید اور تبلیغی لٹریچر کیلئے جس سے عوام کی ذہنیتیں بدل سکتی ہیں اور بجائے کشیدگی اور تنفر کے ملاپ اور اتحاد اور یگانگت پیدا ہو سکتی ہے، افسوس اس کے لئے ہم چند سینکڑے بھی

خرچ کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری حالت ہے ~~~ اللہ ہم پر رحم کرے۔ بتلائیے سیرت نبوی کے گورمکھی ایڈیشن یا فرقان کریم کے ہندی ترجمہ، ان ہر دو کارہائے نمایاں کیلئے جس سے ہندو ذہنیت بفضل ایزدی بدلی جا سکتی ہے، کتنے بھائیوں کے دل میں اس کار خیر میں اعانت کا خیال پیدا ہوا، اس کا جواب میں کیا دوں، اپنے دلوں سے لیجئے، بیشک اس کیلئے قدم قدم پر میرے راستے میں روکیں ہیں۔ محنت کرنا میرا کام ہے مگر روپیہ کا خرچ میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ میرے پاس ہے نہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایسے کاموں کیلئے غیر معمولی استقلال بخشا ہے۔ اگر یہ استقلال نہ ہوتا تو یقیناً سمجھئے کہ میں قدم قدم پر ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا۔ بیشک بعض اوقات میں ایسے تاریک آسمان کے تلے ہوتا ہوں جس پر سیاہ گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں، بارش بھی موسلا دھار ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا گویا ظاہر از رنگ میں ایک یاس کا عالم طاری ہوتا ہے اور حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کا نقشہ میرے سامنے ہوتا ہے۔

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

~~~ یعنی ~~~

رات اندھیری گھمن گھیری بھو ٹھاٹھاں ندا مارے
اوہ کی جانن حال اساڈا بیٹھے رہندے ندی کنارے

مگر میں نے ایسے ہادی کا دامن پکڑا ہے جس کی یہ تعلیم ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۝ لَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ
~~~

KHILAFAT LIBRARY

اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ○
(اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو، اللہ کی رحمت سے تو کافر بے امید ہوا کرتے ہیں)

ایسی تاریک رات میں جبکہ آسمان پر گھٹا ٹوپ سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں، غور سے دیکھنے سے مجھے افق پر امید کی سفید دھاریاں نظر آجاتی ہیں، حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً یہ اشعار میرے لئے ہی کہے تھے ؎

ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ از سر غیب
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور
ہر کہ سرگرداں بعالم گشت و غمخواری نیافت
آخر الامر او بغمخواری رسد ہاں غم مخور

یعنی:- خبردار نا امید مت ہو چونکہ تو غیب کے بھید سے واقف نہیں ہے، پردے کے اندر پوشیدہ بازیاں ہوتی ہیں۔ غم مت کھا۔

جو کہ جہان میں سرگشتہ ہوا اور کوئی غمخوار نہ پایا۔ آخر کار وہ ایک غمخوار تک پہنچے گا۔ خبردار غم مت کھا۔

اسوقت بھی قرآن مجید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کے معاملہ میں میرے سامنے قریباً یہی صورت ہے، قریباً چار ہزار روپیہ ہندی ترجمہ پر خرچ آئے گا۔ اور اس کے قریب قریب ہی گورمکھی سیرت پر۔ بتلایئے جھونپڑی میں بیٹھ کر یہ شیش محل کے خواب ہیں یا نہیں۔ مگر مومن کے خواب بعض اوقات سچ بھی ہو جایا کرتے ہیں، علاوہ بریں ؎

ایدل ار سیل فنا بنیاد ہستی بر کند
چوں ترا نوح ست کشتیباں ز طوفاں غم مخور

یعنی۔ اے دل اگر نیستی کا بہاؤ ہستی کی بنیاد کو اکھیڑ ڈالے جبکہ نوح تیرا کشتی بان ہے طوفان سے غم مت کھا۔

ایک بات میری حق میں ایسی ہے جس پر میں جسقدر فخر کروں تھوڑا ہے اور اسی بات نے ہی مجھے ہمیشہ کامیاب بنایا ہے، وہ یہ کہ کسی کو اپنے روپیہ پر بھروسہ ہے، کسی کو اپنی فصاحت پر، اور کسی کو اپنی بلاغت پر، کسی کو اپنے رسوخ پر، کسی کو اپنی تقریر پر اور کسی کو اپنی تحریر پر، مگر مجھ بے زر، بے در، بے گھر، بے پر کو ہمیشہ اللہ کی رحمت پر بھروسہ رہا ہے، اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمیشہ میری ناکامیاں میری کامیابیوں کا موجب بنتی رہی ہیں۔ کیونکہ میں اس خدا کا پجاری ہوں جو ہر مشکل کے وقت میں میری سنتا اور مجھے سہارا دیتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ○ (اور جب سوال کریں تجھکو بندے میرے مجھ سے پس تحقیق میں نزدیک ہوں جواب دیتا ہوں پکارنیکا پکارنیوالے کو جب پکارتا ہے مجھکو)

بہرحال قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت انشاء اللہ شائع ہوکر رہے گی کیونکہ یہ خدا کا اپنا کام ہے، لوگ ناولوں کے ترجمے کرتے ہیں، اللہ کریم جس کی ذات رحیم ہے وہ ان کی محنت کو ضائع نہیں فرماتا تو کیا وہ میری اس محنت کو جو میں نے اس کے پیارے کلام کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے کی اور جو میں نے اس کے پیارے نبیؐ کے اخلاق حسنہ سے لوگوں کو بہرہ ور کرنے کیلئے قدم اُٹھایا وہ میری اس محنت کو ضائع کردے گا۔ حاشا وکلا۔ یہ کام بہرحال ہوکر رہیگا۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس کار خیر میں حصہ لے اور بہشت میں اپنا گھر بنائے، اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر بہترین ثواب رکھتی ہے مگر مخلوق خدا کو اس کے پیارے خدا کے کلام سے مستفیض کرنا اور اس کے حبیبؐ کی سیرت مقدسہ سے ناواقفوں کو آشنا بنانا۔ یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے، اور اللہ نے دوستوں کیلئے محض اپنے کرم سے یہ بہترین کار خیر کا موقعہ عطا فرمایا ہے، جو لوگ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں گے، یقیناً وہ اللہ کریم کے حضور بہترین ثواب کے مستوجب ہونگے، یہ کام خدا کے کرم سے بہرحال ہوکر رہیگا۔ مگر بدقسمتی سے اگر ہم نے یہ موقعہ ضائع کردیا تو یقیناً یقیناً ہم اس بہترین ثواب کے موقعہ سے محروم ہو جائیں گے خدا کرے کہ ہم اس کار خیر میں حصہ لیکر اللہ کے حضور ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ خدا میرے بھائیوں کو توفیق دے، آمین۔

گورمکھی ٹریکٹ مفت ۔ سالانہ جلسہ پر آپ دفتر اخبار نور سے گورمکھی ٹریکٹ مفت لے سکتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اب دفتر اخبار نور پہلی جگہ سے نور ہسپتال سے جانب شرق بر لب سڑک چلا گیا ہے + مینیجر اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور

شذرات

سالانہ جلسہ سر پر آگیا

جب دوستوں کے ہاتھوں میں یہ پرچہ پہنچے گا، یقیناً سالانہ جلسہ میں چند دن ہی رہ جائیں گے، دوست اس بات کو بہتر جانتے ہیں کہ یہ ہمارا مقدس اجتماع کسقدر برکات کا موجب ہوتا ہے، لہٰذا دوستوں کو اپنے ضروری سے ضروری کاموں کو چھوڑ کر بھی اس مقدس اجتماع میں شامل ہونا چاہیئے اور نہ صرف خود ہی شامل ہوں، بلکہ غیر از جماعت دوستوں کو بھی اپنے ساتھ لائیں، اول تو ہمیشہ ہی مگر ان دنوں غیر معمولی رنگ میں ہمارے متعلق خطرناک سے خطرناک غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں اور جس قدر دوری اور بعد ہوگا، اسی قدر غلط فہمیوں کے پھیلنے کا زیادہ موقعہ ملیگا۔ قرب اور نزدیکی ہی اسکا علاج ہے، کیونکہ قریب ہوکر ہم ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں، قرب دیو کو حور اور نار کو نور بنا دیتا ہے لہٰذا دوستوں کو ابھی اس سعی میں لگ جانا چاہئیے، کہ وہ اپنے ضروری سے ضروری کاموں کو چھوڑ کر اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونگے بلکہ وہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی ساتھ لائیں گے، جو اپنی آنکھوں دیکھکر اور اپنے کانوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر علمائے کرام کی تقاریر سنکر ہمارے متعلق بہتر اندازہ لگا سکیں گے۔

کیا یہ کانگریس ہے یا ہندو سبھا

۱۸ اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ "کانگرس آج تک بارہا یہ ریزولیوشن پاس کر چکی ہے کہ کانگرس کے ممبران ہندی بھاشا کو استعمال میں لایا کریں۔ لیکن باوجود ان پرستاؤں (ریزلیوشن) کے ابھی تک کانگرسی ممبران نے ادھر توجہ نہیں دی" اب سوال یہ ہے کہ یہ کانگرس ہے یا ہندو سبھا۔ ہندو سبھا کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ممبروں کو ہندی پڑھنے کیلئے مجبور کرے مگر کانگرس کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ کانگرس تو سب کی مشترکہ ہے۔ کانگرس کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ دیسی

KHILAFAT LIBRARY

السنہ میں کس کا چلن زیادہ ہے پھر اس کیلئے اپنے ممبران کو تحریک کرے کہ وہ اس زبان کو ترجیح دیں ۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ دیسی زبانوں میں سے جو پایہ اردو کو حاصل ہے وہ ہندی یا کسی اور زبان کو میسر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مشترکہ پلیٹ فارم کیلئے اردو کو جگہ نہ دی جائے ۔ جبکہ کانگرس کے ممبر اپنی تقریروں میں بحیثیت مجموعی اردو کا ہی سہارا لیتے ہیں ۔

اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہنا چاہئے

۲۰ ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ "ہماری بدبختی اور کور چشمی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہم ایسی منزل کی طرف جا رہے ہیں جہاں پہنچکر دیگر اقوام دِ ملل انتہائی نقصان برداشت کر چکی ہیں ۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہندوستان میں تعلیم نسواں کا ایسا انتظام کیا جائے کہ تعلیم یافتہ خواتین دفتروں کی بجائے اپنے گھروں کو رشک گلزار بنائیں " یہ صحیح ہے کہ قدرت نے مستورات کو دفتروں کی کلرکی کیلئے پیدا نہیں کیا ، بلکہ ان کی بہترین ڈیوٹی گھر کا رکھ رکھاؤ ہے ، اور بچوں کی پرورش ۔ مگر مستورات میں جو نئی آزادی کی رو پیدا ہو رہی ہے ، اس کا سدباب صرف گھریلو زندگی میں دلچسپی ہی نہیں کر سکتی ، بلکہ اس کے ساتھ پردے کی ضرورت ہے ۔ جب میں پردہ کا لفظ کہتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ میری اس سے مراد کوئی خاص تنبو نما برقعہ ہے بلکہ میں تو گھونگٹ کو بھی پردہ ہی کہتا ہوں ، اور موجودہ برقعہ نما پردہ میں یہ ایک نقص ہے کہ عورتیں مردوں کو برابر دیکھ سکتی ہیں ، مگر ہمیں ایسے پردہ کی ضرورت ہے کہ نہ عورتیں مردوں کو دیکھ سکیں اور نہ مرد عورتوں کو ، اور عورتوں کی عام کاروباری زندگی میں بھی کوئی روک نہ ہو ۔

کاشکہ عملی نمونہ بھی اس کا ساتھ دیتا

۱۴ ر اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ " اس بات میں مطلقاً کوئی اختلاف نہیں کہ ہادیان مذاہب اور دوسرے ان اشخاص کے متعلق جنہیں کوئی جماعت قابل تعظیم سمجھتی ہو لکھتے اور بولتے ہوئے ہر ایک شخص کو پوری احتیاط سے کام لینا چاہئے ، اسے نکتہ چینی کا حق ہے لیکن وہ اس حق کا استعمال ایسے ہی پیرایہ میں کر سکتا ہے ۔ جو دوسروں کی دلآزاری کا باعث نہ ہو اور اگر وہ کسی جماعت کی دلآزاری ہو اس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا موجب ہو اختیار کرتا ہے تو وہ نہ صرف سوسائٹی بلکہ قانونِ وقت کے نزدیک گنہگار ہے ، نہ صرف سوسائٹی کو متفق ہو کر اس کے اس فعل کی مذمت کرنی چاہئے بلکہ حکومت کو اس سے مواخذہ کرنا چاہئے "

بات بہت معقول ہے ۔ کیا راجپال کے معاملہ میں اور اس کے بعد پالے شاہ اور نتھو رام کے معاملہ میں پرکاش کے ایڈیٹر مہاشہ نے انہیں جھاڑ ڈالی ۔ اور کیا بجائے جھاڑ ڈالنے کے کم از کم رنگیلا رسول کے معاملہ میں مالک پرکاش و پرتاپ نے ایک یا دوسرے رنگ میں اس کی حمایت نہ کی تھی اگر اس وقت اس بدرو کی مذمت کر دی جاتی تو غالباً یہ فتنہ وہیں دب جاتا ۔ اور یہاں تک نوبت نہ پہنچتی ۔ اگر کم از کم آئندہ ہی آریہ سماج ایسا کر سکے تو مستقبل کے خوشگوار ہونے کی کچھ امید ہو سکتی ہے ۔

مُسلمانوں کا نمونہ

کیا اس عرصہ میں مسلمانوں کی طرف سے بھی کوئی ایسی دلآزار کتاب شائع ہوئی حالانکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں قلم بھی ہے اور وہ لکھنا بھی جانتے ہیں مگر وہ پسند نہیں کرتے کہ اس قسم کا گندا لٹریچر پیدا کر کے ملک کے امن کو تباہ کیا جائے بلکہ اس کے الٹ شری کرشن جی مہاراج کی طہارت اور پاکیزگی کے متعلق کئی ایک مسلمانوں نے کتابیں لکھی ہیں اور ہندو صاحبان راس لیلہ میں یا دیگر ہندو کتب میں جو کرشن جی مہاراج کا نمونہ دکھلاتے ہیں وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں مگر باوجود یہ جانتے ہوئے بھی مسلمانوں نے کرشن بھگوان کی شان میں سوء ادبی کو مناسب نہیں سمجھا اگر یہی روح آریہ صاحبان میں بھی پیدا ہو سکے تو ہندوستان کے بھلے دن آنے میں شبہ ہی کیا ہو سکتا ہے ۔

اچھوتوں کیلئے آریہ سماج کا فیصلہ

۲۱ ر اکتوبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ امرتسری لالہ سائیں داس جی سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور نے فرمایا ہے کہ اگر کٹر ہندوؤں نے ہریجنوں (اچھوت) کیلئے مندر کھولنے سے انکار کر دیا ہے تو انہیں ایسے ہندوؤں کے سامنے سر نہ جھکانا چاہئے بلکہ خود مندر تیار کر لینے چاہئیں "

سوال یہ ہے کہ اگر ہندوؤں کے مندر الگ ہوں اور اچھوتوں کے الگ ۔ تو کیا اس صورت میں اچھوتوں کے اچھوت ہی رہنے میں کوئی شبہ ہے کیونکہ جب اور تو اور انہیں پوجا کیلئے مندروں میں جانے کا بھی حق نہیں ، آریہ سماج یا دیگر ہندو صاحبان ہزار زور لگائیں مگر وہ اچھوتوں کو مساوات نہیں دے سکتے ، کیونکہ دراصل ان کا مذہب ان کے حق میں نہیں ہے ، یہ شرف اسلام کو ہی ہے جس کا ماٹو اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہے جو آیا سو ہضم ، قوموں کی قوموں کو ہڑپ کر لیا اور ڈکار تک نہ لیا ، اسلام میں کوئی اچھوت نہیں ۔ سب بھائی بھائی ہیں اگر آج ایک بھنگن مسلمان ہو تو اصولی رنگ میں ایک بڑے سے بڑے مسلمان کو بھی اسے اپنی بیگم بنانے میں کوئی عذر نہ ہوگا ، کیا یہ بات ہندو مذہب میں ہے ، ہرگز نہیں ۔ تو پھر اچھوت اودھار کے ڈھول پیٹنے کا فائدہ ہی کیا ۔

کیا یہ دُرست ہے ؟

۲۹ ر اکتوبر کا ملاپ لکھتا ہے کہ " مسلمان ٹوکیو میں ایک عالی شان مسجد بنانا چاہتے تھے ، جسے جاپانی حکومت نے نامنظور کر دیا ، اور اس پر ملاپ مارے خوشی کے بغلیں بجا رہا ہے ، حالانکہ اس کا خوشی منانا ایک بے اصولا پن اور فرقہ دارانہ سپرٹ کا مظہر ہے اگر آج جاپان مسجد کو بند کر سکتا ہے تو کل آریہ سماج مندر کو بھی ، تو کیا پھر بھی ملاپ اسی طرح خوشی منائیگا ہرگز نہیں ، اور اگر منائیگا ، تو پھر کیا وجہ ہے کہ عراق عرب کی حکومت نے آریہ سماج مندر پر جو پابندیاں عائد کی ہیں اس سے آریہ دنیا بےچین ہو رہی ہے حالانکہ انصاف اس امر کا تقاضا کرتا ہے ، کہ وہ آریہ جو ٹوکیو میں مسجد بنانے کی ممانعت پر خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں وہ عراق میں آریہ مندر کی بندش پر بھی خوشی سے پھولے نہ سمائیں ۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں یہی کہونگا ۔ کہ مذہبی معبدوں کی تعمیر میں آزادی ہونی چاہئے ، مضائقہ نہیں خواہ وہ ہندوؤں کے ہوں یا مسلمانوں کے ، ہاں اگر ان معبدوں

KHILAFAT LIBRARY

کا ناجائز استعمال کیا جائے تو پھر حکومت کو اس پر پابندیاں عائد کرنے کا حق ہے۔

کیا بانیٔ سماج اُردو جانتا تھا

۲۸ اکتوبر کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ " رشی (بانیٔ سماج) نے قرآن کو اچھی طرح مطالعہ میں لاکر اپنے مطالعہ کی کیفیت کو بذریعہ ایک باب کے ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے "

سوال یہ ہے کہ سوامی دیانند اردو جانتے تھے، جو انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا، کیونکہ اس وقت قرآن مجید کے کسی حصہ کا بھی ہندی میں ترجمہ نہیں ہُوا تھا، اگر اس وقت قرآن مجید کے کسی حصہ کا ہندی میں ترجمہ ہوا تھا یا سوامی صاحب اردو جانتے تھے، تو میں مشکور ہوں گا، اگر کوئی آریہ سماجی اس کے متعلق واقفیت بہم پہنچا سکے۔ مسلمانوں کو یہی تو گلہ ہے کہ سوامی جی نے یا تو سنی سنائی باتوں پر انحصار کرکے اسلام پر یہ دلخراش نقطہ چینی کی اور یا اور لوگوں کی ایجاد ہے، اور اہمیت کیلئے اسے ستیارتھ پرکاش کے ساتھ لگا دیا گیا ہے، کیونکہ ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن میں یہ دلخراش باب نہیں ہے، اور دوسرا ایڈیشن بانی آریہ سماج کی وفات کے بعد شائع ہوا ہے۔

کیا ہندو شاستر اسے روا رکھتے ہیں

۲۷ اکتوبر کا جاگرت لکھتا ہے کہ " بھائی پرمانند نے دھرم ویر کو پہلے متبنیٰ بنایا اور بعد ازاں اس کی شادی اپنی لڑکی سے کردی، یہ کون سے دھرم شاستر کی رو سے جائز ہے "

اگر یہ بات غلط ہے تو بھائی پرمانند جی کا فرض ہے کہ اس کی تردید کریں، اور اگر یہ صحیح ہے تو کسی شاستر کا حوالہ نہایت ضروری ہے۔ اسلام متبنیٰ کو نہیں مانتا، اور ہندوؤں کے ہاں متبنیٰ کی رسم ہے۔ ہندوؤں کے ہاں متبنیٰ بمنزلہ بیٹا ہی سمجھا جاتا ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ ہندو صاحبان ایک ایک کرکے ہندو رسومات کو چھوڑتے ہوئے اسلامی رسومات یا تمدن کو اختیار کر رہے ہیں، غور کیجئے خالہ اور پھوپھی کے ہاں پہلے ہندو خواب میں بھی رشتہ کرنے کیلئے تیار نہ تھے، اور اب کئی ایک خاندانوں میں ایسی شادیاں ہوئی اور ہو رہی ہیں، خدا ایک ہے یہ بھی اسلامی تعلیم سے اخذ کیا گیا ہے، شدھی بھی اسلام کی نقل ہے، زبانی نہیں مگر عملی رنگ میں ہندو صاحبان صداقت اسلام کا اعتراف کر رہے ہیں۔ خدا کرے وہ وقت جلد آئے، کہ ہندو صاحبان زبان سے بھی اعتراف کر سکیں۔

ہندوستانیوں کو صنعت کیطرف توجہ کرنی چاہیئے

گو ہندوستان زرعی ملک ہے مگر آج کل زراعتی اجناس کی پیداوار جس بہتات سے بڑھ گئی ہے اس نے زراعتی اجناس کی قدر کو بہت کم کر دیا ہے، یہاں تک کہ امریکہ کو گندم ریل کے انجنوں میں ایندھن کی جگہ جلانی پڑی، جاوا میں نیشکر کی فصل بوئی گئی مگر کاٹی نہیں گئی، گذشتہ سال برازیل میں لاکھوں بوریاں قہوہ کی سمندر میں پھینکی گئیں اور آگ میں جلائی گئیں، ۱۹۳۲ء و ۱۹۳۳ء میں قیمت بڑھانے کے خیال سے امریکہ میں ایک کروڑ ایکڑ زمین جس میں کپاس بوئی گئی تھی، دوبارہ ہل چلا دیا گیا، ان حالات میں خام اشیاء کی قیمتوں کا بڑھنا قریباً مشکل نظر آ رہا ہے، ہندوستانیوں کو یہ ضروری ہے کہ وہ صنعت کی طرف توجہ دیں، مسلمانوں کو صنعت سے ہمیشہ ہی لگاؤ رہا ہے، اگر وہ اس موقعہ پر اس شق میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کر سکیں تو یقیناً وہ اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکیں گے، ورنہ اگر مسلمانوں نے اس وقت سستی سے کام لیا، تو پھر دیگر اقوام اس میدان میں قبضہ کر لیں گی اور مسلمان ہاتھ ملتے کے ملتے رہ جائیں گے۔

آریہ سماج موجودہ حالت پر مطمئن نہیں ہے

۱۸ نومبر کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ " سندھیا ہون پنچ مہایگیہ پر بڑا زور دیا جاتا ہے، لیکن انسانی فطرت اس سے آگے بھی بڑھنا چاہتی ہے، بچپن کا لباس جوانی میں راس نہیں آسکتا، اسلئے اگر آریہ سماج ترقی کرنا چاہتی ہے، تو اسے اس طرف توجہ دینی چاہیئے " بات واقعی معقول ہے، جمود ترقی کا منافی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ سماج اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں ہے، کیونکہ آریہ سماج کی موجودہ تعلیم انہیں مناظر مباحث یا جھگڑالو تو بنا سکتی ہے، مگر اس سے آگے وہ ان کی خاطر خواہ رہنمائی نہیں کر سکتی ہے مجھے خوشی ہے کہ آریہ سماج میں بھی یہ خیال پیدا ہوا، کہ مذہب کا کام صرف مناظر بنانا ہی نہیں بلکہ اس سے کچھ آگے لیجانا بھی ہے، اور وہ ہے روحانی تعلیم، اگر آریہ سماجی دوست پسند کریں، تو اس شق میں اسلام اپنے سماجی دوستوں کی خاطر خواہ دستگیری کرنے کیلئے تیار ہے، یقیناً وہ اسلام کی دستگیری کو اپنے لئے بہت مفید پائیں گے۔

تو پھر سر عبد الحمید خاں کی مخالفت کیوں؟

بعض عاقبت نا اندیش لوگوں نے ریاست کپورتھلہ کی فضا کو جس رنگ میں مکدر بنا رکھا ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، ۱۸ نومبر کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ " لوگ ایک ہندوستانی افسر کے پاس جتنی آسانی سے آجا سکتے ہیں اور عرض و معروض کر سکتے ہیں اتنی آسانی سے وہ کسی انگریز کے پاس نہیں جا سکتے، مزید برآں انگریز ہندوستانیوں کے طبائع سے اتنا واقف نہیں ہو سکتا جتنا کہ ان کا ہموطن ہو سکتا ہے " آریہ مسافر نے بات تو پتہ کی کہی ہے، مگر پھر سر عبد الحمید خاں سابق وزیر اعظم کپورتھلہ کی مخالفت کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ وہ مسلمان ہے، اس سے بڑھکر ان کا اور کوئی قصور نہیں، ورنہ ان کے تدبر، ان کے حسن خلق اور ان کے ہمدرد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

پریم پرچارک اور قادیان میں احراریوں کا جلسہ

رادھا سوامی مت آگرہ کا آرگن پریم پرچارک احراریوں کا گذشتہ اکتوبر میں قادیان میں جلسہ ہُوا، اور اس جلسہ میں آریہ سماج نے جو لیڈنگ پارٹ لیا، اس کے متعلق اخبار موصوف حسب ذیل قابل قدر ریمارک دیتا ہے:-

" آریہ بھائیوں کا (احراریوں کو جگہ دینے سے) مقصد صرف یہ تھا، کہ مسلمانوں کے گھر میں آگ لگے اور جمالو دور کھڑی تماشہ دیکھے، ورنہ اگر آریہ سماجی واقعی فراخ دل ہوتے تو فریقین کے مابین مصالحت و مفاہمت کے متمنی ہوتے "

پریم پرچارک کا یہ ریمارک کسی تشریح کا محتاج نہیں اور آریہ سماج کی اندرونی حالت کی بہترین تصویر ہے اگر احراری ذرا بھی غور سے کام لیتے تو انہیں آریہ سماج کی اس نمائشی ہمدردی کا فوراً علم ہو جاتا اور وہ آریہ سماج کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہ بنتے۔

KHILAFAT LIBRARY

ایک دلچسپ سفر

از قادیان تا منگرول

دوستوں کو معلوم ہے کہ بوجہ غیر معمولی دماغی محنت کے میں بعارضہ ذیابطیس مبتلا ہوں میرا کھانا، پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا سب پرہیز کے ساتھ والبستہ ہے گر ہز ہائینس نواب بہادر آف منگرول جن کی سادگی، دیانت اور امانت، اسلامی لگن کا میں دل و جان سے گرویدہ ہوں اور جو گزشتہ سال سے بیمار چلے آرہے ہیں، باوجود میری مذکورۃ الصدر مجبوریوں کے میرا دل کئی ماہ سے آمادہ ہو رہا تھا کہ میں نواب صاحب بہادر کی تیمارداری کیلئے پہنچوں اگرچہ اس سے دو سال قبل نواب صاحب موصوف نے مجھے یاد فرمایا تھا کہ آپ منگرول تشریف لے آویں تاکہ چیف میڈیکل آفیسر سے آپ کے مرض ذیابطیس کا باقاعدہ علاج کرایا جائے، مگر میں دینی کاموں کی تکمیل کے لئے غیر معمولی حریص واقع ہوا ہوں، اندنوں میں فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ مکمل کر کے ہندی ترجمہ کی تکمیل کیلئے ہمہ تن مصروف تھا، اسلئے میں نے نہایت ادب سے عذر کر دیا، مگر اب جبکہ میں نے در پے ان کی بیماری کا حال پڑھا تو میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ مجھے ایک دفعہ ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے چنانچہ ۲۲ر نومبر بروز جمعرات ۳ بجے اس نیک غرض کیلئے گھر سے روانہ ہوا۔ جانے سے ایک روز قبل میں نے سٹیشن ماسٹر صاحب بٹالہ کو اطلاع دیدی کہ میں ریلوے سٹیشن Keshod براستہ Mehsana جانا چاہتا ہوں، ایک روز قبل آپ کو اطلاع دے رہا ہوں تاکہ آپ کرایہ وغیرہ کا ٹھیک اندازہ کر چھوڑیں۔ دوسرے روز میں نے ایک گھنٹہ پیشتر اپنے منشی کو ٹکٹ خریدنے کیلئے بھیج دیا اور میں ٹھیک وقت پر سٹیشن پر پہنچ گیا مگر یہ دیکھ کر میرے تعجب کی کوئی حد نہ ہوئی کہ سٹیشن ماسٹر صاحب نے ۸ر زیادہ چارج کئے ہوئے تھے۔ اگر میں چاہتا تو وہ ٹکٹ کینسل کر سکتا تھا۔ کیونکہ گاڑی کی روانگی میں ایک دو منٹ ہی باقی تھے۔ اس لئے میں نے سفر کو بریک کرنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ ہرچہ بادا باد کے مثل پر عمل کرتے ہوئے گاڑی پر سوار ہو گیا۔ بٹالہ اسٹیشن پر بابو رحمت اللہ صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ملے اور وہ باوجود میرے بار بار منع کرنے کے میرے لئے فروٹ لے آئے اور مجھے بھی ان کی اس غیر معمولی محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا یہ تحفہ قبول کرنا پڑا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ بہت ہی ملنسار آدمی ہیں۔ گاڑی جب امرتسر اسٹیشن پر پہنچی دوسری گاڑی لینے کیلئے ڈیڑھ گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ میرے ساتھ نیر صاحب تھے جن کا انبالہ تک ساتھ تھا۔ اسباب میں نے ان کے سپرد کیا اور میں ایک مسودہ چھپنے کیلئے لیکر گورو خالصہ پریس میں گیا، گورو خالصہ پریس والے بہت ہی پریمی مترہیں۔ اُنہوں نے میرے لئے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ کیونکہ یہ کھانا محبت سے پیش کیا گیا تھا جس کا مجھے بھی غیر معمولی لطف آیا۔ بہرحال وہاں سے چلتے چلاتے کچھ دیر ہو گئی مگر پھر بھی میں عین وقت پر سٹیشن پر پہنچ گیا۔ نیر صاحب میرے دوست اور بے تکلف دوست ہیں۔ دوست کی صحبت میں جو راحت محسوس ہو سکتی ہے۔ اسے کوئی دوست ہی سمجھ سکتا ہے رات کے دو بجے تک ان کا ساتھ رہا اور یہ پانچ گھنٹہ کا وقت گذرتا معلوم بھی نہ ہوا، انہوں نے اسی گاڑی میں رہنا تھا اور میں نے وہاں سے دوسری گاڑی لینی تھی۔ تو بیساختہ ان کی زبان سے پنجابی کا یہ مشہور مصرعہ نکل گیا ؏

"اوہ چڑھ گئے ڈولی نی سانوں جنگلاں دیچہ چھوڑ کے"

میں نے کہا۔ مولانا! بیشک آپ شاعرانہ مذاق اور ذوق سلیم رکھتے ہیں مگر یہ مصرعہ غلط ہے۔ پنجابی کو میں بہتر سمجھتا ہوں۔ اصل مصرعہ یوں ہے ؏

"اوہ چڑھ گئے ڈولی نی سانوں بحر غماں وچہ روہڑ کے"

میرا بھی ان سے الگ ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ مگر جدائی اٹل تھی لہٰذا مجھے بھی بادل ناخواستہ یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی پڑا۔

۲۳ر نومبر ۱۹۳۴ء صبح سات بجے میں دہلی پہنچ گیا۔ رات بھر دو منٹ بھی نیند نہ آئی۔ کیونکہ سفر میں بد پرہیزی کی وجہ سے رات کو کم از کم مجھے ۲۰ دفعہ پیشاب آیا۔ اب آپ ہی غور کیجئے کہ جب ۲۰ دفعہ اُٹھنا پڑے تو نیند کیا خاک آسکتی ہے اور پھر سفر میں۔ مگر میں نے اپنے دل میں یہ مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اب میں اپنی طبیعت پر ایسا کنٹرول کرونگا کہ اب یہ پیشاب کی مقدار بہت کم ہو جائے گی۔ دہلی اُتر کر سب سے پہلے میں نے ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا اور سوا آٹھ بجے دہلی اکسپریس میں جو کاٹھیاوار کو جانے والی تھی۔ سوار ہوا۔ راستہ میں تمام دن بہت کم کھانا کھایا اگر ضرورت بھی پڑی تو فروٹ کو ترجیح دی، ذیابطیس کیلئے ہر ایک فروٹ مفید نہیں ہے۔ البتہ سیب اچھا ہے جگہ مجھے بہت اچھی مل گئی مگر میں دن کے وقت سونے کا عادی نہیں۔ گو بوجہ گذشتہ رات نیند نہ آنے کے سر بوجھل تھا، تمام جسم میں کوفت، مگر پھر بھی میں سو نہیں سکا۔ مختلف اخبار اور کتب کا مطالعہ کرتا رہا۔ رات کو میں نو بجے سویا۔ نیند بہت اچھی آئی۔ اس رات پیشاب الحمد للہ ایک دفعہ بھی نہیں آیا، یہ پرہیز کا اثر تھا۔

۲۴ر نومبر ۱۹۳۴ء ۲۴ر نومبر کو صبح ۴½ بجے آنکھ کھلی۔ ضروریات سے فارغ ہوا، نماز پڑھی۔ سفر میں جو مجھے نماز کا لطف آتا ہے، اس کا اندازہ کچھ میں ہی لگا سکتا ہوں۔ کیونکہ سفر میں انسان غریب الوطن اور بے یار و مددگار ہوتا ہے، اور اس کا سہارا صرف اس قادر مطلق کی ذات والا صفات پر ہی ہوتا ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں جو نماز میں رقت پیدا ہو سکتی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ جب میرے دل میں دعا کیلئے یہ سوز پیدا ہوا تو کئی دوست میرے سامنے آگئے جن کیلئے مجھے دُعا کے واسطے خاص توفیق ملی۔ ½-۱۰ بجے گاڑی مہسانہ جنکشن پر پہنچی، مہسانہ سے کیشوڈ جانے کیلئے سیدھا راستہ ویرگام کا ہے مگر قادیان کے سٹیشن ماسٹر صاحب نے یہ ٹکٹ مجھے براستہ احمد آباد دیا تھا جس سے مجھے قریباً پچاس میل کا چکر پڑا۔ ساڑھے بارہ بجے گاڑی احمد آباد پہنچی، ویرگام جانے والی گاڑی ½-۴ بجے روانہ ہو گی، یا پھر ½-۷ بجے۔ اکیلے آدمی کیلئے ان تین گھنٹوں

KHILAFAT LIBRARY

خاص ڈاکخانہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۷-۱-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ میری ماہوار آمد گیارہ روپے ماہوار ہے ۔ میں اس کا دسواں حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا ۔ میری وفات کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

العبد شیخ وزیر محمد نو مسلم موصی مذکور نشان انگوٹھا گواہ شد عطاء الرحمن کلرک تعلیم و تربیت محلہ دارالضعفاء قادیان گواہ شد خیر الدین بقلم خود محلہ دارالضعفاء قادیان ۔

۴۰۸۸ ۔ منکہ محمد خورشید ولد محمد حسین قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن دھرم کوٹ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹-۱۲-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ۔ اسوقت میری آمد ماہوار بیس روپے ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اُس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۲۹-۱۲-۳۲

العبد محمد خورشید پٹواری حلقہ دودھ تحصیل ننکر گڑھ حال قادیان گواہ شد محمد ابراہیم سکیرٹری وصایا ننکانہ صاحب حال وارد قادیان دارالامان ۔ گواہ شد علی محمد کلرک ملٹری اکونٹنس میڈیکل سٹور ڈپو لاہور چھاؤنی حال وارد قادیان ۲۹-۱۲-۳۲

۴۰۴۲ منکہ عبدالرشید ولد مولوی نور محمد صاحب قریشی پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء سکنہ کھنہ ڈاکخانہ خاص تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ ۔

میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ۔ اسوقت میری تنخواہ ماہوار آمد مبلغ ۲۰ روپیہ ہے ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد :- عبدالرشید بقلم خود ۱-۱-۳۲

گواہ شد :- ڈاکٹر غلام مصطفےٰ سکرٹری وصایا لاہور

گواہ شد :- غلام محمد جماعت احمدیہ لاہور

۴۰۴۳ ۔ منکہ سراج الدین ولد ملک شرف الدین قوم ککے زئی پیشہ تجارت عمر پچاس سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۰۷ء سکنہ سمبڑیال ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۰-۱-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

ایک مکان پختہ واقعہ قصبہ سمبڑیال اور ایک کنال زمین ڈھاب سمبڑیال اور ایک سو بیس ایکڑ زمین ریاست راج ہیلا میں ہے ۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ بیوپار پر ہے ۔ میں اپنے نفع تجارت کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ اور میری جائیداد جو بوقت وفات ہوگی اس کا حق بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ۱/۱۰ حصہ کا ہوگا اور اگر کوئی روپیہ جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو وہ روپیہ جائیداد کی قیمت کے ۱/۱۰ حصہ میں منہا کر دیا جائے گا ۔

العبد بقلم خود سراج الدین ولد ملک شرف دین ککے زئی سکنہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ ۔

گواہ شد اللہ رکھا ولد ملک کرم الٰہی قوم ککے زئی سکنہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ملک فیروز الدین ولد حسین محمد بقلم خود

۳۸۰۰ منکہ محمد الدین ولد ولیداد قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۸ مئی ۱۹۲۶ء ساکن گلانوالی ڈاکخانہ لگوہال تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۶-۱-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرے مرنے کے وقت کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو اُسکے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

اراضی چاہی ۲ بیگہ اراضی بارانی ۲ بیگہ ۶ امرلہ چاہی و بارانی واقع موضع گلانواں والی مذکور علاوہ ازیں ۱۶ ایکڑ زمین میں سے ایک بلاک واقعہ چک ۱۶۴ تحصیل ڈوگری ضلع تھرپارکر علاقہ سندھ جو اسوقت غیر آباد ہے اُمید ہے کوشش سے اچھا ہو جاوے گا ۔ علاوہ ازیں حصہ مویشی جو مشترکہ میرے برادر زادہ محمد علی مبارک علی پسران نبی بخش جو قیمت میرے حصہ کی قریباً ایک سو روپیہ ہے فقط

العبد :- محمد الدین ولد چوہدری ولیداد احمدی ساکن گلانوالی ڈاکخانہ لگوہال ضلع امرتسر گواہ شد چوہدری بلند بخش سکیرٹری جماعت احمدیہ گلانوالی گواہ شد حکیم محمد فیروز الدین انسپکٹر بیت المال

۳۷۸۸ سماۃ مریم زوجہ محمد شفیع قوم ککے زئی عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن نوشہرہ ککے زئیاں ۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۳-۹-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے زیور طلائی قیمتی تین صد پینسٹھ روپے -/365 ایک سینے والی مشین قیمتی چالیس روپے -/40 نقد مبلغ -/85 روپیہ بابت حصہ زمین -/1050 ایک ہزار پچاس روپیہ جو میری والدہ نے مجھے دیا ہے ان سب کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کی طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا ۔ اور آئندہ جس چیز یا رقم کی میں مالک ہوں گی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۲۳-۹-۳۲ ۔

میں اس کی تصدیق کرتا ہوں

محمد شفیع خاوند موصیہ ۲۳-۹-۳۲

گواہ شد عبدالرحیم کلرک پوسٹ آفس کیمبل پور ۲۳-۹-۳۲

گواہ شد :- محمد الدین امین آباد ککے زئی حال ملازم پولیس کیمبل پور ۲۳-۹-۳۲

KHILAFAT LIBRARY

کا گذارنا بہت دوبھر ہے۔ ہوٹل سے کھانا کھایا۔ ہوٹل والے نے معقول دام وصول کئے مگر گھر کے کھانے کا لطف کہاں، ساڑھے چار بجے کی گاڑی پر ویرگام روانہ ہوا۔ ساڑھے سات بجے گاڑی ویرگام پہنچی۔ آگے رات کو بارہ بجے کی گاڑی راجکوٹ اور کیشوڈ وغیرہ کی طرف جانے والی تھی، ان چار پانچ گھنٹوں کا گذارنا کارے دارد، سفر میں کم از کم دو آدمی ہونے چاہئیں۔ اکیلے کیلئے سفر تو بعض اوقات مصیبت ہو جاتا ہے۔ اس طرف کے لوگ محبتی اور متواضع ہیں، ٹھیک بارہ بجے ویرگام کی طرف گاڑی روانہ ہوئی۔ مجھے الحمدللہ! آج بھی سونے کیلئے جگہ مل گئی۔ اور نیند بھی اچھی آگئی۔

۲۵ نومبر ۳۴ء میں نے سیرت ڈے کس طرح منایا

۲۵ نومبر کو ½۵ بجے آنکھ کھلی، ضروریات سے فارغ ہو کر نماز پڑھی آج ۲۵ نومبر ہے اور سیرت نبوی کا تبلیغی ڈے ہے۔ ۲۱ نومبر کو ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کا آدمی میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ اگر آپ سیرت نبوی کے جلسوں پر باہر تشریف لے جا سکیں تو مہربانی ہوگی۔ میں نے جواباً کہا کہ میں سفر کیلئے تیاری کر چکا ہوں۔ اب سفر کے ارادہ کو ملتوی کرنا بہت مشکل ہے۔ ہاں اگر ایک روز قبل مجھے آپ کی طرف سے اطلاع ہوتی تو میں بخوشی اپنے ارادہ سفر کو ملتوی کر سکتا تھا مگر میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جہاں بھی تبلیغی ڈے آئے گا انشاء اللہ میں اسے منانے کی کوشش کرونگا۔ چونکہ آج تبلیغی ڈے ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ سفر کی حالت میں یہ مبارک دن کیسے منایا جائے۔ چنانچہ یہ تجویز میرے سامنے آئی کہ رفیقان ہمسفر کی پہلے چلتی ٹرین میں ہی چائے سے تواضع کی جائے اور اس کے بعد یہ مبارک دن منایا جائے۔ مگر سٹیشن پر ایک ہی وقت میں پچیس تیس پیالیوں کا مہیا ہونا اور پھر دس پندرہ منٹ اس چار لوٹی سے اس قدر آدمیوں کا فارغ ہو جانا قریباً ناممکن تھا۔ لہٰذا یہ تجویز چھوڑنی پڑی، معاً ایک اور تجویز میرے سامنے آئی وہ یہ کہ میرے پاس کچھ الائچیاں تھیں۔ پہلے میں نے حاضرین میں دو دو چار چار الائچیاں تقسیم کیں جس سے یہ سب کے سب مسافر میری طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر میں نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر کو اس طرح شروع کیا:۔

"صاحبان! آپ نے دیکھا کہ ان الائچیوں کا ذائقہ کیسا خوشگوار ہے اور ان کی بھینی بھینی خوشبو کیسی دلربا ہے ــــ مگر یہ خوشبو اور اس کا ذائقہ عارضی ہے۔ میں آپ کو ایک ایسی خوشبو کا پتہ دیتا ہوں جو اس سے زیادہ خوشگوار، زیادہ منموہنی، اور پھر مستقل ہے، اتنی مستقل کہ اس دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا (پرلوک) میں بھی آپ کا ساتھ دیگی، گویا جو چیز میں اس وقت آپ کو دے رہا ہوں وہ سدابہار کے پھول ہیں اور وہ ایمانی خوشبو یا دھرم کی سوگندتا ہے، مبارک ہے وہ جو اس خوشبو سے مستفیض ہوتا ہے اور یہ خوشبو آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال پہلے دنیا میں آچکی ہے اور جس کو سونگھ کر کروڑہا لوگ اپنے آپ کو دائمی سورگ (بہشت) کے وارث بنا چکے، اور اس خوشبو کے لانے والے جس سے تمام دنیا مہک اٹھی، عرب دیس کے رہنے والے شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج تھے جنہوں نے اپنی خوشبو سے تمام دنیا کی گندگی کو دور کر کے خوشبودار بنا دیا۔ اور جن کی دھارمک شکتی یعنی ایمانی قوت نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ جب اس جگت گوروؐ کا عرب دیس میں ظہور ہوا۔ اس وقت تمام دنیا پر پاپوں کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ دور کیوں جاؤ۔ اگر ہم اس وقت کے ہندوستان کو لیں تو جہاں ایک طرف ۳۳ کروڑ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ وہاں دوسری طرف وام مارگ کا دور دورہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے بعض لوگ وام مارگ کو نہ سمجھتے ہوں، اس لئے میں مختصر الفاظ میں کچھ اس کا ذکر بھی کئے دیتا ہوں وام مارگ ایک مذہب تھا، جس کا چلن اس وقت نہایت زوروں پر تھا، اس میں وہی شخص زیادہ دھرماتما، رشی اور بزرگ سمجھا جاتا تھا، جو زیادہ شرابی اور زانی ہو، بعض حالات میں اس مذہب میں ــــ کی بھی امتیاز نہیں ہوتی تھی غرضیکہ خدا پرستی، راستی، تہذیب اس جہاں سے مفقود ہو چکی تھی، ایسی حالت میں عرب دیس سے ایک مہرشی اٹھا۔ جس نے باواز بلند کہا

ایکو برہم دوتیا ناستے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جس نے دنیا کو پکار کر کہا۔ لوگو! زنا بہت بری چیز ہے، اس کو ترک کر دو، شراب ایک نجس چیز ہے اس کو چھوڑ دو، اس کی آواز کیا تھی سمجھو کہ بجلی کی کڑک تھی، جس سے بحر و بر گونج اٹھے، اور جس کی موثر آواز نے بلاشبہ انسانوں کو دیوتا بنا دیا، اور جس نے اس کا دامن پکڑا وہ گویا چاہ ضلالت اور تاریکی سے نکل کر نورانی دنیا میں آگیا، اور اس مہرشی یعنی شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج کی مہما وید مقدس میں بھی گائی گئی ہے۔ یعنی سام وید دوسرا حصہ باب پنجم فصل اول پرپاٹھک ۱۳ ۲ میں یہ لکھا ہے " وہ مہر مقدس رسم کا مربی، رعد والا نہایت تعریف کیا گیا اندر قلعوں کا توڑنے والا جوان عقیل بے انداز قوت کا پیدا کیا گیا، تو نے اسے پتھر رکھنے والے کے گایوں سے مالا مال گڑھے کو پھاڑا، یہ دیوتا دباتے ہوئے تیرے پہلو میں آئے اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی۔ انہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کہیں کثرت سے عطیے آتے ہیں"

اب اس منتر میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب کا سب شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج پر عائد ہوتا ہے مثلاً نہایت تعریف کیا گیا۔ یہ ترجمہ ہے آپ کے نام مبارک محمدؐ کا، اور محمدؐ کے معنی ہی ہیں بہت تعریف کیا گیا، اور پھر پتھر رکھنے والا کہکے جو پکارا گیا ہے یہ آپ کے حجر اسود کے نصب کرنے کی طرف صریح اشارہ ہے۔ اور یہ ایسا تاریخی واقعہ ہے کہ جس پر سب مورخ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم یکساں متفق ہیں۔ گڑھا کھودنے والا اس سے مراد خندق کا کھودنا ہے۔ یہ بھی حضور پرنورؐ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ جب ابو سفیان دس ہزار کے لشکر جرار سے مدینہ پر حملہ آور ہوا اور شہر کے یہودی بھی سب عہد و پیمان توڑ کر دشمن کے حامی ہو گئے تو وہاں آنحضرت صلعم نے شہر کی حفاظت کیلئے

KHILAFAT LIBRARY

ایک خندق کھدوائی - اس منتر میں جس آنے والے مہرشی کی خوشخبری دی گئی ہے اور اس کی نسبت جن علامات کا پتہ دیا گیا ہے، وہ سب کی سب آنحضرت صلعم کی ذات والا صفات پر ٹھیک اترتی ہیں اور پھر آنحضورؐ کے تشریف لانے سے پہلے دنیا میں انسانیت کی کوئی قدر نہ تھی بعض حالات میں انسانوں سے کُتوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا، محض اسلئے کہ ایک اچھے گھر میں پیدا ہوا اور دوسرا کہلانے والے بُرے گھر میں پیدا ہوا - اس مہرشی نے اس بدی کے برخلاف بھی اپنی پرزور آواز بلند کی اور کہا **اکرمکم عند اللہ اتقاکم** یعنی تم میں وہی بڑا ہے جو زیادہ خدا پرست اور خدا خوف ہے - لہٰذا آپ کو بھی اس مہرشی کے پوتر جیون پر غور کرنا چاہئیے اور اس کے جیون پر اپنی شردھا کے پھول چڑھانے چاہئیں - حاضرین نے میرے اس محبت بھرے پیغام کو نہایت توجہ سے سُنا - ان میں سے ایک دوست جن کا نام گوپال جی داس تھا اور جو علاقہ کچھ کے رہنے والے تھے، انہوں نے کہا، کہ مسلمانوں کے اور اصول تو اچھے ہیں مگر دو تین باتیں بہت بُری ہیں - اس کا جواب دیجئے اول شراب پینا، دوم گوشت کھانا سوم ایک سے زیادہ بیویاں کرنا - میں نے کہا کہ شراب تو اسلام میں بالکل حرام ہے، باقی رہا گوشت کا کھانا یہ کھشتری دھرم ہے یعنی بہادروں کا شیوہ، جیسا کہ شری رام چندر جی مہاراج جنگل میں ہرنوں کا شکار کرتے تھے، اور ان کا گوشت بھی کھاتے تھے، باقی رہا ایک سے زیادہ بیویوں کا سوال، اسلام میں ضرورتاً ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے - حکم نہیں ہے، اور پھر آپ غور کیجئے کہ خود آپ کے رشیوں اور مہارشیوں کا طریق عمل اس کے متعلق کیا تھا - دیکھئے ایک بہت بڑے رشی گذرے ہیں، ان کی ۱۰۰ بیویاں تھیں اور مہارشی یاگ ولکیہ جن کا درجہ ویدک دھرمی رشیوں میں بہت بلند ہے کی دو بیویاں تھیں - راجہ جسرتھ کی تین رانیاں تھیں - اور کرشن جی مہاراج کی آٹھ بیویاں تھیں - تو اس صورت میں آپ کا اعتراض ایک سے زیادہ بیویوں پر بے فائدہ ہے - یہ جواب سنکر وہ صاحب خاموش ہو گئے - اس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ آپ یہ فرمائیے کہ شانتی (اطمینانِ قلب) کیسے نصیب ہو سکتا ہے - میں نے کہا - ادھرم کو چھوڑنے اور دھرم کو گرہن (اختیار) کرنے سے میں نے کہا کہ آپ عرب کے مہارشی کا جیون چرتر پڑھیں یا ان کا دامن پکڑ لیں - آپ پر خود بخود دھرم اور ادھرم ظاہر ہو جائے گا - کیونکہ جب تک اپنے آپ کو کسی بزرگ ترین ہستی کے ساتھ وابستہ نہ کیا جائے تب تک شانتی اور دھرم حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ تلسی رامائن میں گوسائیں تلسی داس جی مہاراج فرماتے ہیں ؎

سرتا جل جل ندھ میں آئی
ہوئیے اچل جم جن ہر بھائی

یعنی چھوٹی چھوٹی ندیاں جو اضطرابی حالت میں اچھل رہی ہیں جب سمندر میں پڑتی ہیں تو ان میں ایسا ہی سکون پیدا ہو جاتا ہے - جیسا کہ ایک چنچل طبع آدمی کسی مہاتما کا سنگ کر کے شانتی حاصل کر لیتا ہے"۔

الحمدللہ! میری یہ تبلیغ بہت مؤثر ثابت ہوئی - اور سب دوستوں نے جن میں بیشتر حصہ ہندو جنٹلمینوں کا تھا نہایت توجہ اور محبت سے سُنا - دراصل تبلیغ بھی ایک ٹیکٹ کو چاہتی ہے - جب قادیان میں یوم تبلیغ منایا جاتا ہے - جہاں اوروں کے لئے بعض اوقات ایک یا دو آدمیوں کے کانوں تک بھی آواز پہنچانی مشکل ہو جاتی ہے، میں بفضل ایزدی تھوڑے ہی وقت میں ۲۵ - ۳۰ آدمیوں کے کانوں تک آواز پہنچا دیتا ہوں جو نہایت محبت کے ساتھ سنتے اور اثر لے کر جاتے ہیں اور اس آواز پہنچانے میں میرے مکرم بھائی چودھری غلام محمد صاحب بی اے بھی عموماً میرے ساتھ ہی ہوتے ہیں - مگر انہوں نے اپنے لئے نہایت آسان ڈیوٹی تجویز کی ہوئی ہے ---- اور میرا کام تبلیغ کرنا ہے - کیسی عمدہ تقسیم ہے ؎

قسمت کیا ہر شخص کو قسام ازل نے ❊ جو شخص کہ جس کام کے قابل نظر آیا
بُلبُل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ❊ غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

اس سفر میں سوائے دہلی کے میں نے کہیں کھانا نہیں کھایا صرف فروٹ پر گذارہ ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبانی تو بشاش موقوف ہے اور طبیعت میں شگفتگی، گو کچھ کمزوری ہے مگر اس شگفتگی کے مقابلہ میں کمزوری کی کیا حقیقت - قریباً ۳½ بجے گاڑی کیشوڈ سٹیشن پر پہنچی - کیشوڈ سے منگرول قریباً ۱۶ میل ہے - وہاں سے موٹر یا لاری کی سواری مل جاتی ہے - ایک شخص نے اسٹیشن پر اترتے ہی مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ کا نام مولانا محمد یوسف صاحب ہے؟ میں نے کہا - ہاں! اُنہوں نے کہا کہ ریاست کی موٹر آپ کی منتظر ہے اور کل سے یہ موٹر آ رہی ہے -

منگرول میں داخلہ

۳ بجکر ۲۵ منٹ پر میں کیشوڈ سے روانہ ہوا - اور ۴ بجے منگرول پہنچ گیا - شاہی مہمان خانہ میں میرا قیام ہوا - جس کے دو پر تکلف کمرے، ایک غسلخانہ اور ایک پاخانہ ہے - ڈرائنگ روم میں ایک گول میز اور چھ سپرنگدار کرسیاں ہیں اور دوسرے کمرے میں پانچ کرسیاں، ایک بڑا آئینہ، ایک پلنگ اور دو میز ایک کھانا کھانے کا اور دوسرا لکھنے وغیرہ کے لئے جا کر چائے پی اور کچھ آرام کیا - ۵ بجے مولوی مرتضیٰ خان صاحب انسپکٹر آف سکولز ملنے کیلئے تشریف لائے - بہت ملنسار آدمی ہیں ان سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی - لگاتار تین راتیں اور قریباً تین ہی دن سفر میں رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی میں گاڑی کے کمرے میں ہی بیٹھا ہوا ہوں - یہاں کا موسم نہایت خوشگوار ہے - رات کو ایک چادر میں انسان بخوشی سو سکتا ہے ایسا عمدہ موسم جیسا ہمارے ہاں شروع اکتوبر کا ہوتا ہے شروع اکتوبر کے موسم کو میں اس لئے اچھا کہتا ہوں کہ لوگ اسے اچھا کہتے ہیں حالانکہ میرے لئے یہ موسم بہت ہی کم سازگار ہوتا ہے اب تو اللہ کے فضل سے مجھے کئی سالوں سے آرام ہے ورنہ بسا اوقات دمہ کی بیماری اسی موسم میں عود کرتی تھی - نگرے بھی اسی موسم میں زور کرتے تھے - اور اس سال کا اکتوبر تو میرے لئے ایک ایسی ذہنی تکلیف کا موجب ہوا کہ شاید ہی پانچ سات راتیں اچھی طرح نیند آئی ہو - مگر یہ ایک انفرادی کیس اور جدا فی صورت ہے - اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عام طور پر اکتوبر کی

KHILAFAT LIBRARY

بہت تعریف کی جاتی ہے۔ اس لئے میں بھی تعریف کرتا ہوں، رات کے ۱۰ بجے بستر پر گیا۔ نیند اچھی طرح نہیں آئی، اس نیند نہ آنے میں کچھ مچھر کا اثر بھی ہے۔ یہاں مچھر زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

۲۶ نومبر ۱۹۳۴ء

۲۶ نومبر کو قریباً ۱/۲ ۵ بجے اٹھا ضروریات سے فارغ ہوا۔ نماز پڑھی، غسل کیا، کپڑے بدلے، چائے پی، اتنے میں ۹ ہو گئے۔ اور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب تشریف لے آئے کہ سرکار نے آپکو یاد فرمایا ہے۔ پرائیویٹ سکرٹری صاحب کا نام مسٹر امیر الدین صاحب ہے۔ صاحب خلق، ملنسار نوجوان زمانہ کے نشیب و فراز سے آگاہ، غرضیکہ جو خوبیاں ایک پرائیویٹ سکرٹری میں ہونی چاہئیں۔ وہ قریباً ان میں موجود ہیں۔ میں دو گھوڑے کی گاڑی میں بیٹھکر ان کے ساتھ ہو لیا۔ جناب نواب صاحب بہادر شہر سے باہر داتار منزل میں قیام فرماتے ہیں۔ جہاں ۹ بجکر ۲ منٹ پر پہنچ گئے۔ پہنچنے سے ۵ منٹ بعد میری یاد ہوئی، نواب صاحب مجھے دیکھکر از راہ کرم کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ آپ کی طبیعت ناساز تھی اور عالم ضعیفی۔ سچ ہے ؎

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

نہایت محبت سے ملے۔ سادگی کا یہ عالم کہ باوجود والئی ریاست ہونے کے جو لباس حضور نے زیب تن فرمایا ہوا تھا وہ کسی صورت میں بھی پندرہ روپے سے زیادہ کا نہ ہوگا۔ دیگر فرنیچر میں بھی سادگی اور ستھرا پن تھا۔ یہ نظارہ دیکھکر میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔ کہ میں ایک کاٹھیاواڑ کے والی ریاست کے سامنے بیٹھا ہوں یا کاٹھیاواڑ کے خضر کی مجلس میں بیٹھا ہوں حضور نواب صاحب سے ملاقات کر کے قدرتاً مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ میں نے زندگی میں ایکدفعہ اور کاٹھیاواڑ کے خضر کو دیکھ لیا۔ حضور کی صحت پہلے کی نسبت کمزور، مگر چہرہ پر وہی بشاشت، طبیعت میں وہی اطمینان، گفتگو میں وہی شگفتگی، وہاں نائب دیوان جناب کانتی لعل صاحب ایم۔ اے سے ملاقات ہوئی۔ جو ایک صاحب اخلاق جنٹلمین ہیں اور وہیں حکیم بہر علی صاحب میر منشی سے ملاقات ہوئی جو علاوہ خوشنویس ہونے کے منشی بھی بہت اچھے ہیں۔ قریباً چالیس منٹ حضور سے ملاقات رہی۔ اور پھر میں نے ۱/۲ ۱۰ بجے واپس آکر چند خطوط لکھے۔ سوامی دیانند اور ان کی تعلیم مصنفہ خواجہ غلام حسنین صاحب پانی پتی کا مطالعہ کیا۔ گو اس کتاب میں میرے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ مگر جس عمدہ طریق سے خواجہ صاحب موصوف نے اس کتاب کو مرتب کیا۔ اور جو مؤثر نتائج اخذ کئے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ عبارت کی سلاست اور پھر سلجھے ہوئے لہجہ نے اس تصنیف کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب موصوف نے آریہ سماج کے سامنے ایسا بوجھل پتھر پھینک دیا ہے جس کا اٹھانا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ مفصل ریویو میں اس کتاب پر پھر کرونگا۔ ۳ بجے مجھے سیر کرانے کیلئے جناب ابا شیخ محمد صاحب جو مہمان خانہ کے منیجر بھی ہیں، موٹر لے آئے، میں نے اسلامیہ سکول، مسلم گرلز سکول، پاور ہاؤس اور اصطبل دیکھا، اسلامیہ سکول اور مسلم گرلز سکول یہ جناب نواب صاحب بہادر کی توجہ اور فیاضی کا نتیجہ ہے کہ اس علاقہ کے مسلمان جو آج سے چند سال قبل جاہل مطلق تھے، علم کی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد مجھے اصطبل دکھلایا گیا جس میں گھوڑوں کی تعداد قریباً ۲۵ تھی۔ اور بعض گھوڑے تو نہایت ہی بہترین نسل کے تھے مجھے بتلایا گیا کہ اس قسم کے دو اصطبل اور بھی ہیں۔ اس سیر میں جناب مرتضیٰ خاں صاحب بی۔ اے بھی میرے ساتھ ہی تھے۔

پاور ہاؤس نہایت خوبصورت ہے۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی ہے، جو انجنیر صاحب کی شستہ طبیعت کا شاہد حال ہے۔ پاور ہاؤس سے تمام شہر اور داتار منزل جو شہر سے ۲، ۱/۲ ۲ میل کے فاصلہ پر ہے، روشنی مہیا ہوتی ہے۔ ۱/۲ ۴ بجے واپس ڈیرے پر آیا۔ چائے پی، نماز پڑھی پھر ابا شیخ محمد صاحب موٹر لے کر آ گئے، اسلامیہ سکول کا بورڈنگ دیکھا قریباً ۷۰ لڑکے داخل تھے، بورڈنگ کی عمارت نہایت اعلیٰ، انتظام قابل تعریف ان ۷۰ مسلم بورڈروں کو کھانا کپڑے، کتب غرضیکہ جملہ ضروریات سب سرکار دولت مدار کی طرف سے یعنی ان کی ذاتی پاکٹ سے مہیا ہوتی ہیں اور کھانا انہیں ایسا اچھا ملتا ہے کہ متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسا اچھا کھانا شاید ہی اپنے گھروں میں کھا سکتے ہوں۔ نواب صاحب بہادر کا ہزار ہا روپیہ ان یتیم اور مسکین بچوں کی بہتری پر خرچ ہو رہا ہے ان بچوں کے چہرے نہایت شگفتہ طبیعت میں چستی، گویا کہ جناب نواب صاحب بہادر کی فیاضی سے وہ اپنی مسکینی اور یتیمی کو بالکل بھول گئے ہیں۔ اور اس کار خیر کے لئے نواب صاحب بہادر کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے، اور پھر نواب صاحب بہادر کی توجہ عالیہ سے مسلم مستورات بھی علم کی دولت سے سرفراز ہو رہی ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اس ریاست کی مسلمان مستورات جو تعلیم میں نہ صرف بہت پیچھے بلکہ ایک گونہ جہالت میں مبتلا تھیں۔ علم کی دولت سے مالا مال ہو جائیں گی۔ مسلم بورڈنگ ہاؤس میں بڑھئی اور درزی کلاسز بھی ہیں، کلب گھر اور گرلز سکول کا بورڈنگ زیر تعمیر بھی دیکھا، دونوں عمارتوں کی بلڈنگیں نہایت شاندار اور جائے وقوع برمحل، پھر سمندر کی سیر کی۔ شام کے وقت سمندر کی سیر اور اس کا نظارہ جو لطف دیتا ہے، اسے احاطۂ تحریر میں لانا ذرا مشکل۔ بندرگاہ سے ۶ بجے شام واپس لوٹے، نماز پڑھی، کھانا کھایا، مطالعہ کیا، اور ۱/۲ ۹ بجے بستر پر گیا، نیند بالکل نہیں آتی، ہر سو کروٹیں بدلتا ہوں مگر بے فائدہ۔ گویا کہ نیند کی دیوی مجھ سے روٹھ گئی ہے، اب میں نے کروٹیں بدلنی بھی ترک کر دیں، گویا اس کو منانے کے لئے اس کے سامنے مؤدب اور بالکل خاموش ہو گیا ہوں، شاید وہ مان جائے، مگر وہ ماننے کا نام نہیں لیتی۔ میں نے اسے خوش کرنے یا منانے کیلئے ایک اور حیلہ سوچا، وہ یہ کہ اب میں اسے میٹھے میٹھے بھجن سنا رہا ہوں، کہ شاید دیوی اس طرح ہی مان جائے، مگر اس کی ضد خدا کی پناہ، ماننے میں آتی ہی نہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ مچھروں کا کرخت راگ زخم پر نمک پاشی کر رہا ہے آخر میں نیند کی دیوی کو مناتے مناتے تنگ آ گیا۔ اتنا تنگ کہ تنگ آمد بجنگ آمد، آخر میں نے تنگ آ کر کہدیا کہ اگر تجھے میری ضرورت نہیں تو جا مجھے بھی تیری ضرورت نہیں، لہٰذا میں پلنگ سے اٹھ بیٹھا، بجلی کی روشنی نے میرے کمرے کو دن بنایا ہوا ہے میں ایک ہندی کا رسالہ لے کر بیٹھ گیا۔ اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا، آج کل میں ہندی کا مطالعہ زیادہ رکھتا ہوں کیونکہ فرقان کریم کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے، اس کیلئے مجھے زیادہ مطالعہ کی ضرورت ہے، میں نے یہ سلسلہ ایک گھنٹہ ہی جاری رکھا ہوگا، آخر میرا استقلال رنگ لایا ایک گھنٹہ کے بعد نیند نے مجھے منانا شروع کر دیا، پہلے تو خیال آیا کہ میں بھی روٹھوں اور اتنا روٹھوں کہ آئندہ کیلئے اسے سبق آ جائے۔ مگر پھر میں نے کہا کہ ضد اچھی نہیں، لہٰذا میں نے اسکی آمد کو خوش آمدید کہا اور بستر پر چلا گیا۔

۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء

اسوقت ۳ بجے ہیں، نیند فوراً آ گئی ۶ بجے آنکھ کھلی، ضروریات سے فارغ ہوا نماز پڑھی، غسل کیا، چائے

KHILAFAT LIBRARY

پی۔ تلاوت کی، مگر نیند کم آنے کا اثر جسم میں نمایاں ہے۔ سر بوجھل جسم میں ایک گونہ تھکاوٹ، اب ۹½ ہو چکے جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب تشریف لائے کہ سرکار نے آپ کو یاد فرمایا ہے، قریباً ۱۰ بجے ہز ہائینس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خاصی دیر تک مختلف موضوع پر حضور سے گفتگو ہوتی رہی، ۱۱ بجے وہاں سے لوٹا، قریباً ایک درجن خطوط لکھے کھانا کھایا، لیٹ گیا۔ آج سے میرا کھانا شاہی مطبخ سے آرہا ہے اور یہ سرکار کی خاص مہربانی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد کچھ لیٹا، مگر میں دن کے وقت سونے کا عادی نہیں، اس لئے باوجود جسم میں تکان ہونے کے نیند نہ آئی۔ اُٹھکر نماز پڑھی، پھر کچھ کتب اور اخبارات کا مطالعہ کیا، ۴ بجے چائے پی، ۵ بجے جناب شیخ محمد صاحب منیجر مہمان خانہ موٹر لے کر آگئے انکے ہمراہ ۵ بجے سیر کو گیا، پرانا شاہی محل دیکھا، جو بہت شاندار اور اس قدر اونچا کہ اس سے تمام شہر اور اس کا گرد و نواح بخوبی نظر آرہا ہے، نظارہ نہایت پر لطف آج کل اسکی مرمت ہو رہی ہے، پھر بندرگاہ پر گئے، واپسی پر ہسپتال دیکھا، واپس آیا، کھانا کھایا، مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی۔اے ۷½ بجے سے ۹ بجے تک میرے پاس بیٹھے رہے، ان کی صحبت میں وقت بہت اچھا گذرا، پھر نماز پڑھنے کے بعد قریباً ۱۰ بجے بستر پر گیا، آج میں نے مچھر دانی لگائی ہے، لہٰذا آج مچھر کے کرخت راگ اور پھر اس کے گزند سے محفوظ ہوں، آج ایسی بھرپور نیند آئی۔ کہ سب کسر نکل گئی، گویا آج نیند مجھ پر مہربان ہے،

۲۸ نومبر ۱۹۳۴ء صبح ۵ بجے ایک مبشر خواب دیکھا ایسا خواب کہ اب بھی لطف دے رہا ہے، صبح ۵½ بجے آنکھ کھلی، ضروریات سے فارغ ہو نماز پڑھی، پھر ۶ بجے لیٹ گیا، ۷ بجے اُٹھا، غسل کیا، ناشتہ کھایا، مطالعہ کتب میں مصروف ہو گیا، اسی اثناء میں پرائیویٹ سکرٹری صاحب تشریف لائے، کہ سرکار نے آپ کو یاد فرمایا ہے، قریباً ایک گھنٹہ حضور سے ملاقات رہی، نواب صاحب نے فرمایا کہ میری طبیعت یہاں کچھ ناساز ہو گئی ہے، لہٰذا میں آج "سیپیے" جاؤں گا ("سیپیہ" ریاست میں ایک گاؤں منگرول سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں کی آب و ہوا صحت افزا ہے) میں نے عرض کیا کہ حضور پھر میں بھی اجازت چاہتا ہوں، حضور سے ملاقات کی خواہش تھی سو الحمد للہ پوری ہو گئی، اُنہوں نے فرمایا، یہ آپ کا گھر ہے، آپ چند روز اور ٹھہریئے، میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے اور آنحضرت صلعم کی گورمکھی سیرت زیر تصنیف، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کام جلد بر سر انجام ہو سکیں اس پر حضور نے فرمایا کہ جانے سے قبل ایک دفعہ "سیپیہ" ضرور تشریف لائیں، پرائیویٹ سکرٹری صاحب کو ارشاد فرمایا کہ آپ انہیں کل صبح اپنے ہمراہ لائیں۔ ۱۱ بجے واپس آیا ۱۲ بجے کھانا کھایا، اخبارات پڑھے، کتب کا مطالعہ کیا۔ ۳½ بجے جناب شیخ محمد صاحب مہتمم مہمان خانہ معہ موٹر پہنچ گئے، ہندو کنیا پاٹھشالہ دیکھی۔ ہیڈ مسٹرس جو ایک ٹرینڈ ہندو لیڈی ہیں سکول کا ضبط اچھا، لڑکیوں کا سینے پرونے اور کشیدے کا کام دیکھا جو قابل تعریف تھا، سندی اور گجراتی لکھائی دیکھی، گجراتی تو میں نہیں جانتا مگر سندی لکھائی بلاشبہ دیدہ زیب تھی۔ لڑکیوں نے کچھ گجراتی گیت گائے، گجراتی زبان گو میں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر میں نے اتنا اندازہ لگا لیا کہ یہ گیت خدا کی تعریف میں از قسم بھجن ہیں، اس کے بعد لڑکوں کا گجراتی سکول دیکھا پھر جامع مسجد دیکھی، جامع مسجد بہت وسیع ہے، اتنی وسیع میرا خیال ہے کہ کاٹھیاواڑ میں شاید ہی کوئی اور اتنی بڑی مسجد ہو عمارت پرانی ہے مگر بہت مضبوط۔ سب عمارت پتھر کی ہے اور پتھروں میں جو بعض بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ اُنہیں دیکھکر قدیمی صنعت کی داد دینی پڑتی ہے۔ بعض پتھر اس قدر وزنی ہیں کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ انہیں اس قدر اونچائی پر کس طرح لیجایا گیا ہوگا۔ ۵ بجے واپس آیا۔ نماز پڑھی، چائے پی، بعض ہندی کتب کا مطالعہ کیا۔ قریباً ۷½ بجے مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی۔اے تشریف لائے جو ۹ بجے تک بیٹھے رہے، ۹½ بجے کھانا کھایا اور بعد از نماز ۱۰ بجے بستر پر گیا۔ کل تیاری ہے اس لئے بعض چیزیں سنبھالیں، ضرب المثل ہے کہ ؏ "مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال" میں اپنی طرف سے مصمم ارادہ کئے بیٹھا تھا کہ کل ۵ بجے انشاء اللہ واپس روانہ ہوں گا۔ مگر جب رات کے ۱۲ بجے میری آنکھ کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ سر میں درد، گلے میں تکلیف دہ خراش، نتھنے گرم، اتنے گرم کہ خدا کی پناہ، کمر میں درد، ہاتھ پاؤں میں جلن، تمام جسم میں اتنا کھچاؤ سمجھو کہ پٹھے تنے جارہے ہیں، اعضاء شکنی، پیشاب بھی نہایت جلن کے ساتھ آیا، گویا یہ انفلوئنزا کا حملہ تھا، جس کا آغاز نہایت تکلیف دہ تھا۔ آج سے گیارہ سال قبل جبکہ دہلی میں میرا لیکچر تھا وہاں بھی اسی بیماری کی یہی اُٹھان تھی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں دہلی سے قریباً نیم زندہ واپس آیا اور پورے چار ماہ انفلوئنزا اور اس کے عواقب میں مبتلا رہا، لہٰذا یہ حالت دیکھکر میرا دل بیٹھ گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع سے دُعائیں کیں اور طبیعت میں ایسا سوز پیدا ہوا کہ ایسا سوز دکھ میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سوز میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اور دوستوں کیلئے بھی دُعا کی توفیق دی، اس کے بعد میں لیٹ گیا، مگر نیند بہت بے ترتیبی تھی۔

۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء صبح ۶ بجے اُٹھا، بمشکل نماز پڑھی، قریباً ۹ بجے موٹر لیکر پرائیویٹ سکرٹری صاحب تشریف لائے کیونکہ کل طے ہو چکا تھا کہ میں ان کے ہمراہ کل صبح "سیپا" جاؤں گا، مگر اُنہوں نے نقشہ ہی دگرگوں پایا۔ سرکار کی خدمت میں میں نے اپنی بیماری کا عریضہ لکھا، جس کا جواب جناب نواب صاحب کی طرف سے یہ آیا۔

جناب مولانا المکرم!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی علالت مزاج کا حال معلوم ہو کر مجھے تعلق خاطر ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی عنایت سے جلد سے جلد شفا عطا فرمائے۔ والسلام

چیف میڈیکل آفیسر مسٹر گاتھاسو، اتفاق سے آج بیمار ہیں، ان کے نائب جو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں بہت چست ہیں، کئی دفعہ دیکھنے کیلئے آئے۔ مہتمم مہمان خانہ جناب شیخ محمد صاحب اور ان کے نائب جناب محمد صاحب کئی دفعہ آئے۔ مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی۔اے تو قریباً میرے پاس ہی رہے۔ پرائیویٹ سکرٹری دو دفعہ تشریف لائے، سوائے دودھ، سوڈا اور دوائی کے اور کوئی چیز استعمال نہیں کی گئی۔ گو آج بیچینی سخت ہے، مگر بہترین طبی مدد کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ بیماری بڑھی نہیں، رات ۱۲ بجے تک سخت بیچینی رہی۔ اس کے بعد نیند بہت آرام کی آگئی۔

۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء صبح ۶ بجے آنکھ کھلی، کمزوری بہت ہے مگر الحمد للہ! بخار کا آرام معلوم ہوتا ہے۔ آٹھ بجے ایک اور صاحب آئے کہ سرکار نے بیمار پرسی فرمائی ہے کہ رات کیسی

KHILAFAT LIBRARY

طبیعت رہی۔ پھر پرائیویٹ سکرٹری صاحب بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ پھر ڈاکٹر گاتھا صاحب چیف میڈیکل آفیسر تشریف لائے، یہ بہت شریف الطبع صاحب خلق کاٹھیاواڑی جنٹلمین ہیں انہوں نے ٹمپریچر لیا، اور فرمانے لگے، کہ اس وقت بخار نہیں اور کل والی دوائی ہی استعمال کرتے رہیں۔ بخار رک جائے گا میں دن کے بارہ بجے کے قریب آرام کرسی پر لیٹا ہوا تھا کہ میری برائے نام آنکھ لگ گئی۔ اس وقت میں نے ایک بہت پر لطف خواب دیکھا، جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو نسبتاً زیادہ صحتور اور بشاش پایا۔ آج بھی سوائے دودھ سوڈا اور دوائی کے اور کوئی چیز استعمال نہیں کی گئی، شام کو جناب مسٹر فصیح الحق صاحب کسٹم آفیسر ملنے کیلئے تشریف لائے، مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بھی خاصی دیر بیٹھے رہے۔ آج رات کو بھی صرف دودھ ہی پیا۔ الحمد للہ! اب میں اپنے آپ کو تندرست پاتا ہوں، صرف کمزوری ہے۔ رات نیند معمولی آئی۔

یکم دسمبر ۱۹۳۴ء صبح ۶ بجے آنکھ کھلی۔ ۸ بجے پرائیویٹ سکرٹری صاحب بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔ آج تیاری ہے اور میں اسباب وغیرہ باندھ رہا ہوں۔ ہندو کنیا پاٹھشالہ گجراتی سکول۔ مسلم سکول۔ مسلم بورڈنگ ہاؤس وغیرہ کی معائنہ کی کتابیں میری میز پر پڑی ہیں۔ کہ میں ان میں اپنی رائے کا اظہار کروں، اچھا انتظام دیکھکر میرا دل بھی چاہتا تھا کہ میں کچھ لکھوں مگر بیماری کی وجہ سے کمزوری غالب اور پھر جانے کی تیاری، اس لئے میں کچھ نہ لکھ سکا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ منگرول سے ۵ بجے روانہ ہوا۔ قریباً ۶ بجے سٹیشن پر پہنچا ۸½ بجے کی گاڑی پر سوار ہوا۔ میرے اردگرد سب کاٹھیاواڑی جنٹلمین ہیں۔ اور ان میں سے بعض مجھے تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک میاں بیوی بھی اس گاڑی میں سوار ہیں۔ بیوی بیمار ہے۔ کھانسی زیادہ جسم اسقدر کمزور ہو چکا ہے۔ کہ اب خشک کانٹا نظر آرہی ہے۔ اس کا خاوند بہت بے چین ہے، ۵-۵ منٹ کے بعد اسے اٹھنا پڑتا ہے۔ اسی گاڑی میں چند ایک اور ہندو عورتیں آگئیں، جو لباس سے آسودہ حال معلوم ہوتی ہیں جب وہ عورتیں اندر داخل ہونے لگیں، تو بیمار عورت نے انہیں بہت روکا مگر وہ کیوں رکتیں۔ جب یہ عورتیں اندر آکر بیٹھ گئیں تو انہوں نے اس روکنے والی بیمار عورت کے ساتھ بہت ہمدردی کا اظہار کیا، مجھے ان کا یہ جذبہ بہت پسند آیا کہ یہ عورتیں اس کے روکنے کے جذبہ کو بالکل بھول گئی ہیں اور اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کر رہی ہیں۔ ۱۲ بجے کے بعد مجھے سونے کے لئے جگہ مل گئی مگر سفر میں نیند کہاں آسکتی ہے کبھی آنکھ لگ گئی اور کبھی کھل گئی، یہی صورت رہی۔ قریباً ۳ بجے وہ ہندو عورتیں ایک جنکشن پر اتریں، اتفاق سے میری بھی آنکھ کھل گئی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنا نقدی یا زیورات کا ایک بکس بھول گئیں، میں فوراً اٹھا اور دوڑ کر ان کو آواز دی کہ تمہارا بکس رہ گیا۔ ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی۔ اور بکس کو پاکر بہت خوش ہوئی اور کاٹھیاواڑی زبان میں اس نے میرا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

۲ دسمبر ۱۹۳۴ء ۶ بجے آنکھ کھلی۔ نماز پڑھی، ناشتہ کیا اللہ تعالیٰ خوش رکھے مولوی مرتضیٰ خاں صاحب کو انہوں نے میرے ساتھ انڈے اور وہاں کا ایک پھل جس کا نام پپیتہ ہے کافی مقدار میں کر دیا، پپیتہ مجھے خصوصیت سے بہت پسند آیا ذائقہ بھی خوشگوار اور قبض کشا۔ اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس میں وٹامین (حیاتین) کافی مقدار میں ہے، چنانچہ اب تو پپیتہ پنجاب میں بھی تیار ہو گئے ہیں۔ دہلی تک میں نے پپیتہ۔ انڈے، اور دودھ یا چائے ہی استعمال کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیشاب کم آیا اور اپنے کو صحتور محسوس کر رہا ہوں۔ جب گاڑی ویر گام سٹیشن پر پہنچی تو سب مسافروں کو نیچے اتار گیا، اور ہر ایک کے ٹرنک اور بستر کی تلاشی لی گئی، مگر الحمد للہ! کہ مجھے نہیں اتارا اور نہ ہی میرے بستر کی تلاشی لی گئی۔ ویرم گام سٹیشن پر خاصی دیر گاڑی کھڑی رہی، جب وہاں سے گاڑی روانہ ہوئی، تو میں نے مسافروں سے پوچھا۔ کہ اس تلاشی لینے کی وجہ۔ انہوں نے یہ کہا کہ بمبئی اور کراچی کے درمیان کئی ایک بندر گاہوں پر غیر ممالک کا سلکی کپڑا وغیرہ اترتا ہے اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ مال ٹیکس سے بچا رہتا ہے، اور وہ کپڑا وہاں بہت سستا فروخت ہوتا ہے اور یہاں اسلئے تلاشی لی جاتی ہے تاکہ اگر کوئی مسافر وہاں سے سستا کپڑا خرید کر لایا ہو تو اس کا محصول وصول کیا جائے ۴½ بجے گاڑی میہسانہ پہنچی۔ میہسانہ سے دہلی کا ٹکٹ لیا، اور ۵½ بجے میہسانہ سے دہلی اکسپرس پر سوار ہوا۔ بھیڑ اتنی ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں، مگر الحمد للہ! کوئی گیارہ بجے کے بعد رات کو سونے کیلئے جگہ مل گئی۔

۳ دسمبر ۱۹۳۴ء صبح ۵½ بجے آنکھ کھلی۔ نماز پڑھی ناشتہ کیا۔ اس رستہ کا منظر چنداں خوشگوار نہیں مگر یہ پھر بھی مجھے بہت بھلا معلوم ہو رہا ہے، کیونکہ میں اپنے وطن کی طرف جا رہا ہوں جے پور تک کافی بھیڑ رہی۔ اس کے بعد کم ہو گئی۔ میں نے کھدر کا قمیص پہنا ہوا تھا۔ میں نے ۵ر گز والی فلالین کے قمیص بھی پہنے ہیں۔ مگر میں آپ سے ٹھیک کہتا ہوں کہ ۵ر گز والی فلالین کی نسبت ۵ر گز کے کھدر کی قمیص زیادہ آرام دہ اور خادم ثابت ہوئی۔ مگر اس کھدر کی قمیص کو دیکھکر کہیں کہیں C.I.D. کے آدمی بھی ساتھ ہو لیتے تھے، میرے کھدر کے قمیص کو دیکھکر غالباً وہ مجھے "**کانگرس والا**" سمجھتے ہونگے۔ میرے پاس ایک پٹھان جنٹلمین انسپکٹر پولیس شیر دل خان صاحب بھی آبیٹھے، جن کا ہیڈ کوارٹر غالباً الور ہے۔ بہت ملنسار، بہت صاحب خلق، وہ میرے لئے کچھ فروٹ لائے، وہ فروٹ میرے لئے مضر تھا، اس لئے میں نے نہایت شکریہ سے انکار کر دیا۔ جب الور سٹیشن قریب آیا۔ تو وہ مجھے دور سے مشہور مقامات دکھلاتے رہے۔ اور انہوں نے مجھے بہت زور لگایا کہ آج اور کل کا دن یہاں ضرور ٹھہریں، نہایت اچھی اچھی جگہ کی آپ کو سیر کرائی جائے گی، مگر میرا ٹھہرنا مشکل تھا کیونکہ پیچھے کام کا غیر معمولی ہرج ہو رہا تھا، اس لئے میں نے سماجت سے عذر کر دیا۔ گاڑی ۸ بجکر ۱۰ منٹ پر دہلی پہنچی۔ ہوٹل میں جاکر کھانا کھایا، اگر میں یہ کہوں کہ آج میں نے پانچ دن کے بعد روٹی کھائی ہے تو یہ بالکل صحیح ہوگا، کھانا کھانے کے بعد دہلی سے قادیان کا ٹکٹ لیا۔ ۹ بجکر ۵ منٹ پر فرنٹیر میل دہلی سے روانہ ہوئی۔ جگہ اچھی مل گئی۔ رات کو نیند بھی اچھی آگئی۔ ایک سکھ جنٹلمین بوجہ جگہ کے نہ ہونے کے کھڑے تھے۔ میں چونکہ لیٹا ہوا تھا۔ میں نے ان کیلئے جگہ خالی کر دی کہ آپ اس جگہ تشریف رکھیئے۔ انہوں نے میرا بہت شکریہ ادا کیا۔ میں نے کہا شکریہ کی ضرورت نہیں۔ سکھ اور مسلمان باہمی بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے ایک بھائی کا فرض تھا کہ وہ دوسرے بھائی کیلئے سہولت مہیا کرتا وہ فرمانے لگے بھائی تو سبھی ہیں۔ پھر میرے بھائی ہونے کی کیا خصوصیت ہے۔ میں نے کہا اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں آپ شری گورو نانک دیوجی مہاراج کو اپنا گورو اعظم سمجھتے ہیں وہاں ہم بھی حضرت باوا صاحب موصوف کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ اس پر ان کے ساتھ کچھ عرصہ پر لطف تبلیغی گفتگو ہوتی رہی جسے دوسرے لوگ بھی خاص توجہ سے سنتے رہے، جب

KHILAFAT LIBRARY

میں دوران گفتگو گرنتھ صاحب کے شلوک پڑھتا تھا تو رفیقان سفر جن میں صرف ہندو اور سکھ ہی تھے، ان پر بہت اچھا اثر ہوتا تھا، آج فرنٹیر میل کچھ لیٹ ہے قریباً ۸½ بجے گاڑی امرتسر سٹیشن پر پہنچی۔ اتر کر ہوٹل سے ناشتہ کیا اور قریباً ۱۰½ بجے گاڑی امرتسر سے بطرف قادیان روانہ ہوئی۔ امرتسر کے سٹیشن پر ہی حضرت میاں بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

۴ نومبر ۱۹۳۴ء جب گاڑی بٹالہ سٹیشن پر پہنچی، بابو رحمت اللہ صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر مجھے دیکھکر آگئے اُنہوں نے فروٹ اور چائے لانے کی بہت کوشش کی مگر میں نے انہیں بصد مشکل روکا۔ جب گاڑی وڈالہ گرنتھیاں کے سٹیشن پر سے گذری تو مجھے منارۃ المسیح کو دیکھکر غیر معمولی خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں قادیان میں ایسا ہی خوش رہتا ہوں۔ جیسا باغ میں پرندہ۔ میں قریباً ۱۲½ بجے بخیر و عافیت اپنے گھر پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا، اب میں قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کی تکمیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ دوست دعا فرمادیں کہ یہ کام بخیر وخوبی بر سر انجام ہو۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جس کار خیر کی بھی توفیق ملے۔ بسا غنیمت۔ گورمکھی ترجمہ نے جو بے نظیر کام گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں میں کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، اور وقتاً فوقتاً دوست اخبار نور میں اسے ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ ہندی ترجمہ کی ضرورت اس سے بھی اشد ہے اور گو رکھی سیرت کی ضرورت تو کسی تشریح کی محتاج ہی نہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ غیر اقوام کی ذہنیتوں کو بدل سکیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم ایسا ٹھوس لٹریچر ان کے ہاتھوں میں دیں، تاکہ وہ عملی رنگ میں اس سے بہرہ ور ہوسکیں۔

ریویو

رسالہ درود شریف

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل کو جو آئے دن مفید لٹریچر سے جماعت کو مستفیض کرتے رہتے ہیں۔ اس زیر عنوان رسالہ میں جناب مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی جملہ تحریرات درود شریف کے برکات و فضائل کے متعلق یکجا جمع کردی ہیں اور اس کے علاوہ درود شریف کے متعلق یہ رسالہ اور بھی کئی ایک مفید باتوں کا مجموعہ ہے۔ غیر از جماعت لوگ جو ہم پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہمارے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر کم ہے، وہ اس رسالہ کو پڑھکر بخوبی اندازہ لگاسکیں گے کہ ہمارے دل میں حضور پر نور کی کس قدر عزت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو۔ حجم ۲۴۰ صفحات۔ کاغذ اعلےٰ لکھائی عمدہ، چھپائی دیدہ زیب، جلد دلکش، مضمون دلربا۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)

ملنے کا پتہ:۔ یہ رسالہ قادیان کے سب کتب فروشوں سے مل سکتا ہے۔

"موجی" کا سنت گرنمبر

اخبار موجی کے مالک جناب سردار چرن سنگھ صاحب نے یہ نمبر شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے جنم دن کی یادگار میں شائع کیا ہے؛ اس میں ملک کی قریباً سب بڑی بڑی اور چیدہ چیدہ ہستیوں کے مضامین شامل ہیں، حتیٰ کہ غیر ممالک سے بھی مضامین حاصل کئے گئے ہیں جو ایڈیٹر صاحب کی بلند ہمتی کا نتیجہ ہے، اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا بھی شری گورو نانک صاحب کے متعلق ایک قابل قدر مضمون ہے، لکھائی چھپائی، کاغذ سب بڑھیا، اگر میں یہ کہوں کہ اس نمبر نے ریکارڈ بیٹ کردیا ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا، بلاشبہ یہ نمبر گوناگوں دلچسپیوں کا مجموعہ ہے۔ بڑی تقطیع حجم ۸۴ صفحہ*

نمک کے فوائد اور نقصان

نمک ضروریات زندگی میں سے ہے، کھانے کو لذیذ اور خوش ذائقہ بنانے کیلئے ہی نہیں بلکہ صحت کیلئے بھی مناسب مقدار میں اس کا استعمال ضروری ہے اگر نمک نہ کھایا جائے تو خون کئی بیش قیمت اجزا سے محروم ہوجاتا ہے، بعض حالتوں میں معالج مجبور ہوتے ہیں کہ وہ مریض کو میٹھی غذاؤں سے روک کر صرف نمکین غذائیں کھانے کی ہدایت کریں۔

حفظان صحت کے اعتبار سے نمک کو جو بازار میں نہایت ارزاں فروخت ہوتا ہے، بہت اہمیت حاصل ہے، غریبوں کو قدرت کا ممنون ہونا چاہیئے، کہ اس نے نمک کی صورت میں ایسی سہل الحصول چیز عطا کردی جو سینکڑوں فوائد سے مملو ہے، ایک محقق لکھتا ہے کہ:۔

۱۔ کم سن بچے جو دانت نکال رہے ہوں، اکثر دستوں سے لاغر اور کمزور ہوجاتے ہیں، انہیں گرم پانی میں نمک ملاکر غسل دیا جائے تو ان کی جسمانی کمزوری رفع ہوجاتی ہے ان کے اعصاب کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور وہ آشوب چشم سے محفوظ رہتے ہیں۔

۲۔ بدہضمی و گرانی معدہ کی حالت میں نمک کا استعمال بہت مفید ہے، اگر پانی کے ایک گلاس میں تقریباً ۲ ماشہ نمک ڈال کر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ایک ایک گھونٹ پانی پیا جائے تو بدہضمی رفع ہوجاتی ہے، پانی کو اگر جوش دے لیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

۳۔ پانی میں نمک ملاکر اس پانی سے زخموں کو دھویا جائے تو وہ مقابلتاً جلد مندمل ہوجاتے ہیں اور بگڑنے نہیں پاتے۔

۴۔ نمک کا منجن دانتوں کیلئے بہت مفید ہے اگر خالص سرسوں کے تیل میں کسی قدر نمک ملاکر روزانہ دانتوں پر مل لیا جائے تو دانت چمکدار ہوجاتے ہیں اور ان میں کیڑا نہیں لگتا، مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا رک جاتا ہے اور منہ کی بدبو بھی زائل ہوجاتی ہے،

۵۔ پسا ہوا نمک شہد میں گوندھ کر کپڑے میں لپیٹ دیں اور اس پر مٹی لگاکر آگ میں رکھیں، جب مٹی خوب سرخ ہوجائے تو نمک کو اندر سے نکال کر پیس لیں اس میں سے ماشہ بھر کے قریب روزانہ صبح یا کھانے کے بعد استعمال کرنا نزلہ اور زکام

ص ۴۵

[ز]کام کی شکایت پیدا نہیں ہونے دیتا، اور جوڑوں کے درد کی شکایت کو بھی دور کردیتا ہے۔

۶۔ اگر بھوک نہ لگتی ہو اور معدے میں گرانی رہتی ہو، تو اجوائن اور نمک ملاکر روزانہ کھانا چاہیئے، اس سے کمی اشتہا کی شکایت رفع ہوگی، ریاح کا اخراج ہوگا۔

۷۔ آنکھوں کے ناخونہ اور جالا کی شکایت میں شیشہ نمک بطور سرمہ استعمال کرنا مفید پایا گیا ہے۔

ٹائیٹل رنگین، آرٹ پیپر، ایک فوٹو نہایت بڑھیا اور رنگین، باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت صرف ۱۲/ آنے۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر صاحب اخبار موجی، ہال بازار، امرتسر

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی ساختہ ادویہ

اور

پبلک کی گرویدگی!

جناب عبد الحمید صاحب جے پورا ضلع کٹک سے لکھتے ہیں کہ "بوجہ تقاضائے عمر اور دیگر حوادث کے میری صحت بالکل بگڑ چکی تھی۔ اس حالت میں بلاشبہ آپ کی ساختہ اکسیر اکبر ایک بے نظیر طاقت بخش ثابت ہوئی اور مجھے اس سے غیر معمولی فائدہ پہنچا۔ براہ کرم ایک اور شیشی اکسیر اکبر کی جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔" یہ ٹانک (اکسیر اکبر) جو کستوری۔ عنبر۔ سونے کا کشتہ اور دیگر کئی ایک قیمتی اور نایاب ادویہ کا مجموعہ ہے۔ قیمت سالم شیشی بیس روپے (عنہ ۲۰ر) محصول ڈاک علاوہ۔

جناب بابو محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ "آپ کی مرسلہ دوا اکسیر معدہ بہت ہی مفید اور زود اثر ثابت ہوئی۔ میں نے جب کبھی اسے استعمال کیا۔ نہایت ہی مفید پایا۔"

قیمت سالم شیشی دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

جناب مستری محمد علی صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ "میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے بیشمار حکما اور ڈاکٹروں کا علاج کرایا۔ مگر بے سود۔ ایک دوست کے کہنے پر آپ کا موتی سرمہ منگوایا جس نے غیر معمولی فائدہ دیا۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیں۔"

جناب عبد الحمید خاں صاحب مزنگ لاہور سے لکھتے ہیں کہ "اس سے قبل آپ کا ساختہ موتی سرمہ استعمال کیا گیا جس سے غیر معمولی فائدہ ہوا۔ اب مجھے آپ کی فرم کا پورا پورا اعتبار ہے لہٰذا حسب ذیل ادویہ بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

موتی سرمہ کی قیمت دو روپے آٹھ آنہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ جانب شرق نور ہسپتال قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

دوستوں کا شکریہ!

یکم نومبر کو جن دوستوں کے نام وی پی کئے گئے تھے اور ان میں سے جن دوستوں نے وصول فرمائے ہیں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کل میری توجہ کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی طرف ہے، نور کے مالی مشکلات ان کاموں کی تکمیل میں بسا اوقات سد راہ ہوتے رہتے ہیں۔ اگر دوست وقت پر اپنا وی پی وصول فرما لیا کریں، اور نور کی توسیع اشاعت میں ذرا توجہ سے کام لیں تو یہ مشکلات ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتے ہیں۔ نور سکھوں اور آریوں میں جس احسن طریق سے اہم تبلیغی فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست ہوں اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں۔ اگر کوئی صاحب یکمشت قیمت ادا نہ کر سکے تو دو تین اقساط میں بھی قیمت وصول کی جا سکتی ہے۔ اس وقت نور کی اعانت کرنا بلاشبہ یک کرشمہ دو کار کے مصداق ہے۔ ایک تو نور جیسا مجاہد پرچہ مضبوط قدموں پر کھڑا ہو سکیگا اور دوم خاکسار ایڈیٹر نور فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل میں مصروف ہے۔ نور کے مالی مشکلات سے بے فکر ہو کر اپنی توجہ کو اچھے رنگ میں اس طرف دے سکیگا۔ کئی طریق سے آپ نور کی مدد کر سکتے ہیں۔ خود خریدار بنئے اپنے دوستوں کے نام جاری کروائیے اور اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام پر تبلیغی پرچہ بھجوائیے کئی خواہشمند سکھوں اور آریوں کی درخواستیں وقتاً فوقتاً دفتر میں آتی رہتی ہیں۔ اور بوجہ فنڈ کے نہ ہونے کے انہیں مایوس ہونا پڑتا ہے۔ آپ نور بکڈپو کی بہترین تبلیغی کتابیں جن کا اشتہار اسی اخبار کے آخری صفحہ پر درج ہے۔ انہیں خرید کر بھی نور کے مالی مشکلات کے دور کرنے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ جملہ کتب کا سٹ خریدنے پر قیمت بھی نصف لی جائے گی۔ مجھے اپنے دوستوں سے توقع ہے کہ وہ اس آڑے وقت میں میرا ضرور ہاتھ بٹائیں گے، اور جن دوستوں کے وی پی ایک یا دوسری وجہ سے واپس ہو چکے ہیں وہ اپنا چندہ از راہ کرم بذریعہ منی آرڈر بھیجکر یا سالانہ جلسہ پر دستی ادا کر کے شکریہ کا موقعہ دیںگے۔

اخبار فاروق کا خاص نمبر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جو خطبات احرار اور گورنمنٹ کے متعلق متواتر تین جمعوں میں تمام احمدی احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے ہیں ان کو فاروق میں ایک جگہ شائع کیا گیا ہے، تاکہ ہر ایک احمدی دوست کو تینوں خطبوں سے بآسانی واقفیت ہو جائے، ساتھ ہی احراریوں کی وہ اشتعال انگیز تقریریں جو انہوں نے سلسلۂ عالیہ کیخلاف اپنے جلسہ میں حکام کی موجودگی میں کی ہیں، نقل کر دی ہیں، اس نمبر کی صرف پانسو کاپی زائد چھپوائی گئی ہے، فی پرچہ ۴ر (چار آنے) کے ٹکٹ ڈاک یا زائد پرچوں کیلئے درخواست وی پی بھیجکر پتہ ذیل سے منگوالیں۔

مینیجر فاروق، قادیان پنجاب

دھوکہ سے بچو!

جو چیز مفید ہونے کی وجہ سے مقبول عام ہو جاتی ہے، نکمے اور حریص لوگ اپنی نکمی چیز کا نام بھی اسی سے ملتا جلتا رکھکر ناواقفوں کو دھوکہ دینا شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ ایام جلسہ میں آپکو قادیان کے بازاروں وغیرہ میں بھی بعض ایسے آدمی نظر آئیں گے، جو اپنی ادویہ کے نام یا تو ہماری ادویات سے ملتے جلتے رکھکر یا اپنی ادویات کو نور اینڈ سنز کی تیار کردہ بتلا کر آپکو دھوکہ دینگے، آپ ایسے لوگوں سے بچئے۔ یہ ہمیں اسلئے لکھنے کی ضرورت پڑی کہ گذشتہ سال کئی ایک دوستوں کی شکائتیں آئیں کہ فلاں جگہ فلاں شخص آپ کے نام سے ادویات فروخت کر رہا تھا، اور ہم نے آپ کی ادویہ سمجھکر خریدیں مگر وہ ہمیں مضر پڑیں لہٰذا ہم یہ اعلان کر کے بری الذمہ ہوتے ہیں کہ ہماری تیار کردہ ادویات، آپ کو صرف دفتر اخبار نور ہی سے ملینگی۔ جو نور ہسپتال سے جانب شرق بڑی سڑک پر ہے، اور جو لوگ کسی کے کہنے کہانے پر ہماری ادویہ

KHILAFAT LIBRARY

مضرِ صحت چیزوں سے احتیاط کی ضرورت

بازاری اور مصنوعی گھی بھی مرض دق کا ایک سبب ہے،

آج کل کی سرکاری طبی سالانہ روئدادوں میں اعداد و شمار سے بتایا جایا کرتا ہے، کہ دق کے شکار دن بدن بڑھتے جارہے ہیں اور عورتیں سب سے زیادہ اس موذی مرض کی زد میں آتی ہیں، اس کا سبب تنگ و تاریک گھروں میں پردہ کا پابند ہونا ہے، ان روئدادوں سے پردہ کے مخالف اپنی فصاحت و بلاغت کیلئے مصالحہ حاصل کرتے، اور پردہ کی دھجیاں اڑایا کرتے ہیں، اس سے ہمیں اس جگہ مطلق بحث نہیں کہ پردہ کیا ہے اور اسے قائم رکھنا چاہیئے یا نہیں، کیونکہ یہ مضمون بہت فرسودہ ہوگیا ہے اور زمانہ خود اس کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ صادر کر دیگا، ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں، اعتدال پر قائم رہنے سے فائدے اور تجاوز کرنے سے نقصانات پہنچتے ہیں، پردہ کی خوبیاں بھی ظاہر ہو جائیں گی، اور بے اعتدالی کے نقصانات بھی ہویدا ہو جائیں گے۔

لیکن ہمیں سب سے زیادہ تعجب اس بات پر آیا کرتا ہے کہ پردہ کی مخالفت کے باوجود اس کے مخالف اس کی خودبخود پابندی کیا کرتے ہیں، دولت و عزت کا معیار یہی سمجھا جاتا ہے، عزت و حشمت بڑھتی جاتی ہے، بے پردہ بیویاں عوام کی نظروں سے اوجھل ہوتی جاتی ہیں اور پردہ میں بیٹھتی جاتی ہیں، عورتوں کا تو ذکر کیا مرد بھی پردہ کرنے لگتے ہیں، کیا بڑے افسر منظر عام پر آنے سے نہیں گریز کرتے؟ کیا ان کا دیدار مشکل سے حاصل نہیں ہوتا؟ معمولی سے معمولی آدمی بھی وضع کی پابندی کرتے ہوئے اپنی نشست کے دروازوں پر چکیں ڈال کے بیٹھتا ہے، تاکہ وہ خود آتے جاتوں کو نظر نہ آئے، وہ دوسروں کو برابر دیکھتا رہے، اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ پردہ آدمی کے خمیر میں داخل ہے گوہر بھی صدف میں مخفی ہے ایسی صورت میں ان روئدادوں کے لکھنے والوں کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ دق کے اصل اسباب کو تلاش کرنے کی زحمت نہ گوارا کرتے ہوئے غریب پردہ کو کوسا کریں۔ ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو طب کے ماہر بتاتے ہوئے اس کمبخت کے اصل اسباب کو نہیں پہچانتے!

اگر مختلف محکمے اپنی اپنی جگہ اچھا کام کرتے تو کوئی وجہ **محکمہ اصلاح دیہات** کے علیحدہ قائم کرنے کی نہ تھی، اصلاح دیہات کو منظم صورت دینے کے بعد نظر آیا کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، یہ ان تمام کاموں کا مجموعہ ہے جو مختلف محکمے ملک میں انجام دینے کا دعوےٰ کرتے ہیں، اور جن کے قیام پر ملک کا بیشمار روپیہ صرف ہورہا ہے، اصلاح دیہات کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ دیہاتیوں کی زندگی درست کی جائے اور وہ اسی طرح ٹھیک ہو سکتی ہے کہ وہ اس طرح کاشت کریں کہ پیداوار خوب ہو اور نفع اچھا ہو، ان کی صحت درست رہے ان کی مالی حالت درست رہے، ان کے مویشی ہٹے کٹے رہیں، اور زیادہ دودھ دیں، زیادہ کام کریں، وہ خود پڑھیں اور ان کی اولاد تعلیم کے فائدے حاصل کر کے دنیا میں ترقی کرے، وہ کسی طرح بھوکے نہ مریں، اور گھر بیٹھے دستکاری سے روپیہ کما سکیں، یہ سب کام محکمہ زراعت، حفظان صحت، امداد باہمی، اصلاح و افزائش مویشیاں اور تعلیم کے محکمے کر رہے ہیں، ہم **اصلاح دیہات** کا محکمہ جداگانہ قائم کرنے سے زیادہ سے زیادہ یہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ ان سب محکموں کا اشتراک عمل ایک مرکز پر ہو، اور ان کے نتائج کی جانچ پڑتال وہاں ہو سکے۔

حفظانِ صحت کے متعلق محکمہ متعلقہ کچھ ہی کر رہا ہو اب یہ کام **محکمہ اصلاح دیہات** کا رہ جاتا ہے کہ وہ دیکھے کہ امراض کی تشخیص درست طور پر کی جاتی ہے یا نہیں، تبلیغ و تلقین کے دفتروں پر یہ کام ختم نہیں ہو جاتا، کیونکہ محض ان دفتروں کا انبار تو ایسا ہے کہ این دفتر بے معنی غرق مے ناب ادنیٰ اشتہاروں اور کتبوں کی اشاعت بیکار محض ہے، کہانیوں اور گانوں کے ذریعہ بیداری اسی وقت پیدا کی جا سکتی ہے جب کسی بات کی جڑ پکڑ لی جائے اور پھر اس کو مدنظر رکھ کے تلقین کی جائے۔

نگران صحت بیبیوں کا تقرر جس غرض سے کیا گیا، بادی النظر میں معقول تھا، لیکن دس بارہ برس کی تگ و دو نے ثابت کر دیا کہ ان کے چہرے مسیحائی نہیں کر سکتے، نہ ان کی تشریف آوری کسی مرض کا علاج ہو سکتی ہے وہ خود اصول طب سے واقف نہیں ہوتیں، یہ کام طبیبوں کا ہے۔ ان کا کام یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھیں کہ کسی عام بیماری کے اسباب کیا ہیں، اور اپنی جستجو کے نتائج محکمہ طبابت میں بھیجیں، گو یہ شکل انتشار پیدا کرتی ہے، کام تو یہ محکمہ طب کا ہی ہے لیکن خیر۔ جب **محکمہ اصلاح دیہات** اپنے نگرانان صحت کے ذریعہ حفظان صحت میں مددگار ہونا چاہتا ہے، تو اسے معقول طور سے اپنا کام انجام دینا چاہیئے، اپنے مقام کے جواز کے لئے اسے کارکردگی کی نئی صورتیں قائم کرنی چاہئیں۔

معمولی نظر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہندوستانیوں کی صحت کی بربادی کا باعث پردہ نہیں ہے۔ عورتیں زیادہ تعداد میں ضرور شکار ہوتی ہیں، لیکن مرد بھی کم اس کی زد میں نہیں آتے، کیا وہ بھی پردہ ہی کرتے ہیں، اور گھر کی چاردیواریوں میں گھسے بیٹھے رہتے ہیں؟ دونوں کے مرض کے اسباب ایک ہی ہیں، لیکن مرد اپنی جسمانی ساخت اور روزانہ مشاغل سے اس مرض کا مقابلہ دیر تک کرتا ہے، اور بعض اوقات اس پر غالب بھی آجاتا ہے، عورتوں کی نزاکت اور کمزوری اور ان کے محدود مشاغل انہیں لقمۂ اجل بنا دیتے ہیں میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں، کہ دق کا سب سے بڑا سبب موجودہ زمانہ کا گھی ہے، خالص گھی کا ملنا نہایت دشوار ہے حقیقت میں اصلی گھی صرف انہی کو مل سکتا ہے جو گائے بھینس خود پالیں ان مویشیوں کو بھی وہی پال سکتے ہیں جو ان کی خدمت خود کر سکیں، آج کل ملازم نہیں ملتے، تعلیم یافتہ سینکڑوں مل جائیں گے لیکن ایسے کاموں کیلئے نوکر ملنے دشوار ہیں، اگر کوئی یہ سمجھے کہ نوکر رکھ کے وہ مویشی پال سکتا ہے بڑی غلطی کرتا ہے، آج نوکر ناخوش ہو کر چلا جاتا ہے، چلئے دو چار دن میں ہی اپنے قیمتی مویشی کو اونے پونے فروخت کرنا پڑ جائیگا، ورنہ ان کی موجودگی سر پر بڑا بار ہو جائے گی، نتیجہ یہ ہے کہ جو صاحب معذور ہوں، اور مویشی کی خدمت خود نہیں کر سکتے، تو وہ بھی

KHILAFAT LIBRARY

اصلی گھی حاصل نہیں کر سکتے۔ گھی پہلے بھی کہیں کہیں خراب بکتا تھا، لیکن یہ وبا عالمگیر نہ تھی، ملاوٹ بھی کی جاتی تھی، تو وہ چیزیں مقررہ تھیں، چربی ملائی جاتی تھی، اطمینان یہ ہوتا تھا کہ ہندو نہ ملاویگا۔ ہندو کے یہاں سے بغیر چربی کا گھی مل سکیگا اب حالت یہ ہے کہ یورپ سے بناسپتی گھی آتا ہے جس کی تین قسمیں ہیں۔ پانچ روپیہ کا کنستر، اس گھی کا رنگ پیلا ہوتا ہے، گائے کا گھی معلوم ہوگا، گو اس میں خوشبو نہ ہوگی۔ حلوائی عام طور سے اسے استعمال کرتے ہیں، دوسری قسم کا کنستر ۸عہ میں آتا ہے، اس کا رنگ سفید ہوتا ہے دانے دار خوشنما ہوتا ہے، آدمی دیکھتے ہی پھڑک جاتا ہے کہ بس یہ اصلی گھی ہے لیکن اس میں گھی کی خوشبو نہیں ہوتی، اس میں ذرا سا گھی ملا کے وارے نیارے کئے جاتے ہیں۔ عنہ ۲ ۵ر میں اصلی گھی کر کے بک جاتا ہے۔ تیسری قسم کے بناسپتی گھی کا کنستر عنہ ۱۰ ۵ر میں آتا ہے۔ اس میں گھی کی خوشبو بھی آتی ہے جو خدا جانے کس طرح پیدا کر دی گئی ہے اس میں اصلی گھی کے ملانے کی بھی ضرورت نہیں، اُگنے کے دُگنے ہو جاتے ہیں۔ اس گھی کے علاوہ مونگ پھلی کا تیل بھی ملایا جاتا ہے۔ ملانے کا طریقہ یہ ہے کہ دودھ جمانے کے وقت اس بناوٹی گھی یا تیل کو اصلی دودھ میں ملا دیا جاتا ہے، صبح کو وہ بلوتے وقت مکھن کے ساتھ مل جل کے نکل آتا ہے، تیل کے علاوہ گائے، بھینس، بکری کی چربی کے علاوہ ان کے بھیر پگھلانے پر بالکل گھی کی شکل ہو جاتے ہیں یہ چربی بھی بلونے سے پہلے ملائی جاتی ہے اب آپ بتائیں کہ یہ فرضی گھی صحت کے لئے مفید ہے یا مضر، آجکل زکام نزلہ، کھانسی عام امراض ہیں۔ جو لوگ گھی کم کھاتے ہیں یا اس کی جگہ تیل کھاتے ہیں۔ تندرست رہتے ہیں۔ سرسوں کا تیل نہایت ہی مفید چیز ہے، جو قومیں اسے استعمال کرتی ہیں نہایت تندرست ہیں، ان کے دماغ روشن ہیں ان کے بال بہت ہی دیر میں جا کر سفید ہوتے ہیں، ان کے جسم کی جلد جوانوں کی طرح بڑھاپے میں بھی تنی رہتی ہے، انگریز گھی نہیں کھاتے، مکھن اور چربی استعمال کرتے ہیں، وہ تندرست رہتے ہیں۔ گھی ہمارے لئے اب ایک مصیبت بن گیا ہے ہمارے ملک میں بھی جو لوگ محض چربی استعمال کرتے ہیں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی، اب آپ ستم ظریفی دیکھئے کہ کسی موقعہ پر وہ غریب گھی استعمال کرتے ہیں تو بیمار ہو جاتے ہیں میں نے ایک قصائی کو دیکھا، جو چربی دار گوشت کھاتا تھا، پہلے اسے گھی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کے بیوی کے بچہ پیدا ہوا۔ محض اس خیال سے کہ گھی طاقت دیتا ہے اور بڑی چیز ہے زچہ کو گھی کی اچھوانی اور گوند کھانے وغیرہ دئے گئے اور گھر کی ہنڈیا میں بھی یہ گرانقدر طاقت بخش چیز استعمال کی جانے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین دن میں ہی وہ سب کے سب نزلہ زکام کھانسی میں ایسے جکڑے گئے کہ ہفتوں میں جا کے سیدھے ہوئے، مگر اُنہیں اس مصیبت کا اصلی سبب معلوم نہ ہوا، میں نے ان کی حالت پر غور کیا، اور ان کی تکلیفوں کا منبع گھی پایا۔ یہ وہ بھی بتانے سے سمجھ گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ گھی فائدہ کی بجائے نقصان دیتا ہے اور اس کا مدام استعمال زکام نزلہ کو بگاڑ کے دق کا باعث ہو جاتا ہے۔ آج کل عام بیماری کی جو شکایت پائی جاتی ہے اس کا سب سے بڑا باعث یہ گھی ہے، محکمہ اصلاح دیہات کو سب سے پہلے اس کا انتظام کرنا چاہئے۔ وہ علاج درست تھا، جو کچھ عرصہ ہوا مجلس واضعان قانون نے سوچا تھا، کہ اس مصنوعہ گھی کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دیا جائے، مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ بظاہر اس میں کامیابی مشکل ہی نظر آتی ہے لیکن ہاتھ پاؤں ضرور مارتے رہنے چاہئیں۔ ممکن ہے کبھی بالا ہاتھ آ جائے، جب تک اس میں کامیابی ہو ایسے لوگوں کو سخت سزائیں دی جائیں۔ جو بناوٹی گھی بیچتے ہیں۔ انہیں تعزیرات ہند کی دغا و فریب کی دفعات میں پکڑا جا سکتا ہے، اس کو معمولی جرم نہ سمجھا جائے، ملک کی صحت و عافیت اس پر منحصر ہے دور دور گاؤں میں یہ وبا پھیلی ہوئی ہے، شہروں سے آ کے مونگ پھلی کا تیل اور بناسپتی گھی لیجاتے ہیں۔ اور گھر جا کے تھوڑے سے اصلی گھی میں ملا کے اصلی گھی کہہ کے بیچتے ہیں۔ آج کل کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ گھی اصلی ہے یا مصنوعی۔ بعض ایسی چالاکی کر جاتے ہیں کہ دو تین دن گھی کی خوشبو آتی رہتی ہے۔ پھر وہ بھی غائب ہو جاتی ہے۔ لینے والے کو اس خوشبو سے دھوکا ہو جاتا ہے۔ لوگ اصلی گھی کی شکل بھول گئے ہیں۔ ہر طرف ہائے ہو کی آواز آ رہی ہے۔ لوگ اس زہریلے جرم سے مر رہے ہیں اور عقل کے پتلے پردہ غریب میں ہزاروں کیڑے ڈالتے ہیں۔

محکمہ اصلاح دیہات کو چاہئے کہ وہ مصنوعی گھی کی فروخت ناممکن کر دے، یہ کچھ مشکل بات نہیں، سکاؤٹ کس کام کیلئے ہیں۔ ان کو اس جستجو میں لگا دیا جائے، ان کے فرائض میں اس کو داخل کر دیا جائے، پولیس والوں سے یہ کام لیا جائے نگرانان صحت اس کام کو انجام دیں۔

گھی کے بعد خوراک کی جن چیزوں نے صحت پر بُرا اثر ڈال رکھا ہے وہ چینی (قند، شکر) اور آٹا ہیں، جب تک دیسی کھانڈ استعمال کی جاتی رہی۔ کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ حال میں یورپ کے ایک بڑے ڈاکٹر نے اعلان کیا ہے کہ معدہ کے ناسور کا باعث آج کل کی چینی کی روز افزوں نفاست ہے جوں جوں چینی نفیس ہوتی جاتی ہے یہ مرض بڑھتا چلا جا رہا ہے معدہ کا زخم معدہ کی خرابیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ کہیں ذیابطیس کی شکایت ہے اور کہیں پھیپھڑے کے مرض پیدا ہو رہے ہیں۔ نتیجہ وہی دق!

کوشش کی جائے کہ لوگ دیسی کھانڈ استعمال کریں اس سے ملک کی ایک صنعت بند ہونے کے بجائے زوروں سے جاری ہو جائے گی۔ اور بہت سے بیکاروں کیلئے معاش پیدا ہو جائیگی پہلے پسنہاریاں آٹا پیستی تھیں۔ گھر آ کے گیہوں پھٹکتی اور تول کے لے جاتی تھیں۔ پیسنے کے بعد خود ہی آٹا تول کے چھانتی اور گھڑوں کنستروں میں بھر جاتی تھیں۔ اب چکی کا استعمال بند ہے بند نہیں تو بند ہونے کے قریب ہے۔ غریب سے غریب بھی انجن کا پسا ہوا آٹا کھاتا ہے۔ کوئی لکیر کا فقیر چکی کا پسا کھانا چاہتا ہے اور پانچ چھ پیسے دھڑی پر بھی کسی پسنہاری کو گیہوں دیتا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد جب اُسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی وہ انجن کا آٹا کھا رہا ہے تو اسے سخت صدمہ ہوتا ہے مگر آج کل بے ایمانی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے، بی پسنہاری گیہوں لے جا کے انجن پر ڈال آتی ہے اور وہاں تین پیسے دھڑی دیکے اس "دقیانوسی" سے چھ پیسے وصول کر لیتی ہے۔ اس کو اُلّو بنا کے اپنا اُلّو سیدھا کر لیتی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ انجن کی چکی گیہوں کے اصلی غذائی جزو کو جلا دیتی ہے۔ اس کا آٹا دیر ہضم اور کمزور ہو جاتا ہے اس سے لوگوں کے معدے خراب ہو کے طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہونے کی صورتیں نمودار ہو رہی ہیں۔ معدہ جسم کا بادشاہ ہے بدہضمی سے زکام نزلے پیدا ہو کے دق کی شکل اختیار کر لیتے ہیں دق پھیپھڑے سے ہی تعلق نہیں رکھتی۔ معدہ اور انتڑیوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پسنہاریوں کی جماعت کو پھر پیدا کیا

KHILAFAT LIBRARY

جائیے، اور جہاں یہ مشکل ہو تو مرد اس کام کو انجام دیں جس کی صورت یہ ہے کہ خراس قائم کئے جائیں، اس کا آٹا نہایت مفید ہے، اور گیہوں کا غذائی جزو قائم رہتا ہے، خراس پر زیادہ دام خرچ نہیں ہوں گے، یہ بھی ایک شعبہ بیکاروں کیلئے روٹی کمانے کا کھُل جائے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محکمہ اصلاح دیہات ملک و قوم کے لئے اسی وقت مفید ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ خوراک کی ان تینوں چیزوں کی اصلاح کو پیش نظر رکھ کے عملی اقدام کرے، تقریباً ہر صوبہ میں یہ محکمہ قائم ہو گیا ہے۔ اور ابھی اس کا کام محض یہ ہے، کہ نصائح و مواعظ اشتہاروں کے ذریعہ تقسیم کر رہا ہے جسے تعلیم یافتہ طبقہ کا بہت کم حصہ پڑھ رہا ہے۔ اس محکمہ کو ہر دلعزیزی اسیوقت حاصل ہو سکتی ہے جب وہ معاملہ کی تہ کو پہنچ کے فوری کام شروع کر دے، اشتہاروں سے کچھ نہیں ہوتا، ابتدائی زمانہ گزر چکا۔ نمائشوں اور تلقین سے بڑھنے کا وقت آ گیا ہے، شہروں کو جانے دیجئے، یہ غذائی وبا گاؤں میں خوب دخل پا چکی ہے اگر ہمارے دیہات بلحاظ صحت و طاقت تباہ ہو گئے۔ تو شہر اُن سے پہلے ختم ہو جائیں گے کیونکہ ہمارا دار ومدار دیہاتی آبادی ہے، اور اس کے مضبوط و توانا برقرار رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔

صحت کے قیام کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ظاہر ہے گھی، کھانڈ اور آٹا۔ اصلی حالت میں ملک والوں کو ملے، ملک اس نئے محکمہ سے جائز طور پر مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کا بیشتر حصہ ان تینوں چیزوں کے خالص رکھے جانے پر صرف کرے، اس لئے ہم اس محکمہ کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ملک کی اس فوری ضرورت پر اپنی توجہ منعطف کرے۔

(مولوی محمد ظفر (ایم اے ایل ایل بی)

جلسہ پر آنیوالے دوستوں کیلئے ضروری اطلاع

نور اینڈ سنز کی تیار کردہ جملہ ادویہ جن کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر درج ہے آپکو صرف دفتر اخبار نور ہی سے ملیں گی اور اسی طرح دفتر نور کی طرف سے شائع شدہ کتب جن کا اشتہار اسی اخبار کے صفحہ ۲۰ پر درج ہے یہ بھی آپکو دفتر اخبار نور ہی سے دستیاب ہونگی یہ تو دوستوں کو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ اب دفتر اخبار نور، نور ہسپتال
۴ سے جانب شرق بڑی سڑک پر چلا گیا ہے۔

وصایا

وصیت نمبر ۴۲۲۵

منکہ محمد ابراہیم ولد چوہدری محمد الدین صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن عزیز پور دگری، ڈاک خانہ بڈھاگورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری حسب ذیل جائداد ہے۔ چار حصہ ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان قیمتی -/۴۰ روپیہ۔ پراویڈنٹ فنڈ -/۱۰۰ روپیہ۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ کیونکہ زمین وغیرہ کے مالک میرے والد صاحب چوہدری محمد الدین موصی وصیت نمبر ۳۵۳۸ ہیں۔ میری ماہوار آمدنی -/۱۲/۱۸ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کرتا رہونگا، اور اگر کوئی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میرے مرنے کے بعد وصیت کی ادائیگی کے ذمہ دار میرے ورثاء ہونگے۔ العبد محمد ابراہیم احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ عزیز پور دگری بقلم خود۔ ۱ ۱/۳۴ گواہ شد بقلم خود غلام غوث احمدی از ترسکہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۱ ۱/۳۴۔ گواہ شد سردار خاں بقلم خود از عزیز پور دگری تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

وصیت نمبر ۴۲۲۶

منکہ سلطان بخش ولد خیر الدین مرحوم قوم جٹ گورایہ ساکن گنج تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱ ۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ کل زمین ملکیت اور رہن بائیس ۲۲ گھماؤں قیمتی -/۳۲۸۵ روپیہ پراویڈنٹ فنڈ -/۱۶۰۰ روپیہ مکان رہائشی قیمتی -/۴۰۰ روپیہ چاہ میں حصہ -/۱۰۰ روپیہ۔ میزان کل -/۵۳۸۵ روپیہ۔ لیکن میرے گذارے کی صورت ماہوار آمدنی پر بھی ہے۔ جو اس وقت -/۴۵ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کے علاوہ زمین سے جو آمدنی ہو گی (جو مقرر نہیں کی جا سکتی) میں تازیست اپنی ماہوار آمدن تنخواہ آمد زراعت کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں بعد وصیت کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میرے مرنے کے بعد میری وصیت کی ادائیگی کے ذمہ دار میرے ورثا ہونگے۔ العبد سلطان بخش از گنج تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد محمد شفیع ولد چوہدری سلطان بخش گواہ شد محمد ابراہیم احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ عزیز پور دگری تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

وصیت نمبر ۴۱۷۲

منکہ حشمت علی ولد نور محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۲۲ء ساکن پرجیاں خورد ڈاک خانہ پرجیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زمین تقریباً پندرہ بیگھہ واقعہ موضع پرجیاں خورد تحصیل نکودر جس کی کل قیمت اندازاً -/۲۵۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک مکان واقعہ موضع مذکور جسکی قیمت تخمیناً -/۷۵۰ روپیہ ہے اور نیز دس مرلہ زمین سفید برائے تعمیر مکان مبلغ -/۱۷۵ روپیہ واقعہ قادیان دارالامان خریدی ہوئی ہے اور اس وقت میری ماہوار آمد بصیغہ ملازمت عہ روپیہ ہے، جس کا ۱/۱۰ حصہ اور اس کے علاوہ زمین کی سالانہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد۔ حشمت علی پٹواری نہر ساکن ٹھٹھ کھرلاں ڈاکخانہ و تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ حکیم محمد اسمٰعیل انسپکٹر تبلیغ تحصیل حافظ آباد ۱۸ ۵/۳۴

گواہ شد۔ عبدالرحیم اورسیر حافظ آباد۔

KHILAFAT LIBRARY

گواہ شد:۔ غلام محمد خاوند موصیہ بقلم خود ۳۴/۱ ۳

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا بھکانہ عمّاب ۳۴/۱ ۳

۴۰۶۸ :۔ منکہ شیخ محمد عبداللہ ولد منشی فتح الدین صاحب مرحوم قوم لیڈر راجپوت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالامان قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۱۱ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت جائیداد ایک مکان بحصہ حدی، نیز خود پیدا کردہ واقعہ قصبہ قادیان ہے۔ اس میں میرے چار بھائی اور ایک بہن حصہ دار ہیں۔ جس کی کل قیمت تین ہزار روپیہ ہے اس میں میرا حصہ ۵۲۵ روپیہ کا ہوتا ہے۔ اس کا دسواں پچپن روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں جو انشاء اللہ اپنی زندگی میں ہی ادا کر دوں گا۔ بصورت دیگر میرے ترکہ سے وصول کر لیا جاوے۔ اس کے علاوہ میری آمدنی بھی ہے۔ جو غیر معین ہے اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر میرے مرنے کے بعد مذکورہ جائیداد کے علاوہ کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی اس قدر حصہ کی مالک مذکورہ انجمن عالیہ ہوگی۔ فقط

العبد محمد عبداللہ احمدی قادیانی بقلم خود

گواہ شد: سید زین العابدین ناظر دعوۃ و تبلیغ ۳۴/۱۱ ۱۴

گواہ شد:۔ علی محمد اجمیری مولوی فاضل کارکن نظارت دعوت تبلیغ۔

۴۰۶۶ منکہ محمد ابراہیم ولد عمر الدین قوم کھوکھر راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۲ء ساکن زنگیل پور۔ ڈاکخانہ خودپور تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۱۲ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمدنی مبلغ عـــہ روپیہ ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط

۳۳/۱۲ ۲۸ گواہ شد سید ولایت شاہ احمدی سکرٹری بقلم خود

العبد:۔ محمد ابراہیم احمدی زنگیل پور ڈاکخانہ خودپور براستہ بقلم خود تحصیل و ضلع لاہور گواہ شد:۔ غلام فرید ولد نور محمد قوم بھٹی ساکن خودپور ڈاکخانہ پار تحصیل شاہدرہ حال پٹواری۔

۴۰۷۳ سماۃ غلام فاطمہ زوجہ مستری محمد حسین قوم لوہار ذات کھوکھر پیشہ ملازمت۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لوہیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۲ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حق مہر ۵۰۰ روپیہ زیورات قیمتی -/۳۰۰ روپیہ جائیداد خانگی -/۲۰۰ روپیہ جو ایک ہزار قیمت ہوتی ہے۔ اسکے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ہو اس کے ۱/۸ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم وصیت کردہ حصہ میں سے وضع کر دی جائے گی۔ اگر میری زندگی میں اس سے زیادہ جائیداد بڑھ جاوے تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی وصیت کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط

العبد غلام فاطمہ موصیہ ساکن لوہیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد:۔ مستری محمد حسین خاوند موصیہ ساکن لوہیانوالہ ضلع گوجرانوالہ گواہ شد:۔ مرزا محمد حسین احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ

۴۰۴۵ ۔ منکہ سید سعید احمد بخاری ولد سید محمد حسین شاہ قوم سید احمدی عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سیدانوالی ڈاکخانہ کوٹلی امیر علی تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۹ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ اسی روپیہ ہے۔ اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط الرقوم العبد سید سعید احمد بخاری بی۔ اے اکونٹنٹ سنٹرل کوآپریٹو بنک کوہ مری ۳۴/۹ ۱۲

گواہ شد:۔ محمد سعید احمدی بقلم خود پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کوہ مری ۳۴/۹ ۱۲ گواہ شد بوستان خان بقلم خود سکرٹری وصایا انجمن احمدیہ کوہ مری ۳۴/۹ ۱۲

۴۰۶۵ منکہ عبدالرحیم ولد شیخ میر محمد قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۶ء ساکن پسرور ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۱۲ ۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان پختہ واقع نوشہرہ گاؤں میں ہے۔ اور دس مرلہ زمین قادیان میں محلہ دارالبرکات میں ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر بالکل نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد تنخواہ مبلغ -/۱۳۶ روپیہ پر ہے جس میں سے انکم ٹیکس اور معہ تخفیف کاٹ کر مبلغ -/۱۳/۱۲۷ روپیہ ملتے ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کی طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وصیت کی مد میں ادا کر دوں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد عبدالرحیم اوورسیر ۳۴/۱۲ ۶ گواہ شد محمد اصغر خان نمبردار بقلم خود گواہ شد محمد حیات خان سب انسپکٹر پولیس پنشنر حافظ آباد

۳۹۹۱ ۔ منکہ روشن دین ولد مطیع اللہ قوم کمہار عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن منگولے ڈاکخانہ جنڈوکے جٹاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۲ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اسوقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی دس مرلہ زمین واسطے سکونت کے قادیان محلہ دارالرحمت میں قیمتی ایک سو پچیس روپیہ کی خریدی ہے۔ اور پچاس روپیہ کے مویشی اسوقت میرے پاس ہیں۔ اور دو مانی گندم اس فصل ربیعہ ۱۹۳۳ء پر بوئے ہیں۔ اس موجودہ جائیداد کی کل قیمت دو سو پندرہ روپے ہے اس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور اپنی تمام عمر میں جتنی آمدنی ہوگی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ وصیت کرتا ہوا ادا کرتا رہونگا

العبد:۔ روشن دین ولد مطیع اللہ قوم کمہار ساکن منگولے ڈاکخانہ جنڈوکے جٹاں تحصیل نارووال نشان انگوٹھہ

گواہ شد بقلم خود اللہ بخش سکرٹری جماعت احمدیہ

گواہ شد چوہدری غلام الدین امیر جماعت احمدیہ منگولے

گواہ شد چوہدری غلام محمد انوبہ پریذیڈنٹ۔

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

سالانہ جلسہ پر از ۲۰ دسمبر تا یکم جنوری موتی سرمہ نصف قیمت پر، باقی ادویہ ۳/۴ قیمت پر۔ اس فہرست میں پوری قیمتیں درج ہیں

ملیریا سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟

آج کل ملیریا بخار کا موسم ہے، بلاشبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ در گور بنا دیتا ہے۔ اکسیر البدن اس موذی بیماری سے آپکو محفوظ رکھیگی، اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کر کے آپ کو تنومند بنائے گی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہو تو اسے بھی فی الفور دور کر کے آپکو زور آور بنائیگی۔ جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا وہ ہمیشہ کیلئے اس کے گرویدہ ہو گئے، کیونکہ ان پر یہ ثابت ہو گیا کہ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر پر ختم ہے، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں کہ "ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں"۔

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ/۸) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے موتی سرمہ سے اُن کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی، اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی، اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدون آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا، بے چینی، سستی اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری، وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالٰی آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپیے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عاکی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ، ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"۔ "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اس کی شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اُترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدے کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ۔ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمان صاحب ایر ایر آبزرویٹری

KHILAFAT LIBRARY

آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے بارہا "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی ہے، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی ہے ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بہت بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت صرف تین روپے، محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے، اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے، صرف ایک روپیہ، محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بینظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا اور اٹھتے وقت ستارے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی، اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤگولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، بالائی، انڈے، وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (عگار) محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلادینگی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے، محصولڈاک علاوہ

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جائے تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

KHILAFAT LIBRARY

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۲/۵ کے صرف ایک روپیہ بارہ آنہ

موتی کوڑیوں کے مول

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۲/۵ کے صرف ایک روپیہ بارہ آنہ

حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا، (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے موید تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے، کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی ومددگار رہے، اور سکھوں کے بانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲/عہ) محصولڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے سر اڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو، تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے، جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے، تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ، قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کے روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آوٹ لک، زمیندار، اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی، سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ، جھوک مہدی ۱/

یہ نو کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے دو آنے ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے

صرف ایک روپیہ بارہ آنہ، ورنہ نصف قیمت، محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور

KHILAFAT LIBRARY

۳۸۶۶ منکہ عبدالعزیز ولد میاں احمدالدین صاحب قوم راجپوت چوہان عمرہ ۴۸ سال بیعت جون ۱۹۰۵ء سکنہ گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۳/۲/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ دو مکانات واقعہ گوجرانوالہ جدی ہیں۔ اور ایک مکان ملحقہ ان مکانات کے رہن با قبضہ لیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں گھر کے برتن کارآمد روزمرہ میز کرسی۔ صندوق وغیرہ کے ہیں جن کی کل قیمت کا اندازہ -/۱۸۰۰ ایک ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت قریب پچاس روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی آمد ماہوار کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدرانجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو روپیہ وصیت کی مد میں حصہ جائیداد میں داخل کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ جائیداد مذکورہ بالا اس میرا نصف حصہ ہے۔ یکم فروری ۱۹۳۳ء العبد عبدالعزیز ولد احمد الدین بقلم خود گواہ شد چودھری دوست محمد خان ایم۔ اے بی ٹی گورنمنٹ ہائی سکول فاضلکا ۲۳/۲/۱ گواہ شد چودھری علی گوہر خان احمدی اول مدرس مدرسہ معظم ضلع فیروزپور ۲۳/۲/۵ گواہ شد حبیب اللہ ولد چودھری عبدالعزیز موصی کلرک آرسنل فیروزپور ۲۳/۲/۲

۴۰۰۷ سماۃ عظیم بی بی زوجہ میاں فضل الٰہی مرحوم ککے زئی افغان پیشہ زمیندارہ عمرہ ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۰ء ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۳/۲/۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائیداد اسوقت چھ صد روپیہ مالیت کی ہے جس کا تیسرا حصہ مبلغ دو صد روپیہ اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی انشاء اللہ تعالیٰ اگر اسقدر روپیہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو میرے ورثاء کے ذمہ اس کی ادائیگی لازم ہوگی اگر اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد ثابت ہوئی تو اس کا تیسرا حصہ بھی ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ العبد عظیم بی بی مذکور موصیہ نشان انگوٹھا موصیہ گواہ شد:۔ محمود الحق پسر موصیہ بقلم خود گواہ شد حافظ نور محمد بقلم خود الراقم الحروف کریم اللہ بقلم خود

۴۰۶۲ منکہ شیخ کریم الدین عباسی ولد علی بخش عباسی عمرہ ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن سامانہ ڈاکخانہ خاص تحصیل بھوانی گڑھ ضلع سنام ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳/۱۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد ایک مکان پختہ واقعہ محلہ ملکانہ مالیت ۲۰۰ روپیہ کا ہے۔ اگر میرے مرنے پر علاوہ اس جائیداد کے کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کی نسبت بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ میرے گزارہ کے لئے مجھے میرا بیٹا مبلغ پانچ روپے ماہوار دیتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ فقط والسلام العبد:۔ کریم الدین بقلم خود گواہ شد فضل الرحمٰن احمدی امیر جماعت احمدیہ سامانہ۔ گواہ شد امین الدین عباسی بقلم خود پسر موصی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سامانہ

۴۰۶۷ سماۃ برکت بی بی زوجہ چودھری دریامی قوم ارائیں عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳/۱۱/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے زیور معہ مہر یکصد روپیہ (زیور ۶۸ روپیہ مہر ۳۲ روپیہ) العبد برکت بی بی نشان انگوٹھا موصیہ مذکور گواہ شد مہرالدین بقلم خود گواہ شد محمد یعقوب کاتب پسر موصیہ از ننگل باغباناں

۴۰۷۰ سماۃ سیدہ رفعت بنت سید خصلت علی صاحب قوم سید عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳/۱۱/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اسوقت میری ماہوار آمدن مبلغ -/۲۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد رفعت بنت سید خصلت علی صاحب مرحوم بیوہ سید محمد احمد صاحب مرحوم ولد سید حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹ گواہ شد:۔ سید عبدالجمیل احمدی بقلم خود ولد میر حامد شاہ صاحب مرحوم قوم سید جعفری سید منزل سیالکوٹ شہر۔ گواہ شد۔ فیاض حیدر ولد سید نذیر حیدر قوم سید ہاشمی حیدر منزل سیالکوٹ شہر پنجاب

۴۰۶۹ منکہ غلام رسول ولد چراغ الدین قوم راجپوت جنجوعہ درزی عمر قریباً ۰۷ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۰۰ء ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳/۱/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اسوقت تین صد اکتیس روپیہ آٹھ آنے -/۸/ ۳۳۱ بصورت نقدی موجود ہیں اس کے سوا میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور وفات کے بعد اگر میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو جاوے تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدرانجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ جو رقم اسوقت بطور نقدی میرے پاس موجود ہے اس کا دسواں حصہ ۳/ ۳۳ تینتیس روپے تین آنے داخل خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان کر دیئے ہیں۔ العبد:۔ غلام رسول موصی نشان انگوٹھا گواہ شد:۔ اللہ بخش ولد میاں غلام رسول صاحب سب پوسٹ ماسٹر کہوٹہ ضلع راولپنڈی ۳۳/۱/۱۳ گواہ شد محمد حسین ولد امیر علی سب پوسٹ ماسٹر کہوٹہ ضلع راولپنڈی بقلم خود ۳۳/۱/۱۳

۴۰۷۱ سماۃ فاطمہ بی بی زوجہ غلام محمد موچی قوم سپاہی احمدی عمر اٹھائیس سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن کوٹ رحمت خان۔ ڈاکخانہ مومن تحصیل و ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳/۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدرانجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر تین صد روپیہ صرف تینتیس روپیہ چھ آنے انشاء اللہ یکمشت ادا کر دوں گی۔ العبد:۔ فاطمہ بی بی بقلم خود۔

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار اپیل سنگھ صاحب ایم۔اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں:۔ چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کا ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی کتاب سے لے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت یا ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔

میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ اور میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبّی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ:۔ "اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اس کی فرصت نہیں مل سکی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں قرآن کریم کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ پر خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے اس کے معنی ہیں کہ "اگر اللہ کو منظور ہے تو" یہ کلمہ ایک مختصر اور بامعنی پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگ دلی کے باعث اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ اُن کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ گورمکھی یا سنسکرت کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔

میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو اس کا باقاعدہ مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس کے بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ گرنتھ سامنے پڑا ہے پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا خوبی ہے۔ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے

عام فہم اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہوا اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو کیا کہنا۔ وہ لب کشائی ایک لن ترانی ہو گی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے خداوند کرے کہ ایسی عالم فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرپھٹی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ آخیر تک اذان سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں ہم ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آنی تھی۔ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اس وقت کوئے سمجھ سکتا تھا۔ مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہو گا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کَٹ وہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"

جناب سردار دیدار سنگھ صاحب گیانی (فاضل سکھ مذہب)

گورمکھی اُستاد ڈی۔اے۔وی ہائی سکول قادیان ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ:۔ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک پرانی کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب دل میں عجیب اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اُٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کا ہو بہو فوٹو دنیداروں تک پہنچایا جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھی۔

آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چھپنے کے خیال کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کی کوئی دقت نہیں پڑتی۔

قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کی ہے

میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور کرے"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹ ماسٹر

خانپور ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں کہ:-

"مینے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا ہیں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے حکمت اور دھار (دنیاوی نجات) کے لئے اس اک کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور مخلوق کے لئے ازخدا کا چشمۂ فیض کھولدیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا۔ علاوہ ازیں جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان" "سکھ مسلم اتحاد" "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور مینے بغور پڑھیں۔ مینے تقریباً سب خالصہ تواریخ دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا وہ ایک OPEN FACT (بین حقیقت ہے) قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گرو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی اس کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپکو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی از ٹھٹھہ جھینیہ ڈاکخانہ خاص

براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے لکھتے ہیں کہ:-

"میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی اعلےٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام کیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ مینے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار ساد ھو سنگھ صاحب ایس ڈی ہی رحیم یار خان

سے تحریر فرماتے ہیں کہ:- میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال ہیں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا۔ جس طرح ایک خشک درخت برونت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔

بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر

سنگرور - ریاست جیند

سے لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! مینے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ:- "مینے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپنے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے۔ وہ ہرا لیا دیگا۔ یہ قرآن مجید کا ترجمہ مینے اپنے چیلے سمی سادن شاہ کو منگوا کر دیا ہے خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لودہانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ لکھتے ہیں کہ:- "قرآن کریم کا گورمکھی ترجمہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے ۱۹۳۳ء مارچ کے انتوس میں لکھتا ہے کہ:-

"شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخصاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"

نور:- ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے (دعا)

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں

سائز ۲۰×۲۶ صفحات ۷۲۸ کاغذ ڈمی اعلیٰ۔ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری۔ گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے محصولڈاک چودہ آنے (۱۴؍)

تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ پھر یہ سنہری موقع ہاتھ نہ آئے گا۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور - نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

موتی سُرمہ رجسٹرڈ

جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ لگرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہی بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوّی دوا ہے

جس نے ایکدفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہو گیا

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ کسی کام میں دل نہ لگنا۔ چلتے وقت دم چڑھ جانا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولنے قوت . لیتت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج ہی سے اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ نامرد مرد اور مرد کو جواں مرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں کو گرم اور قوی بنانے ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے دل و دماغ کو تقویت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط بنانے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکنے طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام۔ اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے۔ کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا حیات انسانی کے لئے نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی اُمنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا بس اسی کا کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ صرف پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میں نہایت مُسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اسکو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر نور صاحب والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت رفع ہو گئی۔ الحمد للہ! اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت! اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت ہی اعلےٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں۔"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ پہلا جب وہ ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اسکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کے لئے اللہ تعالےٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر اکبر

طاقت کی بے نظیر دوا جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء بھی شامل ہیں یعنی سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر۔ یاقوت وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے

KHILAFAT LIBRARY

جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری و مستقل ہے۔

ضعفِ باہ۔ ضعفِ دل۔ ضعفِ دماغ۔ ضعفِ اعصاب۔ ضعفِ بصر۔ ضعفِ ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ دردِ سر۔ بے خوابی۔ مسوڑھوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ ڈکاروں کی کثرت معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس۔ کثرتِ احتلام۔ سرعت۔ خرابی خون۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دینا۔ بے چینی۔ گھبراہٹ سستی اداسی چھائی رہنی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت دے کر سیر دل دودھ گھی مکھن اور بالائی ہضم کراتی اور تازہ خون کے بیشمار سُرخ ذرات پیدا کرتی اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے۔ دائمی قبض۔ زکام۔ کمزوری دل و دماغ کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ ضعفِ اعصاب اور ضعفِ دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رَو پیدا کرتی ہے۔ دماغی تکان کو دور کر کے فی الفور کام کے لئے مستعد بناتی ہے۔ مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گویا دماغی کام کرنے والوں کیلئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی عنہ ؏ (بیس روپے) ایک ماہ کی خوراک کیلئے۔ ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔

اکسیر اکبر کی کرامت

بیس [20] سالہ کمزوری دور ہو کر پینتالیس [45] سالہ اٹھارہ [18] سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر بشیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں

"اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جس کی عمر چالیس [45] سال سے تجاوز کر چکی تھی اور جسکو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑہ ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی۔ اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی جیسا کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

تریاق اعظم

یہ حیرت انگیز ایجاد واقعی "تریاق اعظم" ہی ہے۔ اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں اس کی ایک شیشی کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ قیمت صرف دو روپے چار آنے (عہ۸) محصولڈاک علاوہ جن امراض میں یہ تریاق اعظم مفید تسلیم کیا گیا ہے انکی مختصر فہرست درج ذیل ہے مفصل پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔

سر درد ہر قسم۔ کمزوری دماغ۔ زکام۔ مرگی۔ سرسام۔ بے حسی لقوہ۔ فالج۔ خارش دماغ۔ بیہوشی دماغی چوٹ۔ اعصابی درد۔ خواب غفلت۔ بیخوابی۔ ہزیان۔ درد آنکھ۔ گوہانجنی۔ درد کان۔ کانوں میں کھجلی۔ ورم گوش۔ کرم کان۔ کان کا بہنا۔ امراض ناک۔ ناک میں پھنسیاں۔ بدبوئے ناک۔ بدبوئے دہن۔ چھینکیں۔ سونگھنے کی قوت کا کم ہونا۔ نکسیر۔ تپ نزلی۔ درد دانت و داڑھ۔ مسوڑھوں کا پھولنا۔ درد کرم دندان۔ دانتوں سے خون و پیپ کا جانا۔ دانتوں کو پانی لگنا۔ منہ میں چھالے۔ منہ کا سوجنا۔ سوج لب۔ سوج زبان۔ پھنسی لب۔ دانتوں کا اسفنجی ہونا۔ (سکروی) دانت نکلنا۔ حلق کا بیٹھ جانا۔ گلے پڑنا۔ سوزش گلو۔ گلے میں کھرکھری۔ کھانسی۔ نزلہ۔ دمہ۔ بلغمی۔ کھانسی و دمہ خشک۔ سل نمونیا۔ امراض دل۔ دردِ دل۔ ورم پستان۔ پیٹ درد۔ اور پیٹ کا پھولنا۔ بدہضمی۔ ہیضہ۔ درد قولنج۔ قراقر معدہ۔ ریح معدہ۔ کینچوا وغیرہ سب اقسام کرم الامعاء۔ پھوڑہ معدہ۔ اسہال۔ پیچش۔ جی متلانا۔ قے۔ خون کی قے۔ ورم معدہ۔ قبض دائمی ہچکی۔ بھس۔ ڈکار۔ جہازی بیماری۔ یرقان۔ جلودھر۔ درد جگر و نفخ جگر۔ استسقاء۔ تلی خروج مقعد۔ خارش مقعد۔ بھگندر۔ بواسیر۔ سوزش مثانہ۔ دردِ گردہ و مثانہ۔ سفید پیشاب۔ پیشاب میں خون آنا۔ پیشاب بند۔ ورم گردہ یا مثانہ۔ جریان نامردی۔ ورم خصیہ۔ بائی گولہ۔ سر درد زنان۔ پرسوت زنان۔ سیلان الرحم۔ کثرت حیض امراض حمل امراض رحم۔ حیض کا درد سے آنا۔ حیض کا کم آنا۔ تمام درد اندرونی و بیرونی گنٹھیا۔ عرق النساء (رینگن واو) درد پشت۔ پنڈلیوں کا پھولنا۔ جملہ اقسام بخار۔ انفلوانزا یعنی جنگلی بخار۔ تپ دق۔ پھوڑا پھنسی زخم۔ ران کا لاسنایت یا پتی۔ داد چنبل۔ گلٹیاں۔ ورم چوٹ خنازیر (ہیجران) آگ سے جلنا۔ ناسور۔ چھپاکی۔ بجلی سے جھلسنا۔ خارش۔ مسہ۔ پسینہ بدبودار۔ بغل گند۔ ہاتھ پاؤں کا پھوٹنا۔ کچلا جانا۔ چھیپ۔ چھالے۔ کثرت پسینہ۔ آتشک سوزاک۔ زہردار ڈنک۔ افیون چھڑانا۔ تمباکو کا زہر۔ باولے کتے کا کاٹنا۔ زہریلی اشیاء کھائی جانا۔ طاعون۔ امراض بچگان۔ بچوں کا دودھ نہ پینا۔ ڈبہ اطفال۔ خسرہ۔ چیچک۔ سن موٹا پا وغیرہ اور بھی کئی امراض کا یہ ایک ہی دوا بہترین علاج ہے مفصل آپ کو پرچہ ترکیب استعمال سے معلوم ہوگا۔ یہ تریاق اعظم کیا ہے؟ حقیقتاً بنی نوع انسان کے لئے پیغامِ شفا ہے۔ آپ کے گھر میں اس کی ایک شیشی کا موجود ہونا گویا اس بات کی گارنٹی ہے۔ کہ آپ ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں۔ قے جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم قبض اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ انڈے بالائی مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ ذہن کو تقویت دیتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے۔ آپ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایت رفع ہو گئی اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے۔"

KHILAFAT LIBRARY

رفیق زندگی

عام طور پر مقوی ادویہ گرم ہوتی ہیں۔ اور گرم مزاج والوں کو بعض اوقات ان کا استعمال مضر بھی بیٹھتا ہے۔ لہذا ایسے طبائع والوں کیلئے ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو اور مفرح بھی۔ سو مبارک ہو کہ وہ چیز تیار ہوگئی۔ اس کا نام رفیق زندگی ہے۔ یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ بے رونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکر آتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال ایک سال کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری دوا سے بے نیاز کر دے گا۔ قیمت فی بکس جس میں ۵ تولہ یعنی ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

حکما اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انہیں فولاد کی مضبوط بناتا موتیوں کی طرح چمکاتا۔ بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے گوشت خورہ۔ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنا۔ یا ان کا رنگ زرد رہنا اور منہ سے پانی آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دندان کیلئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے۔ صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری شکاگو (امریکہ) حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو مضبوط کرنے کے مسوڑھوں کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھا۔ اس کے لئے بھی یہ بہت مفید ثابت ہوا۔"

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔

بیس۲۰ سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خانصاحب گھمال ڈاکخانہ ڈوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالےٰ اس نیک ایجاد کیلئے آپکو جزائے خیر دے"

اکسیر بواسیر

سچ پوچھو تو نوے فیصدی لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ نامراد مرض انسان کا خون نچوڑ کر اسے ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتی ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہوا۔ ہماری یہ اکسیر اس موذی مرض کو خواہ کسی قسم کی ہو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دینگی۔

قیمت یکصد گولی دو روپے محصولڈاک علاوہ

مچھر پروف

جب انسان رات کو میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھر کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول!

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا صاحب رح (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بلند پایہ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۸ر محصولڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام سے بہت قریب ہیں اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس مختصر کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔

گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہاں جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ سنہ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی اسکی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم اوٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات ہے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھرک مہدی ایک آنہ یہ نو کتب کا سٹ جسکی کل قیمت پانچ روپیہ دو آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا واحد اخبار

نور

یہدی لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے — ۳ ؍
" ششماہی " " — ۱۲ ؍ آنہ
" سالانہ سرپرستوں سے — عــہ
" سالانہ امراء سے — ۵ ؍
" ممالک غیر سے — صرف آٹھ شلنگ

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا :
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا :
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا :

جلد ۲۳ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۲ صفر ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۰

شری جگت گورو محمد جی مہاراج کا پوتر جیون گورمکھی میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت گورمکھی زبان میں

KHILAFAT LIBRARY

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی جس قدر اشد ضرورت تھی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس وقت تک سوائے باتوں کے ہمارے ہاتھ میں کوئی ایسا ٹھوس تبلیغی لٹریچر غیروں کی زبان میں نہیں تھا۔ جو ہم سکھوں اور ہندوؤں وغیرہ کو تحفہ دے سکتے۔ سو قوم کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے فرقانِ پاک کے گورمکھی ترجمہ کے ذریعے اس ضرورت کو کسی حد تک پورا کر دیا۔ اور اب ہندی ترجمہ اس ضرورت کو اور بھی بہترین رنگ میں انشاء اللہ پورا کریگا۔ اور یہ گورمکھی و ہندی سیرت اس ضرورت کی تکمیل کو اور بھی چار چاند لگادیگی۔ اس سیرت کا میٹیریل فراہم کرنے کے لئے مجھے بلاشبہ ہزارہا اوراق پہ دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے چونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ اس چیز نے غیروں کے ہاتھوں میں جانا ہے۔ اور میری ذمہ واری اہم ہے۔ کام نہایت زور شور سے جاری ہے۔ اور انشاء اللہ چند ماہ تک مکمل ہو جائیگا۔ ہاں اتنا میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے بھائی اگر مناسب سمجھیں۔ تو مجھے نور کے مالی بوجھ سے آزاد کر دیں۔ تاکہ میں یکسوئی سے یہ سیرت کا کام کر سکوں :

دفتر آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام احمد پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف ایڈیٹر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ایک واجب الاحترام ہستی۔ جنہوں نے اپنے نام کے اظہار سے منع فرمایا ہے۔ اپنے ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ برادرم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آپ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ اور آپ کی امداد دین اللہ کی امداد ہے۔ گورمکھی اور ہندی ترجمہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ جو آپ بجا لائے ہیں۔ اور مجھے خیال ہے۔ کہ آپ کی امداد ضرور کی جاوے۔ انشاء اللہ بہت جلد اس کارِ خیر میں حصہ لوں گا۔

جناب ماسٹر محمد یوسف علی صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول چک ۳۵ ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں۔ مکرمی و معظمی جناب سردار صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بلاشبہ آپ کامیاب مبلغ ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے حضرت اقدس کی جاری کردہ تحریک (کہ سکھ مذہب کے بانی ولی اللہ مسلمان تھے) بہت نشوونما پا رہی ہے۔ آپ کا شائع کردہ لٹریچر مقبولِ عام ہو چکا ہے۔ جہاں چند ماہ ہوئے جلال آباد سے ایک مولوی واعظ جو غیر احمدیوں میں شیریں مقال خوش الحان واعظ ہیں۔ اس علاقہ کے گرد و نواح میں آئے اور انہوں نے اپنے واعظوں میں آپ کی کتب کے حوالجات از جنم ساکھی، گرنتھ و وید۔ جن میں اصولِ اسلام کی صداقت درج ہے۔ عوام الناس کو خوش الحانی سے سنائے۔ جس کا بہت اثر ہوا۔ لیکن ان کے ساتھی نے اس جگہ پہ احمدیوں کی موجودگی کا علم پا کر علیحدگی میں مجھ سے کہا۔ کہ شیخ محمد یوسف کی کوئی کتاب ہم کو دیں۔

اخبار نور کی خریداری بڑھانے کی بہت کوشش کی جاویگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی امداد فرمائے۔ اور آپ کے کاموں میں برکت دے۔

جناب پیر اکبر علی صاحب پلیڈر و ممبر پنجاب کونسل فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ ایک پرچہ اخبار کا چوہدری فضل الٰہی صاحب سب جج کے نام جاری کر دیں۔ چندہ میں روپیہ وہ بھیج دینگے۔ وی۔ پی نہ کریں۔

جناب ڈاکٹر فضل کریم صاحب پردین آباد سے لکھتے ہیں۔ کہ اخی المکرم جناب سردار صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نور پر نور ملا۔ عنایت کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی سرپرستی فرمائے۔ انشاء اللہ ماہ حال میں ہی مبلغ پانچ روپیہ ارسال خدمت کر دوں گا۔ لیکن کہیں مجھے امراء میں شامل نہ کر دیں۔ کیونکہ جو لطف فقیری میں ہے وہ امیری میں کہاں۔ مکان کی تعمیر و قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی ترجمہ کی تکمیل کی مبارک ہو۔

جناب ڈاکٹر عبدالمجید خاں صاحب قلات سے لکھتے ہیں۔ کہ مکرم و محترم جناب سردار صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اخبار نور ملا۔ بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اخبار کی قیمت جلد ارسال خدمت ہو گی۔ نیا مکان اور فرقان پاک کے ہندی ترجمہ کی تکمیل مبارک ہو۔

پانچ روپے ماہوار کی اعانت:۔ ایک صاحب کرم جنکی ذات والا صفات نام و نمود سے بالا تر ہے۔ نور کے لئے پانچ روپیہ ماہوار کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اور پہلی قسط بھیج بھی دی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر کم از کم نو اور ایسے دوست صرف ایک سال کے لئے پیدا ہو جائیں۔ تو پھر میں نور کے مالی بوجھ سے کسی حد تک بے فکر رہ کر اپنی توجہ کو قرآن کریم کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی طرف دے سکتا ہوں۔ اور یہ وہ عظیم الشان کام ہیں جس کی ضرورت اور اہمیت آج سے نہیں۔ بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ تو پھر کیا جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے اس اہم ضرورت کی تکمیل کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ تو اب آپ کا یہ فرض نہیں۔ کہ آپ اس کارِ خیر میں ایک مجاہد بھائی کا ہاتھ بٹائیں۔ انشاء اللہ یہ کام تو یقیناً ہو کر رہے گا۔ مگر پھر آپ کو ثواب کا بہتر ین موقعہ نہیں ملیگا۔ اس کو آپ غنیمت سمجھیئے۔

جناب ناظر صاحب اعلیٰ۔ اپنے مکتوب گرامی ۲۱۵۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس مفید اخبار کو زیادہ سے زیادہ ترقی بخشے۔ اور لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کے لئے دنیا ماہیٔ بے آب کیطرح تڑپ رہی ہے

ایک نو مسلم لیڈی المو ڑہ سے قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کے متعلق انگریزی میں خط لکھتی ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:۔

جنابمن۔ کیا آپ کے پاس قرآن شریف کا ہندی ترجمہ ہے۔ بعض بھوٹیا قوم کے لوگ جو تبت و نیپال کی سرحد پر رہتے ہیں۔ اور ہندی جانتے ہیں۔ قرآن شریف کے پڑھنے کے بڑے شائق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے میرے ساتھ اسلام کے متعلق گفتگو کی ہے۔ میں نے ان کو ثابت کیا ہے۔ کہ صحیح و صداقت قرآن شریف اور اسلامی تعلیم میں ہے۔ اب ان کو بڑی دلچسپی ہے۔ مہربانی کر کے اپنے قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کی قیمت لکھیں۔ کیونکہ ہم میں ابھی زیادہ استطاعت نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک موقعہ ہے۔ یہ لوگ بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک ... دیوی ہے۔ جس نے امریکہ کا سفر بھی کیا ہے۔ اور وہ ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبر بھی ہیں۔ میری طرف سے سلام قبول ہو۔ میں ہوں آپکی مخلص مسز بیٹرس کک (اقبال النساء) نارا کاٹیج۔ ایڈیٹر صاحب نے مجھے بتلایا ہے۔ کہ میں آپ کی طرف قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کے متعلق لکھوں۔"

نور:۔ اس قسم کے اکثر خطوط وقتاً فوقتاً دفتر نور میں آتے رہتے ہیں۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ دنیا ہندی ترجمہ کی کس قدر خواہشمند ہے۔ اگر ہم نے ان کی اس روحانی خواہش کو پورا نہ کیا۔ تو یقیناً ہم قیامت کے روز اللہ کے حضور پوچھے جائیں گے۔ کئی سالوں کی محنت شاقہ کے بعد میں نے ہندی ترجمہ کو مکمل کر کے پریس میں بھیجدیا ہے۔ مگر روپیہ کے نہ ہونے سے ایک حد تک اس کی طباعت پہنچکر رک گئی ہے۔ کیا آپ صاحبان کا یہ فرض نہیں۔ کہ اس کارِ خیر میں آپ میرا ہاتھ بٹائیں۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنی جگہ قابلِ قدر ہے۔ مگر قرآن کریم کی خدمت سے بڑھکر بھلا اور کونسی نیکی ہو سکتی ہے۔ یہ کام تو انشاء اللہ بہر حال ہو کر رہیگا۔ ہاں اگر آپ صاحبان نے توجہ نہ کی۔ تو یقیناً آپ ثواب سے...

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰ کالم ۲ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان ۔ ضلع گورداسپور

میرے ارادے

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت دنیا کے خطہ میں قریباً ۹۰۰ نوسو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ آفرین ہے۔ عیسائیوں کی باہمت قوم کو جس نے دنیا کی نوسو زبانوں میں سے قریباً ۸۷۵ زبانوں میں اپنی مقدس کتاب کا ترجمہ کر دیا۔ اور ۲۵ وہ بھی وہ بچی ہیں۔ جن کے حروف تہجی ابھی تک ایجاد نہیں ہوئے جب میرے کانوں نے اس آواز کو سنا۔ کہ اس باہمت قوم نے اپنی مقدس کتاب کو مختلف السنہ میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا ہے۔ تو میرے دل پر ایک چوٹ لگی۔ کہ کہاں ہمارا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید وہ آخری الہامی کتاب ہے۔ جس پر عمل کرنے سے دنیا کی نجات وابستہ ہے پھر کہاں ہماری یہ پستی یا پست ہمتی کہ اور تو اور ہم ہندوستان کی بھی مروجہ السنہ میں اپنی اس مقدس کتاب کے تراجم نہیں کر سکے۔ چنانچہ اس ولولہ نے باوجود ذرائع کے لحاظ سے بیکس و بےبس ہونے کے قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کے لئے آمادہ کیا۔ جو الحمد للہ طبع ہو کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ بھی گیا ہے۔ یہ ترجمہ کس قدر مقبول ہوا۔ اس کے لئے صرف یہی کہہ دینا کافی ہو گا۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اب اس اخبار میں سکھ۔ ہندو۔ آریہ علماء و فضلاء و اہل قلم کی آراء ملاحظہ فرمائینگے۔ میں غرور کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ کہا کرتا ہوں کہ غیر زبان میں اس مقدس کتاب کا یہ وہ پہلا ترجمہ ہے۔ جس کی خوبی، سلاست۔ حسن۔ پاکیزگی اور تو اور غیروں میں بھی اس شدومد سے تعریف کی گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم:

اب باوجود بیکسی بےبسی بےزری بےپری کے قرآن پاک کا ہندی ترجمہ بھی الحمد للہ مکمل کر لیا نہ صرف مکمل ہی کر لیا۔ بلکہ زیر طبع ہے۔ جو امید کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہندی دان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔ سچ پوچھو تو یہ وہ عظیم الشان کام تھا۔ کہ جس کی آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے ضرورت تھی۔ مگر جس کی توفیق نہ تو بادشاہوں کو ملی۔ نہ تو مولا کو۔ بلکہ ملی تو ایک ایسے بےزر و بےپر انسان کو۔ کہ جس کو بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ رات کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ اس بےمائیگی اور بےچارگی کی موجودگی میں ایسے کارہائے نمایاں کی توفیق کا مل جانا یہ محض اللہ کا فضل اور ذرہ نوازی ہے۔ اس کے لئے میں جس قدر بھی خداوند قدوس کا شکریہ ادا کروں۔ تھوڑا ہے۔

اب میرا انشاء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جن کی ذات رحمۃ للعالمین ہے) کی مقدس سیرت کو گورمکھی اور ہندی میں نہ صرف لکھنے کا۔ بلکہ توکل علی اللہ یہ کام شروع بھی کر دیا ہے۔ اور یہ سیرت مقدسہ ۲۰۰۰ کے صفحات ہو جائیگی۔ زیادہ ہو جائے۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ اس سیرت کا میٹریل جمع کرنے کے لئے جن تگ و دو دوڑ دھوپ۔ جد و جہد سے کام لینا پڑا۔ اُن مشکلات کو کچھ میرا ہی دل سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر بظاہر جب حوصلہ افزائی کی کوئی امید نہ ہو۔ تو پھر اس مشکل کو کوئی دوسرا کون سمجھے۔ سچ یہ ہے۔ کہ اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا۔ تو یقیناً وہ قدم قدم پر ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتا۔ گورمکھی اور ہندی میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی جس قدر اشد ضرورت تھی۔ اور ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ سچ یہ ہے کہ ابھی تک غیروں نے دنیا کے اس سب سے بڑے محسن کی سیرت اور پوتر جیون کو لوگوں تک پہنچایا ہی نہیں۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ رنگیلا رسول اور ورتمان کی ذہنیت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو سکے۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ دنیا اپنے اس سب سے بڑے محسن کی سیرت سے آگاہ ہو سکے۔ تو ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر زبانوں میں اس شری جگت گورو کی سیرت کے تراجم کر کے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ میں گورمکھی سیرت کو ختم کر لونگا۔ اور اتنا ہی عرصہ ہندی سیرت کے لئے درکار ہوگا۔ انشاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا۔ اور ہو کر رہے گا۔ مگر کیا اس کے لئے قوم کا بھی کچھ فرض ہے۔ کہ نہیں۔ اور میرے خیال میں تو یقیناً ہے۔ پھر قوم نے اپنے اس فرض کو کہاں تک پورا کیا۔ اس کے لئے میرے کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ قوم خود ہی بہتر سمجھ سکتی ہے۔ اور ہر ایک دوست اپنے دل سے اس کا جواب لے سکتا ہے۔ اور تو اور مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ اتنا سلوک بھی روا رکھنا پسند نہیں کیا۔ کہ قرآن مجید کے ہندی اور گورمکھی تراجم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی اور ہندی سیرت میں مدد دینا تو دور کی بات رہی۔ اخبار کے لئے بھی اتنی مدد دینا یا خریدار پیدا کرنا پسند نہیں کیا۔ کہ میں کم از کم اخبار کے لئے کوئی مددگار رکھ کر اپنی توجہ کو یکسوئی سے قرآن کریم کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور گورمکھی و ہندی سیرت پر دے سکوں۔ حالانکہ اگر ہر ایک نور کا خریدار کم از کم تین تین چار چار خریدار دیتے تو یہ مشکل ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی حل ہو سکتی تھی۔ نور کے وہ کونسے خریدار ہونگے۔ جن کے دو چار دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جاوے۔ اور وہ انکار کر دیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ صاحب ہمت دوستوں کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں اور آریوں کے نام نور مفت جاری کروا دیں۔ آئے روز ایسے خواہشمند سکھوں اور آریوں کی درخواستیں دفتر میں آتی رہتی ہیں۔ آپ کی یہ مدد نہ صرف یہی نہیں۔ کہ نور جیسے مجاہد اور غازی پرچے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکے گی۔ بلکہ میں بےفکری کے ساتھ گورمکھی اور ہندی میں بفضل ایزدی بہتر سے بہتر تبلیغی لٹریچر دے سکوں گا:

شذرات

امام کی ضرورت کا احساس

ایک وقت تھا۔ جبکہ آریہ سماج اسلام کے طریقہ امام پر پھبتیاں اڑایا کرتا تھا۔ مگر اچھی بات آخر اچھی ہوتا ہے۔ آج بالکل اس کی پناہ لینی ہی پڑتی ہے۔ وقت آیا

KHILAFAT LIBRARY

کہ آریہ سماج کو بھی اسلام کے اس اچھے اصول کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ چنانچہ ۹ر اپریل کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "پنڈت نانک چند جی نے کہا۔ کہ آج کل زمانہ ڈکٹیٹری کا ہے۔ آریہ سماج کا کام بھی ڈکٹیٹر کے بغیر نہیں چل سکتا۔ مہاتما ہنسراج جی سے بڑھکر اور کون ڈکٹیٹر ہمیں مل سکتا ہے" آریہ سماج اسلامی اصولوں کو ایک ایک کر کے اپنا رہا ہے۔ بت پرستی کی جگہ توحید۔ نیوگ کی جگہ نکاح ہو گا۔ چھوت چھات کی جگہ اشدھی وغیرہ یہ سب اسلامی اصول ہیں۔ اور اسلام سے ہی اخذ کئے گئے ہیں میں اس نیک قدم اٹھانے پر آریہ سماج کو مبارکباد دیتا ہوں" کیونکہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے۔ تو اسے بھولا نہ کہنا چاہیئے ؛۔

ہندی یا اردو

ہندوؤں اور مسلمانوں میں یہ نزاع ہے۔ کہ ہندوستان کی زبان یا رسم الخط اردو حروف ہونے چاہئیں۔ یا دیو ناگری الھنشر اردو ملاپ کے ایڈیٹر مہاشہ جو اپنے اخبار کو اردو میں ایڈٹ کرتے ہیں۔ اور اردو حروف کے طفیل جن کے اخبار کی ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہو رہی ہے آپ لکھتے ہیں۔ کہ "دیوناگری رسم الخط فارسی رسم الخط سے کئی درجہ بہتر ہے" ہندی کے مشہور شاعر پنڈت جگن ناتھ پرشاد چترویدی کہتے ہیں "کہ اگر ہندوستان میں فارسی رسم الخط کو جاننے والے زیادہ ہوں۔ تو ہم دیوناگری کو چھوڑ کر فارسی کو اپنانے کے لئے تیار ہیں" میں اس میں ایک اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ہندوستان میں اردو اخبار زیادہ شائع ہوتے ہوں۔ تو اردو کو ترجیح ہونی چاہیئے۔ ورنہ ہندی کو۔ کیا ہندی کے حامی اس معقول تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں؟

لالچ کی بھی حد ہونی چاہیئے

جب مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندو سود یا منافع زیادہ لیتے ہیں۔ تو ہندو اسے برا مناتے ہیں۔ مگر اب تو ایک گھر کے بھیدی نے بھی اس کا اعتراف بڑی صراحت سے کیا ہے۔ چنانچہ ۲۴ر اپریل کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "میں اس بات کو میں جانتا ہوں۔ کہ ہندو بنیا ہے۔ اور جب تک کسی سودے میں اُسے بنیں دے کر تیس ۳۰ حاصل نہیں ہوتے تب تک وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ کیا جس ملک کے لوگوں میں لالچ کی یہ حد ہو۔ وہ ملک کبھی ترقی کر سکتا ہے۔ لالچ اور ہمدردی ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اسلام نے اگر سود سے منع فرمایا ہے۔ تو اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ یہ چیز قاطع ہمدردی ہے۔ خدا کرے سود خور بھی اس ہمدردی کے اصول سے مستفید ہو سکیں ؛۔

کشمیر کیلئے چندہ

کشمیر کے مسلمانوں پر جو مصائب و الم کے پہاڑ گر رہے ہیں۔ وہ آج کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ان پس ماندہ لوگوں کو جن کے ساتھ بعض اوقات جانوروں سے بھی گیا گذرا سلوک کیا جاتا ہے۔ انہیں اس پستی کی حالت سے نکالا جائے۔ ان لوگوں کی مدد کیلئے کشمیر کمیٹی جس جانفشانی اور تن دہی سے کام کر رہی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دوستوں کا فرض ہے۔ کہ وہ چندے سے اس کمیٹی کی ہر طرح اعانت کریں۔ کیونکہ آج کل بغیر روپیہ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کم از کم احمدی دوست جن کے دل میں مخلوق خدا کے لئے خاص درد ہے۔ انہیں خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور اپنی ہمت کوشش سے دوسروں سے بھی اس فنڈ میں چندہ اکٹھا کر کے قادیان بھجوانا چاہیئے۔ اس وقت کشمیری بھائیوں کی تھوڑی سی مدد بھی بڑا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ ورنہ بعد میں بڑی سے بڑی مدد بھی اتنی مفید نہیں ہو سکتی۔

ہندو اور سکھ ایک ہیں

علیحدہ حقوق دلانے کے لئے ہندو پریس یہ شور مچاتا تھکتا نہیں۔ کہ سکھ ہندوؤں سے الگ ہیں۔ مگر دل میں وہ بخوبی سمجھتا ہے۔ کہ ہندو سکھ ایک ہی ہیں۔ چنانچہ ۲۳ر اپریل کے ملاپ میں ایڈیٹر مہاشہ کی قلم نے بیساختہ یا ان الفاظ اس کا اعتراف کیا ہے "ملاپ کے نزدیک ہندو اور سکھ میں کوئی فرق نہیں۔ وہ دونوں کو ایک سمجھتا ہے۔ ... ... جب اصولاً وہ ایک ہیں۔ تو دونوں میں تفرقہ ڈالنے کی کیا ضرورت۔ میرے خیال میں تو سکھ کیسوں والے ہندو ہیں۔ اور ہندو بغیر کیسوں کے سکھ" اسے کہتے ہیں۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ امید ہے۔ ہندو پریس آئندہ کم از کم ملاپ سکھوں کو علیحدہ حقوق دلانے میں ساعی نہیں ہو گا ؛

جنیو کا مطالبہ

سناتنی ہندوؤں کے ہاں ادنیٰ اقوام یا شودروں کو جنیو پہننے کا حق نہیں۔ موضع پائی تحصیل کیتھل میں ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء کو سناتنیوں کا ایک جلسہ تھا۔ بقول ملاپ ۱۲ر اپریل سنہ ۱۹۳۴ء ایک جاٹ مائی دھن نے ایک پنڈت بشمبر دت سے جلسہ گاہ میں سوال کیا۔ کہ آپ جاٹوں کو جنیو کیوں نہیں پہناتے۔ اگر آپ کے نزدیک جاٹ اور گوجر وغیرہ جاتیاں شودر ہیں۔ تو اُن کا کھانا چھوڑ دو۔ اور اگر شودر نہیں۔ تو اُن کو جلسہ میں جنیو دو" سناتنی پنڈت اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ درحقیقت یہ سوال ہی ایسا زبردست تھا۔ کہ سناتنی پنڈت سے اس کا جواب ہو ہی نہ سکتا تھا۔ ہاں اس کا جواب ہے۔ تو اسلام میں ہے جس کا یہ دستور العمل ہے۔ کہ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم ... اسلام میں کوئی ورن نہیں۔ وہی اچھا جو تقویٰ میں اچھا ہے۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد نیشنلٹی پر نہیں بلکہ ہیومنٹی پر ہے ؛

ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

۲۴ر اپریل کا ستیا سمباد بحوالہ ۱۵ر اپریل سنہ ۳۴ء آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "دکھ کی بات ہے۔ کہ کنیا مہاودیالہ جالندھر جیسی مشہور آریہ سماجی درسگاہ میں بھی یہ وبا پھیل گئی اگلے دن ٹریبون میں وہاں کی چند تصاویر شائع ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی۔ کہ لڑکیاں Dance (رناچ) کر رہی ہیں۔ یہ بھی اس لئے کہ وہاں بھی انتظامیہ کمیٹی کے اندر مغرب زدہ لوگوں کا زور ہے۔ مگر ہم آشاوادی (امیدوار) ہوتے ہوئے اپنے تمام بچوں کو کہہ دیتے ہیں۔ کہ آخر آپ سب لوگوں کو ان حالات پر پہنچا ناپ دیکھنا (کرنا پڑیگا" اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں یہی کہوں گا۔ کہ یہ سب اسلامی دشمنی کا وبال ہے

اگر آریہ سماج اسلامی اصول کے پردہ یا کم از کم گھونگٹ کی پابندی کرتا۔ تو آج اُسے یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ خیر اب بھی وقت ہے۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہ کہنا چاہیئے ؛

یہ چاند کو پکڑتا ہے

پٹنہ میں جناب گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سناتنی چھوت چھات کی خطرناک ذہنیت کو ترک کر دیں۔ کیونکہ چھوت چھات جھوٹ اور بناوٹ ہے " ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ہو۔ مگر سناتنیوں سے یہ توقع رکھنا۔ کہ وہ اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیں گے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ تو چاند کو پکڑنا ہے۔ اگر گاندھی جی واقعی اچھوتوں کے ہمدرد ہیں۔ تو انہیں اچھوتوں کو یہ نصیحت کرنی چاہیئے کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو جاویں۔ کیونکہ اسلام میں کوئی چھوت چھات نہیں ہے نہ برہمن، نہ شودر۔ ہے تو یہ کہ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ یقیناً اگر گاندھی جی ایسا کر سکیں تو وہ اچھوتوں کی بہترین خدمت بجا لائیں گے ؛

وارد لِ سوگز پھاڑوں نہ ایک گز

۲۳ اپریل کو راولپنڈی میں پنڈت مالوی جی نے سناتن دھرم کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ " اگر کوئی اچھوت بھگوان کے مندر میں گاتا ہے۔ تو اس کی آواز سے وہ جگہ جہاں آواز پہنچتی ہے۔ پوتر ہو جاتی ہے۔ دھرم شاستروں نے کبھی چھوت چھات کی اجازت نہیں۔ (جنیو) یگیوپویت دھارن کرنے والے خواہ وہ برہمن ہوں یا اچھوت برابر ہیں "!

بظاہر یہ الفاظ بہت خوبصورت اور دلکش ہیں۔ مگر یہ تعجب ہے کہ اگر واقعی شاستروں نے چھوت چھات کی کبھی اجازت نہیں دی۔ تو پھر ہندوؤں میں یہ چھوت چھات کہاں سے آئی۔ کیا پنڈت مالویہ جی اس چھوت چھات کو دور کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ عملی قدم سے میری یہ مراد ہے۔ سلسلہ باکر

کھانا۔ رشتہ ناطہ کرنا وغیرہ یہ نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر یہی ضرب المثل صادق آتی ہے کہ وار دل سوگز پھاڑوں نہ اک گز۔

KHILAFAT LIBRARY

خودکشی اور عقیدہ باری تعالیٰ

نیویارک میں ایک انجمن " قومی انجمن تحفظ نفوس انسانی " کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ اس کا کام یہ ہے۔ کہ جو لوگ خودکشی پر آمادہ ہوں۔ اُن کو سمجھا بجھا کر اس فعل سے باز رکھے۔ چنانچہ اب تک اس نے ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو اپنے تئیں ہلاک کرنے سے باز رکھا۔ اسی ۱۹۳۲ء کی رپورٹ کے حوالے سے رسالہ لٹریری ڈائجسٹ کے ایک نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ خودکشی کا قصد رکھنے والوں میں سے جن اشخاص سے انجمن کے اراکین نے گفتگو کی تھی۔ ان میں صرف دو ایسے تھے۔ جنہوں نے مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور بعد میں اپنے کو ہلاک کر دینے کی کوششیں کی۔ لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دوبارہ انہوں نے اس کا قصد نہیں کیا۔ اس انجمن کے بانی اور صدر ڈاکٹر ہنری ڈارن ہیں۔ ان کی نائب مس بونا بونل بیان کرتی ہے کہ خودکشی کا قصد رکھنے والوں کو اگر اپنے دل کا حال کہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ اپنی تمام دشواریوں کو بیان کر جاتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنے اعزہ سے بھی کہنے میں تامل کرتے ہیں۔ مس صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ ہم ان کی بہت سے طریقوں سے مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن خاص طور پر ہم روحانیت پر زور دیتے ہیں۔ جب ہم ان کے دلوں میں خدا کا سچا عقیدہ پیدا کر دیتے ہیں۔ تو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اب وہ محفوظ ہیں " تہذیب حاضرہ کے سب سے بڑے علمبردار امریکہ میں بھی عقیدہ باری تعالیٰ کی یہ حیرت انگیز اثر اندازی اپنے اندر بہت کچھ عبرت و بصیرت رکھتی ہے۔ جس سے مغرب و مشرق کا " روشن خیال " طبقہ یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے ڈاکٹر ڈارن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے اراکین نے انجمن کے دفتر میں ۲۰۱۶ آدمیوں سے خودکشی کے موضوع پر گفتگو کی۔ اور ایسے خاندانوں میں گئے جہاں خودکشی ہو چکی تھی۔ علاوہ ۲۱۶ ایسے گھروں میں جہاں اس کے ارتکاب کی کوشش کی گئی تھی۔

کیا سوراج لینے کے یہی لچھن ہیں

عید الضحےٰ کے موقع پر اجودھیا میں ہندوؤں نے جس بیدردی کے ساتھ مسلمان عورتوں۔ مردوں۔ بوڑھوں بچوں کو پیٹا۔ اور اُن میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اُتارا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور اس خونی واقعہ پر انسانیت زار زار رو رہی ہے۔ کیا جس ملک کے باشندے اپنے ہمسایوں کے لئے اتنی بھی رواداری دکھلانے کے لئے۔۔ تیار نہ ہوں۔ کہ وہ اپنے مذہبی فرائض کو خوش اسلوبی سے بجا لا سکیں۔ کیا ایسا ملک یا ایسے ملک کے باشندے ایسی ذہنیت کی موجودگی میں سوراج کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر سوراج ان حالات میں مل بھی جائے۔ تو کیا وہ زیادہ دیر کے لئے قائم رہ سکتا ہے ؛

میری مجبوریاں

بعض دوست یہ کہتے ہیں۔ کہ اب اخبار میں ٹھوس میٹیریل نسبتاً کم ہوتا ہے۔ مگر ذرا اس کے بالمقابل میری مجبوریوں کو بھی دیکھئے۔ ایک ہی وقت میں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ کی تکمیل مکان کی تعمیر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی اور ہندی سیرت مطلب یہ کہ ایک انگور و صد زنبور والا معاملہ ہے۔ ان مجبوریوں اور بے بسیوں کا اندازہ کوئی صاحب تصنیف ہی لگا سکتا ہے۔ دوسرا کیا جانے۔ میں یہی کہوں گا۔ کہ حضرت حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ شعر میرے لئے ہی کہا تھا ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

اس کا علاج آپ کے بس میں ہے

اگر آپ " نور " کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اور ہر ایک خریدار زیادہ نہیں۔ تو کم از کم ایک ایک نیا خریدار مہیا کرے۔ اور اگر کم از کم پانچ دوست ... ایسے پیدا ہو جائیں۔ جو کم از کم ایک سال کے لئے

KHILAFAT LIBRARY

دس روپے ماہوار دے سکیں۔ تو پھر میں کوئی نائب ایڈیٹر رکھکر اخبار کی عام نگرانی اس کے سپرد کر کے ٹھوس مضامین کے لئے وقت نکال سکتا ہوں۔ میرے دوستوں کو ذرا کام کی اہمیت کی طرف بھی دیکھنا چاہیئے۔ فرقان حمید کے ہندی اور گورمکھی تراجم۔ رسول مقبول صلعم کی گورمکھی اور ہندی سیرت وغیرہ یہ وہ عظیم الشان اور اشد ضرورت کے کام تھے۔ جن کی ضرورت آج سے نہیں۔ بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ اور سچ پوچھو تو یہ کام میرے جیسے عاجز کا نہیں تھا۔ بلکہ قوم کی متفقہ کوشش کو چاہتا تھا۔ گورمکھی ترجمہ جو نیک ثمرات پیدا کر رہا ہے۔ وہ نمایاں ہے۔ قرآن شریف کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت کی گورمکھی و ہندی سیرت کی ضرورت اس سے بھی اہم ہے۔ کیا اس کے مقابلہ میں میرے دوست اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ کہ میں چھ سات ماہ کے لئے کوئی نائب ایڈیٹر رکھ کر یہ جلد کام خوش اسلوبی سے کر سکوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دوست کام کی اہمیت کی طرف دیکھیں۔ اور میرا ہاتھ بٹا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ ورنہ یہ کام تو بہرحال خدا کے فضل سے ہو کر رہیں گے۔ مگر پھر آپ دوستوں کو یہ ثواب کا موقع نہیں ملے گا ؛

تاریخی مضمون کا مفید سلسلہ

اسی اخبار میں آپ مکرم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی کی قلم سے سکھ تاریخ کے متعلق ایک مفید مضمون ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ سلسلہ انشاءاللہ کافی دیر چلے گا۔ ماسٹر صاحب موصوف کو علم تاریخ سے خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے۔ کہ یہ سلسلہ کس قدر مفید اور ٹھوس معلومات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور نور میں عنقریب ہی ایک اور ٹھوس مضمون کا سلسلہ بھی شروع کیا جاویگا ؛

رفیق حج

خدا خوش رکھے مولانا محمد ظفر صاحب ایم۔ اے پلیڈر گوڑگانواں کو جو مفید معلومات سے لبریز ٹریکٹ لکھکر قوم اور ملت کی بے نظیر خدمت بجا لا رہے ہیں۔ یہ پیش نظر ٹریکٹ جس کا نام رفیق حج ہے۔ اس مفید سلسلہ کی گیارھویں کڑی ہے۔ جو اپنے اندر حج کے متعلق مفید اور اپ ٹو ڈیٹ معلومات رکھتی ہے۔ دوست برائے محصولڈاک فی کاپی ار کے ٹکٹ بھیجکر حسب ذیل پتہ سے جلتی کاپیاں چاہیں۔ مفت منگوا سکتے ہیں۔ پتہ: مینیجر صاحب انجمن رفیق الاسلام گوڑگانوہ ؛

صاحب دل دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کار خیر میں حسب توفیق چندہ بھیج کر اس انجمن کا ہاتھ بٹائیں۔

الحمدللہ خدا نے مجھے بھی توفیق دی

میرا مکان زیر تعمیر ہے۔ دوم اس وقت میں ایک ہزار روپیہ کا مقروض ہوں۔ باقی مشکلات کو یا تو میں جانتا ہوں۔ یا میرا خدا۔ اس حالت میں مولوی فرزند علی خانصاحب ناظر امور عامہ نے مجھے کہا۔ کہ آپ قرضہ فنڈ میں ضرور حصہ لیں۔ میں نے اُن کی اس نیک تحریک اور اچھی خواہش کو رد کرنا پسند نہ کیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ وہ سلسلہ عالیہ کا کام نہایت تن دہی اور جانفشانی سے کر رہے ہیں۔ اور ایسے اچھے کارکن کی حوصلہ افزائی کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی بڑی مشکل سے سو روپیہ فراہم کر کے اس فنڈ میں داخل کر دیا۔ جب میرے جیسا خالی ہاتھ انسان بھی کوشش کرنے سے اس نیک تحریک میں حصہ لے سکتا ہے۔ تو وہ دوست اللہ نے جن کو کچھ بھی سہولت دی ہے۔ اُن کا فرض ہے۔ کہ اس کار خیر میں خانصاحب موصوف کا ضرور ہاتھ بٹائیں۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ یہ مفت کا ثواب ہے اس قرضہ کی واپسی ماہ مئی سے شروع ہو جائیگی۔ اور جن بھائیوں کو اشد ضرورت ہو۔ اُن کی ادائیگی فی الفور ہوگی۔ اتنی سہولتوں کی موجودگی میں بھی اگر کوئی دوست اس کار خیر میں حصہ نہ لے تو میں سمجھوں گا۔ کہ یہ عمداً ثواب سے محرومی کے مترادف ہے۔

تبلیغی فنڈ

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی ایک کاپی بابو نرنجن داس صاحب سٹیشن ماسٹر ؏ ایک کاپی سردار سجان سنگھ صاحب سرگودھا ؏ محصولڈاک ۴ار۔ ایک کاپی بھائی گردڑا سنگھ صاحب پوسٹ ماسٹر سنگرور ؏ محصولڈاک ۴ار۔ ایک کاپی سردار کرتار سنگھ صاحب چک ۲۷ رکھ برانچ ڈاکخانہ ڈجکوٹ ؏ محصولڈاک ۴ار ایک کاپی بھائی اوجاگر سنگھ صاحب قصور ؏ محصولڈاک ۴ار میزان ؏ ۸ار جمع ؏ باقی ؏ ۴ار۔ یہ تبلیغی فنڈ جس قدر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ سچ پوچھو۔ تو اس تبلیغی فنڈ نے سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کا دروازہ کھولدیا ہے۔ دوستوں کو اس فنڈ کی تقویت کے لئے خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا۔ اسی قدر تبلیغ کا دروازہ وسیع ہوگا۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر کسی کو قرآن پاک کی مقدس تعلیم سے مستفیض کرنا یہ نیکی جملہ نیکیوں کی سرتاج ہے ؛

ہمارے سکول کا اچھا نتیجہ

یہ خبر کمال انبساط سے سنی جائے گی۔ کہ اب کی دفعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ۳۱ لڑکے امتحان میں شامل ہوئے۔ جن میں سے ۲۷ پاس ہوئے۔ یہ نتیجہ بہت اچھا اور حوصلہ افزا ہے۔ اور اس کے لئے میں ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے سٹاف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ بیرونجات کے احباب کو اپنے لڑکوں کو اسی سکول میں پڑھنے کے لئے بھیجنا چاہیئے۔ جس کے دو فوائد ہیں۔ وہ یہ کہ جہاں لڑکے ایک طرف اعلیٰ دنیوی تعلیم سے بہرہ ور ہونگے وہاں دوسری طرف بہترین دینی اور روحانی تعلیم سے بھی سرفراز ہوں گے ؛

گرلز سکول سے بھی ۱۵ لڑکیاں امتحان میں شامل ہوئیں۔ جن میں سے ۱۰ کامیاب رہیں۔ یہ نتیجہ بھی بہت حوصلہ افزا ہے۔ تھوڑے عرصہ میں قادیان کی مستورات میں جس قدر تعلیمی ترقی ہوئی ہے۔ اس کے لئے گرلز سکول کے ہیڈ ماسٹر جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے مبارکباد کے مستحق ہیں ؛

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مکرم منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کا چار سالہ لڑکا تمیم احمد ۴ مئی کو تین بجے بعد دوپہر آناً فاناً انتقال کر گیا۔ مرحوم ہر پہلو سے بالکل تندرست تھا۔ صرف کیوتت کچھ تھوڑا بخار ہوا۔ احباب مرحوم کیلئے مغفرت اور منشی صاحب...

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی-اے-بی-ٹی)

KHILAFAT LIBRARY

پنجاب میں سکھوں کے ترقی کا زمانہ حضرت باوا نانک صاحب کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب ایک بیدی کھتری گھرانے میں ۱۴۶۹ء میں بمقام تلونڈی* ضلع لاہور پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ کی پیدائش پر بعض خوارق بھی ظاہر ہوئے۔ جن کی گواہ آپ کی دایہ اور والدہ ہیں۔ یاد رہے۔ کہ اولیاء اللہ کی پیدائش کے موقع پر خوارق کا ظاہر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ قدیم سے سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا میں کسی صاحب کرامت کا ظہور ہونے والا ہوتا ہے۔ تو زمین و آسمان میں ایک حرکت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خوارق ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔

آپ کے والدین تجارت پیشہ آدمی تھے۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ بیٹا بھی باپ کے کام میں ان کا معین و مددگار ہو۔ مگر باوا صاحب کی طبیعت کی افتاد شروع سے ہی عارفانہ رنگ کی واقع ہوئی تھی۔ اور آپ کی زندگی اور آپ کا دل بہادر کی معدائی تھی۔ ابتدائی زندگی میں آپ نے مسلمان علماء اور اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ اور ہندو مذہب سے بھی واقفیت پیدا کی۔ بت پرستی آپ کو صراط مستقیم نہ دکھا سکی۔ تو قرآن شریف کا گہرا مطالعہ شروع کیا۔ اور اس وقت کے صوفیاء کرام کی صحبت سے مستفیض ہونا ضروری سمجھا۔ ملتان۔ اجمیر اور دیگر مقامات مقدسہ میں چلہ کشیاں کرنی شروع کیں۔ تو اسلام کی حقیقت کا راز آپ پر کھل گیا۔ اور آپ کو الہام ربانی میں بھی بتایا گیا۔ کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ آپ نے اپنی دوسری شادی بھی ایک مسلمان گھرانے میں کی تھی۔ جس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ پہلی بیوی سے بھی اولاد پیدا ہوئی تھی۔ جس کی نسل آج تک چلتی ہے۔ اور ڈیرہ بابا نانک میں باوا صاحب کے مقدس "چولہ صاحب" کی محافظ ہے۔ باوا صاحب کی یادگاروں سے ایک قرآن شریف بھی ہے۔ جو گرو ہرسہائے ضلع فیروزپور میں سکھوں کے پاس اب تک بطور تبرک چلا آتا ہے۔ بابا صاحب کی زندگی اور مشن کا سمجھنا بادی النظر میں ایک مشکل سا امر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کے پیرو یعنی سکھ لوگ مذہب کی رو سے نہ تو ہندوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ مسلمان کہے جا سکتے ہیں۔ باایں ہمہ ان کا تمدن بالکل ہندوانہ ہے۔ لیکن ان کے مذہبی عقاید اسلام سے ملتے جلتے ہیں۔ سکھ بت پرست نہیں۔ اور نہ عقائد کے اعتبار سے وہ ہندوؤں سے کوئی علاقہ رکھتے ہیں۔ سکھوں کے دس گرو باوا نانک صاحب سے لے کر گرو گوبند سنگھ تک سب کے سب بت پرستی کے خلاف رہے ہیں۔ سکھوں کا بنیادی اصول وحدانیت کا عقیدہ ہے۔ جو خالص اسلامی عقیدہ ہے۔ رسومات کے لحاظ سے بھی سکھ صاحبان برہمنوں سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ لیکن سکھوں کا تمدن ہندو تمدن سے الگ نہیں ہوا۔ کھان پان کے لحاظ سے سکھ اور ہندو ایک ہی ہیں اور بیاہ شادیوں میں بھی بعض اوقات ایک دوسرے کے شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ کھان پان کرنے کو مذہبی طور پر برا سمجھتے ہیں۔ اور ان سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ مگر سکھوں کے مذہبی اصولوں کی تہ میں اسلامی اصول ہی کام کرتے نظر آتے ہیں۔ سکھ گردوں کی اکثر صحبتیں مسلمان صوفیاء سے رہی ہیں۔ یہاں تک کہ "دربار صاحب" امرتسر کی بنیاد بھی حضرت میاں میر صاحب جو اپنے زمانے کے ایک چوٹی کے مسلمان صوفی اور بزرگ تھے۔ رکھوائی گئی تھی۔ سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا صاحب کی زندگی کے دو ممتاز پہلو نظر آتے ہیں۔ ایک وہ ابتدائی حصہ جو پیدائشی اور نسلی تاثرات کے ماتحت ہندوانہ خیالات کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس حصے میں آپ کو نہ تو ہندو مذہب سے تسلی ملتی نظر آتی ہے۔ اور نہ ہی اسلام کی پوری حقیقت کھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے بہر حال۔ کہ آپ کے بعض اشعار جن کو سکھ لوگ اشلوک کہتے ہیں۔ نہ ہندو مذہب کی تائید میں ہیں۔ نہ اسلام کی تائید میں بلکہ دونوں مذاہب پر حرف گیری کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ لیکن جوں جوں آپ کو تلاش مذہب کی تڑپ گھر سے زیادہ دور لے جاتی ہے۔ اور آپ کو اسلام کے سچے پیرو ملتے جاتے ہیں۔ تو حقیقت اسلام زیادہ سے زیادہ کھلتی جاتی ہے۔ اور آپ اپنی زندگی کو اسلامی رنگ میں رنگین کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کا حج بھی کرتے ہیں۔ اور اسلامی ممالک کے دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کرتے ہیں۔

بابا صاحب نے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ پایا ہے اور پنجاب کے افغان صوبیدار دولت خان لودھی کے ماتحت ملازمت بھی کی ہے۔ لیکن ۱۵۲۴ء میں جب بابر بادشاہ نے ہندو مسلمانوں کی مشترکہ دعوت دینے پر ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو ایمن آباد کے قریب بابا نانک صاحب بھی قیدیوں کے زمرے میں گرفتار ہو کر آئے۔ اور بابر کے روبرو پیش کئے گئے۔ سکھ مذہب کے بانی اور سلطنت مغلیہ کے پہلے ہندوستانی بادشاہ کی یہ پہلی ملاقات بہت ہی بابرکت ثابت ہوئی۔ بابر نے شاہ نانک شاہ کے ساتھ عزت سے پیش آیا۔ اور آپ کا عارفانہ کلام سنکر بہت خوش ہوا۔ دراصل یہ ملاقات آئندہ تعلقات کا پیش خیمہ تھی۔ آپ نے ۱۵۳۹ء میں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کی وفات پر ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ہندو آپ کی نعش کو جلانا چاہتے تھے۔ اور مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر دفن کرنا چاہتے تھے۔ سکھوں میں ایک روایت مشہور ہے۔ کہ جب کفن کی چادر اٹھا کر دیکھا گیا۔ تو لاش موجود نہ تھی۔ البتہ چند پھول پڑے ہوئے تھے جو آدھے ہندوؤں نے لیکر جلا دیئے۔ اور باقی آدھے مسلمانوں نے دفن کر دیئے۔ مگر اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ زیادہ قرین قیاس بھی ہے۔ کہ مسلمانوں نے لاش نکال کر دفن کر دی ہو گی۔ کیونکہ لاش اگر ہندو لے جاتے۔ تو اسے پوشیدہ طور پر جلا نہیں سکتے تھے۔ لیکن دفن کرنا پوشیدہ طور پر بھی ممکن ہے۔ سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں بابا صاحب کی قبر اب تک موجود رہی ہے۔ لیکن اب اسے منہدم کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سکھ صاحبان کو زیادہ اچھی طرح معلوم ہے۔ بابا نانک یا کبیر جیسے مصلحین کا ہندوؤں میں پیدا ہونا اور توحید الٰہی کو نہ صرف اپنا دستور العمل قرار دینا بلکہ اس کی تلقین کرنا اور اپنی زندگیوں کو اسی کی اشاعت میں صرف کر دینا خالص اسلامی تعلیم کا اثر ہے۔ جو مسلمان فاتحین اور

* آج کل یہ جگہ "ننکانہ صاحب" کے نام سے موسوم ہے۔ جو ضلع شیخوپورہ میں سکھوں کا ایک مشہور گوردوارہ ہے*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شری گورو گوبند سنگھ اور مسلمان

KHILAFAT LIBRARY

بعض کوتاہ بیں گورو صاحب کی ذات والا صفات پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ خدانخواستہ گورو صاحب متعصب اور مسلمانوں کے جانی دشمن تھے۔ ایسے کوتاہ بین گورو صاحب کی عظیم ہستی کو اپنی تنگ خیالی سے ماپنا چاہتے ہیں۔ اور گورو صاحب کے عمل سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ گورو صاحب تو صاف فرماتے ہیں ؎

جنہہ تے مٹھ گیو بھرم اُر کا ...
تنہہ اگے ہندو کیا ترکا

یعنی جن کی نظر وسیع ہو گئی اور اللہ کی معرفت حاصل ہوئی تو ان کا بھرم جاتا رہا۔ ان کے سامنے ہندو اور مسلمان یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

گورو صاحب کی فوج میں کئی پٹھان تھے خاص آپکے حفاظتی دستہ میں دو پٹھان مقرر تھے۔ سید بڈھن شاہ صاحب مسلمان بزرگ گورو صاحب کی طرف سے ہزاروں کی فوج کے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑے۔ خود اس لڑائی میں سید صاحب موصوف کے دو بچے بھی کام آئے۔ اور پھر خود سید صاحب بھی گورو جی کی ہمدردی کی وجہ سے قتل کئے گئے نبی خان اور غنی خان کون تھے؟ ماچھی واڑہ کے دو پٹھان۔ جنھوں نے گورو صاحب کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر کئی میل لے جانا اپنے لئے موجب فخر سمجھا۔ اور گورو صاحب کو اس وقت پناہ دی۔ جبکہ اپنے اور بیگانے گورو صاحب کے جانی دشمن ہو رہے تھے۔ خود گورو صاحب بہادر شاہ کی طرف سے ہو کر لڑے۔ کیا گورو صاحب کا یہ طرز عمل کسی تشریح کا محتاج ہے۔

کہا جاتا ہے کہ گورو صاحب کے دو صاحبزادوں کو سرہند میں زندہ دیوار میں چنوا دیا گیا۔ بیشک یہ ظلم اور صریح ظلم ہے۔ کوئی ظالم سے ظالم حکومت بھی اسے طرفۃ العین کے لئے جائز قرار نہیں دے سکتی مگر سکھ دوستو! نہ تو یہ ظلم شرع کے فتوے سے ہوا۔ اور نہ سلطنت نے ایسا حکم دیا۔ ایک نواب کی حماقت کا نتیجہ ہے۔ جو دیوان سچا نند اور گنگو برہمن کے اُور دینے پر ان کی باتوں میں آگیا۔ کیا سکھ تاریخوں میں یہ واقعہ موجود نہیں۔ کہ جب نواب شیر محمد خاں والئے مالیر کوٹلہ نے نواب سرہند کو بھری مجلس میں پھٹکار ڈالی۔ اور معصوم بچوں کی ہمدردی میں اپنی آواز کو بلند کیا۔ تو دیوان سچا نند نے نواب موصوف کی سخت مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کو کسی صورت میں زندہ نہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ

"افعی را کشتن و بچہ اش را نگہداشتن کار خردمنداں نیست۔ چراکہ گرگ زادہ آخر گرگ شود"

نواب سرہند کی نسبت گنگو برہمن اور دیوان سچا نند ان معصوم بچوں کے قتل کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ جنھوں نے ان صاحبزادوں کو سانپ اور سانپ کے بچے کہہ کر جان سے مارنے کے لئے نواب سرہند کو مجبور کیا۔ اور جب حکومت کو یہ معلوم ہوا تو اس نے فوراً نواب سرہند کو ہمیشہ کے لئے نوابی سے برطرف کر دیا۔ اور اس کی اولاد کو بھی ارث نوابی سے محروم کر دیا۔ بہر حال جو کچھ ہوا یہ صریح ظلم تھا۔ اور ہم اس ظلم کے ارتکاب کرنے والوں پر علی الاعلان پھٹکار بھیجتے ہیں۔

نبی خان اور غنی خان اور سید محمد حسن اور سید بڈھن شاہ کی مثالیں اس امر کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں کہ زمانہ سابق میں سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار تھے۔ گورو صاحب طرفۃ العین کے لئے بھی اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کے دشمن نہیں ہوئے۔ اگر ایسا ہوتا تو سید بڈھن شاہ صاحب معہ اپنے ہزاروں لاؤ لشکر اور دو بیٹوں کے گورو صاحب پر قربان نہ ہوتے۔ اگر گورو صاحب خدانخواستہ مسلمانوں کے دشمن ہوتے۔ تو کبھی نبی خان اور غنی خان پٹھان ایسے نازک وقت میں جبکہ شاہی فوج گورو صاحب کی تلاش میں تھی۔ اور خود ہندوؤں نے گورو صاحب کو امداد دینے سے صاف انکار کر دیا تھا یہ دو مسلمان پٹھان گورو صاحب کو امداد نہ دیتے۔ اور آپکی پالکی کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر کئی میل چلنا اپنے لئے موجب فخر نہ سمجھتے۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ اب بھی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات باہمی خوشگوار ہو جائیں۔ اور آئے دن سکھ دیہات میں اذان وغیرہ کے جھگڑے جو بپا ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑے دور ہو جائیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں ؎

دیولہ مسیت سوئی پوجا و نماز اوئی
دہ سرا نہ بھید کوئی بھول بھرم مانیو

یعنی ٹھاکر دوارہ اور مسجد میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پھر پوجا اور نماز میں کیا فرق۔ جو نماز اور مسجد کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ غلطی پر ہے۔

پھر وہ توحید پرست مذہب جو توحید اور وحدانیت پر اپنی جان فدا کرنا اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہو۔ جن کے ہاں یہ صاف لکھا ہو ؎

کبیر سپنے ہوں بڑبڑا ایکے جنہہ مکھ نکسے رام
تا نکے پگ کی پا ہنی میرے تن کو چام

اگر کوئی خواب میں بڑبڑا کر بھی اللہ کا نام لے تو ایسے شخص کے پاؤں کی جوتی اگر میرے چمڑے سے تیار کی جائے تو یہ میری عین خوش قسمتی ہوگی۔ سبحان اللہ کس قدر خدا اور خدا کے بھگتوں سے پریم۔ اس سے بڑھ کر خدا پرستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

سکھ دوستو! اذان کیا ہے؟ توحید کی طرف بلاوا۔ اور اللہ اکبر کا نعرہ۔ اب ہم میں سے کون ہے؟ جو اللہ اکبر کے نعرے سے روگردانی کرے۔ خدا ہم سب کو توحید پرستی کی توفیق دے۔

آمین

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان اور سکھ

(ایک معزز سکھ سردار کی قلم سے)

اہل اسلام ایک موحد فرقہ ہے۔ جس کے پیرو بہشت۔ دوزخ کو مانتے ہیں۔ اذان۔ نماز۔ روزہ بھی ان کے ہاں فرض ہے فرشتوں کے وجود کے قائل اور قیامت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سکھ بھی وحدانیت کے تو قایل ہیں۔ مگر باقی کسی چیز کو تسلیم نہیں کرتے۔ آج مجھے بہ حیثیت سکھ کے یہ دکھلانا مقصود ہے کہ آیا ہمارا "گورو گرنتھ صاحب" اس کے مقابلہ میں کیا روشنی ڈالتا ہے۔ اور جنم ساکھی کیا بولتی ہے۔ اگرچہ عام طور پر ان مقدس کتب میں اس کی تائید میں بکثرت کلام موجود ہے۔ مگر میں بخوف طوالت صرف تین تین چار چار مثالیں ساتھ پورے پورے حوالوں کے پیش کروں گا۔

وحدانیت

اس کی تائید میں تو ۹۵ فیصدی کے قریب کلام اس میں موجود ہے مشتے نمونہ خروارے ملاحظہ ہو۔

اکس باہجو کو نہیں کس آگے کرے پکار

(گرنتھ صـ۱۴۱ شلوک محلہ پہلا)

ترجمہ:۔ جس صورت میں سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی نہیں۔ تو اے بندے دوسرے کس کے آگے واویلا کرتا ہے۔

اکو کرتار اور نہ کوئی

اکو سیود اور نہ کوئی

(گرنتھ صـ۱۷۴ بسنت محلہ ۳)

خالق کل ایک ہے۔ دوسرے کو چھوڑ کر اسکی عبادت کرو۔

اکو صاحب تے اکو حد

اکو سیود دوجے ر د۔

دوجا کاہے سمریئے جمے تے مرجا

اکو سمرو نانکا جل تھل رہیا سما

(جنم ساکھی کلاں صـ۱۹۰)

عبادت کے لائق ایک ہی خدا ہے۔ جس کی حدود اکائی کے اندر ہے۔ اسلئے اسکے نام کا سمرن کرو۔ دوسرے سے روگردانی کرو۔ جو جنم لیتا ہے اور مرتا ہے۔ اسکو پوجنا فضول ہے۔ اے نانک جو جل تھل (تری و خشکی) میں حاوی ہے۔ صرف اسی ایک کی پرستش لازم ہے اور بس

بہشت

گلیں بہشت نہ جایئے چھٹے سچ کماو

(جنم ساکھی صـ۱۴۰)

صرف باتوں سے ہی بہشت حاصل نہیں ہو سکتا۔ راستبازی سے (دوزخ) سے چھٹکارا ہو سکتا ہے

جنہا سچ کمایا پوسن بہشتی جائے

(جنم ساکھی صـ۱۴۰)

جو راستی کے پابند ہوئے وہی بہشت میں داخل ہونے کے قابل ہوں گے۔ یا بہشت میں ڈالے جائیں گے۔

پیر کہانے بہشتی ہوئے

عزرائیل نہ دوج ٹھرا

(گرنتھ صـ۱۰۸۳ محلہ نمبر ۵)

جس نے پیر مرشد کی خاطر خواہ تقلید کی۔ وہی حقدار بہشت ہوا۔ بصورت دیگر عزرائیل پر الزام دینا فضول۔

کرنی باہجو بہشت نہ پائے

(گرنتھ صـ۱۰۹ سطر ۱۸)

ماسوائے اعمال نیک کے بہشت پراپت نہیں ہو سکتا۔

نتیجہ:۔ اگر بہشت کا وجود نہ ہوتا۔ تو صاف الفاظ میں کیوں اس کی ترغیب دیجاتی۔

دوزخ

(جنم ساکھی صـ۴۳۸ و صـ۴۳۹) ایتھے توں خدا کا نام لیندا ہے۔ مسئلے سندا پڑھ داایں۔ اتے شہر وچ جاکر مکریاں پھاٹیاں اڈ داہیں۔ اور غریباں دا لہو نچوڑ داہیں انہی باتوں سے خدا تینوں سزا دے گا۔ تے فرشتے دوزخ وچ سٹن گے"

ترجمہ:۔ گورو نانک دیو جی مہاراج ایک پٹھان کو جو محض دکھلاوے کی خاطر عبادت کیا کرتا تھا۔ وعظ کرتے ہیں:۔

"کہ اگرچہ تو اس جگہ خدا کا نام لیتا ہے اور اس کی بہاں کی باتیں سناتا ہے۔ مگر شہر میں جاکر مکر و فریب کے جال بچھاتا ہے۔ اور غریبوں کا لہو نچوڑتا ہے۔ بس ان ہی بڑے افعال کی باعث فرشتے تم کو دوزخ میں جھونک دینگے"

"ظلم چھوڑ دے تانوں بخشا جائے گا۔ نہیں تاں دوزخ دی آگ تیرے واسطے تیار ہے

ترجمہ:۔ گورو مہاراج جی۔ خلنہہ یعنی جولاکی ساکھی (داستان) میں لاجورو بادشاہ کو فرماتے ہیں "ظلم چھوڑ دو گے تو بخشے جاؤ گے۔ ورنہ دوزخ کی آگ کے شعلے تیرے انتظار میں ہیں"

جنم ساکھی صـ۴۴۴ "اتے پر میشر دے نام دے بناں منا پچھوتائے گا۔ نرگ دی اگ تینوں جلائے گی"

ترجمہ:۔ گورو مہاراج جی ایک ہرن کو جال میں پھنسا ہوا دیکھ کر اپنے دل کو سمجھاتے ہیں:۔

"اے دل خدا کا نام نہ جپو گے تو پشیمان ہو گے نار جہنم تم کو جلا کر خاک کر دے گی۔

مارو محلہ نمبر ۵۔ سنتاں سنگت نرگ نہ پائے

(مہاتماؤں کی میل ملاقات و محبت نیکاں) کے سبب سے نرک یعنی دوزخ میں نہ ڈالے جائیں گے

نتیجہ:۔ اگر دوزخ کوئی چیز نہ ہوتی تو اس کا بھیانک نقشہ اس کلام میں کھینچکر خائف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟

بانگ۔ نماز۔ روزہ

گرنتھ مارو محلہ نمبر ۹ صـ۱۰۸۳

خدا ایک سمجھ دیو بانگاں

ترجمہ:۔ صرف ایک خداوند کریم کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے بیشک اذان دو۔

گرنتھ صـ۱۱۰۰

روجا۔ بانگ۔ نماز۔ کتیب بن تجھے جاسی

ترجمہ:۔ روزہ رکھنا۔ اذان دینا۔ نماز پڑھنا۔ قرآن شریف کی تلاوت وغیرہ سب باتیں اگر تم محض دکھاوے کے طور پر بدوں حقیقت جاننے یعنی عالم باعمل ہونے کے کرتے ہو۔ تو یقین جانو کہ اس قسم کا کرایا تمہارا سب رائیگاں جاوے گا"

KHILAFAT LIBRARY

اسلامی سلطنین کے ہندوستان میں آنے کے ساتھ ہی پھیل گئی تھی۔ اس وقت اسلام کی ضیا باریاں بت پرستی کے سیاہ بادلوں کو پاش پاش کر رہی تھیں۔ اور خود ہندوؤں میں اپنے مذہب کی اصلاح کا خیال پیدا کر رہی تھیں بابا نانک صاحب ہندو قوم میں پیدا ہوئے۔ اور ہندوؤں کو بت پرستی اور توہم پرستی کے گڑھے سے نکال کر اسلام کی طرف متوجہ کر گئے۔ لیکن افسوس کہ ہندو قوم نے اس روشنی سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ایک معمولی سی جھلک ان کے اندر پیدا ہوئی۔ جو بالآخر ان کو اسلام کی طرف نہ لا سکی۔ ڈاکٹر سر اقبال کہتے ہیں ؎

شمع حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارش رحمت ہوئی لیکن زمین قابل نہ تھی
آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفے پر ناز تھا

۲۔ گرو انگد

حضرت بابا نانک صاحب نے ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور چند مرید اپنے پیچھے چھوڑے۔ جن میں سے گورو انگد آپ کے جانشین ہوئے۔ جن کو اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ گورو انگد صاحب نے اپنے مرشد یا گرو کے نقش قدم پر چلنا اپنی سعادت سمجھا۔ اور تیرہ سال کی گرہائی کے بعد اس جہان سے رخصت ہوئے۔ آپ نے ہندوستان میں شیر شاہ سوری سلیم شاہ سوری اور ان کے جانشینوں کا زمانہ دیکھا۔ لیکن معاملات سلطنت سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھا۔ اور نہ فقیروں کو اس قسم کی ضرورت ہی ہوتی ہے۔ آپ نے حضرت بابا صاحب کے اقوال کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے۔ جسے جنم ساکھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب بھائی بالا نے آپ کو لکھوائی تھی۔ کیونکہ بالا ہمیشہ بابا صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ زبان گرمکھی کے حروف بھی انگد صاحب ہی کی ایجاد ہے۔ جو سکھوں کی مذہبی اور مخصوص زبان بن گئی ہے۔

۳۔ گرو امرداس

تیسرے گورو امرداس تھے۔ جن کی رسائی اکبر بادشاہ کے دربار تک ہو گئی۔ اکبر جو اپنی مذہبی رواداری کے لئے شہرہ آفاق تھا۔ اور جس کا دروازہ ہر مذہب و ملت کے لئے کھلا تھا۔ امرداس صاحب کے ساتھ بہت محبت سے پیش آیا۔ اور آپ کی باتیں سنتا رہا۔ گرو امرداس نے اداسی فقیروں اور سکھوں کو الگ الگ کر دیا۔ یاد رہے کہ اداسی فقیر حضرت بابا صاحب کی براہ راست اولاد سے ہیں۔ اور سکھ آپ کے مرید ہیں۔ تاریخ گرو خالصہ کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ اکبر کو قلعہ چتوڑ کی فتح گرو امرداس صاحب کی توجہ سے ہوئی تھی۔ کیونکہ گرو صاحب نے ایک باؤلی بنانے میں اکبر بادشاہ سے امداد لی تھی۔ بابا نانک صاحب کی طرح یہ گرو بھی رسم ستی کے برخلاف تھے۔ اور بیوہ عورتوں کو سمجھاتے تھے کہ بیوگی کی حالت میں اپنے پروردگار کی طرف زیادہ جھکیں۔ اور اسی سے صبر حاصل کریں۔

۴۔ گرو رام داس

گورو رام داس گرو امرداس کے داماد تھے۔ اکبر بادشاہ کی نظر عنایت خاص طور پر آپ پر تھی۔ شہنشاہ نے ازراہ خسروانہ گرو صاحب کو وہ زمین عطا کی۔ جس پر دربار صاحب اور امرت سر کا شہر آباد ہے۔

۵۔ گرو ارجن

۱۵۸۱ء سے لیکر ۱۶۰۶ء تک سکھوں کے گرو رہے آپ نے اکبر کا آخری زمانہ پایا۔ اور ترن تارن کو چھوڑ کر امرت سر کو اپنا صدر مقام بنایا۔ آپ کا مشہور کارنامہ گرنتھ صاحب کی تالیف ہے۔ یعنی بابا نانک صاحب سے لے کر گرو رامداس صاحب کے اقوال کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ سکھوں کی اصطلاح میں اسے گرنتھ صاحب یعنی کتاب "کہتے ہیں۔ گرو ارجن نے سکھ مریدوں سے باقاعدہ چندہ لینا شروع کیا۔ یعنی آمدنی کا دسواں حصہ جسے سکھ "دسوندھ" کہتے ہیں۔ نذرانے تو سکھ پہلے بھی دیتے تھے۔ لیکن پیشتر یہ کام حسب توفیق تھا۔ لیکن اب باقاعدگی کے ساتھ شروع ہوا۔ اس طرح ان کے پاس کافی دولت جمع ہو گئی۔ گرو ارجن جی نے گھوڑوں کی تجارت بھی شروع کی۔ اور ان کے کارندے بلخ بدخشاں تک گھوڑے خریدنے جاتے تھے۔ آپ کی دولت و ثروت کو دیکھ کر لالہ چندو لعل نے جو صوبہ لاہور کے وزیر مال تھے۔ اپنی لڑکی کا رشتہ گرو صاحب کے لڑکے کے لئے پیش کیا۔ مگر گورو صاحب نے اس رشتہ کو بعض وجوہات کی بناء پر نامنظور کیا۔ اسی وقت سے چندو لعل گرو صاحب کا دشمن ہو گیا۔ اور اس ہتک کا بدلہ لینے کی فکر میں لگا رہا۔ یہاں تک کہ جب سنہ ۱۶۰۶ء میں جہانگیر نے تاج شاہی سر پر رکھا۔ اور شہزادہ خسرو نے اپنے ماموں راجہ مان سنگھ کی اعانت سے تخت شاہی کا دعویٰ کیا۔ تو گرو ارجن نے شہزادہ خسرو سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور اس کی کامیابی کے لئے دعا کی۔ شہزادہ سلطنت کا باغی تھا۔ اور باغی کی اعانت کرنا خود ایک سیاسی جرم ہے۔ چندو شاہ نے موقع کو غنیمت جانا۔ گرو صاحب کو گرفتار کرا کے قید میں بھجوا دیا۔ چندو شاہ کا رسوخ چونکہ بہت زیادہ تھا۔ اور اندیشہ تھا۔ کہ اس کے ہاتھوں گرو صاحب کو زیادہ تکلیف پہنچے۔ اس لئے گرو صاحب نے اشنان یعنی غسل کرنے کی اجازت چاہی جو دی گئی۔ راوی میں اشنان کرنے کچھ ایسے گئے۔ کہ پھر باہر نہ آئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ گرو صاحب کے جسم پر گرم گرم ریت ڈالی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کے جسم پر آبلے ہی آبلے ہو گئے تھے۔ اور اسی تکلیف سے آپ جاں بحق ہوئے۔ قلعہ لاہور کے پاس جہاں مغلوں کے زمانے میں دریائے راوی کا کنارہ تھا وہاں سکھوں نے ایک گردوارہ بنا دیا ہے۔ جو گرو صاحب کی یادگار ہے گرو ارجن صاحب فقیر منش آدمی تھے۔ اور اکثر مسلمان صوفیاء اور فقراء سے آپ کی صحبتیں رہتی تھیں۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ جو اس زمانے میں لاہور میں تشریف فرما تھے آپ کے دلی دوستوں میں سے تھے۔ حضرت میاں میر صاحب نے گرو صاحب کے لئے سفارش کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر گورو صاحب نے عمداً روک دیا۔ اور قضائی فیصلے پر قانع ہو کر راہی ملک بقا ہوئے۔

۶۔ گرو ہرگوبند

گرو ہرگوبند سنہ ۱۶۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۶۴۵ء تک گرہائی کے عہدے پر رہے۔ یہ گرو جہانگیر اور شاہجہان کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ باپ کے مرنے پر گیارہ سال کی عمر میں گدی پر بیٹھے۔ مگر بچپن سے ہی چندو لعل وزیر مال کو والد کا قاتل سمجھ کر بدلہ لینے کی فکر میں رہے جوان ہو کر آپ نے سکھوں کو ہتھیار بندی کا حکم دیا۔ اور

بادشاہی فوجوں کے ساتھ شریک ہوکر مہمات شاہی میں شریک ہوتے رہے۔ آپ کو شکار کا بھی بہت شوق تھا۔ اس لئے گوشت خوری کا رواج بھی سکھوں میں انہی کی بدولت ہوا۔ اُن کے اصطبل میں آٹھ سو گھوڑے رہتے تھے۔ اور تین سو سوار ہر وقت بطور باڈی گارڈ حاضر رہتے تھے۔ اور ساٹھ بندوقوں کا پہرہ ذاتی حفاظت کے لئے تھا۔ کشمیر کے سفر میں جہانگیر کو شبہ ہوا کہ شاید گرو صاحب خود کو سکھوں کا بادشاہ سمجھتے ہیں۔ اس شبہ کی بناء پر شہنشاہ نے ان کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کردیا۔ جو مغلوں کے زمانہ میں شاہی قیدیوں کا قید خانہ تھا۔ مگر حضرت میاں میر صاحب کی سفارش پر جہانگیر نے ان کو رہا کردیا۔ گرو صاحب کے ساتھ اور بہت سے قیدی رہا ہوئے۔ بادشاہ سے راہ و رسم پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ بادشاہی مقدمات کے فیصلوں میں بھی دخل حاصل ہوگیا۔ چندو لعل کی خفیہ سازشوں کا حال آخر بادشاہ پر عیاں ہوگیا۔ اور گورو ارجن اور گورو ہرگوبند کی معصومی آپ پر عیاں ہوگئی۔ چندو لعل گرو صاحب کے حوالے کیا گیا۔ کہ جس طرح چاہیں اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لو۔ چندو لعل کے سر پر ہر ایک سکھ پانچ جوتے رسید کرجاتا۔ آخر کار اسی عذاب میں اس نے پران دے دیئے۔

جہانگیر کی وفات کے بعد بھی گرو ہرگوبند نے شاہی ملازمت کے سلسلے کو جاری رکھا۔ مگر بعض دفعہ افسران شاہی کے مقابلے میں آپ کا رویہ باغیانہ حد تک پہنچ جاتا۔ اسی وجہ سے وہ عزت جو پہلے گروؤں کو سلطنت مغلیہ میں حاصل تھی۔ اس میں فرق آگیا تھا۔ بہرحال گرو ارجن کی مالی پالیسی اور گرو ہرگوبند کی فوجی روح نے سکھوں کو ہندوؤں سے بالکل علیحدہ کردیا۔

۷۔ گرو ہر رائے

گرو ہرگوبند کے پوتے تھے۔ ان کے زمانے میں شاہجہان کی بیماری کی وجہ سے شہزادگان مغلیہ کے درمیان جو نزاع پیدا ہوئی۔ اس میں گرو ہر رائے نے محمد دارا شکوہ کی طرفداری کی۔ کیونکہ شہزادہ موصوف کا میلان طبع ہندو مذہب کی طرف بہت تھا۔ بھائیوں کی ... جنگ نے اورنگ زیب کے حق میں فیصلہ دیا۔ تو گرو ہر رائے کے نام احکام جاری ہوئے۔ کہ بیٹے کو بطور یرغمال دربار شاہی میں بھیج دیں۔ جس کی تعمیل ہوئی۔ اورنگ زیب نے صاحبزادے کو عزت و احترام سے رکھا۔ ۱۶۶۱ء میں گرو صاحب اس جہان سے رخصت ہوئے۔

۸۔ گرو ہرکشن

ہرکشن کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ کہ باپ کی گدی پر قدم رکھا۔ چھوٹا بچہ سمجھ کر بڑے بھائی رام رائے نے گدی کا دعویٰ کیا۔ جھگڑے نے جو طول کھینچا۔ تو مقدمہ شہنشاہ اورنگ زیب کے حضور پیش ہوا۔ انصاف پسند بادشاہ نے گرو ہرکشن کے حق میں فیصلہ دیا۔ گویا حق بحقدار رسید۔ مگر تین سال کے بعد ننھے گرو کو مرض چیچک لاحق ہوا اور وہ عالم آخرت کو سدھارا۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کیلئے اصول تجارت کا پہلا سبق

حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون تاجر بمبئی کی ہدایات

دیانتداری سب سے پہلی بات یہ ہے۔ کہ دوکان دار ایمانداری کو اپنا اصل اصول بنائے۔ وہ لین دین کا سچا ہو۔ زبان کا پکا ہو۔ اور جو وعدہ کرے اس کے بروقت ایفا کا خیال رکھے۔

حسن اخلاق دوکاندار کے لئے دوسری ضروری بات یہ ہے۔ کہ وہ خوش خلق ہو تمام گاہکوں کیساتھ اچھی طرح پیش آئے۔ جو شخص ایک مرتبہ اس سے سودا خریدلے۔ اس کے اچھے برتاؤ کی وجہ سے اسی طرف کھینچا آوے۔ اگر کوئی خریدار دوکان میں سے دس چیزیں دیکھتا ہے۔ اور ناپسندیدگی کی بناء پر کوئی چیز خریدے بغیر چلا جاتا ہے۔ تو دوکاندار کو چاہیئے۔ کہ خندہ پیشانی کیساتھ اسے رخصت کرے۔ یہ نہ ہو کہ کوئی چیز نہ خریدنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے۔ دکاندار کا کام محض یہ ہے۔ کہ گاہک کو چیزیں دکھائے۔ ان کا پسند کرنا اور لینا گاہک پر موقوف ہے۔ چیزیں دکھلانے سے یہ ضروری نہیں ہوجاتا۔ کہ دیکھنے والا کچھ نہ کچھ خریدے یا نہ خریدے۔ گاہکوں کو اپنی دوکان کے ساتھ مستقل طور پر وابستہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ جو شخص آج چیزیں دیکھتا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں خریدتا۔ لیکن خوش خوش جاتا ہے۔ وہ کل مستقل خریدار بن سکتا ہے۔ اس لئے کسی بُرے برتاؤ سے اسے کبھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

محنت و جفاکشی تیسری ضروری بات یہ ہے کہ دوکاندار محنتی اور جفاکش ہوکر دوکان پر جا بیٹھے۔ دن بھر کام میں مصروف رہے۔ اور جب تک بازار میں گاہکوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ اور جب تک دوکان پر لوگوں کی آمد کا امکان باقی ہے۔ اس وقت تک اسے بند نہ کرے۔ مثلاً مٹھائی پان دودھ وغیرہ کی دوکانیں رات کے بارہ بارہ بجے تک چلتی رہتی ہیں۔ اس جفاکشی اور محنت کا تعین دوکان کی حیثیت و نوعیت اور گاہکوں کی بناء پر بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

تجارتی معلومات چوتھی ضروری بات یہ ہے۔ کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے اچھی طرح غور و فکر کرلینا چاہیئے۔ اور اچھی طرح سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کہاں کہاں بنتی ہے۔ کہاں کہاں پیدا ہوتی ہے؟ کس کس جگہ سے ارزاں نرخ پر مل سکتی ہے۔ منڈی سے دوکان تک لانے میں کیا خرچ ہوگا۔ اور اس کے بعد بازار میں کس نرخ پر فروخت کی جاسکے گی؟ اس بازار میں اس شے کا دوسری دوکانوں پر کیا بھاؤ ہے۔ اس کی کھپت کیسی ہے۔ گاہک کتنے ہیں! اور کیسے ہیں؟ غرض اس باب میں تمام امور کی پوری طور پر تحقیق کرلینی چاہیئے۔ اور اس کے بعد نفع و نقصان کے امکانات کو سوچکر دکان کرنی چاہیئے۔

امید منفعت پانچویں ضروری بات یہ ہے۔ کہ تجارت شروع کرے یا دکان کھولنے کے ساتھ ہی یہ امید نہیں باندھ لینی چاہیئے۔ کہ فوراً بہت بڑا نفع ہوگا۔ اور گرانقدر دولت ملجائیگی۔ یا دوسری قوتوں کے ان پیشہ ور تاجروں کے پایہ پر پہنچنا نصیب ہوجائیگا۔ جو پشتہا پشت سے یہی کام کرتے چلے آرہے ہیں

البتہ محنت اور جفاکشی کے بعد یہ امید ضرور رکھنی چاہیئے۔ کہ دوکاندار اپنا اور اپنے قبیلے کا گذارا آرام کیساتھ کرسکے گا۔ اور اگر یہ محنت و جفاکشی جاری رہے گی۔ نیز خرچ آمدنی سے کم رکھا جائیگا۔ تو بتدریج حالت بہتر ہوتی جائیگی ؛

سرمایہ لگانے کا طریقہ

چھٹی ضروری بات یہ ہے۔ کہ دوکان لگانے والے کے پاس جس قدر سرمایہ ہو۔ اسے شروع ہی میں سارے کا سارا نہیں لگا دینا چاہیئے۔ بلکہ پہلے اس سرمایہ کا ایک حصّہ مثلاً آٹھواں یا پانچواں حصّہ لگانا چاہیئے۔ اور جوں جوں فائدہ ہوتا نظر آئے۔ بقیہ سرمایہ بتدریج لگاتے جانا چاہیئے۔ سارا سرمایہ ایک دم لگا دینے سے بصورت نقصان تباہی یقینی ہے ؛

تجارت کے ابتدائی سال

ساتویں ضروری بات یہ ہے۔ کہ شروع میں ایک دو برس ہر دوکاندار کو محض یہ خیال ہونا چاہیئے کہ جس طرح کالجوں اور اسکولوں میں بچے تعلیم پاتے ہیں۔ اسی طرح میں تجارت سیکھ رہا ہوں۔ اور سچی بات یہ ہے۔ کہ حقیقی تاجر عمر بھر اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھتے رہتے ہیں مجھے تجارت کرتے ہوئے ستائیس سال گذر چکے ہیں۔ اور خدا کے فضل و کرم سے میرا چلینی کا کاروبار بہت وسیع ہے۔ لیکن اب تک میں اپنے آپ کو محض ایک طالب علم سمجھتا ہوں۔ اور جس طرح اسکول یا کالج کا اچھا طالب علم ایک ایک بات معلوم کرنے کیلئے مضطرب رہتا ہے۔ اسی طرح میں مضطرب رہتا ہوں۔

حساب مکمل رکھنا چاہیئے

آٹھویں ضروری بات جو میرے نزدیک مسلمانوں کو خاص طور پر سامنے رکھنی چاہیئے یہ ہے۔ کہ بہی کھاتہ مکمل رہے۔ حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ دوکان میں جس قدر چیزیں آئیں جتنی چیزیں گئیں۔ جتنا روپیہ خرچ ہو۔ جتنی رقم آئے۔ اس کا روزانہ باقاعدہ اندراج ہونا چاہیئے۔ نئے دوکانداروں کا فرض ہے۔ کہ وہ ابتدا میں ہر مہینے دیکھ لیا کریں۔ کہ دوکان میں ان کا کتنا سرمایہ لگا۔ انہوں نے کتنا کمایا اور کھایا ؛

دوکانداروں سے میل جول

نویں ضروری بات یہ ہے کہ ہر دوکاندار اپنے اطراف کے دوکانداروں سے اچھا میل جول پیدا کرے۔ اور اپنے تعلقات بڑھاتا رہے۔ ان سے مفید معلومات حاصل کرے۔ اور ان کی صحبت سے فائدہ اُٹھائے ؛

ادہار سے پرہیز کرو

دسویں ضروری بات یہ ہے۔ کہ جس حد تک ممکن ہو لوگوں کو مال ادھار نہ دیا جائے۔ اور خود بھی ادہار لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جو مال کاروبار کے چلاؤ کے دوران میں اودھار آئے۔ اس کی قیمت ٹھیک وعدہ کے مطابق ادا کرنی چاہیئے۔ اس سے دوکان کی ساکھ بڑھتی ہے۔ اور اس کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

مال اچھا رکھو

گیارہویں ضروری بات یہ ہے۔ کہ مال کا ایسا انتظام رکھنا کہ ہر مال قائم رہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض تاجر ابتدا میں مال اچھا رکھتے ہیں۔ جب ذرا بکری شروع ہوتی ہے دوکان چل نکلتی ہے۔ اور منافع ہونے لگتا ہے۔ تو وہ پھر مال کی اچھائی کا زیادہ خیال نہیں رکھتے۔ یہ طرز عمل دوکان کے استقلال کے لئے مضر ہوتا ہے۔ ہر مال اچھا رکھنا چاہیئے اور زیادہ منافع کی حرص میں کاروبار کی مستقل حیثیت کو نقصان پہنچانا بالکل نامناسب ہے ؛

خرچ کم کرو

بارھویں ضروری بات یہ ہے۔ کہ ہر تاجر کی آمدنی اس کے خرچ سے زیادہ ہو۔ میرے خیال میں مسلمان تاجروں اور دوکانداروں کو اپنا زیادہ سے زیادہ خرچ پوری آمدنی سے نصف رکھنا چاہیئے اور نصف بچانا چاہیئے۔ خرچ پر کنٹرول رکھنا بے انتہا ضروری ہے۔ میرا عقیدہ ہے۔ کہ پیسہ کمانا کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ بلکہ پیسہ خرچ کرنا اور سنبھالنا بڑی چیز ہے۔ اور اس میں انسان کی قابلیت اور کمال ظاہر ہوتا ہے

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ کی حوصلہ افزائی

قاضی عبدالمجید صاحب قریشی سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور ازراہ کرم رسالہ "مسلمانان ہند کے افلاس کا علاج" کی تیس ہزار جلدیں طبع کرا کر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ ایک اقتصادی کمیٹی کی رپورٹ ہے جو کانفرنس کے گذشتہ سالانہ اجلاس میں پیش ہوئی تھی۔ اور اس کی بائیس سفارشات پر بحث ہو کر نمائندگان قوم کی طرف سے بعد ترمیمات کے منظوری دی گئی۔ اس اہم رپورٹ کی بہ کثرت اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس لئے اسلامی انجمنوں قومی اداروں اور افراد قوم کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جس قدر کتابیں وہ منگانا اور تقسیم کرنا چاہیں۔ اُن کا محصول ڈاک بحساب تین پیسہ فی جلد قاضی عبدالمجید صاحب قریشی کے پاس مندرجہ بالا پتہ پر بھیجدیں۔ تاکہ اُسی کے مطابق صاحب موصوف ریوڈمیں طبع کرا کر سب جگہ روانہ فرمادیں

خاکسار طفیل احمد کنوینر اقتصادی کمیٹی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ ؛

KHILAFAT LIBRARY

دلچسپ معلومات

انگلینڈ کا کم عمر ترین ہواباز

جان ایس گریس ولی انگلینڈ کا سب سے چھوٹا ہواباز ہے۔ اس کی عمر صرف ۱۷ سال ہے۔ اور گو اسے ہوابازی سیکھے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ لیکن لائسنس اُسے حال ہی میں ملا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک وہ نابالغ تھا۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ اس نے صرف چھ گھنٹہ کے اندر ہی ہوابازی سیکھ لی ؛

درخت کے زہریلے آنسو

حال ہی میں سائنس دانوں نے پانی کے اندر سے ایک قسم کی زہر پیدا کی ہے۔ جو دنیا کی خطرناک ترین زہر بیان کی جاتی ہے۔ لیکن قدرت نے یہ زہر پہلے سے ہی تیار کر رکھی تھی۔ چنانچہ ڈلو درخت کے متعلق جس کی لکڑی سے کرکٹ کے بیٹ بنائے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے ماتحت کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس کے اندر سے پانی کے جو قطرے گرتے ہیں۔ وہ دراصل اس خطرناک ترین زہر کے قطرے ہوتے ہیں۔ جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کی ملاوٹ سے اس درخت کے اندر پیدا ہو جاتا ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ:- چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کا ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی کتاب سے ہے مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں۔ دور ہو جائینگی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔

میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں:- کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں"۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ:- اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت نہیں مل سکتی۔ کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ کلیتہً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ "انشاء اللہ" کو لیجئے۔ اس کے معنے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو یہ کلمہ کس قدر بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر بھی چڑھ گیا ہے بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس کے بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی۔ جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے۔ تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان بھی سن سکینگے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اس وقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا۔ اور حیران تھا۔ کہ اذان میں شاید ایسا کلمہ لگایا گیا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا۔ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ بال پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"۔

جناب ویدار سنگھ صاحب گیانی (فاضل سکھ مذہب)

گورمکھی استاد ڈی اے وی مڈل سکول قادیان ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ:- سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک بڑی بھاری کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ آجتک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر انمیں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہوں گے جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دیداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔

KHILAFAT LIBRARY

آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کیساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جس سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں پڑ سکتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کیگئی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر خانپور

ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور مخلوق کیلئے نور خدا کا چشمۂ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہادیا۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان "سکھ مسلم اتحاد" "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے "دیا سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا (تت mea) (یعنی حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے ایڈیشن (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پر اوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹھہ چھینیہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں کہ "میں آپکے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس۔ ڈی رحیم یار خاں

سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی بھاشا نہیں ہونے کیوجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کرواڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹماسٹر سنگرور ریاست جیند

سے لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں۔ "کہ میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپنے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو اننت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا۔

یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی سادھو کو منگوا کر دیا ہے خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں "کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جس قدر تعریف کیجائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ کے انک میں لکھتا ہے کہ:۔

"شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کیساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"

نور:۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

صرف دو روپے (عہ)

یہ ترجمہ جسکے متعلق سکھ علماء کی تحسینی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز ۲۶×۲۰ صفحات ۸۰۰ کاغذ ولایتی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری لاگت پانچ روپے مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے رکھا گیا ہے کیونکہ مقصود لٹانا ہے۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ پھر یہ سنہری موقعہ ہاتھ نہ آسکیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

موتی سُرمہ رجسٹرڈ

جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہٰذا آپ کو بھی یہی بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں:۔ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپکے موتی سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں مَیں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہُوا۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

جس نے ایک دفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہوگیا

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور کسی کام پر دل نہ لگنا۔ چلتے وقت دم چڑھ جانا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی ہاتھ پاؤں پھولنے قوت رجولیت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج ہی سے اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں . . . . قوی بنانے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے دل و دماغ کو تقویت دینے پٹھوں کو مضبوط بنانے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکنے طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال کرنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کیلئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا حیات انسانی کے لئے نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی اُمنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ اور دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا بس اسی کا ہی کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

"مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نہایت مسرت اور شکرگذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر نور صاحب والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی۔ جس سے پیشاب کی شکایت رفع ہوگئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت ہی اعلےٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچالیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اسکے استعمال کرنیکی تحریک کرنے میں بڑی مسرت محسوس کرتا ہوں

اکسیر اکبر

طاقت کی بے نظیر دوا جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء بھی شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر و ہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری و مستقل ہے۔

ضعف باہ۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ درد سر۔ بے خوابی۔ مسوڑھوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا

KHILAFAT LIBRARY

دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ پرانی کھانسی۔ ڈکاروں کی کثرت معدہ کی ترشی قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس کثرت احتلام سرعت خرابی خون دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آجانا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دینے۔ بے چینی گھبراہٹ سستی۔ اداسی چھائی رہنی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے معدہ اور جگر کو طاقت دیکر سیروں دودھ گھی مکھن اور بالائی ہضم کراتی اور تازہ خون بیشمار سرخ ذرات پیدا کرتی اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے۔ دائمی قبض زکام۔ کمزوری دل و دماغ کیلئے بہتر چیز ہے ضعف اعصاب و ضعف دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رو پیدا کرتی ہے۔ دماغی تکان کو دور کر کے فی الفور کام کیلئے مستعد بناتی ہے۔ مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گویا دماغی کام کرنے والوں کیلئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی عہ۲ (بیس روپے) ایک ماہ کی خوراک کیلئے ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔

اکسیر اکبر کی کرامت

بیس ۲۰ سالہ کمزوری دور ہو کر پینتالیس ۴۵ سالہ اٹھارہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں

”اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جسکی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں ادویہ کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی۔ اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسا کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔“

تریاق اعظم

یہ حیرت انگیز ایجاد واقعی ”تریاق اعظم“ ہی ہے اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں اس کی ایک شیشی کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ قیمت صرف دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ جن امراض میں یہ تریاق اعظم مفید تسلیم کیا گیا ہے ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ مفصل پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے:۔

سر درد ہر قسم۔ کمزوری دماغ۔ زکام۔ مرگی۔ سرسام۔ بے حسی۔ لقوہ۔ فالج خارش دماغ بیہوشی دماغی چوٹ۔ اعصابی درد۔ خواب غفلت بیخوابی۔ ہذیان۔ درد آنکھ۔ گوہانجی۔ درد کان۔ کانوں میں کھجلی۔ ورم بگوش۔ کرم کان۔ کان کا بہنا۔ امراض ناک ناک میں پھنسیاں۔ بدبوئے ناک بدبوئے دہن چھینکیں۔ سونگھنے کی قوت کا کم ہونا۔ نکسیر۔ تپ نزلی۔ درد دانت و داڑھ مسوڑھوں کا پھولنا درد کرم دندان۔ دانتوں سے خون و پیپ کا جانا۔ دانتوں کو پانی لگنا۔ منہ میں چھالے منہ کا سوجنا سوج لب۔ سوج زبان پھنسی لب۔ دانتوں کا اسفنجی ہونا۔ (سکروی) دانت نکلنا۔ حلق کا بیٹھ جانا۔ گلے پڑنا۔ سوزش گلو۔ گلے میں کھرکھری۔ کھانسی۔ نزلہ۔ بلغمی کھانسی و دمہ خشک۔ سل نمونیا۔ امراض دل۔ درد دل۔ ورم پستان۔ پیٹ درد اور پیٹ کا پھولنا۔ بدہضمی ہیضہ۔ درد قولنج۔ قراقر معدہ۔ ریح معدہ کینچوا وغیرہ سب اقسام کرم الامعاء پھوڑہ معدہ۔ اسہال پیچش۔ جی متلانا۔ قے۔ خون کی قے۔ ورم معدہ قبض دائمی ہچکی بھس۔ ڈکار جہازی بیماری۔ یرقان۔ جلودھر۔ درد جگر و نفخ جگر۔ استسقاء تلی خروج مقعد۔ خارش مقعد۔ بھگندر۔ بواسیر۔ سوزش مثانہ۔ درد گردہ و مثانہ سفید پیشاب۔ پیشاب میں خون آنا۔ پیشاب بند ورم گردہ یا مثانہ۔ جریان نامردی۔ ورم خصیہ بائی گولہ سر درد زنان۔ پرسوت زنان۔ سیلان الرحم۔ کثرت حیض۔ امراض حمل۔ امراض رحم حیض کا درد سے آنا حیض کا کم آنا۔ تمام درد اندرونی و بیرونی گٹھیا۔ عرق النساء (رینگن وائی) درد پشت پنڈلیوں کا پھولنا۔ جملہ اقسام بخار انفلوئنزا یعنی جنگی بخار۔ تپ دق۔ پھوڑا پھنسی۔ زخم ناسور کالا سنا پت یا پتی۔ داد چنبل گلٹیاں ورم چوٹ خنازیر۔ (ہیجراں) آگ سے جلنا۔ ناسور بھاپ کی بجلی سے جھلس۔ خارش مسہ۔ پسینہ بدبودار بغل گند۔ ہاتھ پاؤں کا پھوٹنا۔ کچلا جانا۔ چھپ چھالے۔ کثرت پسینہ۔ آتشک سوزاک زہر دار ڈنک افیون چھڑوانا۔ تمباکو کا زہر باولے کتے کا کاٹنا۔ زہریلی اشیاء کھائی جانا۔ طاعون امراض بچگان۔ بچوں کا دودھ نہ پینا۔ ڈبہ اطفال خسرہ چیچک۔ سن موٹاپا وغیرہ اور بھی کئی امراض کا یہ ایک ہی دوا بہترین علاج ہے۔ مفصل آپ کو پرچہ ترکیب استعمال سے معلوم ہوگا۔ یہ تریاق اعظم کیا ہے؟ حقیقتاً بنی نوع انسان کے لئے پیغام شفا ہے۔ آپ کے گھر میں اس کی ایک شیشی موجود ہونا۔ گویا اس بات کی گارنٹی ہے۔ کہ آپ ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک درد شکم۔ اپھارہ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم قبض اسہال ریاح کھانسی دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی۔ انڈے بالائی مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے دماغ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتی ہے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کیلئے کافی ہے۔ صرف دو روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے

آپ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔ کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایت رفع ہو گئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے۔“

رفیق زندگی

عام طور پر مقوی ادویہ گرم ہوتی ہیں۔ اور گرم مزاج والوں کو بعض اوقات ان کا استعمال مضر بھی بیٹھتا ہے۔ لہذا ایسے طبائع والوں کیلئے ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی

بھی ہو اور مفرح بھی۔ سو مبارک ہو کہ وہ چیز تیار ہو گئی۔ اس کا نام رفیق زندگی ہے یہ ایک نادر تحفہ ہے
مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار
یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ بیرونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا
سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی گھبراہٹ
سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔
ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال ایک سال کے
لئے انشاء اللہ کسی دوسری دوا سے بے نیاز کر دے گا۔ قیمت فی بکس جس میں ۱۵ تولہ یعنی
ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

حکما اور ڈاکٹروں کا یہ متفق فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔
اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال
شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا۔ انھیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا موتیوں
کی طرح چمکاتا۔ بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ گوشت خورہ
دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا۔ دانتوں پر میل جمنا۔ یا ان کا رنگ زرد رہنا اور منہ سے
پانی آنا۔ غرضیکہ جملہ امراض دندان کیلئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت
دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری شکاگو (امریکہ) حال
ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال
کیا۔ بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو مضبوط کرنے کے یہ مسوڑھوں کیلئے بھی نہایت مفید
ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھا۔ اس کیلئے بھی یہ بہت مفید ثابت ہوا۔"

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح
انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے
دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے
ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک
مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر
محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب ملکھال۔ ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم لکھتے ہیں کہ:۔ جو جناب سے
دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان
سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

اکسیر بواسیر

سچ پوچھو تو نوے فیصدی لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ نامراد مرض انسان
کا خون نچوڑ کر اسے ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتی ہے۔ اس کی مصیبت
کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری
یہ اکسیر اس موذی مرض کو خواہ کسی قسم کی ہو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے
استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔

قیمت صرف تین روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی
پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں
ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پائخانہ صاف
نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال
آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور
متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی
جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت۔
صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے انسانی صحت کا بھی
ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا
بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے
ہمیشہ کیلئے نجات دلاوینگی۔ قیمت یک صد گولی دو روپے محصولڈاک علاوہ

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے
جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے
ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے سلگ جاتا ہے۔
ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے جیسطرح لاحول سے شیطان
اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی
جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے۔ کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

KHILAFAT LIBRARY

نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے نصف قیمت

موتی کوڑیوں کے مول

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے جلانا۔ (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل و جان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقائد ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا صاحب رح (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہانِ اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیسیوں چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے

قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے محصولڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کیطرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی بفخر یہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ اڈیٹر صاحب اخبار "نور" کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب اڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ اگر سکھوں کا مضبوط تر موں اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بہترین تحفہ قیمت ۸ر محصولڈاک علاوہ

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے بہت قریب ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں۔ (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں۔ (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ

گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا اچھلا تھا اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم اوٹ لک زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آجتک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لیکر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم قیمت ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں قیمت ایک آنہ۔ جھوک ہندی قیمت ایک آنہ

یہ نو کتب کا سٹ جس کی کل قیمت پانچ روپے دو آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنے (۲/۹) محصولڈاک علاوہ

نصف قیمت پر

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا واحد اخبار

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۶/۱۳ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ ...

جلد ۲۳ اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ جون سنہ ۱۹۳۴ء مطابق ۱۹ صفر سنہ ۱۳۵۳ھ نمبر ۲۱

اس غیر معمولی رعائت میں اپنے دوسرے دوستوں کو بھی شامل کیجئے

KHILAFAT LIBRARY

۱۱-۱۲-۱۳ جون سنہ ۱۹۳۴ء کو یاد رکھیئے

صاحبان! یہ صحیح ہے۔ کہ آج کل لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر یہ اس سے بھی زیادہ صحیح ہے۔ کہ ایک اعلیٰ اور مجرب چیز کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے سوائے اشتہار کے اور کوئی ذریعہ بھی نہیں۔ اسلئے سب کو ایک ہی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے پانچوں انگلیاں یکساں نہیں بنائیں "آدمی آدمی میں انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر" سالہا سال کے تجربہ کے بعد جبکہ ہیں ان ادویات مثلاً موتی سرمہ رجسٹرڈ، اکسیر البدن رجسٹرڈ، اکسیر اکبر، موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ، اکسیر معدہ، تریاق اعظم، رفیق زندگی اکسیر جریان، اکسیر بواسیر، افیون چھڑاؤ گولیاں، مچھر پروف وغیرہ کے مفید ہونے کے متعلق کوئی شبہ نہیں رہا۔ ہم اسے پبلک میں لائے ہیں۔ مزید آگاہی کے لئے اس اخبار کے ۷، ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ صفحات ملاحظہ فرمایئے۔ جن میں ان ادویہ کے فوائد اور قیمتیں درج ہیں۔ اب ہم ان کی مزید شہرت اور نیز پبلک کو وسیع پیمانہ پر مستفیض کرنے کے واسطے یہ غیر معمولی رعایت دیتے ہیں۔ کہ جو لوگ اپنی درخواستیں ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ جون سنہ ۱۹۳۴ء کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے۔ ان سے نصف قیمت چارج کی جائیگی۔ اور جس صاحب کا آرڈر بیس روپے تک کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا۔ محض ان ادویہ کی شہرت اور پبلک کے مفاد کے لئے یہ غیر معمولی رعایت دی جا رہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ بھی ہم سے معاملہ کرینگے۔ وہ عمدہ چیز پاکر انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ورنہ اس رعایت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ اور پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو تو حلفیہ شہادت پر آپ کی قیمت واپس کر دی جائیگی۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا رعایت اور تسلی ہو سکتی ہے۔ لہذا آپ نہ صرف خود ہی اس موقعہ سے فائدہ اٹھایئے۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کیجئے۔

غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۱۱-۱۲-۱۳ جون ۱۹۳۴ء کے ۱۱-۱۲-۱۳ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ کیونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جا سکتا۔ اسلئے انہیں اپنے آرڈر کے ساتھ قیمت ادویات اور محصولڈاک فی پونڈ ایک روپیہ آٹھ آنہ کے حساب سے پیشگی روانہ کرنا ہوگا۔ غیر ممالک کے لئے پچاس روپیہ کے آرڈر پر محصولڈاک معاف رہے گا۔ ملنے کا پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ، قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)**

نتیجہ:۔ گویا خداوند کریم کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کرتے ہوئے۔ اذان۔ نماز۔ روزہ۔ قرآن شریف کا پڑھنا سب کچھ جائز اور صحیح ہے۔ اگر گورو مہاراج کے نزدیک یہ سب باتیں غیر ضروری ہوتیں تو ان کو کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ان کی تشریح فرماتے۔

پھر معلوم نہیں کہ دیہات میں سکھ لوگ مسلمانوں کے اذان دینے پر کیوں سیخ پا ہو کر کشت و خون پر اتر آتے ہیں۔ اے جہالت تیرا ستیاناس ہو۔ یہ سب تیرے ہی کرشمے ہیں۔

فرشتے

امارہ محلہ نمبر ۵

پاپ کرے ڈر سر پر مٹھے
عزرائیل پکڑے پکڑ کٹھے

ترجمہ:۔ گناہ جو کرے گا۔ آخرکار اس کو اکدن ہارنا پڑے گا۔ عزرائیل اس کو ضرور پکڑے گا۔ اور پکڑ کر ذبح کرے گا۔

صفحہ ۹۹۳ رام کلی وار محلہ پہلا۔

طلباں پوسن آگیاں باقی جنہاں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے بہسی

ترجمہ:۔ جن کے ذمہ باقی (حساب عمل کی) رہ گئی ہے اور حساب دینے سے گریز کرینگے۔ یعنی باغی ہونگے ان کی درگاہ حق میں ضرور طلبی ہوگی۔ تعمیل ارشاد حق کے لئے فوراً عزرائیل فرشتہ آموجود ہوگا۔"

(تشریح) فی زمانا جس زمیندار کی طرف لگان سرماہی باقی رہ جاتا ہے۔ تو مجازی گورنمنٹ کے یم دوت یعنی پولیس کے سپاہی جس طرح (پروانہ بقایا لگان) لیکر باقی دار کے دروازہ پر آموجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح حقیقی گورنمنٹ کے لگان (اعمال حسنہ) کے باقی رہ جانے پر عزرائیل کی دستک (پروانہ لے کر) آموجود ہونا یقینی ہے۔

نتیجہ:۔ اب اس کلام میں صاف طور پر عزرائیل فرشتہ کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔

قیامت

صفحہ ۱۴۱۹ جنم ساکھی

کارن نفس شیطان دے قسماں کرے ہزار
روز قیامت دہڑے کرسن عمل خوار

ترجمہ:۔ افسوس ہے کہ انسان نفس امارہ کے باعث ہزارہا جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے۔ جس کی پاداش میں قیامت کے دن بالیقین اس کو خوار و ذلیل ہونا پڑے گا۔ یا اپنے انہی حرکات کے باعث وہ خوار ہوگا۔

نتیجہ:۔ کیا اس میں قیامت کی تسلیم نہ کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔؟

ہم تو صاف تائیدی کلام کے باوجود کوئی الگ دماغ اگر ان باتوں کو نہ مانے۔ تو میں صرف تجاہل عارفانہ پر محمول کروں گا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ مہاتما گاندھی کی خدمت میں ایک معزز ہندو بھائی نے اسلام کے محاسن جمیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے مہاتما جی کو دعوت اسلام دی تھی۔ اور موجودہ نوتو بیں ملک کے مرض کا علاج کرتے ہوئے بھی (مذہب اسلام کی گولی بتایا ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ میں یوں کہوں گا۔ کہ جس صورت میں سکھوں اور مسلمانوں کے مذہبی تعلیم و اصول باہمی متناقض نہیں ہیں یا صرف خفیف خفیف خودساختہ اختلافات ہیں تو اندریں حالات ہر دو قوموں کے مقتدر عالم و فاضل بلا تعصب مذہبی لیڈر ایک جگہ بیٹھ کر یہ غلط فہمیاں پھیلانے والے خیالات دونوں قوموں سے نکالنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتے۔

ہاں ہو تو سکتے ہیں۔ لیکن پیراں نمے پرانند مریداں مے پرانند کے مصداق لیڈروں کے چیلے چانٹے حالی موالی ان کو سدھ بدھ نہیں لینے دیتے۔ اور ایسے کمینہ اور سنگدل حضرات (کالی بھیڑوں) کے حرکات سے بڑی بڑی اعلیٰ شخصیتیں بھی بہ تقاضائے بشریت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس اہم کام کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ اور الٹا منافرت مغائرت کی خلیج کو زیادہ وسیع کرنے میں ان کو مزہ ملتا ہے۔ ورنہ اگر سچے دل سے کوشش کی جائے تو سات کروڑ میں ۴۰ لاکھ کا کھپ جانا یا چالیس کروڑ میں ۷ کروڑ کا جذب ہو جانا کوئی ناممکن بات نہیں۔ صرف فریقین میں صفائی قلب اور انصاف پسندی بے تعصبی کا عنصر زیادہ ہونا چاہیئے۔ پھر سب خیری خیر ہے۔ کارج راس ہو سکتا ہے۔

کاش کہ میرے ان الفاظ پر کوئی دھیان دے

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

KHILAFAT LIBRARY

چھوت چھات اور ہندو شاستر

جناب گاندھی جی ان دنوں چھوت چھات کے دور کرنے پر بہت زور دے رہے ہیں جو ایک اچھی بات ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہندو شاستروں میں چھوت چھات نہیں بہتر ہو کہ وہ شاستروں کے ان مندرجہ ذیل حوالوں کی روشنی میں اپنے طریق عمل کا مطالعہ کریں۔

اس سمپورن جگت کی اچھا کے لئے اس مہا تیجوی برہما نے ہاتھ جانگھ اور چرن سے پیدا ہوئے۔ چاروں ورنوں کے کرم الگ الگ مقرر کئے۔ منوسمرتی ادھیا ایک شلوک ۸۷ وید پڑھنا۔ یگیہ کرنا۔ یگیہ کرانا۔ دان دینا۔ دان لینا یہ کرم برہمن کے لئے بنائے۔ شلوک ۸۸

رعا کی حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ وید پڑھنا۔ دنیا کی نعمتوں میں دل نہ لگانا۔ یہ پانچ کرم کشتری کے لئے مقرر کئے۔ شلوک ۸۹۔

چار پایوں کی حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ وید پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ سود (بیاج) لینا۔ کھیتی کرنا یہ سات کرم ویشوں کے لئے مقرر کئے شلوک ۹۰۔

شودر کے لئے ایک ہی کرم پربھو نے ٹھہرایا۔ یعنی سچے دل سے ان تینوں ذاتوں کی خدمت کرنا شلوک ۹۱

واہ رے نیائے کہ سب سنسار ایک ہی منش پرجاجی سے پیدا ہوا۔ مگر کسی کو عزت دی اور آسمان پر چڑھا دیا۔ اور کسی کو ذلت دی اور زمین کی تہ میں گھسا دیا۔ آہ برہمن کشتری ویش کے سوا جاتیوں کے سردار نہ تم وید سیکھ سکتے ہو۔ نہ یگیہ کر سکتے ہو۔ نہ دان لینے سے سروکار نہ کھیتی سے مطلب۔ نہ تجارت سے غرض رکھ سکتے ہو بس تمھاری چھوٹی قسمت میں صرف محنت و خدمت گزاری

طبی و مفید معلومات

KHILAFAT LIBRARY

تا قنوور رہنے کی تدابیر

ہمیشہ صاف و کھلی ہوا میں رہو۔ دن بھر میں کم از کم ڈیڑھ دو سیر پختہ صاف و سرد پانی پیئو۔ بے چھنے آٹے کی روٹی۔ تازہ پھل اور خالص دودھ استعمال کرو۔ غذا ہمیشہ سادہ اور ایک وقت میں ایک ہی قسم کا کھانا کھاؤ۔ بھوک سے چند لقمے کم کھاؤ۔ ہفتہ میں ایک یا دو بار بھوک کی مقدار سے نصف خوراک کھاؤ۔ اپنا جسم اور لباس صاف ستھرا رکھو زیادہ سردی اور زیادہ گرمی سے بچو۔ ہر روز کھلی صاف ہوا میں کوئی نہ کوئی ایسی معتدل ورزش کرو۔ جس میں جسم کے تمام اعضاء و حصوں پر زور پڑے۔ صاف و ستھرا لباس پہنو۔ بعض اوقات بچوں اور جوانوں میں مل کر ہنسو کھیلو۔ اپنے دل میں کوئی ایسی دھن پیدا کرو۔ جس کی وجہ سے چہرے پر ہر وقت خوشی کی جھلک موجود رہے۔ غصہ۔ رنج۔ اداسی۔ مایوسی اور فکر و غم سے بچو۔ زیادہ ہنسنے تیوڑیاں چڑھانے اور گہری سوچ بچار سے چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ چلتے وقت چھاتی کو آگے نکال کر خوب تیز تیز چلو۔ خوب نیند بھر کر سوو۔ جسم کو موٹا ہونے سے بچاؤ۔ محنت مشقت اور ہنسی خوشی کے کاموں میں نوجوانوں کی طرح شریک ہوا کرو۔ ہمیشہ جوان بنے رہنے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ دل میں اس بات کا خیال تک نہ آنے پائے۔ کہ ہم بوڑھے ہو رہے ہیں۔ بلکہ سختی سے اس خیال پر قائم رہو۔ کہ ہم جوان ہیں اور ہمیشہ جوان رہیں گے۔ اور اس خیال کے ساتھ ہی ہر کام کو نوجوانوں کی طرح چستی چالاکی اور رغبت سے کرو۔ دوسرا ضروری امر یہ ہے۔ کہ کھانے پینے۔ سونے ورزش اور کام کرنے وغیرہ ہر کام میں اعتدال کو مد نظر رکھو۔ پھر تم یقیناً ہمیشہ جوان رہو گے اور اگر کوئی بیرونی حادثہ نہ پڑے۔ تو سو سال سے زیادہ عمر حاصل کرو گے۔ بڑھاپے سے بچنے کے لئے ہر قسم کے نشوں سے بچنا بھی اشد ضروری ہے۔ اور دانت ہمیشہ صاف رکھو؛

دانت

دانت خراب کرنے والی غذائیں۔ تمام مٹھائیاں شہد۔ شربت۔ مصری۔ گڑ۔ مربہ۔ دہی۔ پان۔ ترشی۔ برف۔ آلو۔ چاول۔ ساگودانہ۔ بسکٹ وغیرہ ہیں۔ اور دانتوں کو صاف کرنے والی غذائیں یہ ہیں۔ تمام تازہ پھل اور میوہ جات۔ سیب۔ نارنگی۔ بادام۔ پستہ۔ سبز ترکاریاں۔ مولی اجوائن خراسانی۔ پیاز۔ سخت روٹی۔ گوشت اور مچھلی؛

مچھر اور رنگ

مچھروں کی تباہ کاریوں سے کون ناواقف ہے۔ یہ چھوٹا سا حقیر جانور راتوں کی نیند حرام کر دیتا ہے۔ جہاں کاٹتا ہے۔ وہاں جلن ہو جاتی ہے۔ ملیریا کا ذمہ دار بھی سمجھا گیا ہے۔ تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مچھر بعض رنگوں کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور بعض سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ گہرا نیلا اور سیاہ رنگ اسے بہت زیادہ مرغوب ہے۔ ان سے کم بادامی اور سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے ہلکا بھورا اور زردی مائل سبز رنگ اسے بہت کم پسند ہیں۔ سفید رنگ ناپسند ہے۔ اور زرد رنگ سے تو اسے بے حد نفرت ہے۔ اس قدر معلوم ہو جانے کے بعد ہر شخص اپنے آپ کو مچھروں کے حملے سے بچا سکتا ہے۔ رات کو زرد رنگ کا کپڑا اوڑھ کر سونا۔ دن میں سفید یا زرد رنگ کے موزے جرابیں پہننا مچھروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ گھر میں سفید یا زرد رنگ کی قلعی کرانے سے مچھر کمرے میں نہیں گھستے۔ برخلاف اس کے نیلے یا سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا گویا مچھروں کو حملہ کیلئے خود دعوت دینا ہے؛

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

جسے سکھ و ہندو علماء و فضلاء نے بے حد پسند کیا سکھ اور ہندو دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر روحانی تحفہ ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۷۲۸ کاغذ ڈمی اعلےٰ ٹائپ نہایت بڑھیا جلد سنہری گھر کی لاگت قریباً پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے ہدیہ برائے نام یعنی صرف دو روپے محصولڈاک ہم اور تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جلدی منگوا لیجئے۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

کوئلہ کے فوائد

کوئلہ کا سفوف نہایت کار آمد چیز ہے۔ اس سے تمام برتنوں۔ بوتلوں اور شیشیوں کی بو رفع ہو جاتی ہے۔ اگر دانتوں پر ملیں۔ تو وہ نہایت عمدہ صاف۔ سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ گندہ دہنی بدنما مسوڑھوں اور بدبو دار دانتوں کی جڑوں کو صاف کر دیتا ہے بدبودار سالن کو درست اور خوشگوار کر دیتا ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی کو جو تعفن ہو گیا ہو۔ صاف کر کے قابل استعمال کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ کوئلہ کا ٹکڑہ اس برتن میں پڑا رہے۔ آئینہ اور کانچ کے برتنوں کو صاف کرنے میں قیمتی کام دیتا ہے۔ اگر گوشت مچھلی کے پاس کوئلہ کے صاف ٹکڑے رکھ دیئے جائیں۔ تو وہ سڑنے سے محفوظ رہے گا۔ اور خراب بدبودار گوشت کو ابالتے وقت صاف کر دیگا۔ اگر چھوٹے چھوٹے کوئلہ کے ٹکڑے ابلتے وقت ہنڈیا میں ڈال دیئے جائیں۔ نیز یہ چاقو وغیرہ کو پالش کرنے میں بے مثل ہے۔ شکار کا گوشت اور مچھلی کا گوشت اگر گرم ملکوں میں معمول سے زیادہ دیر تک رکھنا چاہو۔ تو اس پر کوئلہ کا سفوف چھڑک دو۔ پس وہ مدت تک سڑنے سے محفوظ رہے گا۔ مگر پکانے سے پہلے ایسے گوشت کو پانی سے اچھی طرح دھو کر صاف کر لینا چاہیئے؛

کم سرمایہ والوں کیلئے روزگار

بوٹوں کے تسمے

انگریزی جوتوں کے بڑھتے ہوئے رواج کے ساتھ تسموں کی ضرورت بھی بڑھ رہی ہے۔ ان کی تیاری بھی کچھ مشکل نہیں۔ فیتہ سوتی۔ اونی۔ ریشمی ہر رنگ ہر قسم گول اور چپٹا بنا بنایا بازار سے مل جاتا ہے۔ اس کے مناسب لمبے ٹکڑے کاٹ لیں۔ اور دونو طرف لوہے یا پیتل کا ایک ایک انچ لمبا پترا رکھکر مشین سے دبا دیں۔ فیتہ تیار ہے۔ فروخت کے لئے تیار کرنے سے پہلے کسی سوداگر کے ساتھ مناسب منافع یا اجرت پر معاملہ طے کر لیں۔ اور تیار کر کے اس کو دے دیا کریں۔ یا تیار کرنے کے بعد مختلف سوداگروں کے ہاتھ فروخت کر دیا کریں۔ اگر کام زیادہ ہو جائے۔ تو اپنے نام کے لیبل چھپوا کر ہر قسم کا مال تیار کریں؛

بچوں کے کھلونے

دیگر ممالک سے ہر روز طرح طرح کے کھلونے تیار ہو کر آتے ہیں۔ اگر کوئی کاریگر دماغ لڑا کر نئی نئی قسم کے عمدہ خوبصورت کھلونے۔ لکڑی پیتل لوہے۔ ربڑ۔ پتھر اور سیلولائڈ کے تیار کر کے فروخت کرے تو بہت جلد مالا مال ہو سکتا ہے؛

ربڑ سٹیمپ

یہ ایک بہت لگنے والی چیز ہے۔ تمام

KHILAFAT LIBRARY

دفتروں اور دوکانوں پر ان کی ضرورت رہتی ہے۔ اور چونکہ ربڑ کی مہریں جلد خراب ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان کے بنوانے کی انہیں بار بار ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے شہر کے کسی ربڑ سٹیمپ بنانے والے سے چار چھ آنہ فی روپیہ کمیشن طے کر کے بازاروں اور دفتروں سے جا کر آرڈر حاصل کیا کریں۔ اور مہریں تیار کر کے اُن کو پہنچا دیا کریں۔ تو معقول منافع ہو سکتا ہے۔ کاروباری اور ملازم لوگ بھی ہر روز ایک یا دو گھنٹے وقت نکال کر یہ کام کر سکتے ہیں۔ پھر خود مہریں بنانا سیکھ کر بھی کام کر سکتے ہیں؛

بالدار ٹوپیاں

یہ کام کاریگر کے پاس بیٹھنے سے بہت جلد سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ملک میں ان ٹوپیوں کا بہت رواج ہوتا جا رہا ہے۔ ہر مذہب اور قوم کے لوگ پہنتے ہیں۔ یہ کام بہت کم سرمایہ سے چل سکتا ہے۔ بالدار کپڑا ہر رنگ اور ہر قسم کا بازار سے ملتا ہے۔ ٹاٹ اور گتہ بھی سستے مل سکتے ہیں۔ خواہ خود ٹوپیاں بنا کر بیچنے والے دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کر آیا کریں۔ یا کسی کاریگر کو کام اُجرت پر دیا کریں۔ اگر سرمایہ کچھ زیادہ ہو۔ تو ملازم رکھ کر ٹوپیاں بنائیں؛

پھل بھیجنا

ہندوستان کے بعض حصّوں میں بعض پھل نہیں ہوتے۔ یا بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہی پھل دوسرے حصّوں میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس بات کی واقفیت بہم پہنچا کر ایک جگہ سے مال خرید کر دوسری جگہ بھیجنے سے کافی منافع ہو سکتا ہے؛

بلو سیاہی کا پوڈر

پھٹکڑی ½ اونس۔ گوند ½ اونس سلفیٹ آف آئرن ½ اونس۔ مازو ½۱ اونس۔ چائنا بلو ½ اونس سب چیزوں کو باریک پیس کر ملا دو۔ اسے ٹین کے ڈبوں میں بند کر کے خوبصورت لیبل لگا دو؛

سیاہی کا کارخانہ

سکولوں اور دفتروں میں نیلی اور سُرخ رنگ کی ٹکیوں کا عام رواج ہے اور یہ ایک بہت منافع والا کام ہے۔ ٹکیاں بنانے کی مشین ڈیڑھ دو سو روپیہ تک بمبئی اور کلکتہ سے مل سکتی ہے۔ جو ایک گھنٹہ میں پانچ ہزار ٹکیاں تقریباً تیار کرتی ہے ٹین کی ڈبیاں مقامی کاریگروں سے بنوا کر اُن پر عمدہ خوبصورت لیبل لگا دیں۔ اُن میں ایک ایک گرس یعنی ۱۲ درجن ٹکیاں بند کر کے بازار میں فروخت کر دیں۔ رنگوں کے نسخے حسب ذیل ہیں۔ (نیلا رنگ کی ٹکیہ) پھٹکری ۲ تولہ چینی کھانڈ ۲ تولہ۔ پرشین بلو ایک تولہ باریک پیس کر ٹکیہ بنا لیویں؛

(سرخ ٹکیہ) پھٹکری ۴ تولہ۔ کیکر کی گوند ۴ تولہ۔ سُرخ آتشی رنگ ۲ تولہ ملا کر ٹکیاں بنا لیویں۔ ایسے ہی تجربہ سے اور بہت سے نسخے بنائے جا سکتے ہیں؛

طبّی اقوال

مچھر کاٹنے کی جگہ پر معمولی صابن کے ٹکڑے کو ذرا سا پانی میں تر کر کے ملا جائے۔ تو خارش و جلن بند ہو جاتی ہے؛

پیاز کو گائے کے گھی میں جلا کر نیم گرم بواسیر کے مسوں پر لگانے سے درد فوراً بند ہو جاتا ہے۔

صحت کے لئے نرم بستر پر سونے کی نسبت سخت بستر پر سونا زیادہ مفید ہے؛

صحت کے لئے کھلی ہوا، سورج کی روشنی، مناسب ورزش، صفائی بدن و لباس، پوری نیند، صاف پانی، زود ہضم اور سادہ خوراک، تازہ پھل، صاف ستھرے مقامات میں رہنا خوشی اور دلی اطمینان ضروری ہیں؛

دھوپ، سردی، دھوئیں، ریت اور گرد و غبار سے چہرہ کی جلد خراب ہو جاتی ہے؛

چھوٹے بچوں کو مٹھائی کی بجائے میٹھے پھل کھلائے جائیں۔ تو دانت مضبوط رہتے ہیں؛

پیاز، سرسوں یا ارنڈ کے پتے جہاں رکھے ہوں۔ وہاں سانپ نہیں آتا۔ کاربالک ایسڈ سے سانپ کو نفرت ہے۔ اس کی بُو سے دُور بھاگتا ہے اسکے دو تین قطرے سانپ کے جسم پر ڈالے جائیں تو سانپ مر جاتا ہے؛

لیموں کے پتوں کا عرق جسم پر ملنے سے بدن کی بدبو دُور ہوتی ہے۔

بچوں کو ہر روز کھلے میدانوں میں کھیلنے دینا چاہیئے۔

پانی میں نمک ملا کر غرغرے کرنے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے؛

جلی ہوئی جگہ پر انڈے کی سفیدی لگا دینے سے سوزش فوراً دور ہوتی ہے۔ اور آبلہ بھی نہیں پڑیگا؛

استسقاء اور ورم جگر والوں کے لئے مکو کی بھاجی ترکاری بنا کر کھانا نہایت مفید ہے؛

جو عورت بچہ کو دو سال سے زیادہ دودھ پلاوے۔ اس کی آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں؛

سانس ہمیشہ ناک کے راستہ لینی چاہیئے۔ یہ ہوا صاف گرم اور چھنی ہوئی ہوتی ہے۔ جو پھیپھڑوں کو طاقت دیتی ہے۔ جو ہوا منہ کی راہ داخل ہوتی ہے۔ وہ سرد ہے ان چھنی بدبودار اور پھیپھڑوں کے لئے مضر ہوتی ہے؛

بچھو کے کاٹنے پر پیاز نمک مل دینے سے زہر اُتر جاتا ہے۔

صبح اُٹھتے ہی اپنے منہ کا لعاب دہن آنکھوں پر لگاتے رہنے سے آنکھیں کبھی خراب نہیں ہوتیں۔

ہر روز رات کو سوتے وقت کانوں میں تھوڑی سی رُوئی رکھ لیا کریں۔ اور صبح نکال دیا کریں۔ تو کانوں کو کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

سر میں بار بار کنگھی کرنے سے خراب آنکھیں تندرست ہو جاتی ہیں۔

پاؤں کے تلوے صاف رکھنے سے دماغ صاف رہتا ہے

مکانات کے تمام دروازے اور کھڑکیاں ہر روز کھلی رکھنی چاہیئے۔ تاکہ دھوپ اور تازہ ہوا اندر آ سکے؛

پیدل ہوا خوری میں اگر ایک آدھ نارنگی یا کوئی اور پھل کھایا جائے۔ تو ہوا خوری کا فائدہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے؛

ہفتہ میں ایک دن مکمل فاقہ کرنے سے صحت ہمیشہ عمدہ رہتی ہے۔

کمرہ میں تھوڑا سا برادہ صندل جلانے سے مچھر مر جاتا ہے

تنگ لباس صحت کے لئے سخت مضر ہے۔

پڑھتے وقت روشنی پشت کی طرف ہونی چاہیئے۔ تاکہ کتاب پر تو پڑے۔ لیکن آنکھوں پر نہ پڑے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی کے دانت اگر خراب ہونگے تو بچہ کی صحت ضرور خراب ہوگی؛

پان کھانے والوں کو نمک اور سرسوں کا تیل ملا کر دانتوں پر ملنا چاہیئے؛

KHILAFAT LIBRARY

تمباکو نوشی آنکھوں کے لئے مضر۔ ناک کے لئے نفرت خیز دماغ کے لئے نقصان رساں۔ اور پھیپھڑوں کیلئے خطرناک ہے

کپڑوں پر گرم استری پھیرنے سے بیماریوں کے جراثیم مر جاتے ہیں ؛

ننگے پاؤں پھرنے سے زکام، کھانسی اور سرسام ہونے کا اندیشہ ہے ؛

جب چہرے پر کریم سے مالش کی جائے۔ تو سوائے ناک کے باقی تمام چہرہ نیچے سے اوپر کو مالش کرنی چاہیئے۔ ورنہ جلد خراب ہو کر اور نیچے لٹک کر چہرہ بدنما ہو جائے گا۔

جن کی زبان پر لکنت ہو۔ وہ اگر آہستہ بات کریں۔ تو رکاوٹ کم ہوتی ہے۔ اسی اصول پر لکنت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ ہکلے کو دس روز تک بالکل بولنے نہ دیا جاوے۔ اس طرح آواز میں سکون پیدا ہو جاویگا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ بولنے کی اجازت دیں۔ اور رفتہ رفتہ بڑھاتے جائیں۔ اس طریقہ سے لکنت جاتی رہیگی ؛

معلوم ہوا ہے۔ کہ دیوانگی اور دماغی خرابی کی بڑی وجہ دانتوں کی خرابی ہوا کرتی ہے۔ دماغی خرابی کے اکثر مریض خراب دانتوں کے نکال دینے سے بالکل تندرست ہو گئے ؛

موٹے آٹے کی روٹی اور شہد کا استعمال دائمی قبض کے لئے نہایت مفید ہے ؛

صبح اٹھ کر کوئی کام کرنے سے پیشتر ناشتہ ضرور کر لینا چاہیئے ؛

تمباکو نوشی

تمباکو ہیں نہ کچھ کھانے کی چیز ہے نہ پینے کی۔ پھر بھی اس کا رواج حقہ۔ چلم۔ سگرٹ۔ سگار۔ بیڑی کی صورت میں کتنا بڑھ رہا ہے۔ لوگ نہیں جانتے۔ کہ تمباکو جو حقہ سگرٹ، بیڑی وغیرہ کے ذریعے پی جاتی ہے۔ اس کے اندر ایک بڑا زہر نکوٹین نامی موجود ہے۔ یہ زہر اتنا تیز ہوتا ہے۔ کہ اس کے دو یا تین قطرے آدمی کھالے تو مر جاتا ہے۔ چار قطرے ایک کتے کو دیدو ۵ منٹ میں مر جائیگا۔

اب سوال ہوگا۔ کہ جب تمباکو میں اتنا قوی زہر ہے۔ کہ اس کے دو تین قطرے انسان کو مار سکتے ہیں۔ تو جو لوگ دن میں تین تین چار چار ڈبیاں سگرٹ کی استعمال کرتے ہیں وہ کیوں نہیں مر جاتے۔ اور جو تمباکو زردہ یا قوام کی شکل میں پان کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اب تک کیونکر اس دنیا میں موجود ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تمباکو کی طرح ہزاروں لوگ سنکھیا چاٹنے والے بھی اس ملک میں موجود ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ سنکھیا زہر نہیں ہے۔ عادت پڑ جانے کے باعث وہ لوگ اتنا سنکھیا مختلف اوقات میں چاٹ جاتے ہیں کہ اگر کوئی غیر عادی شخص اتنا سنکھیا ایک وقت میں کھالے۔ تو اس کی ہلاکت ہو سکتی ہے۔ دور کیوں جائیے۔ جو لوگ تمباکو کھانے کے عادی نہیں تھے۔ ان میں سے اکثر کی دو ماشہ جوشاندہ تمباکو سے بھی اموات ہوئی ہیں۔ تمباکو کے پتے جسم پر باندھنے ہلاکت کا باعث ثابت ہوئے ہیں زخموں کو تمباکو کے جوشاندے سے دھونے سے ہلاکت ہوئی۔ ایک تولہ تمباکو ۱۵ منٹ میں مار دیتا دیکھا گیا ہے۔ اور نکوٹین سے ۳ منٹ میں ہلاکت ہو جاتی ہے۔ ہندوستانی تمباکو انگریزی سے ذرا مختلف ہے۔ ایک ڈرام (قریب ۳ ماشہ) کھانے سے قریب ۳۶ گھنٹے میں موت ہوتی ہے تمباکو کے پتوں کا رس یا کاڑھا باہر جسم کے اوپر لگانے سے بھی اموات ہوئی ہیں۔ ۵ پتے کھا لینے سے اگرچہ موت ہو جاتی ہے۔ مگر اکثر بچ بھی جاتے ہیں۔ بہت زیادہ تمباکو حقہ میں یا چرٹ میں پینے سے بھی اموات ہوئی ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ کہ عمر بھر میں ایک دفعہ حقہ پیا تھا تھوڑی دیر بعد کانپنے لگا۔ اور سخت بخار ہوا۔ چند دن ہوئے ہم نے اخبار میں پڑھا۔ کہ ایک انگریز بستر پر مردہ پایا گیا۔ تحقیقات کے بعد ڈاکٹروں نے رائے لگائی۔ کہ بہت زیادہ تمباکو پینے کے سبب موت واقع ہوئی ؛

ڈاکٹر سی۔ ای۔ آرمنڈ ہیمبل لکھتا ہے۔ نسوار سے بھی موت ہوئی ہے۔ اور تمباکو کے پتوں کے ڈھیر کے درمیان سونے سے بھی زہر اثر کر گیا ہے ؛

تمباکو کے پتے تیسرے درجہ میں خشک و گرم ہیں۔ دل و دماغ کو مضر ہیں۔ اس لئے جو لوگ تمباکو پینے یا کھانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر خفقان اور بدحواسی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور خون غلیظ ہو جاتا ہے ؛

تمباکو کے استعمال کی مخالفت ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ کیونکہ جب کبھی تحقیقات ہوئی اس کو مضر صحت پایا گیا۔ پہلے پہل یورپ میں ریلے نے تمباکو انگلستان کی ملکہ الزبتھ کو نذر دیا۔ جس کے پینے سے وہ بیمار ہو گئی تھی۔ اور جس کا اس نے کاؤنٹس آف نوٹنگھم سے بدلہ لیا تھا۔ اس نے اس کے استعمال کی ممانعت کر دی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ تمباکو مخرب اخلاق اور وحشی بنا دینے والی چیز ہے ؛

اس کے بعد جیمس اوّل نے تمباکو کے استعمال کے خلاف کتاب لکھی۔ ایک زمانہ میں قسطنطنیہ میں ایسا ہوتا تھا۔ کہ اگر کوئی پائپ پیتا ہوا پایا جاتا تھا۔ تو وہ پائپ اس کے ناک میں چھید دیا جاتا تھا۔ ماسکو کے گرینڈ ڈیوک نے حکم دیا تھا۔ کہ پہلی مرتبہ جو پیتا پکڑا جائے گا۔ تو جسمانی سزا دی جائیگی۔ دوسری دفعہ گرفتار کیا جائیگا۔ اسی طرح اور ملکوں میں بھی اس کے خلاف قانون نافذ کئے

تمباکو نوشی کے مضر اثرات کو بیان کرنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے۔ مختصر یہ کہ بدہضمی۔ بھوک کا کم لگنا کھانسی تشنج کی امراض۔ امراض جلد۔ کمی نیند۔ پریشان خواب۔ چکر امراض آنکھ۔ بدبوئے دہن۔ کمزوری دل و دماغ۔ خفقان وغیرہ اس کے عام امراض ہیں۔ آنکھوں کے لئے حقہ نوشی خصوصیت سے مضر ہے۔ اخبار "ہنتکاری" میں ایک دفعہ ایک صاحب نے لکھا تھا۔ کہ اس نے ایک اندھے کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جو حقہ نوشی کی کثرت سے اندھا ہو گیا تھا۔ نورانی پٹھہ اگر خشک نہ ہو گیا ہو۔ تو تمباکو چھوڑنے اور علاج کرانے سے آنکھ کھل بھی جاتی ہے۔

تمباکو پینے والے کے منہ سے سخت بو آتی ہے۔ جو لوگ حقہ پیتے ہیں۔ وہ اس بدبو کے ایسے عادی ہو جاتے ہیں۔ کہ اُن کی قوت شامہ میں فرق آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ حقہ نوشی میں جوٹھ کا بالکل خیال نہیں رہتا۔ جس نے تمباکو پیا۔ چاہے وہ کیسا ہی صاف و ستھرا ہو۔ اس کو حقہ نوشی میں کراہت نہیں رہتی۔ اور چھوٹے بڑے سب کی جوٹھ کھانی پڑتی ہے۔ نڑی پر ہر ایک کا تھوک لگتا ہے۔ جو بہت سی متعدی امراض کا باعث ہوتا ہے ؛

تمباکو اگرچہ شروع میں اپنے محرک اثر سے قبض کو دور کرتی ہے۔ لیکن بعد میں حقہ اتنا قبض کرتا ہے۔ کہ بغیر حقہ کے

معذرت

اس اخبار میں [illegible] صرف چار صفحوں [illegible] دیا جا سکا [illegible] آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ یہ کسر پوری کر دی جائیگی۔

(ایڈیٹر)

KHILAFAT LIBRARY

پاخانہ آنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو پاخانہ کے اندر سگرٹ یا حقہ پیتے ہیں۔

کسی نے درست کہا ہے۔ کہ حقہ پینے والوں کا سینہ سیاہ ہوتا ہے۔ ہاتھ کو جہاں دھواں لگتا ہے۔ جل جاتا ہے۔ آگ سے نہیں بلکہ اس زہر سے جو نکلتا ہے۔ نڑی پر کپڑا لگا دو۔ سیاہی مائل زرد ہو جائیگا۔ یہی تمام حذر ونزات کا باعث ہے۔

حقہ نوشی کی کہاں تک برائیاں لکھیں۔ مشکل تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس کی خرابیاں جانتے ہوئے بھی اس کو چھوڑنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس سے قوت ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ یہی عیب اس کا کیا کم ہے۔ کہ اور تمام عیب بیان کئے جائیں۔

بیکاروں کیلئے مژدہ

خوشبودار تیل کرنا

اب سے ایک صدی پہلے خوشبودار تیل اور عطر پھولوں سے تیار ہوتے تھے۔ اس لئے ان کی تیاری پر سینکڑوں من پھول اور بے حد محنت صرف ہوتی تھی۔ یہی سبب تھا کہ اس وقت کے عطر سو سو روپیہ تولہ کے حساب سے فروخت ہوا کرتے تھے۔ اب سائنس نے اس میں بھی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ سائنسدانوں نے کیمیائی طریقہ سے تارکول میں مصنوعی خوشبوئیں تیار کر لی ہیں۔ چنبیلی۔ موتیا نرگس۔ مولسری۔ کستوری۔ جوہی۔ گلاب کرنا وغیرہ ہر قسم کے پھول کی خوشبو کو تارکول سے تیار کر لیا ہے۔ جو کہ سائنسدانوں کی زبان میں ایسنشل آئیل کہلاتا ہے۔ اور چار چار اونس کی شیشیوں میں بند بکتے ہیں۔ اسی طرح آملہ کی خوشبو بھی مصنوعی تیار ہو گئی ہے۔ جس سے آملہ کا تیل تیار کیا جاتا ہے۔

سیلون یعنی لنکا اور مقام بسین ملک برہما میں "سیٹرونیلا" گھاس سے یہ کشید کر کے بنائی جاتی ہے۔ اور اس کا تیل پھر "مارتیل" نام رکھ کر بھی بہت قیمت پر بیچا جاتا ہے۔ باقی تمام خوشبوئیں ملک ہالینڈ کے کارخانوں سے بنکر آتی ہیں۔

جرمن اور فرانس بھی ان مصنوعی چیزوں کی تجارت کرتا ہے۔ ان خوشبوؤں کو آپس میں ملا کر نئی خوشبوئیں بھی تیار ہو سکتی ہیں۔ تیلوں کو سستا کرنے کے لئے "وائٹ آئیل" بھی ملایا جاتا ہے۔ اور یہ "وائٹ آئیل" دراصل مٹی کا تیل بغیر بو کے ہے جو کہ مٹی کے تیل سے کچھ گاڑھا ہوتا ہے۔ روس۔ امریکہ۔ برہما کی مٹی کے تیل کی کمپنیاں "وائٹ آئیل" کی بھی تجارت کرتی ہیں مٹی کے تیل کے چھینٹوں سے "لیکوڈ پیرافین" بھی نکلتی ہے۔ اسلئے اس کی تجارت بھی مندرجہ بالا کمپنیاں کرتی ہیں۔ مندرجہ بالا ہر چیز ہندوستان کے ہر بڑے شہر میں مل جاتی ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ ہر طرح کے تیل کو رنگدار بنانے کے رنگ بھی خوشبوئیں مہیا کرنے والی دوکانوں سے ہی مل جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ پانی میں حل ہونے والے رنگ اور کپڑے رنگنے والے رنگ تیل کو رنگین نہیں کر سکتے۔ اس لئے تیلوں کو رنگین کرنے کے لئے رنگ جو کہ اس مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں۔ استعمال کرنے چاہییں۔ سُرخ سبز اور دیگر قسم کے ایسے رنگ بازار سے عام مل سکتے ہیں۔ اب میں سب سے پہلے خوشبودار سر کو لگانے کے تیل بنانے کے طریقے لکھتا ہوں۔ اور یہ میرے ہزاروں دفعہ کے آزمودہ ہیں۔ آپ خود ان کو بنا کر استعمال کریں۔

تلوں کا تیل چار پانچ من لیکر کسی کڑاہے میں ڈال دیں۔ اور آٹھ دس سیر گندک کا تیزاب لے کر تھوڑا تھوڑا تیل میں ڈالتے جائیں۔ اور تیل کو لکڑی سے ہلاتے جائیں۔ تیزاب کے ملنے سے تل کے تیل کا رنگ سفید ہوتا جائیگا۔ جب تیزاب ملاتے ملاتے تیل کا رنگ آپ کی حسب مرضی ہو جائے۔ تب تیزاب ملانا بند کر دیں۔ (یہ ضروری نہیں کہ تمام تیزاب ہی پانچ من تیل میں ڈال دیا جائے۔) اور تیل کو چوبیس گھنٹے تک پڑا رہنے دیں۔ تیل کی گاد نیچے بیٹھ جائیگی۔ اور صاف تیل اوپر نتھر آئیگا۔ اوپر کا نتھرا ہوا تیل جدا کر لیں۔ یہ صاف شدہ سفید اور پتلا تیل ہے۔ اور یہی تیل "گندہ تیل" کے نام سے تیلی بیچتے ہیں۔ اور یہی تیل خوشبودار بنایا جاتا ہے۔ نیچے کی گاد سے آپ صابن تیار کر سکتے ہیں۔

اب سے ایک صدی پہلے جس طرح تیل میں پھولوں کو بسا کر خوشبودار تیل تیار ہوتے تھے۔ اسی طرح پھولوں کو کشید کر کے عطر بھی بنائے جاتے تھے۔ لیکن سائنس نے ہر پھول کی مصنوعی خوشبو بنا کر اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے۔ جو خوشبو کہ کئی من پھولوں سے حاصل ہوتی تھی۔ اس کی قیمت جہاں ایک سو روپیہ فی تولہ پڑتی تھی۔ اب اس قسم کی مصنوعی خوشبو دو چار آنہ میں مل جاتی ہے۔ اس لئے اب دنیا میں جس قدر عطر بکتے ہیں۔ وہ تقریباً تمام مصنوعی خوشبوؤں سے ہی بنتے ہیں۔ ان کے بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ لیکوئیڈ پیرافین اعلیٰ قسم کی کسی انگریزی دوا فروش سے خرید کر لیں۔ اور اس میں جس پھول کی مصنوعی خوشبو پسند ہو ...

. . . .

. . . . وہ ڈال کر بوتل کا منہ کاگ سے بند کر کے گرم پانی میں پندرہ بیس منٹ تک لگانے تک ڈبوئے رکھیں۔ پھر نکال لیں۔ بس عطر تیار ہے۔ تین تولہ پیرافین میں ایک تولہ مصنوعی پھولوں کی خوشبو کہ جس کو انگریزی میں ایسنشل آئیل کہتے ہیں۔ ملانے سے عطر بن جاتا ہے۔ پیرافین لیکوئیڈ دراصل میں یعنی زمین کا کام دیتی ہے جیسا کہ دیسی عطروں میں صندل کا تیل کام آتا ہے۔ کئی عطر ساز صندل کے تیل میں بھی مصنوعی خوشبوئیں ملا کر عطر بنا لیتے ہیں۔ تاکہ خریدنے والوں کو شک نہ پڑے۔ کہ یہ مصنوعی عطر ہے۔ لیکن پیرافین لیکوئیڈ اور صندل سے مصنوعی عطر جو کہ تیار ہوتے ہیں۔ ان میں بہت مشکل سے فرق معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ عطر جو کہ اب سے ایک صدی پہلے ایک سو روپیہ فی تولہ تیار ہوتے تھے۔ اب یہ عطر مندرجہ بالا طریقہ سے دو چار آنہ فی تولہ نہایت آسانی سے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وہ راز ہے جس کی بدولت یہ کام کرنے والے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔

کالی کھانسی کا مجرب نسخہ

کالی کھانسی کا نہایت ہی سہل اور آسان علاج جو بارہا ہمارے تجربے میں آچکا ہے۔ وہ برائے افادہ عام درج ذیل کیا جاتا ہے کوکونٹ آئیل یعنی دگری (کھوپرہ) ناریل کا تیل اصلی مصفا لیکر ننھے بچوں کو نصف چمچہ چائے۔ بڑے بچے کو ایک چمچہ چائے۔ جوان آدمی کو دو چمچہ کے برابر دن میں تین بار دیا جائے تو دوسرے دن ہی سے مرض میں نمایاں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور دو چار دن میں بالکل آرام آجاتا ہے۔ کوکونٹ آئیل کا ذائقہ اور بو خوشگوار ہے۔ اور آسانی سے پیا جاتا ہے۔ ہر جگہ آسانی سے مل سکتا ہے سردیوں میں نیم گرم دیا جاتا ہے۔

ہم اس میں ذرا سا کھانے کا رنگ ملا کر مریضوں کو دیا کرتے تھے۔ تاکہ ان پر یہ ظاہر نہ ہو کہ یہ ناریل کا تیل ہے اور دوا کا اثر کم نہ ہو جائے۔ (ماخوذ)

ہمارے ساتھ معاملہ کرنیسے آپکو فی روپیہ سولہ آنے فائدہ ہے

ہم اپنی ادویات کو لمبے تجربہ اور ہر طرح تسلّی کے بعد پبلک میں لائے ہیں مگر پھر بھی کوئی حکیم یا ڈاکٹر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی دوا سو فیصدی مفید بیٹھتی ہے۔ اگر کوئی دوا اسّی فی صدی بھی مفید ہے۔ تو وہ اکسیر اعظم سے بھی بڑھکر ہے ؛

مگر ہم ان بیس فی صدی کو بھی نقصان میں نہیں رکھنا چاہتے، اگر خدانخواستہ کسی صاحب کو ہماری کسی دوا سے فائدہ نہ ہو۔ تو جو ہمارے مستقل گاہک یا جنہیں ہم جانتے یا جو قابلِ اعتبار حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے تو معمولی ارشاد پر ہی کہ ہمیں آپ کی دوا سے کچھ فائدہ نہیں ہوا بقیہ دوا واپس لے کر اُن کی قیمت فی الفور واپس کر دی جائے گی۔ اور دوسرے اصحاب کی حلفیہ شہادت پر اُن کی قیمت واپس ہو گی۔ بشرطیکہ ایسی اطلاع دوا بھیجنے سے دس روز تک دفتر میں پہنچ جائے ہمارے اس چودہ سال کے کاروبار میں صرف تین شخص (۱) یار محمد صاحب طالبعلم سکول تکانی ضلع ڈیرہ غازی خاں کی شکایت پہنچی۔ کہ مجھے فائدہ نہیں ہوا چنانچہ ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ۱۳۰ / ۲۹-۷-۱۸ فی الفور واپس کر دی گئی (۲) جناب محمد سلطان احمد صاحب بڑنگر ضلع اجین ریاست گوالیار کی شکایت آئی۔ اور اُن کی قیمت بھی بذریعہ منی آرڈر ۳۲۹۹ / ۳۰-۴-۱۵ فی الفور بھیج دی گئی۔ (۳) جناب محمد افضل خاں صاحب نائب تحصیلدار لدھیانہ کی شکایت پر بھی ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ۲۲۲۱ / ۳۱-۲-۲۵ فی الفور واپس کر دی گئی۔ اور اس بیباک معاملہ کو دیکھکر صاحب موصوف نے لکھا۔ کہ آپنے جس دیانت اور امانت کا ثبوت دیا۔ وہ فی زمانا قابلِ ہزار تحسین ہے ؛؛

ان حالات کی موجودگی میں آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے والے کسی صورت میں بھی نقصان میں نہیں رہتے۔ اور تمام ہندوستان میں یہی ایک فرم ہے۔ جو اپنے گاہکوں کو اس قسم کی عملی تسلّی دلا سکتی ہے۔ لہٰذا اب آپ کو بدون کسی جھجک کے فی الفور ہمارے گاہک بن جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہے، اگر دوا مفید ہوئی۔ اور یقیناً مفید ہو گی۔ پھر تو کہنا ہی کیا۔ ورنہ آپ کی رقم واپس، اس سے بڑھکر اور کیا تسلّی اور نفع بخش سودا ہو سکتا ہے۔ اب تو پبلک کو وسیع پیمانہ پر فائدہ پہنچانے کے لئے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ اجون کیلئے قیمت بھی نصف کر دیگئی ہے۔ لہٰذا اس سنہری موقعہ سے ضرور فائدہ

مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہمارے ساتھ معاملہ کرنیمیں آپکو سو فی صدی فائدہ ہے

KHILAFAT LIBRARY

اگرچہ ہماری فرم کا عمدہ پیکنگ مشہور ہے۔ اور مقامی ڈاک خانہ دوسرے لوگوں کے سامنے ہمارے عمدہ پیکنگ کو بطور نظیر پیش کیا کرتا ہے۔ باوجود اس احتیاط کے اگر پھر بھی کسی وجہ سے راستہ میں بکس ٹوٹ جائے یا کسی اور سبب سے راستہ میں دوا ضائع ہو جائے۔ تو جو ہمارے مستقل گاہک یا جنہیں ہم جانتے ہیں یا جو قابلِ اعتبار حیثیت رکھتے ہیں۔ انکے معمولی ارشاد پر اور دوسرے اصحاب کی حلفیہ شہادت پر انہیں دوبارہ دوا مفت صرف محصول ڈاک کی ادائیگی پر ارسال خدمت کی جائیگی بشرطیکہ دوا پہنچنے سے ایک ہفتہ تک ایسی شکایت دفتر میں پہنچ جائے۔ چنانچہ اس لمبے عرصہ میں صرف چار شکایات (۱) جناب ڈاکٹر فتح الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن تنگی ضلع پشاور (۲) جناب جمعدار شیر محمد خانصاحب ایم۔ ٹی ڈپو چک لالہ چھاؤنی (۳) جناب بابو سکندر میر صاحب کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی (۴) جناب سی کنہی احمد بیگاڈی (مالابار) کی آئیں کہ راستہ میں کسی بے احتیاطی کی وجہ سے ادویات صحیح حالت میں نہیں پہنچیں۔ اُن سے صرف محصول ڈاک وصول کر کے بذریعہ رجسٹرڈ پارسل ۱۱۷ / ۳۰-۳-۸ و ۱۳۰ / ۳۰-۳-۲۸ وغیرہ فی الفور دوبارہ انکی خدمت میں ادویہ ارسال کر دی گئیں۔ ان حالات کی موجودگی میں آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے والے کسی صورتمیں بھی نقصان میں نہیں رہتے۔ اگر دوا نے فائدہ نہ کیا پھر بھی انکی قیمت مل جائیگی۔ اور اگر دوا سالم نہ پہنچے۔ پھر بھی دوا دوبارہ مفت پہنچ جائیگی، بلاشبہ تمام ہندوستان میں صرف یہی ایک فرم ہے۔ جو اپنے گاہکوں کیساتھ ایسا تسلی بخش معاملہ کرتی ہے۔ لہذا آپ کو اب بدون کسی روک کے ہمارے گاہک بن جانا چاہیئے کیونکہ ہمارے ساتھ معاملہ کرنیمیں یقیناً آپ کو سو فیصدی فائدہ ہی فائدہ ہے

خیر اندیش:- **مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

رعایت ہو تو ایسی

KHILAFAT LIBRARY

جو خطوط ۱۱، ۱۲، ۱۳ جون ۱۹۳۳ء کو ڈاک خانہ میں ڈالے جائینگے۔ انہیں حسب ذیل شہرۂ آفاق و مقبول عام ادویہ نصف قیمت پر دی جائیں گی

موتی سرمہ، اکسیر البدن، اکسیر اکبر، تریاق اعظم، اکسیر معدہ، رفیق زندگی، موتی دانت پوڈر۔ اکسیر جریان، اکسیر بواسیر۔ افیون چھڑاؤ گولیاں قبض کشا گولیاں، مچھر پروف وغیرہ۔ یہ ادویہ بار بار کے تجربہ سے پبلک سے غیر معمولی خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اس لحاظ سے ان میں رعایت کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ان کے بہترین مفید اور مجرب ہونے کی وجہ سے ان کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ جس نے ایک دفعہ بھی کسی دوا کو منگوایا۔ وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ مگر بعض غریبوں کی طرف سے اور پھر بعض دوسرے دوستوں کی طرف سے بھی رعایت کا مطالبہ ہوتا ہے۔ ادویہ خانہ کی طرف سے ان کی اس خواہش کو اس بنا پر رد کر دیا جاتا ہے۔ کہ اس سے اصل ٹوٹتا ہے۔ اور کسی فرم کی کامیابی کا راز اس کی اصول پرستی میں ہی مضمر ہے۔ لہذا یہ مناسب سمجھا گیا۔ کہ ان ادویہ کے واسطے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ جون ۱۹۳۳ء کی تاریخیں مقرر کی جائیں۔ تاکہ ان دوستوں کی خواہش بھی پوری ہو سکے۔ اور ہماری اصل بھی قایم رہے۔ ہاں اگر دوستوں نے یہ موقع بھی ضائع کر دیا۔ تو پھر انہیں کف افسوس ملنے پڑیں گے۔ کیونکہ بعد میں پھر ان کے لئے کوئی رعایت کا موقعہ نہ رہے گا۔ لہذا جو دوست ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ جون ۱۹۳۳ء کو اپنے خطوط ڈاک خانہ میں پوسٹ کرینگے۔ انہیں حسب ذیل شہرۂ آفاق اور مقبول عام ادویہ پر ۸/ فی روپیہ رعایت دی جائیگی محصولڈاک بہرحال بذمہ خریدار ہوگا۔

موتی سرمہ رجسٹرڈ

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ۔ رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ/) محصولڈاک علاوہ ۔

حضرت مسیح موعود کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"

ڈاکٹر صاحب کی رائے

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب ایل ایس ایس جنرل ہسپتال کیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "پہلے بھی آپ کا سرمہ اکثر مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ براہ کرم ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں"

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

جس نے ایک دفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہو گیا

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھول جاتے۔ قوت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں کو قوی بنانے، ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے، بھوک کے کھولنے، حافظہ کو تیز کرنے، رنگ کو نکھارنے، دل و دماغ کو تقویت دینے، پٹھوں کو مضبوط بنانے، و قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے، طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے، اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوتوں کو بحال رکھنے، اگری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت، چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے، گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ ارادوں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی اُمنگ، اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا بس اسی کا ہی کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔ موسم برسات میں اس کا استعمال ملیریا بخار کے خطرناک روگ سے محفوظ رکھتا اور ملیریا بخار سے پیدا شدہ کمزوری کو دُور کرتا ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ صرف پانچ روپے (ﷲ) رعایتی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (ﷲ) محصولڈاک علاوہ ؂

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

"مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لے کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اس کو بھیجدی، اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کر دی ہے، جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے، بھوک خوب لگتی ہے، جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پا رہا ہوں۔ نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں گا۔ شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن کا نسخہ میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور ورم اصل پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے "اکسیر البدن" کے ذریعہ ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں ؂

ڈاکٹر صاحب کی رائے

جناب ڈاکٹر رشید احمد صاحب۔ ایس۔ اے۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ ڈی

انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا۔ اور انہیں اس اکسیر سے بے حد فائدہ ہوا ہے جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں گے

اکسیر اکبر

طاقت کی بے نظیر دوا جس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں:- سونے کا کشتہ، کستوری، موتی، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، اکسیر ہی لاثانی دوا ہے اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی رُوح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ؂

ضعف باہ، ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف بصر، ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد، نزلہ، درد سر، بے خوابی، مسوڑوں سے خون کا آنا، منہ سے پانی کا جاری رہنا، دانتوں کا درد، آواز کا بیٹھ جانا، دمہ، پرانی کھانسی، ڈکاروں کی کثرت، معدہ کی ترشی، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، پیشاب کی کثرت، ذیابیطس، کثرت احتلام، سرعت، خرابی خون، دل کی دھڑکن، سر کا چکر آنا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دینے، بے چینی، گھبراہٹ سستی، اُداسی چھائی رہتی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت دیگر سیروں دودھ، گھی، مکھن اور ملائی ہضم کراتی، تازہ خون کے بے شمار سرخ ذرات پیدا کرتی۔ اور کئی پونڈ خون کو بڑھاتی ہے۔ دائمی قبض، زکام۔ کمزوری دل و دماغ کے لئے بےنظیر چیز ہے۔ ضعف اعصاب، اور ضعف دماغ کو دور کر کے جسم میں ایک برقی رو پیدا کرتی ہے، دماغی تکان کو دُور کر کے فی الفور کام کے لئے

مستعد بناتی۔ مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گو یا دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ دوا نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی عنہ/ بیس روپے ایک ماہ کی خوراک کے لئے، ورنہ فوائد کے لحاظ سے تو یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے، رعایتی قیمت صرف دس روپیہ (عنہ/) محصولڈاک علاوہ ؛

نوٹ :- گذشتہ سال اس کی قیمت پچیس روپے (۲۵عنہ/) تھی مگر اب کی دفعہ اکٹھی ہو جانے میں اشیاء کچھ سستی مل گئیں۔ اس لئے قیمت میں رعایت کر دی گئی ہے ؛

اکسیر اکبر کی کرامت

بیس سالہ کمزوری دور ہو کر پینتالیس سالہ اٹھارہ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی۔ سب اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :-

"اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض کو جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ بیس سال سے تھی، استعمال کرائی گئی۔ دورانِ استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے!!"

یہ اکسیر اکبر نامی طاقت کی لاثانی دوا کارخانہ نے مدت کے تجربہ کے بعد گذشتہ سال تیار کی تھی۔ جو سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، زعفران، یوہمبین وغیرہ بیش بہا چیزوں کا مرکب ہے، سچ پوچھو تو یہ نعمت عظمیٰ اپنے بےنظیر فوائد کے لحاظ سے سو روپیہ پر بھی سستی ہے۔ دس روپیہ کی کیا حقیقت ہے۔ لہذا اس سنہری موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھایئے ؛

رفیقِ زندگی

عام طور پر مقوی ادویہ گرم ہوتی ہیں۔ اور گرم مزاج والوں کو بعض اوقات ان کا استعمال مضر بھی بیٹھتا ہے۔ لہذا ایسے طبائع والوں کے لئے ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو۔ اور مفرح بھی۔ سو مبارک ہو کہ وہ چیز طیار ہو گئی۔ اس کا نام ... رفیقِ زندگی ہے۔ یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل، اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد، بےرونق، اور پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی، گھبراہٹ، سستی۔ اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال ایک سال کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بےنیاز کر دیگا۔ قیمت فی بکس جس میں ۱۵ تولہ یعنی ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے (صہ/) نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے

(عہ/ ۸) محصولڈاک علاوہ ؛

پھول بغیر کانٹا

موسم گرما میں استعمال کی بہترین چیز۔ تہ باندھنے کی ضرورت نہ غسل وغیرہ کا خاص پرہیز

صرف چند روز استعمال کر کے قدرت خدا کا تماشا دیکھئے۔ یہ اپنے حیرت انگیز فوائد اور زود اثری کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ شکایات مخصوصہ، رگوں کا پھولنا، اعصابی کمزوری جملہ شکایات داخلی و خارجی کا ایک ہی علاج ہے۔ اگر اس کی قیمت دس (عنہ/) روپے تولہ بھی رکھی جاتی، تو بھی سستا تھا۔ مگر پبلک کے فائدے اور اپنی دوائی کی شہرت کے لئے فی الحال اس کی قیمت بہت ہی کم رکھی جاتی ہے۔ یعنی ایک تولہ کی قیمت صرف تین روپے (صعہ/) رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/ ۸) محصولڈاک علاوہ، اگر اس کے ساتھ اکسیر البدن، اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کا بھی استعمال ہو۔ تو پھر کیا کہنے، سونے پر سہاگہ ہو جائے گا، اکسیر البدن، اکسیر اکبر اور رفیق زندگی کا اشتہار اسی اخبار میں ملاحظہ فرمایئے۔ اگر کوئی صاحب ایک ماہ کی خوراک اکسیر البدن یا اکسیر اکبر یا رفیق زندگی اور پھول بغیر کانٹا اکٹھے منگائیں گے۔ تو محصولڈاک معاف [illegible]

تریاق اعظم

یہ حیرت انگیز ایجاد واقعی "تریاق اعظم" ہی ہے۔ اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بےنیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں اس کی ایک شیشی کا ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، تریاق کیا ہے۔ گو یا بنی نوع انسان کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہے، اصل قیمت دو روپے چار آنہ (عہ/ ۴) نصف ایک روپیہ دو آنہ (عہ/ ۲) محصولڈاک علاوہ، جن امراض میں یہ تریاق اعظم مفید تسلیم کیا گیا، ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے، مفصل پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمایئے :

سر درد ہر قسم، کمزوری دماغ، زکام، مرگی، سرسام، بےحسی، لقوہ، فالج خارش دماغ، بےہوشی۔ دماغی چوٹ، اعصابی درد، خواب غفلت، بےخوابی ہذیان، درد آنکھ، آنکھ آنی، درد کان، کانوں میں کھجلی۔ ورم گوش۔ کرم کان کان کا بہنا، امراض ناک، ناک میں پھنسیاں، بدبوئے ناک۔ بدبوئے دہن۔ چھینکیں، سونگھنے کی قوت کا کم ہونا، نکسیر، تپ نزلی، درد دانت یا داڑھ۔ مسوڑھوں کا پھولنا، درد، کرم دندان، دانتوں سے خون جانا، دانتوں کو پانی لگنا، منہ میں چھالے، منہ کا سوجنا، سوج لب، سوج زبان، پھٹی لب دانتوں کا اشتعال ہونا، سنگروی، دانت نکلنا، حلق کا بیٹھ جانا، گلے پڑنا۔ سوزش گلو، گلے میں کھرکھری، کھانسی، نزلہ، دمہ، بلغمی کھانسی و دمہ خشک سل، نمونیہ، امراض دل، درد دل، ورم پستان، پیٹ درد، پیٹ کا پھولنا بدہضمی، ہیضہ، درد قولنج، قرح معدہ، ریح معدہ، کینچوا وغیرہ سب اقسام کرم الامعاء، پھوڑہ معدہ، اسہال، پیچش، جی متلانا، قے، خون کی

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

ورم معدہ ، قبض دائمی ، ہچکی ، ہیضہ - ڈکار ، جہازی بیماری ، یرقان جلودھر درد جگر ، نفخ جگر ، استسقاء ، تلی ، خروج مقعد ، بھگندر ، بواسیر - سوزش مثانہ ، درد گردہ و مثانہ ، جریان ، نامردی ، ورم خصیہ ، بائی گولہ ، سر درد زنان ، پرسوت زنان - سیلان الرحم - کثرت حیض ، امراض حمل ، امراض رحم ، حیض کا درد سے آنا ، حیض کا کم آنا - تمام درد اندرونی و بیرونی ، گنٹھیا ، عرق النساء (رینگن باؤ) ، درد پشت ، پنڈلیوں کا پھولنا ، جملہ اقسام بخار ، انفلوئنزا ، یعنی جنگی بخار ، تپ دق ، پھوڑا ، پھنسی ، زخم ، ران کا لاسنا ، پت یا پتی ، داد ، چنبل گلٹیاں ، ورم چوٹ ، خنازیر (بچھرال) آگ سے جلنا ، ناسور ، چھپاکی ، بجلی سے جھلسنا ، خارش ، سعفہ ، داغ خال ، سوزش ، کھجلی ، مہاسہ ، پسینہ بدبودار بغلگند ، ہاتھ پاؤں کا پھوٹنا ، کچلا جانا ، چھیپ ، چھالے ، کثرت پسینہ آتشک ، سوزاک ، زہر دار ڈنک ، افیون چھڑوانا ، تمباکو کا زہر ، باؤلے کتے کا کاٹنا ، زہریلی اشیاء کھائی جانا ، طاعون و امراض بچگان ، بچوں کا دودھ نہ پینا - ڈبہ الطفال ، خسرہ ، چیچک ، رشن ، موٹاپا وغیرہ اور بھی کئی ایک امراض کا یہ ایک ہی دوا بہترین علاج ہے - مفصل آپ کو پرچہ ترکیب استعمال سے معلوم ہوگا - یہ تریاق اعظم ہے حقیقی معنوں میں بنی نوع انسان کے لئے پیغام شفا ہے ، آپ کے گھر میں اس کی ایک شیشی کا موجود رہنا گویا اس بات کی گارنٹی ہے ، کہ آپ ڈاکٹروں اور حکماء کی ضرورت سے بے نیاز ہیں - قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ (عہ/۲) رعایتی ایک روپیہ دو آنہ (عہ/۱) محصولڈاک علاوہ ؛

اکسیر معدہ

موسم گرما میں زیادہ پانی پینے کی وجہ سے عام طور پر معدہ خراب ہو جاتا ہے - یہ اکسیر جملہ امراض معدہ کے لئے تریاق ہے - ہیضہ ، بدہضمی ، کمی بھوک - درد شکم ، اپھارہ ، باؤگولہ ، پیٹ کا گڑگڑانا ، کھٹی ڈکاریں ، جی کا متلانا ، جگر و تلی کا بڑھ جانا - سر چکرانا ، کرم شکم ، قبض ، اسہال ، ریاح ، کھانسی - دمہ کے لئے تیر بہدف ہے ، دودھ ، گھی ، انڈے ، بالائی ، مکھن وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے - دماغ - حافظہ ، ذہن کو تقویت دینے - کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے - قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے - صرف دو روپے (عا) نصف قیمت ایک روپیہ (عہ/ر) محصولڈاک علاوہ ؛

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی رائے

آپ اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں - کہ "کچھ دن گزرے میں ، میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی - ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی ، اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی - اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایات رفع ہو گئی - اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے گا"

انسپکٹر صاحب پولیس کی رائے

مکرم جناب نور محمد صاحب انسپکٹر پولیس مقام جلتی (دارجلینگ) سے تحریر فرماتے ہیں - کہ "آپ کی تیار کردہ اکسیر معدہ سے مجھے اور میرے بھائی کو بہت فائدہ ہوا ہے - لہذا بواپسی ڈاک تین شیشی اکسیر معدہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرماویں"

موتی دانت پوڈر

حکماء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے - کہ گندہ منہ اور میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں - اگر آپ اپنی صحت کو مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں - تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں - جو دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا ، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا ، موتیوں کی طرح چمکاتا - اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے - گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا ، دانتوں میں میل جمنا یا ان کا رنگ زرد رہنا - اور منہ سے پانی آنا ، غرضیکہ جملہ امراض دندان کے لئے یہ موتی دانت پوڈر اکسیر کا حکم رکھتا ہے - قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے صرف ایک روپیہ (عہ) رعایتی قیمت صرف آٹھ آنے (۸/ر) محصولڈاک وغیرہ ۹/ر علاوہ ؛

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی - اے سابق مسلم مشنری افریکا گولڈ کوسٹ (نائجیریا) حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں : - کہ "میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا - بہت مفید پایا - علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑھوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے - میرے ایک دانت میں درد تھی - اس کے لئے یہ بہت مفید ثابت ہوا"

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں - یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے - سر میں درد ، چہرہ زرد - طبیعت سرد ، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے ، دل اکتایا ہوا ، بھوک مری ہوئی - غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے ، اگر اس کی قیمت عشہ/ بھی رکھی جاتی - تو بھی تھوڑی تھی ، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے (سے/ر) مقرر کی جاتی ہے ، رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/۸) محصولڈاک علاوہ ؛

بیس سالہ احتلام ، جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گکھال ڈاکخانہ خوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں - کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی - اس سے اس حد تک فائدہ ہوا - کہ بیس سال کی امراض

احتلام جریان، سستی وغیرہ سب جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے:۔

KHILAFAT LIBRARY

اکسیر بواسیر

سچ پوچھو تو ۷۵ فیصدی لوگ اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ نامراد مرض انسان کا خون نچوڑ کر اسے ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس موذی مرض کو خواہ یہ کسی قسم کی ہو زیادہ سے زیادہ ۱۴ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے (سے) رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ:۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلّم ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھیئے۔ اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے (عہ) رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ:۔

تریاق سوزاک

یہ نامراد مرض درحقیقت شیردلوں کو بزدل اور جوانمردوں کو زندہ درگور بنانے والا ہے۔ پیشاب کا جلکر آنا، جس میں پیپ کا اخراج ہو، پیشاب کی نالی میں زخم کی وجہ سے درد کے ساتھ تڑپتے اور بلکتے ہوئے مریضوں کے لئے ہماری یہ دوا **تریاق سوزاک** پیغام شفا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے ہی درد، جلن اور سوزش بالکل دور ہو کر ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور مریض جملہ شکایات سے نجات پا کر راحت پاتا ہے۔ باقی خوراکوں سے تمام باقی ماندہ نقائص دور ہو کر انسان جوانمرد، تندرست، اور قابل اولاد ہو جاتا ہے۔ دنیا مان گئی ہے۔ کہ "تریاق سوزک" سوزاک کے لئے بہترین اور سریع الاثر دوا ہے قیمت صرف پانچ روپے (صہ) رعایتی قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ:۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدینگی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے (عار) نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

مچھر پروف

جب انسان رات کو میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ الگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجیئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ۱) نصف قیمت دس آنہ (۱۰) محصولڈاک علاوہ:۔

جس صاحب کا آرڈر بعد از منہائی رعایتی قیمت بیس روپے (عنہ) کا ہوگا انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا:۔

غیر ممالک کیلئے

غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ ان کے لئے بجائے ۱۱-۱۲-۱۳ جون کے ۱۱-۱۲-۱۳ جولائی کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ کیونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جاسکتا۔ اس لئے انہیں اپنے آرڈر کے ساتھ علاوہ قیمت ادویہ کے محصولڈاک فی پونڈ ایک روپیہ آٹھ آنہ کے حساب پیشگی روانہ کرنا ہوگا، غیر ممالک کے لئے بعد از منہائی رعایتی قیمت جس صاحب کا آرڈر پچاس روپے (صہ) کا ہوگا۔ انہیں محصولڈاک بھی معاف رہیگا:۔

ضروری نوٹ اس حیرت انگیز رعایت کے لئے ۱۱-۱۲-۱۳ جون کی تاریخوں کو یاد رکھیئے۔ کہ انہی تاریخوں پر ضرور آپ کی فرمائش ڈاکخانہ میں پوسٹ ہو جانی چاہیئے۔ یہ سنہری موقعہ پھر جلد میسر نہیں آئے گا۔ اس بہترین موقعہ سے نہ صرف خود ہی فائدہ اٹھایئے۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کیجیئے:۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)

لکھا گیا ہے۔ ابھی اسی پر بس نہیں آگے اور ملاحظہ ہو:۔

برہمن کے نام میں لفظ منگل یعنی خوشی اور کشتری کے نام میں لفظ بل یعنی طاقت ....

...اور ویش کے نام میں لفظ دھن یعنی دولت اور شودر کے نام کیساتھ لفظ داس یعنی غلام شامل کرلینا چاہیئے۔ منو ادھیائے ۲ شلوک ۳۲

اور دیکھو برہمن۔ کشتری۔ ویش تینوں ورن اگر محبت کی وجہ سے نیچ ذات کی لڑکی کے ساتھ دواہ کریں۔ تو اولاد اور اپنی کل کو ناش کردیتے ہیں۔ منو ادھیائے ۳ شلوک ۱۵ ہائے غضب اگر شودر کی کنیا سے پریم ہو جائے تو ناش ہو جاتے ہے دیالو ہے کرپالو۔

پھر لکھا ہے جو شخص شودر کو دھرم کا اپدیش دیتا ہے وہ مع اس شودر کے اسم برت نام نرک میں جاتا ہے۔ منو ادھیائے ۴ شلوک ۸۹۔

یہی نہیں بلکہ شودر کے پاس بھی نہ پڑھے۔ منو ادھیائے ۴ شلوک ۹۹۔ کیونکہ برہمن کی سیوا شودر کا بڑا کرم ہے اسکو چھوڑ کر جو کرتا ہے وہ نشپھل (بے فائدہ) ہے"۔ منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۳ ہے۔

شودر کے کان میں ودیا کی بھنک (آواز بھی نہ پہنچنے پائے)

اور پڑھو جو ذات میں برہمن ہو اور براہمن کا کام کچھ بھی نہ کرتا ہو اور مورکھ ہو تو وہ بھی راجہ کو دھرم اپدیش کر سکتا ہے۔ اور شودر گیانی ہو وہ اپدیش نہیں کرسکتا۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۰۔ بلکہ جو شودر برہمنوں کو دھرم کا اپدیش کرے۔ اس کے منہ اور کان میں گرم تیل راجہ ڈالے۔ منو ادھیاء ۸ شلوک ۲۷۲

منوجی مہاراج کی اس آگیا سے سوامی دیانند سرسوتی کا وہ سدہانت بھی مٹ گیا جو برہمن ہوکر مورکھ ہو سو شودر ہے۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ صفحہ ۱۰۹

اور دھیان دو۔ "اگر شودر برہمن یا کشتری یا ویش سے سخت زبانی کرے۔ تو اس کی زبان میں سوراخ کیا جائے۔ وہ عضو حقیر یعنی پاؤں سے پیدا ہوا ہے۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۰۔

اور پڑھو جو شودر بلند آواز سے براہمن وغیرہ کے نام کو دور ذات کہے تو اس کے منہ میں بارہ انگل کی لوہے کی جلتی سلاخ ڈالنا چاہیئے۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱

ابھی کیا ہے اور دیکھو اگر برہمن یا کشتری یا ویش کے ساتھ ایک آسن پر بیٹھے تو اس کی کمر میں نشان کرکے نکالدے خواہ اس کے چوتڑ کو کاٹ دے۔ کہ وہ مرنے نہ پائے منو ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۱

بلکہ شودر کی لڑکی کو اپنے پلنگ پر بٹھانے سے برہمن نرک میں جاتا ہے۔ منو ادھیائے ۳ شلوک ۱۷۔ ہے دیالو پرماتما تیری دیا۔

دیکھتے جاؤ لکھا ہے جو شودر برہمن کے بال و پاؤں و داڑھی و گلا وغیرہ کو پکڑے۔ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہیئے یہ خیال نہ کرے کہ اس کو تکلیف ہوگی۔ منو ادھیا ۸ شلوک ۲۸۳ — اگر تمام پاپوں کو برہمن نے کیا ہو تو بھی اسکو قتل نہ کرنا چاہیئے۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۳۸۰۔ کیونکہ دنیا میں برہمن کے قتل کا خیال نہ کرے۔ منو ادھیائے ۸ شلوک ۳۸۱

ذرا اور ملاحظہ کیجئے:۔ شودر سمرتھ بھی ہو۔ مگر دولت جمع نہ کرے۔ کیونکہ شودر دولت پاکے برہمن کو تکلیف دیتا ہے۔ منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۱۲۹

لہٰذا یہ نیچ ذات والا لالچ سے بڑوں کے کام کرکے دولت پیدا کرے تو راجہ کو چاہیئے کہ اس کی دولت چھین کر اس کو جلد اپنے دیش سے نکالدے۔ منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۹۶۔

کیوں؟ اسلئے کہ "برہمن شودر و داس سے دولت لے لیوے اس میں کچھ بچار نہ کرے۔ کیونکہ وہ دولت کچھ اس کی ملکیت نہیں ہے۔ وہ بے زر ہے وہ (شودر) جو دولت فراہم کرے۔ اس دولت کا مالک اس کا سوامی ہے۔ منو ادھیاء ۸ شلوک ۴۱۷

اسلئے کہ زوجہ و فرزند و داس یہ تینوں بے زر ہیں اور دولت کو فراہم کریں تو جس کے یہ تینوں ہیں اس کی یہ دولت ہے۔ منو ادھیاء ۸ شلوک ۴۱۶ - واہ رے نیا۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ عقیدہ تو صرف قدیمی ہندوؤں کا تھا۔ جدید ہندوؤں کا اپنی طرف سے اصلاح یافتہ فرقہ آریہ اس سے بالاتر ہے۔ مگر نہیں دوستو یہ بھول ہے۔ باوجود آریہ سماج کی نمائشی ہمدردی اور تحریک اشدھی کی حمایت کے شودروں کے متعلق ان کا نقطۂ نگاہ کوئی الگ نہیں ہے چنانچہ سوامی دیانند جی لکھتے ہیں کہ:۔

شودر کو چاہیئے کہ برہمن کشتری اور ویشوں کی خدمت مناسب طور پر کرے۔ اور اس سے اپنی وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ صفحہ ۱۶۔

KHILAFAT LIBRARY

وصیت نمبر ۳۸۱۰ میں زینب بی بی زوجہ محمد حمید الدین قوم جٹ چیمہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱۱/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔ (ل) زیورات تخمیناً ۵ (ب) حق مہر مبلغ ۲۰ بذمہ شوہر کل مبلغ ۲۵ روپیہ العبد زینب بقلم خود گواہ شد محمد شریف احمدی مولوی فاضل محلہ دارالرحمت ۲۴/۱۱/۵۔ گواہ شد محمد حمید الدین احمدی کاتب الحروف خاوند موصیہ ۲۴/۱۱/۲

الحکم کا دور جدید یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پرانا خادم اخبار "الحکم" جاری ہوگیا ہے۔ دوستوں کو اس کی سرپرستی اور خریداری کے لئے خاص توجہ سے کام لینا چاہیئے۔

آج قوموں کا وقار اور انکی فوقیت پریس کے مضبوط ہونے پر ہے لہٰذا احمدی جماعت کو اپنے پریس کی مضبوطی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے۔

KHILAFAT LIBRARY

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی رولے کے مول

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد وید سمرتی پران۔ (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اسکے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب صاحب موصوف دل وجان سے مؤید تھے مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ بجز آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے بانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ٭

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخر یہ شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تا کہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں قیمت صرف پانچ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ٭

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور بعض دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف ڈیڑھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت ۸ر محصولڈاک علاوہ ٭

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عـ۸ر) محصولڈاک علاوہ ٭

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا اٹھا تھا۔ اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لیے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ صفحات ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ۔ قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے۔

ضرورت ہے۔ کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اسلئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گوروکی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ چھوک چھدی ایک آنہ۔ یہ نو کتب کا سٹ جس کی کل قیمت پانچ روپیہ دو آنہ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (عـ۹ر) محصولڈاک علاوہ ٭

ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا واحد اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے عہ
ششماہی " " ۲؍
" سالانہ سرپرستوں سے عللہ
" امراء سے للعہ
" ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

نور

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

ہر ماہ کی ۷ ۱۴ ۲۱ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل صحیح جواب دینا
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

جلد ۲۳ | اخبار نور قادیان دار الامان مورخہ ۷ ؍ جون مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ء | نمبر ۲۲

ایک قابل قدر مثال

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل خاں صاحب سول سرجن گوجرانوالہ نے ازراہ کرم قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی پانچ کاپیاں اپنی طرف سے حسب ذیل پتوں پر بھجوائی ہیں۔ (۱) مینیجر صاحب سری دربار صاحب ترن تارن (۲) سیکرٹری صاحب سری گورو سنگھ سبھا راولپنڈی (۳) سیکرٹری صاحب سری گورو سنگھ سبھا گوجرانوالہ (۴) مینیجر صاحب سری دربار صاحب کمیٹی امرتسر (۵) مہنت صاحب چولہ صاحب ڈیرہ بابا نانک۔ اس کار خیر کے لئے اللہ تعالیٰ جناب میر صاحب موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر قرآن پاک کی مقدس تعلیم جس کے ساتھ دین و دنیا کے حسنات وابستہ ہیں سے مخلوق خدا کو مستفیض کرنا یہ نیکی بلاشبہ جملہ نیکیوں کی سرتاج ہے۔

اگر دوسرے دوست بھی ہمت کریں اور اپنے سکھ احباب کرام کے نام قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی کاپیاں بھجوا سکیں۔ تو یقیناً اس کا سکھ مسلم اتحاد کے نقطہ خیال سے اور کیا تبلیغی جہت کو نہایت شاندار اور خوشگوار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ سکھ صاحبان کے علماء اور فضلاء نے جس بہترین رنگ میں اس ترجمہ پر اظہار خوشنودی کیا ہے۔ وہ دوست وقتاً فوقتاً نور میں ملاحظہ فرماتے ہی رہتے ہیں۔ اگرچہ اس ترجمہ پر گھر کی لاگت قریباً پانچ روپے فی کاپی ہے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے اس کا ہدیہ صرف عہ دو روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ دوست وسیع پیمانہ پر خرید کر سکھوں اور ہندوؤں میں تقسیم کر سکیں۔ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوستوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ پھر یہ بہترین ثواب کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

(آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

KHILAFAT LIBRARY

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوتِ حق

KHILAFAT LIBRARY

سردار کھڑک سنگھ صاحب! مجھے اس علاقہ کا رئیس ہونے اور جماعت احمدیہ کا امام ہونے کے لحاظ سے خوشی ہوئی تھی۔ کہ سکھ صاحبان میں بیداری پیدا کرنے کیلئے آپ کا سا تجربہ کار لیڈر قادیان آیا ہے۔ اور مجھے امید تھی۔ کہ آپ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دینگے۔ اور حق اور راستی کی اہمیت اُن پر ظاہر کریں گے۔ لیکن میرے تعجب کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ نے اپنے لیکچر میں بیان کیا ہے۔ کہ قادیان میں احمدی سکھوں پر سخت ظلم کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ احمدی اگر باز نہ آئے۔ تو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائیگی۔ اور میں نے سنا ہے۔ کہ آپ کے ایک ساتھی نے تو یہاں تک کہا ہے۔ کہ قادیان کی اینٹیں سمندر میں پھینک دی جائیں گی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ آپنے اپنے لیکچر میں بیان فرمایا ہے۔ کہ احمدیوں کے یہ ظلم اس وجہ سے ہیں۔ کہ گورنمنٹ انہیں شہ دیتی ہے۔ اور آپ نے اس کا علاج یہ تجویز کیا ہے۔ کہ انگریزوں کو سیدھا کر دیا جائے۔ تو احمدی آپ سیدھے ہو جائیں گے۔

مجھے یہ بھی رپورٹ ملی ہے۔ کہ ایک احراری نے بھی آپ کے جلسہ میں تقریر کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ سکھ بڑے بے غیرت ہیں۔ کہ احمدی ان کے گرو کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور پھر بھی ان کو غیرت نہیں آتی۔ سب سے پہلے تو میں آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی توجہ اسی احراری کی تقریر کی طرف پھراتا ہوں۔ کہ کیا یہ شخص دیانت دار تھا۔ اگر اس شخص کے نزدیک حضرت باوا صاحب کو ایک مسلمان ولی اللہ کہنا باوا صاحب کی ہتک کرنا ہے۔ تو اس بے غیرت سے آپ نے دریافت کرنا تھا۔ کہ وہ اب تک اس ہتک والے چوغے کو کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ اور کیوں سکھ ہو کر اس گندگی سے پاک نہیں ہو جاتا۔ آپ گو اسلام سے ناواقف ہوں۔ لیکن اس قدر بات تو آپ کو بھی معلوم ہوگی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں کے نزدیک دنیا میں دو ہی گروہ ہیں۔ یا مسلمان۔ یا کافر۔ اگر اس احراری کے نزدیک اسے جو منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان کہنے سے باوا صاحب کی ہتک ہوتی ہے۔ تو اس سے آپ دریافت کریں۔ کہ وہ باوا صاحب کو کیا سمجھتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ولی اللہ سے بڑھکر کوئی درجہ باوا صاحب کو دے۔ تو آپ سمجھ لیں کہ وہ آپ کا خیر خواہ ہے۔ اور اگر اس کا مطلب یہ ہو۔ کہ باوا صاحب بانی اسلام علیہ السلام کے منکر تھے۔ اور اس طرح کافر تھے۔ تو آپ بتائیں کہ وہ باوا صاحب کی ہتک کرنیوالا ہوا یا ہم لوگ جو ان کو ایک بزرگ اور خدا رسیدہ انسان سمجھتے ہیں! سردار صاحب! آپ شاید جانتے ہیں۔ کہ ولی اللہ مسلمان سے اوپر مسلمانوں کے نزدیک صرف رسول اور پیغمبر ہوتے ہیں۔ اگر یہ احراری باوا صاحب کو رسول یا پیغمبر کہتا ہو۔ تو اس سے اس کی قوم کے نام اشتہار دلوائیں اور اس کا خرچ مجھ سے لیں۔ لیکن اگر وہ اس سے انکار کرے تو سمجھ لیں۔ کہ جس وقت اُس نے یہ کہا تھا۔ کہ احمدیوں کی غلطی ہے۔ کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان ولی اللہ کہتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ وہ انہیں مسلمان ولی اللہ سے بڑا سمجھتا ہے۔ بلکہ وہ نعوذ باللہ من ذالک اپنے فطرتی گند کی وجہ سے باوا صاحب کو کافر اور خدا سے دور قرار دے رہا تھا۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو آپ سوچیں۔ کہ آپ مر کر اپنے مقدس گرو کو کس طرح منہ دکھائینگے کیا وہ آپ سے یہ نہ پوچھیں گے کہ جو لوگ مجھے ولی اللہ کہتے تھے وہ تو تمہارے دشمن تھے۔ اور جو مجھے کافر سمجھتے تھے۔ ان کو تم نے اپنا دوست بنایا تھا۔ سردار صاحب اگر واقعہ میں آپ کو حضرت باوا صاحب پر ایمان ہے۔ تو آج آپ نے ایک سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور حضرت باوا صاحب کی رُوح کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ پس توبہ کریں۔ اور بندوں کی خوشنودی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیطرف متوجہ ہوں۔ اور اگر واقعہ میں حضرت باوا صاحب سے آپ کو محبت ہے تو جب وہ شخص آپ سے ملے۔ آپ اس وقت تک اس کو نہ چھوڑیں۔ جب تک اس سے پوچھ نہ لیں۔ کہ ایک مسلمان ولی اللہ سے بڑھکر کون سا درجہ حضرت باوا صاحب کو دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا جواب نہایت دل شکن نہ دے یا خاموش ہو جائے۔ اور بہانے بنانے لگے تو سمجھ لیں۔ کہ آپنے دنیوی اغراض کی خاطر حضرت باوا صاحب کی ہتک خود سکھوں کے جلسہ میں کروائی۔ اور باوا صاحب کی ہتک کروانے والے آپ ہیں ہم نہیں۔

سردار صاحب اب میں ان باتوں کو لیتا ہوں۔ جو خود آپنے یا آپ کے ساتھیوں نے کہی ہیں۔ اور سب سے اوّل تو میں آپکی اس غلط فہمی کو دُور کرنا چاہتا ہوں۔ جو احمدیوں کے مظالم کے متعلق آپ کو لگی ہے آپنے بیان کیا ہے۔ کہ آپنے خوب تحقیق کر لیا ہے۔ کہ احمدی سکھوں پر سخت ظلم کرتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ آپ کی تحقیق بالکل غلط ہے۔ احمدی سکھوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور اگر آپ اس علاقہ کے سکھوں سے فرداً فرداً وہ قسم دیکر جسے پنجابی میں دُدھ پت کی قسم کہتے ہیں پوچھیں۔ تو اُن میں سے ننانوے فیصدی آپ کو یہ بتائیں گے۔ کہ میں اور میرا خاندان اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے ہمیشہ سکھوں سے محبت کا برتاؤ کرتے چلے آئے ہیں اور جو کوئی مصیبت زدہ ہمارے پاس آیا ہے ہم نے اس کی مدد کی ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ بعض نادان احمدیوں نے بعض سکھوں سے ناواجب سلوک کیا ہو۔ لیکن اُن سے پوچھیں۔ کہ جب میرے پاس ایسی رپورٹ ہوئی۔ اور میں نے احمدی کو خطا وار پایا۔ میں نے اسے

(باقی مضمون صفحہ ۸ کالم ۲ میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✲ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان۔ ضلع گورداسپور

پنڈت مالویہ جی کے ایڈریس پر میرا تبصرہ

KHILAFAT LIBRARY

لاہور۔ ۱۳ مئی شام کے ۸ بجے باغ بیرون موری دروازہ لالہ شام لال صاحب ایڈوکیٹ رہتک کی صدارت میں پنڈت مالویہ جی نے ایک لیکچر دیا۔ جس میں انہوں نے ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "اگر آپ آپس میں اتفاق کر لیں۔ اور انگریز کو معلوم ہو جائے۔ کہ اب ہندو اور مسلمان کے دل مل گئے ہیں۔ تو وہ ملک کو ہمارے حوالے کر دیں گے۔ ...... ہم آپس میں لڑتے ہیں۔ اس لئے ہماری غلامی کی زنجیریں مضبوط ہو رہی ہیں"۔ اتفاق کا لفظ کہنے سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ اس کے لئے عملی ذرائع سے کام نہ لیا جائے باہمی اتفاق کا پہلا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کیلئے روادار بنیں۔ اس لئے نہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ ہی رواداری کو مقدم رکھا۔ شاہان اسلام کے عہد میں وزیر مال اور سپہ سالار ایسے اہم عہدوں پر ہندوؤں کو تعینات کیا گیا۔ گویا دوسرے الفاظ میں ہندوؤں کو اپنی سلطنت میں شریک بنا لیا۔ اور مندروں وغیرہ کے نام پر شاہان اسلام نے جس وسعت قلبی سے جاگیریں عطا فرمائیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ شاید کوئی کہے۔ کہ یہ دُور کی باتیں ہیں۔ موجودہ مسلمان اس ذہنیت کا نہیں ہے۔ مگر میں کہوں گا باوجود اس کے کہ ہندوؤں کا رویہ شروع سے ہی مسلمانوں کے برخلاف رہا۔ ہندو ہمیشہ مسلمانوں کو بھرشٹ اور ملیچھ سمجھتے رہے۔ کئی ایک جہت سے ہندو مسلمان کو کُتّے سے بھی گیا گذرا درجہ دیتے رہے۔ کیونکہ ایک ہندو اپنے چوکے پر کُتّے کا آنا برداشت کرلے گا۔ مگر مسلمان کا آنا برداشت نہیں کریگا۔ باوجود ان حالات کے مسلمانوں نے ہندو صاحبان کے متعلق اپنی رواداری کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ دُور کیوں جایئے۔ حالات حاضرہ کے واقعات پر ہی نظر ڈال لیجئے۔ اسلام کے متعلق آریہ سماج کی رفتار ذہنیت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مگر جب ۱۸۷۷ء میں پہلی دفعہ بانئے سماج سوامی دیانند لاہور آئے۔ تو ہندوؤں نے حتیٰ کہ ہندوؤں کے برہم سماجی فرقہ نے جو اپنے آپ کو زیادہ وسیع القلب کہتا ہے۔ سوامی موصوف کو لیکچروں اور قیام کے لئے جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ ایسی حالت میں لاہور کے مشہور ڈاکٹر خان بہادر رحیم یار خاں نے سوامی موصوف کے قیام اور لیکچروں کے لئے اپنی کوٹھی خالی کر دی۔ چنانچہ پنجاب میں جو پہلی آریہ سماج جسے مرکزی آریہ سماج کہنا چاہیئے۔ اس کی بنیاد ۲۴ جون ۱۸۷۷ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی کوٹھی پر ہی رکھی گئی۔ دوسری دفعہ سوامی موصوف جب لاہور آئے۔ تو ہندوؤں نے پھر سخت مخالفت کی۔ تو نوازش علی خاں نے اپنے باغیچہ میں سوامی موصوف کو جگہ دی۔ اور وہیں اُن کے لیکچر ہوتے رہے۔ بانئے سماج پنڈت دیانند صاحب لاہور سے امرتسر گئے۔ تو ہندوؤں نے اُن کی بھاری مخالفت کی۔ اور کسی ہندو نے انہیں ٹھیرنے کے لئے اپنے ہاں جگہ نہ دی۔ ایسے آڑے وقت میں اگر کوئی کام آتا ہے۔ تو وہ ایک مسلمان رئیس جس کا نام محمد جان تھا۔ اور جس نے اپنی کوٹھی سوامی دیانند کے لئے خالی کر دی۔ اور اُن کی کوٹھی پر ہی ۱۲ اگست ۱۸۷۷ء کو آریہ سماج امرتسر قائم ہوئی۔ پھر ۱۸۷۸ء میں جب بانئے سماج بنارس گئے تو ہندوؤں نے نہ صرف یہی کہ سوامی دیانند کو جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ سخت رنگ میں مخالفت کی۔ ایسے آڑے وقت میں اگر سوامی موصوف کے کوئی کام آیا۔ تو مسلمان۔ وہ کون؟ سر سیّد مرحوم! جو اُس زمانے میں وہاں پر سب جج تھے۔ جنہوں نے نہ صرف سوامی کے لئے اپنا مکان ہی خالی کر دیا۔ بلکہ اُن کے لیکچروں کا بھی انتظام کر دیا۔ پھر جب ۱۸۷۸ء میں پنڈت دیانند علیگڑھ گئے۔ تو ہندوؤں نے انکی بہت مخالفت کی۔ تو سر سیّد مرحوم نے اُن کو اپنے ہاں ٹھیرایا۔ اور اُن کے لیکچروں کا انتظام کیا۔ انوپ شہر میں جو پنڈت صاحب موصوف کا سب سے بڑا شاستر ارتھ (مباحثہ) ہوا۔ تو تحصیلدار سیّد محمد نامی نے پنڈت جی کی خواہش کے مطابق جلسے کا انتظام کیا۔ دور کیوں جاؤ۔ یہ کل کی بات ہے۔ کہ جامع مسجد دہلی کے ممبر پر مسلمانوں نے شردھانند آنجہانی کو جگہ دی۔ اس کے بالمقابل مجھے جستجو اور خواہش ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے بھی ایسی رواداری کی مثال مل سکے۔ ہندوؤں نے خصوصاً آریہ سماج جو ہندو سوسائٹی میں ایک ایسی رہنما جماعت کہلانے کی مدعی ہے۔ سب سے پہلے اُس نے مسلمانوں کو ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس کا تحفہ دیا۔ اُس میں جس دل آزار طریقہ کے ساتھ اسلام پر نقطہ چینی کی گئی ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ نقطہ چینی نہ ہو۔ مگر عمدہ طریق سے۔ پھر آریہ سماج نے اسلام کو دوسرا تحفہ رنگیلا رسول کے رنگ میں دیا۔ اگرچہ چھوٹے چھوٹے تحفے تو بہت ہیں۔ بلکہ میں کہوں گا کہ حساب سے باہر۔ اگر مسلمان چاہتے تو وہ بھی رنگیلا رسول کے مقابلہ پر رنگیلا کرشن اور رنگیلی دروپدی لکھ سکتے تھے۔ مگر نہیں مسلمانوں کی قدیم رواداری مسلمانوں کے مذہب اور اسکی تعلیم نے انہیں ایک طرفۃ العین کیلئے بھی ایسی اجازت نہ دی۔ کیونکہ اُن کی کتاب یہ تعلیم دیتی ہے۔ کہ "لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ" یعنی ہر ایک قوم میں ہادی اور نبی آئے۔ اس لئے بعض مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سری کرشن جی مہاراج بھی ہند میں نبی گذرے ہیں۔ چنانچہ یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ کیا ہندوستان میں بھی کوئی نبی گذرا ہے۔ حضور پرنور نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ فی الھند نبی اسود اللون اسمہٗ کاھن یعنی ہندوستان میں نبی آیا ہے۔ اُس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اُن کا نام کاہن تھا۔ بتلایئے! اس تعلیم کی موجودگی میں مسلمان ہندو بزرگوں پر کیسے حرف رکھ سکتے یا نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔ جبکہ ایک یا دوسری وجہ سے وہ انہیں انبیاء ہی بزرگ سمجھتے ہیں۔

یہ کل کی بات ہے۔ کہ جب ملتان میں ہندو مسلم فساد ہوا۔ حالانکہ ہندوؤں نے بھی اُس میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ مگر مسلم لیڈروں نے ملتان کے مسلمانوں کو سخت ڈانٹ بتلائی۔ مگر اس کے بعد کانپور۔ بنارس۔ اجودھیا۔ بہار وغیرہ میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر وہ مظالم توڑے گئے۔ کہ خدا کی پناہ! جس کے تصوّر سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی دست برد سے بوڑھی عورتیں تک بھی نہ بچ سکیں۔ مگر کیا پنڈت مالوی یا کسی اور ہندو لیڈر سے اور نہیں تو دنیاداری کے رنگ میں ہی زبان سے کوئی لفظ نکلا۔ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ نہیں! ہندو نماز کے وقت مسجد کے سامنے باجہ بجانا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ مگر رواداری حق سے

KHILAFAT LIBRARY

ایک اونچی چیز ہے۔ کیا اس قسم کے حقوق کی رٹ کبھی باہمی اتفاق کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اگر مسجد کے سامنے اور پھر نماز کے وقت ہندو صاحبان باجا بجانا بند کر دیں۔ تو کیا اُن کی شان یا اُن کے حق میں کوئی فرق آجائیگا؟ عید الضحےٰ کے موقع پر مسلمان بطور مذہبی فریضہ کے گائے کی قربانی دیتے ہیں۔ اور ہندو جس طریق سے بزور بازو مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ کیا یہ رواداری کے لچھن ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر ہندو زبردستی گائے کی قربانی میں مسلمانوں کے درمیان حایل نہ ہوں۔ تو یقیناً مسلمان خود ہی اسے ترک کر دیں۔ ہندو یہ دراز دستی کر کے دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو چڑاتے ہیں۔ ویسے بھی یہ قابل غور بات ہے کہ گائے خواہ کتنی ہی قابل تقدیس چیز ہو مگر آخر ہے تو حیوان ہی۔ ایک حیوان کی خاطر انسان کے خون سے ہاتھ رنگنے یہ فلاسفی کم از کم میری سمجھ سے باہر ہے۔ لہذا اگر پنڈت مالوی جی یا دوسرے ہندو رہنما چاہتے ہیں۔ کہ ہندو اور مسلمانوں کا اتفاق ہو۔ تو اسکی ایک ہی راہ ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کو نصیحت کریں۔ کہ وہ رواداری سیکھے۔ رواداری اتفاق کی چابی ہے۔ اور جب تک ہندو مسلمانوں میں اتفاق نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے بھلے دن اتنے ہی دور رہیں گے۔ جتنا کہ زمین سے چاند اور سورج دور ہے مسلمان تو بفضل ایزدی قدم قدم پر رواداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ دُور کیوں جاؤ۔ ۱۳ مئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ:-

"اکال گڑھ کی ایک۔ افسوسناک خبر ہے۔ کہ ایک نوجوان ہندو لڑکی ایک شیطان کتھا باچک کے ساتھ بھاگ گئی۔ یہ پنڈت جی اکال گڑھ میں کتھا کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو دھرم اپدیش کرتے تھے۔ مگر ان کے دل میں گناہوں کی دنیا چھپی تھی۔ چنانچہ وہ لڑکی کو لے کر بھاگ اُٹھے۔ لیکن ایک نیک مسلمان نے لڑکی کو مشتبہ حالت میں دیکھا۔ اور اُسے پکڑ کر اُس کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا۔"

اگر کوئی مسلمان لڑکی کسی ہندو کے ہاتھ پڑتی۔ تو میرا غالب خیال ہے۔ کہ وہ اُسکے مسلمان رشتہ داروں کے حوالے نہ کرتا۔ بلکہ بڑے باجے گاجے کے ساتھ اس کی شدھی کا آڈمبر رچایا جاتا۔ اور ہندو اخبارات یک زبان ہو بڑی بڑی سرخیوں سے یہ اعلان کرتے۔ کہ "ایک نوجوان مسلمان لڑکی جس کا نام ممتاز بیگم تھا۔ اسلام سے متنفر ہو کر شانتی دیوی بن گئی۔"

قریباً آٹھ سال کی بات ہے۔ کہ میں لاہور سے آرہا تھا کہ ایک مسلمان دیہاتی نوجوان عورت اُسی ٹرین میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جس نے اٹاری اترنا تھا۔ مگر غفلت سے اٹاری نہ اتر سکی۔ جب امرتسر سٹیشن پر وہ اُتری۔ بہت پریشان تھی۔ اس کی پریشانی کو دو ہندوؤں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور اسے کہا گیا۔ کہ دوسری اٹاری جانے والی ٹرین اب دیر سے آئیگی۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں ٹرین کے وقت سوار کرا دینگے۔ میں معاملے کو بھانپ گیا۔ کیونکہ اٹاری جانیوالی ٹرین آدھ گھنٹہ کے بعد ہی آنے والی تھی۔ میں نے اس مسلمان عورت کو آواز دی اور ٹھیرا لیا۔ گو آدھ گھنٹہ ٹھیرنے کے بعد مجھے کوئی دوسری ٹرین قادیان آنے کے لئے اُس روز سوٹ نہیں کر سکتی تھی۔ مگر میں نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور خود اُسے اٹاری جانے والی ٹرین پر سوار کرایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک اچھے گھرانے کی لڑکی تھی۔ اٹاری کے قریب کسی گاؤں میں رہنے والی تھی۔ ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس بات کے خواہشمند ہیں۔ کہ اتفاق ہو۔ مسلمان تو قدم قدم پر اس کا ثبوت دے رہے ہیں۔ میری زبردست خواہش ہے کہ خدا کرے۔ . . . . . ہندو بھی اس کا ثبوت دیں۔ ورنہ اتفاق کہنے سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ہندو صاحبان کی طرف سے اس کا کوئی عملی ثبوت نہ ملے۔

شذرات

کیا مساوات اسی کو کہتے ہیں؟

۱۵ مئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "پنڈت مالوی جی نے ہریجن (اچھوت) بھائیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ انہیں مندر اور کوئیں نہ دینگے"۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ پنڈت جی ان اچھوتوں کو یہ کہتے۔ کہ میں تمہارے لئے عام کوؤں سے بندش دُور کرتا ہوں۔ اور عام مندروں کا میں تمہارے لئے دروازہ کھولتا ہوں۔ مگر کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے لئے نیا مندر اور نیا کواں بنا دیا جاویگا۔ اس سے چھوت پن دُور نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑھیگا۔ اور مجھے حیرت ہے۔ کہ اچھوت لوگ ان کھلونوں پر ریجھ کیسے جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اچھوتوں کو نہ اپنے میں شامل کر سکتا ہے۔ اور نہ مساوات دے سکتا ہے۔ میرے خیال میں پنڈت مالویہ جی کو بھی اچھوتوں کو یہی کہنا چاہیئے۔ کہ جو مذہب تمہیں مساوات دیتا ہے۔ تم اُنہیں میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ اچھوتوں کی بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ محض سبز باغ دکھانے سے کیا فائدہ؟

کیا یہ اچھوتوں کی اصلاح کا طریقہ ہے؟

بمبئی کی خبر ہے۔ کہ بمبئی کے اچھوت سیوا منڈل کے پریذیڈنٹ مسٹر سنتھرام نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کو بمبئی آنے کی دعوت نہ دی جائے۔ کیونکہ وہ بمبئی میں ہریجن اُدھار (اچھوتوں کی اصلاح) کے لئے دس ہزار روپیہ جمع نہیں کر سکتے۔ یہ اچھا اچھوت ادہار ہے۔ جس کے لئے اچھوتوں کو اس قدر بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اچھوتوں کا ادھار اگر کوئی مذہب کر سکتا ہے۔ تو صرف اسلام ہی ہے۔ جہاں صرف یہی نہیں۔ کہ کوئی ٹیکس نہیں ادا کرنا پڑتا۔ بلکہ صرف کلمہ طیبہ پڑھنے سے وہ مسلمانوں کے بھائی بن سکتے ہیں۔ اور مسلمان اسے اپنی سوسائٹی کا ضروری حصہ سمجھ کر ہر وقت چھاتی سے لگانے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

ماں نالوں ہیجلی پھپھے کٹنی

مسلمان اور خصوصاً احمدی سری گورو نانک دیو جی مہاراج کو نہایت نیکی کے ساتھ بزرگ اور ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ مگر ۱۳ مئی کا پرکاش سیخ پا ہو رہا ہے۔ اور وہ لکھتا ہے "نہ معلوم مرزائی حضرات کا سر کیوں پھر گیا ہے۔ وہ نہ آؤ دیکھتے ہیں۔ نہ تاؤ۔ جھٹ دوسرے مذاہب کے بانیوں کو بدنام کرنے پر ہو جاتے ہیں"۔

مسلمان تو سری گورو نانک دیو جی مہاراج کو ایک واجب الاحترام ہستی سمجھتے ہیں۔ مگر بانئے آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں اس واجب الاحترام ہستی کو "ٹھگ" لکھا ہے

مکروہ لفظ میں یاد کیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اگر پکاش کے ایڈیٹر کے دل میں ستری گورو صاحب کے لئے واقعی محبت ہے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ ستیارتھ پرکاش سے گورو صاحب کے لئے اس مکروہ ریمارک کو خارج کرادے۔ ورنہ اس بہت بُرے ریمارک کی موجودگی میں کسی آریہ کا گورو صاحب موصوف کے لئے کچھ کہنا ماں ماں بجھی پیچھے گٹنی سے کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتا؛

KHILAFAT LIBRARY

کیا اچھوتوں کو مندر کے قریب سے گذرنا بھی منع ہے

۱۷ مئی کا ملاپ لکھتا ہے "یہ امر کس قدر قابل افسوس ہے کہ مدراس میں سندر برہم مندر کے نزدیک دو اچھوتوں پر جاقو سے اس لئے حملہ کیا گیا۔ کہ وہ مندر کے نزدیک سے گذر رہے تھے"

یہ ہزیمتی ادبار کا اچھا اثر ہو رہا ہے۔ کہ مندروں میں داخل ہونا تو ایک طرف رہا۔ بیچارے اچھوت مندروں کے قریب سے بھی نہیں گذر سکتے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اچھوتوں کے متعلق ہندو ذہنیت کا بدلنا بہت مشکل ہے۔ اور اچھوتوں کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ کیا اچھوتوں کے لیڈر ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور نہیں کر سکتے۔ کہ کونسا مذہب انہیں انسانی حقوق دے سکتا ہے؛

کیا گاندھی جی اچھوت ہیں؟

۱۲ مئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ مہاتما جی کے پوری جانے پر پوری کا مندر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اس لئے کہ کہیں مہاتما جی مندر میں زبردستی داخل نہ ہو جاویں۔ اور تو اور جس مذہب میں مہاتما بھی اچھوت ہو۔ تو پھر ادبار کی کا ذکر ہی کیا۔ میں تو کہوں گا۔ ہندو ماحول میں جو لوگ اچھوت ادبار کی کوشش کر رہے ہیں۔ محض پانی بلو رہے ہیں۔ بہتر ہو۔ کہ جناب گاندھی جی اچھوتوں کو یہ نصیحت کریں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ جہاں نہ کوئی غلام اور نہ کوئی آقا۔ اور نہ چھوٹا نہ بڑا۔ میرا یقین ہے کہ ادبر یا سویر آخر اچھوتوں کو اسلام کی پناہ لینی ہی پڑے گی۔ بہتر ہو۔ کہ وہ کل کے لئے آج لیں؛

قدیم رشیوں کا زمانہ

جناب گاندھی جی نے ہری کرشن پور (پوری) میں یہ فرمایا کہ "گہرے غور و خوض کے بعد میں نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ پا پیادہ ملکر عوام تک اپنا سندیس (پیغام) پہنچاؤں۔ جیسا کہ پچھلے زمانہ میں رشی لوگ کرتے تھے" مہاتما جی کو یہ واضح ہونا چاہیئے۔ کہ ہر ایک پرانی چیز قابل عمل نہیں ہے۔ اُس وقت کے ذرائع آمد و رفت بہت محدود تھے۔ موٹر اور ریل گاڑی تو خدا کی نعمت ہے۔ اور اس کا انکار کفران نعمت۔ اگر موٹر کے گرنے سے گاندھی جی موٹر سے بدظن ہو گئے ہیں۔ تو کیا پیدل چلنے سے اگر کانٹا وغیرہ چبھ جائے۔ یا پاؤں پھسل جائے۔ تو پھر کیا گاندھی جی پاؤں سے چلنا بھی بند کر دینگے۔ قدیم زمانہ کے رشی تو عموماً برہنہ پاؤں رہتے تھے۔ کیا گاندھی جی بھی ایسا ہی کرینگے؛

جادو سو جو سر چڑھ کر بولے

تیج پنجاب ۲۹ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ "چند سال گذرے بہار کے بیسیوں گاؤں کے مسلمانوں کو ہندوؤں نے تباہ و برباد کر ڈالا تھا۔ اس بقر عید کے موقع پر بھی اجودھیا کے ہندوؤں نے گائے کی قربانی پر برافروختہ ہو کر کئی مسلمان ہلاک کر ڈالے۔ اُن کے مکانات جلا ڈالے۔ اُنکی مسجدیں مسمار کر دیں۔ اور اُن کے قبرستان کھود ڈالے۔ تو کیا کوئی ہندو اس قسم کے واقعات پر فخر کر سکتا ہے"

میں بدظنی سے کام نہیں لیتا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو لیڈر دل سے اس بہیمی ذہنیت کو برا ہی مانتے ہوں۔ مگر مجھے خوشی ہوتی۔ کہ کوئی ہندو لیڈر ہندوؤں کی ان حد سے بڑھی ہوئی زیادتیوں پر ڈانٹ بتلاتا۔ اور بیزاری کا اظہار کرتا؛

اسلام پر بہتان

۱۷ مئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "کوئی وقت تھا۔ جب اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اب انہیں بھی تبلیغ کے لئے تلوار

تیام میں ڈالنی پڑی ہے" میں کہونگا۔ کہ یہ اسلام پر صریح افترا ہے۔ اسلام کی تو یہ تعلیم ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین یعنی اسلام میں جبر نہیں۔ اگر اسلام نے دفاع کے طور پر جنگ کا حکم دیا ہے تو اس کے لئے بھی خاص شرائط لگائے ہیں۔ مثلاً حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی فوج کو کہیں بھیجتے تھے۔ تو مندرجہ ذیل نصائح کرتے تھے۔ چنانچہ زید بن حارثہ کو موتہ پر تین ہزار جنگی بہادروں کا سردار بنایا۔ اور رخصت کیا۔ فرمایا۔ انکم ستجدون رجالاً حبسوا انفسہم فی الصوامع فلا تتعرضوا لہم ولا تقتلوا امرأۃ ولا صغیرا ولا کبیرا ولا تقطعوا شجرا بے شک تم ایسے لوگوں کو پاؤ گے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں بند کر رکھا ہے۔ اور وہ دنیا سے قطع تعلق ہیں۔ انہیں مت تکلیف دو۔ اور نہ دشمنوں کی عورتوں کو قتل کرو۔ اور نہ ہی اُن کے چھوٹے بچوں کو۔ اور نہ بوڑھوں کو۔ اور نہ ہی ان کے درختوں کو قطع کرو۔ اب میں چاہتا ہوں۔ کہ ملاپ کے ایڈیٹر مہاشہ ذرا ویدک تعلیم پر بھی غور فرمادیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش سمولاس تین صفحہ ۵۹ پر درج ہے۔ کہ جو شخص وید اور ... وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اُس وید کی بُرائی کرنے والے منکر کو ذات، جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے۔ اب اس تعلیم کا مقابلہ کرو۔ لا اکراہ فی الدین سے۔ پھر دیکھو یجروید سولہ ادھیائے۔ ینیدہ منتر ہم لوگ جس دشمن سے دشمنی کریں۔ یا جو ہم سے دشمنی کرے۔ اس کو ہم لوگ خونخوار جانوروں کے منہ میں ڈال دیں۔ یجروید ۱۱۔ ادھیائے ۳۳۔ منتر ... دور دیش (ملک) میں جاکر دشمنوں سے لڑائی کر۔ اور اُن کو مار کر فتح حاصل کر۔ تو ان دور دراز ملکوں میں رہنے والوں کو ایک کو بھی مارنے کے بغیر مت چھوڑ۔ اب ان ویدک جنگی احکام کا اسلام کے جنگی احکام سے مقابلہ کرو۔ جہاں لڑکوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ راہبوں کو مارنا حتیٰ کہ پھلدار درختوں وغیرہ کو بھی کاٹنا منع ہے؛

رواداری کا ثبوت

ان جنگی احکام میں بھی اسلام نے جس قدر رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ مگر مہاشہ صاحبان کا

دعویٰ ہے۔ کہ وہ روادار ہیں۔ ہو سکتا ہے ہوں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اگر وہ روادار ہوتے تو اس وقت ہندوستان میں ہندؤں کا بیج نام نشان نہ ہوتا۔ برخلاف اس کے ہندوستان میں مسلمانوں کی کافی دیر تک حکومت رہی۔ مگر باوجود اس دیرپا حکومت کے پھر ہندوؤں کی کثرت کا رہنا۔ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اسلام ایک بہترین روادار مذہب ہے ٭

KHILAFAT LIBRARY

تبلیغی فنڈ

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی ایک کاپی بھائی [illegible] سنگھ صاحب سیالکوٹ معہ محصولڈاک ۴ر۔ بھائی سیوا سنگھ صاحب نور پور ایک کاپی معہ محصولڈاک ۱۰ر۔ بھائی سنت سنگھ صاحب موضع کوروال معہ محصولڈاک ۱۰ر۔ صاحب رام کوک پالیں بربہار معہ محصولڈاک ۱۰ر۔ میزان ۸ر ۴۔ جمع [illegible] باقی ۱۳ر۔ یہ تبلیغی فنڈ جس قدر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ گویا اس تبلیغی فنڈ نے ایک طرح سے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس تبلیغی فنڈ کی طرف خاص توجہ دیں۔ یہ تبلیغی فنڈ جس قدر زیادہ مضبوط ہوگا۔ اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھلیگا۔

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جناب چودھری غلام حسن خانصاحب ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز جھنگ سے لکھتے ہیں۔ کہ مخدومی سردار صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ۔۔ درازئ عمر وجدوجہد میں برکت دے۔ نور کی مجاہدانہ پالیسی ہر کرو مہ کو پسند ہے۔۔۔۔ میں انشاءاللہ اپنی جماعت کے ماہواری اجلاس میں خاص طور پر اس سوال کو پیش کرونگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور تراجم کتاب اللہ کے بدلے میں خود اس کا معاوضہ ہو۔ والسلام

میں چاہتا ہوں۔ کہ دوست نور کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ دیں۔ تاکہ میں نور کے مالی مشکلات کے بوجھ سے بے فکر ہو کر اپنی سب توجہ قرآن پاک کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی طرف دے سکوں۔ اگر ہر ایک دوست یہ تہیہ کر

تاریخ خالصہ پنجاب یا سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

(۲)

۹۔ گرو تیغ بہادر صاحب

گرو ہرگوبند کے پوتوں میں سے تھے بنگال کی طرف سے واپس آکر گدی نشین ہوئے اگرچہ رام رائے اپنے دعویٰ گدی پر ہمیشہ مصر رہا۔ مگر اس کی جمعیت کبھی زیادہ نہیں ہوئی۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ اسکی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے گرو تیغ بہادر کو کبھی سکون قلب نصیب نہیں ہوا۔ رام رائے افسران شاہی کے پاس ہمیشہ مخبری کرتا رہا۔ اور گورنمنٹ کو گرو تیغ بہادر کی طرف سے بدظن کرتا رہا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے۔ کہ گرو تیغ بہادر صاحب نے بہت سے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دی تھی۔ اور "سچا بادشاہ" کا لقب اختیار کر لیا۔ سکھوں کی فوجی جمعیت بھی پہلے سے بہت بڑھ گئی۔ اور گرو تیغ بہادر کے رویے سے گورنمنٹ کے شبہات اور زیادہ ہوگئے۔ کنیگھم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے سکھوں کے خلاف کچھ فوج بھیجی۔ اور گرو تیغ بہادر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ اورنگ زیب نے گرو صاحب سے کوئی کرامت دکھانے کے لئے کہا۔ گرو نے جواب دیا۔ کہ میری کرامت یہی ہے۔ کہ میں اپنی گردن پر تعویذ باندھ لیتا ہوں۔ پھر جلاد کی تلوار میری گردن پر کوئی اثر نہیں کریگی۔ یہ کہکر اپنی گردن جلاد کے آگے رکھدی۔ جلاد نے ایک ہاتھ مارا اور گردن جسم سے جدا ہو ہو کر دور جا پڑی۔ جب تعویذ کو کھولکر دیکھا گیا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ کہ "سیر دیا سِر نہ دیا" یعنی اپنی جان پر کھیل گئے۔ مگر بھید نہ ظاہر ہونے دیا۔ لیکن تاریخ گرو خالصہ کے مصنف نے اس روایت کا اپنی کتاب میں کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس لئے اس روایت میں شبہ ہے۔ ایک دوسری روایت میں لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے پنڈتوں نے جب دیکھا کہ شہنشاہ اورنگ زیب کشمیر میں ہندوؤں کو مسلمان بنا رہا ہے۔ تو وہ وہاں سے بھاگ کر پنجاب میں آگئے۔ اور گرو تیغ بہادر سے فریادی ہوئے۔ اور گرو صاحب کو ہندو مذہب کی حمایت کے لئے ابھارا۔ گرو صاحب ہندو مذہب کی حمایت کیلئے تیار ہو گئے۔ اور مذہب کی خاطر سر دینا مناسب سمجھا۔ اسی غرض کے لئے وہ آگرہ اور متھرا ہوتے ہوئے دہلی پہنچے۔ جہاں انہوں نے اپنا سر کٹوا دیا۔ یہ روایت پہلے سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے اوّل تو کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی اورنگ زیب کے تخت نشین ہونے سے پہلے ہی بڑھ چکی تھی۔ اور اورنگ زیب کو زبردستی مسلمان بنانے کی ہرگز کوئی ضرورت نہ تھی۔ دوسرے کشمیری پنڈت پنجاب میں آکر پناہ گزیں نہیں ہو سکتے تھے۔ پنجاب تو مسلمان بادشاہوں کی شاہراہ تھی۔ تیسرے کشمیری پنڈت تو بت پرست تھے۔ اور گرو صاحبان توحید کے عقیدے کے قائل چلے آتے تھے۔ ان کو بت پرستی کی حمایت کرنے اور بادشاہ وقت سے بگاڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا بت پرستی کے لئے انہوں نے اپنا سر کٹوایا۔ اس لئے یہ روایت بھی قابلِ التفات نہیں۔ گرو صاحب کے قتل کا اصلی باعث رام رائے کی وہی ریشہ دوانیاں اور چغل خوریاں تھیں۔ جن میں رام رائے گرو صاحب کا شریک پورا مشتاق تھا گرو تیغ بہادر نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے گوبند سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور اپنے قتل کا بدلہ لینے کی تاکید کی۔ یہ واقعہ ۱۶۶۵ء کا ہے۔ اور اورنگ زیب کے ابتدائی عہد حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ دہلی میں چاندنی چوک میں انکی یادگار میں ایک گردوارہ بنا ہوا ہے۔ جسے سیس گنج کہتے ہیں۔ یہ عمارت لال قلعہ کے سامنے قریب ہی ہے ٭

۱۰۔ گرو گوبند سنگھ صاحب

گرو گوبند سنگھ سکھوں کے آخری گرو ہوئے ہیں۔ ان کا زمانہ ۱۶۷۵ء سے لیکر ۱۷۰۸ء تک رہا ہے۔ یہ گرو پندرہ سال کی عمر میں گدی پر بیٹھے۔ مگر بیس برس تک مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیا۔ بلکہ ابتدائی عمر کا اکثر حصہ شوالک کی پہاڑیوں میں سیر و شکار میں گذار دیا۔ مگر تعلیمی حصے میں غفلت نہیں کی۔ مروجہ زبان فارسی میں کافی دسترس پیدا کرلی تھی۔ یہاں تک کہ فارسی میں شعر بھی موزون کہنے لگے قرآن شریف اور عربی کی تعلیم ایک مسلمان استاد سے حاصل کی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ مسئلہ توحید کے حامی اور بت پرستی کے دشمن ہوگئے۔ گورو گوبند سنگھ کی زندگی پر ریویو کرتے ہوئے مؤرخ کو بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے

لیں کہ نور کے لئے کم از کم ایک دو خریداروں کا پیدا کرنا ضروری ہے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ تو سکے وہ کونسے خریدار ہونگے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے۔۔۔۔ جنہیں نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کردے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے ٭

KHILAFAT LIBRARY

کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو صحیح نتائج پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گورو صاحب اچھے خاصے موحد اور خدا پرست تھے۔ دوسری طرف سکھوں کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ دیوی کی پوجا پر لاکھوں روپیہ صرف کر دیا۔ اور ہون کیا۔ اور پولٹیکل پہلو سے دیکھا جائے۔ تو شاہ وقت کی فوجوں سے نبرد آزما بھی ہوتے ہیں۔ جو خود توحید کا زبردست حامی تھا۔ اور بُت پرستی کے خلاف تھا۔ سکھ۔ اور عیسائی مورخین نے گرو صاحب کو مسلمانوں کا دشمن قرار دیا ہے۔ اور ان کی زندگی کا مقصد ہی سلطنت مغلیہ کی تباہی بتلایا ہے۔ ایسے حالات میں دوست دشمن کی گواہی ایسی قابل التفات نہیں ہو سکتی۔ جیسی کہ گرو صاحب کے اپنے اقوال یا ان کی اپنی تحریر قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ خوش قسمتی سے ہمیں گرو گوبند سنگھ کا اپنا لکھا ہُوا۔ ایک فارسی قصیدہ ملتا ہے جو انہوں نے شہنشاہ اورنگ زیب کی خدمت میں لکھکر بھائی دیا سنگھ اپنے ایک معتبر مرید کو دیا تھا۔ کپتان کننگھم صاحب نے بھی اسی قصیدے کو اپنا خضر راہ قرار دیکر گرو صاحب کو شہنشاہ کے مقابلے میں کھڑا کیا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ سکھ مورخین نے ... بھی اس قصیدے کو اپنے خیالات کے مطابق کر لیا ہو۔ یہ قصیدہ ۱۰۸ اشعار پر مبنی ہے۔ جس کے چند اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ ؎

منم کشتہ ام کوہیاں بُت پرست
کہ آں بُت پرستند و من بُت شکن
شہنشاہ اورنگ زیب عالمیں
کہ دارائے دور است و دارا زمیں
کہ روشن ضمیر است و حسن و جمال
خداوند بخشندۂ ملک و مال
شریعت پرست و فضیلت مآب
حقیقت شناس و مطیع کتاب
چو تشریف در قصبہ کانگڑ کند
در آنجا ملاقات باہم شود
ہمیان شاہ خود را زبانی کنم
بروئے شما مہربانی کنم
شہنشاہ را بندۂ چاکریم
اگر حکم آید بحاضر شویم
فریسندہ گر شاہ فرمان من
حضورش بیائم ہمہ جان و تن

اس قصیدے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ راجگان کوہی کے ساتھ جو جھگڑے آپ کی ہو رہی تھیں۔ یا نواب سرہند نے انہی پہاڑی ہندو راجوں کی امداد کے لئے جو فوجیں روانہ کی تھیں۔ گرو صاحب نے اُن کی اصل حقیقت کے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب شہنشاہ کی طرف سے طلبی کے پروانے آئے۔ تو گرو صاحب نے ان کی تعمیل کو ضروری سمجھا۔ اور دکن کی طرف روانہ ہو پڑے۔ کہ دربار میں حاضر ہو کر اصل ماجرا بیان کریں۔ مگر افسوس کہ موت نے بادشاہ کو مہلت نہ دی۔ اور یہ ملاقات ہوتے ہوتے رہ گئی۔ مگر جیسا کہ مشہور مقولہ ہے ؎

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

یہ کام بہادر شاہ بادشاہ عالم اوّل کے ہاتھ سے سرانجام پایا۔ جو اورنگ زیب کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ نئے شہنشاہ نے گرو صاحب کو بلا کر عزت و تکریم کی۔ اور دکن میں ناندیر کا علاقہ جو سر سبز اور دریائے گوداوری کے کنارے پر ہے۔ آپ کے چارج میں دے دیا۔ اور فوج میں معقول عہدہ بھی عطا فرمایا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ گرو گوبند سنگھ صاحب توحید کے حامی تھے۔ اور در اصل بابا نانک علیہ الرحمۃ سے لے کر سب ہی گرو بُت پرستی کے مخالف اور توحید کے قائل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عام طور پر ہندو لوگ تمام گرؤوں کے مخالف رہے ہیں۔ دسویں گرو کے زمانے میں بُت پرستوں نے توحید پرستی کی رَو کو ہمیشہ کے لئے کچل دینے کی کوشش کی۔ اس مخالف تحریک کا بانی بھیم چند ایک پہاڑی راجہ تھا۔ جو دریائے ستلج کے پار حکومت کرتا تھا۔ اس نے دیگر پہاڑی راجوں کو ایک دعوت پر بلایا۔ اور گرو گوبند سنگھ کے مواحدانہ وعظوں کے اثرات کو جو ہندو مذہب کے لئے سم قاتل تھے پہاڑی راجوں کے ذہن نشین کیا۔ اور مخالفوں کی ایک لیگ قائم کر لی۔ پہلے پہاڑی راجے خود گرو صاحب سے مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن جب کامیابی نہ دیکھی۔ تو سرہند کے صوبیدار کے پاس آکر فریاد کرنے لگے۔ کہ گوبند سنگھ کے فتنہ کو دبایا جائے۔ نہیں تو سلطنت کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔ چنانچہ صوبیدار نے سلطنت کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہُوئے ہندو راجوں کی باتوں پر کان دھرا۔ اور شاہی افواج کا ایک حصہ پہاڑی راجوں کے ساتھ کر دیا۔ گرو صاحب انند پور چھوڑ کر اِدھر اُدھر وقت گذارنے لگے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد پھر انند پور آ گئے جسے ہندو راجوں نے تباہ کر دیا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بھیم چند مع دیگر رفقاء دہلی پہنچکر بادشاہ کے حضور فریادی ہُوا۔ کہ یا تو بادشاہ ہم سے خراج لینا چھوڑ دے۔ یا سکھوں کے گرو سے ہماری حفاظت کرے۔ جو نہ صرف ہندو مذہب کا دشمن ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے خون کا بھی پیاسا ہے۔ الغرض انہوں نے بادشاہ کے خوب کان بھرے۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ بادشاہی افواج شہزادہ معظم کی سرکردگی میں گرو گوبند سنگھ اور اُن کے سنگھ مریدوں کے خلاف حملہ آور ہوئیں۔ گرو صاحب میں شاہی افواج کے مقابلے کی تاب کہاں تھی۔ انند پور کو چھوڑ کر چمکور کے قلعے میں پناہ گزیں ہوئے اُدھر لاہور کے اور سرہند کے صوبیداروں کے نام احکام جاری ہو چکے تھے۔ کہ شہزادہ کی افواج کے ساتھ شامل ہو کر گوبند سنگھ کے فتنے کا قلع قمع کر دیں۔ افواج شاہی نے تھوڑے ہی عرصے میں سکھوں کو پریشان کر دیا۔ اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا۔ تمام سکھ کہلانے والے جب افواج شاہی کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے۔ تو گرو صاحب کا ساتھ چھوڑ چھوڑ گھروں کو روانہ ہونے لگے۔ گوبند سنگھ کے پاس صرف چالیس جانباز رہ گئے۔ آپ کی والدہ۔ دو بچے اور بیویاں موضع کھیڑی علاقہ سرہند میں گنگو رام برہمن جو ان کا خاندانی پروہت تھا اس کے گھر میں پناہ لی۔ مگر پروہت نے انعام کے لالچ میں آ کر ان بچوں کو پکڑوا دیا۔ جب یہ بچے صوبیدار سرہند کے روبرو پیش ہُوئے۔ تو نواب شیر محمد خاں آف مالیر کوٹلہ نے کہا۔ کہ یہ بچے معصوم اور بے گناہ ہیں۔ ان کو کسی قسم کی ایذاء نہیں دینی چاہیئے۔ صوبیدار سرہند کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ ان بچوں کا کوئی قصور نہیں۔ مگر دیوان سچانند نے جو پکا ہندو تھا۔ کہا۔ کہ "افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست۔ چرا کہ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود" یعنی سانپ کو مار ڈالنا۔ اور اس کے بچے کو بچا لینا عقلمندی

کا کام نہیں۔ کیونکہ بھیڑیے کا بچہ آخر بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ دیوان سچانند کی فسوں ساز تقریر کے سامنے مسلمان رؤسا بھی خاموش ہو گئے۔ پھر بھی انہوں نے ان معصوم بچوں کا خون اپنے ذمہ نہیں لیا۔ بچے ہندو دیوان کے سپرد کر دیئے گئے۔ کہ یہ تمہاری قوم کے بچے ہیں۔ ان کے ساتھ جو چاہو سلوک کرو۔ ظالم دیوان نے ان بچوں کو ایک دیوار میں چنوا دیا۔ جب اس جانکاہ واقعہ کی خبر شہنشاہ اورنگ زیب کو پہنچی۔ تو وہ سخت غضبناک ہوا۔ اور ظالموں کو عبرتناک سزا دی۔ اور صوبیدار سرہند کو عدم فرض شناسی کے جرم میں معزول کر دیا۔ اور اس کی اولاد کو نوابی سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا۔

غرض جب ہر طرف سے مایوسی اور ناامیدی کے آثار نظر آنے لگے۔ تو گرو صاحب چمکور کے قلعے سے نکلے۔ آپ کو دو پٹھانوں نے پہچان لیا۔ اگر ان پٹھانوں کے دلوں میں بھی برہمن گنگو رام کا سا لالچ ہوتا۔ اور نفس شرارت پر آمادہ ہوتا۔ تو گرو صاحب کے پکڑوا دینے کا اس سے بہتر موقع اور کوئی نہ تھا۔ مگر دونو پٹھان گرو صاحب کے زیر احسان تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر گرو صاحب کو اپنے گھر میں کئی روز تک چھپائے رکھا۔ اور جب راز فاش ہونے لگا۔ تو انہوں نے گرو صاحب کو رات کی تاریکی میں رخصت کیا۔ پھر آپ نے اپنے ہم جلیس مسلمان مسمی پیر محمد کے گھر میں پناہ لی۔ اور اس کے ساتھ کھانا بھی کھاتے رہے۔ چند روز کے بعد آپ ایک مسلمان پیر کا بھیس بدل کر بھٹنڈہ کے ریگستانی علاقے کی طرف بھاگ گئے۔ آپ کی ساری جماعت پراگندہ ہو گئی۔ اسلئے سلطنت نے بھی زیادہ پیچھا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کچھ عرصے کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب نے حاضر دربار ہونے کے احکام بھیجے۔ اور دکن میں گرو صاحب کو بلا بھیجا۔ لیکن شہنشاہ کی بیماری کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب شہزادہ معظم نے تخت شاہی پر قدم رکھا۔ تو گرو صاحب کو شرف باریابی بخشا۔ اور نہایت عزت و احترام سے پیش آئے۔ اور تکریم کی۔ اور دریائے گوداوری کے علاقے میں ایک فوجی منصب پر سرفراز فرمایا۔ گرو صاحب نے اس افغان کو اپنی ملازمت میں لے لیا تھا۔ جو گھوڑوں کا سوداگر تھا۔ اس سے بہت سے گھوڑے بھی خریدے۔ اور جب اس نے قیمت کا مطالبہ کیا۔ اور مطالبے میں سختی کی۔ تو گرو صاحب کے ہاتھوں سے وہ پٹھان مارا گیا۔ مقتول افغان کی بیوی نے اپنے بیٹوں کو بدلہ لینے کی تاکید کی۔ چنانچہ موقع پا کر ایک دن سوداگر مقتول کے بیٹوں نے گرو کو قتل کر ڈالا۔ مگر سیر المتاخرین کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ گرو صاحب اپنے بیٹوں کے غم میں ہی اس جہان سے سدھارے۔ اور اس قصے کو نظر انداز کر جاتا ہے۔ ندیر کے مقام پر ایک گردوارہ بنا ہوا ہے۔ جو آج کل ممالک محروسہ نظام حیدر آباد دکن میں واقع ہے

سکھوں کے نزدیک بابا نانک صاحب سے گورو گوبند سنگھ تک جو دس گرو ہوئے ہیں۔ وہ مذہبی پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر ایک گرو ضرورت زمانہ کے مطابق سبق دے گیا۔ کہ سکھوں کو ضرورت زمانہ کے مطابق کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ گرو گوبند سنگھ پر گرایّی ختم ہو گئی۔ ہاں ملکی یا دنیاوی رنگ میں اگر کوئی لیڈر بن سکے۔ تو اس کی اقتدا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ گرو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کے بعد بندا بیراگی سکھوں کا لیڈر بنا۔ جس نے سلطنت مغلیہ سے پھر جنگ کرنی شروع کر دی۔ اور جو زخم بھر چکے تھے۔ ان کو پھر تازہ کر دیا۔ اور اس طرح مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان منافرت کی خلیج اور زیادہ وسیع ہو گئی۔ کہتے ہیں۔ بندہ قوم کا راجپوت اور پونچھ ریاست کشمیر کا باشندہ تھا۔ وہ سیرو شکار کا دلدادہ تھا۔ مگر ایک ہرنی کو مارنے کے بعد جس کے پیٹ سے دو بچے نکلے تھے۔ بیراگی فقیر ہو گیا۔ اور پھرتا پھراتا دکن میں چلا گیا۔ جہاں وہ گرو گوبند سنگھ سے ملاقی ہوا۔ اور پھر ان کا مرید ہو گیا۔ گرو صاحب نے اپنے دو بچوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے وصیت کی۔ اور پنجاب میں اپنے مریدوں کے نام چٹھیاں لکھیں۔ کہ بندا کی امداد کی جائے۔ چنانچہ اس نے پنجاب میں داخل ہوتے ہی سامانہ کو لوٹا۔ اور مسلمانوں کے بہت سے معزز خاندان تہ تیغ کر ڈالے۔ پھر سادھورہ وغیرہ میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ پھر سرہند میں آ کر گرو گوبند کے بچوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ اس طرح سکھوں نے پھر سلطنت مغلیہ سے ٹکر لگائی۔ اور کچھ عرصہ کیلئے اپنے واسطے بے تکلیف دہ سامان پیدا کر دیئے۔ جن کا مفصل ذکر آگے آئیگا۔

دنیا میں امن اسلام قائم کر سکتا ہے یا یورپ؟

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت دنیا طاقتوں کی باہمی کشمکش اور رقیبانہ جنگ زنی اور رقص و اگھاری سے جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔ جنگ و جدال کا دیوتا اپنی پوری شان تباہ کاری کے ساتھ دل و دماغ پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اور دنیا جہنم کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے۔ اس وقت یہ مضمون یقیناً دلچسپی سے پڑھا جائیگا علی الخصوص جبکہ تخفیف اسلحہ کانفرنس ناکامی کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔ یہ مسئلہ پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔ اور امن پسندان عالم بجا طور پر متفکر اور پریشان ہیں۔ کہ اب دنیا کا کیا حشر ہوگا۔

تخفیف اسلحہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟

اب دیکھنے اور سوچنے کی بات یہ ہے۔ کہ آخر سالہا سال کی جد و جہد اور کوششوں کے باوجود یہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی۔ محض اس لئے کہ داعیان کانفرنس کا اصول کار غلط تھا۔ وہ یورپین طاقتوں کی روزافزوں ہتھیار بندی کو موقوف کرنا چاہتے تھے۔ مگر جنگ و جدال کے موثرات و ہیجانات کا سد باب ان کے پیش نظر نہ تھا۔ وہ اسلحہ کی تحدید تو کرنا چاہتے تھے۔ مگر اپنی اپنی جوع الارضی کا راستہ مسدود کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ جنگ عمومی کی زخموں کا اندمال تو ضرور چاہتے تھے۔ لیکن بغض و عناد اور رشک و حسد کے جو چھالے یورپین طاقتوں کے دلوں میں موجود ہیں۔ ان کا مداوا نہ چاہتے تھے۔ پھر یہ کانفرنس کامیاب و بامراد کیسے ہوتی۔ غرض بنیادی غلطی صرف یہ ہوئی۔ کہ یورپین طاقتیں ہتھیار بندی کا مقصد صرف یہ سمجھتی تھیں۔ کہ صرف لوہے اور آگ کے ہتھیاروں سے حریف و مقابل طاقتوں کو نہتا کر دینا چاہئے۔ حالانکہ صحیح

اصول کار یہ تھا ۔ کہ وہ یورپین طاقتوں کو سیاسی ، اخلاقی اور اقتصادی حیثیت سے بھی نہتا کر دینے کی کوشش کر دیتے مگر ایسا نہیں ہُوا ۔ اس لئے یہ کانفرنس ہولناک اور تاریک مستقبل کے ساتھ ختم ہوگئی ؛

KHILAFAT LIBRARY

یورپ کے امن و امان کی بنیادی شرط

بھلا بتلایئے تو سہی ۔ یہ کہاں کی عقلمندی اور انصاف تھا ۔ کہ ہتھیار بندی میں فرق و امتیاز روا رکھا گیا ۔ یعنی بعض طاقتوں کو نہتا کر دینے اور بعض کو آزاد چھوڑ دینے کی پالیسی پر عمل کیا گیا ۔ اس طرح جنگ کو تو بند کر دینا چاہا ، مگر جنگ کے اسباب روکنے کی کوشش نہیں کی ۔ ذرا غور کرو ۔ کہ بعض سے ہتھیار رکھوا لینے اور بعض کو ہتھیار بند رکھنے کی کوشش کرنا ۔ امن کی کوشش تھی ۔ یا جنگ کی ، در حقیقت یہ امن کا نہیں جنگ کا موجب تھا ۔ یورپ کے امن و امان کی بنیادی شرط یہ تھی ۔ کہ تمام سلطنتیں ایک ساتھ اور ایک قسم کا قدم اُٹھائیں ۔ یا تو سب مسلح ہو جائیں ۔ اور یا سب ہتھیار رکھ دیتیں ۔ اور مختلف قوموں کے مابین عدل قائم ہو جاتا ۔ مگر جناب یہ تو جب ہوتا ۔ جہاں زبانوں پر کچھ اور دلوں میں کچھ ہو ۔ وہاں یہی ہُوا کرتا ہے ۔ جنگ جویانہ حالت میں امن و امان قائم کر دینے کی ناکام کوشش کرنا ایک ایسی مضحکہ خیز حرکت تھی ۔ جو کچھ یورپین طاقتوں ہی کو زیب دیتی ۔ ہمارے مشرقی اس اصول کار فرمائی کو کیا جانیں ۔ آج سے کئی سال پہلے ایک جرمن داعی کونٹ رچیسر ڈکوڈ ہیر کیلوگی نے لکھا تھا :۔

”یورپین سوال کی سب سے زیادہ آسان اور عملی صورت یہ ہے ۔ کہ برطانیہ اپنے جنگی بیڑے کے ذریعہ حفاظت کی ذمہ داری لے لے ، نہ یہ کہ ہر سلطنت اپنی بحری قوت کو بڑھا کر جنگ کا اور ایک خطرہ پیدا کر دے ۔ اگر برطانیہ اس پر راضی ہو جائے ۔ کہ اپنا جنگی بیڑہ یورپ کی ضرورتوں کیلئے وقف کر دیگی تو بلاشبہ دنیا کا امن و امان یقینی ہو جائیگا ۔ لیکن برطانیہ یہ اسی وقت منظور کر سکتی ہے ۔ جب تمام دول طے کر لیں ۔ کہ اپنی مجموعی بحری قوت برطانیہ کی بحری قوت سے کم کر دیں گی ؛

اسلام ہی امن عالم کا محافظ اور ذمہ دار ہے

یورپ والوں نے اپنی کوشش کر کے دیکھ لی ۔ انہوں نے شہزادۂ امن کا ہر طرح علاج معالجہ کر لیا ۔ مگر وہ بدستور بستر مرگ پر پڑا ہُوا دم توڑ رہا ہے ۔ اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا ۔ میرا دعویٰ ہے ۔ اور ایک حقیقت ثابتہ ہے ۔ کہ جب تک دنیا اسلام کے غلبہ و تسلط کو قبول نہ کرے اس وقت دنیا میں امن و امان نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے ۔ جو مسرت افزا حضارت و تمدن اور حقیقی امن و امان کی بنیاد رکھتا ہے ۔ اپنے متبعین کے نہ صرف جسموں پر بلکہ قلوب و ارواح پر بھی اپنی حکومت قایم کرتا ہے ، اخوت انسانی ۔ ہمدردی خلق اور امن عالم کی حفاظت و آبیاری کرتا ہے ۔ انسانیت کبرا کا بول بالا کرتا ہے ۔ اور خدا کے بندوں کو خدا کی حکومت میں لاتا ہے ۔ اس کے ثبوت میں حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں :۔

(۱) لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ۔ بعد امن و صلاح کے زمین میں فساد نہ کرو ۔ (۲) ان اللّٰہ لا یحب المفسدین ۔ بیشک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ (۳) من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ۔ جس نے کسی نفس سے بغیر جان کے یا فساد کے قتل کر دیا ۔ اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا ۔

یعنی اسلام میں ایک انسان کا قتل ساری دنیا کا قتل ہے دنیا والو ! کیا انسانی جان کی یہی قیمت تم اپنے اپنے مذاہب میں دکھا سکتے ہو ۔ ہرگز نہیں ۔ پھر اگر میں یہ کہہ رہا ہوں ۔ کہ دنیا میں اسلام ہی امن عالم کا محافظ اور ذمہ دار ہے ۔ تو اس میں مبالغہ ہی کیا ہے ۔ بلکہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن اور مبرہن حقیقت ہے ۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ

انسانو ! اپنے رب سے ڈرو ۔ جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا یعنی تمہاری اصل ایک ہی ہے ۔ اور تمہارا معبود بھی ایک ہی ہے اس لئے تمہیں آپس میں محبت و رواداری سے رہنا چاہیئے ۔ اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہیئے ؛

الحمد للّٰہ رب العالمین ۔ تمام حمد و ستائش کا سزاوار وہی اللہ ہے ۔ جو عالموں کا پرورش کنندہ ہے ۔ یہ مبارک و مقدس آیت اخوت انسانی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرتی ہے ۔ اور ربوبیت کا تصور پیش کر کے تمام بنی نوع انسان کو سلک مودت میں پرونا چاہتی ہے ۔ اور تعصب و بغض و عناد کی جڑ کاٹ دیتی ہے ۔

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم ۔ اللہ کے نزدیک صاحب عزت و عظمت انسان وہ ہو ۔ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو ۔ پس جنسی و نسلی عصبیت کی بنا پر دوسرے انسانوں سے نفرت و عداوت کرنا انسانیت نہیں ۔ نیک و پرہیزگار آدمی خواہ کسی مذہب اور فرقہ کا ہو ۔ اس کی عزت کرنا تمہارا فرض ہے ؛

ذرا ان آیات بینات پر غور کیجئے ۔ اور بصیرت سے کام لے کر دیکھئے ۔ کہ اسلام کیونکر امن و سلامتی کی فضا پیدا کر کے امن عالم کا محافظ و نگہبان بن سکتا ہے ، اور ان آیات کے ساتھ اگر اس ارشاد نبوی کو بھی ملایا جائے ۔ تو پھر اسلام کی امن پسندی اور بھی روشن ہو جاتی ہے ۔ ارشاد ہے ۔ خیر الناس من ینفع الناس ۔ بہتر انسان وہ ہے ۔ جو انسان کو نفع پہنچائے ۔ اب مجھے کہنے دیجئے کہ :۔

امن عالم کا انحصار اسلام کے غلبہ و تسلط پر ہے

کیونکہ دنیا میں صرف اسلام ہی امن و سلامتی کی فضا پیدا کرتا ہے ۔ وہ دنیا میں آیا ہی اس لئے ہے ۔ کہ دنیا امن و سلامتی کی راہ پا لے ۔ اسلام کے معنی ہی صلح و آشتی کے ہیں ۔ اس لئے اسلام سلامتی چاہتا ہے ۔ اسلام کے بھیجنے والے کا نام السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ہے اسلام کا نتیجہ بہشت ہے ۔ اور بہشت کا نام بھی دار السلام یعنی سلامتی کا گھر ہے ۔ دنیا والوں کو اسلام خدا کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ملا ہے ۔ اس کے ذریعہ رب العالمین نے دنیا کے تمام انسانوں کی سلامتی عزت ، بزرگی اور حفاظت چاہی ہے ۔ اس مذہب کے ماننے والے کا فرض ہے ۔ کہ ہر وقت رضاء الٰہی کی طلب میں لگا رہے ۔ اور خلق خدا کی خدمت کے لئے آپ کو وقف کر دے ۔ غرض دنیا جب تک اسلام کا غلبہ قبول نہ کر لے اس وقت تک کسی صورت سے بھی وہ جنگ و جدال کی تباہ کاریوں سے نہیں بچ سکتی ۔ خواہ تخفیف اسلحہ جیسی لاکھوں کانفرنسیں ہوں اور دنیا کے سارے انسان ملکر امن کے لئے کوشش کریں ۔ اور مغربی طاقتیں امن کی کوشش کرینگی ۔ تو وہ امن کی نہیں بلکہ جنگ کی کوششیں ہوں گی ۔ اگر وہ تخفیف اسلحہ میں کامیاب بھی ہو جائیں ۔ تو پھر بھی دلی ارادوں اور ذہنیتوں کی تبدیلی کے بغیر مطلوب و مقصود حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ بات

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم۔اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ :۔ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس۔ پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کا ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپنے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی کتاب سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خودغرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہے دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔

میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے مجھے ایسا تحفہ بھیجا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے"۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ :۔ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپنے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپنے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں"۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ :۔ "اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ کلیتہً پڑھ سکوں۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور با معنے جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانوں میں کے مقابلے میں خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ "انشاء اللہ" کو لیجئے۔ اس کے معنے ہیں کہ "اگر اللہ کو منظور ہے تو" یہ کلمہ ایک ٹھوس اور با معنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر بھی چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔

میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے۔؟

اس کے بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے صاف اور با معنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا الشیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگا ہے۔ خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کش مکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان بھی سن سکینگے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی۔ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر میں اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملا گالیاں نکالتا ہوگا۔ جنہیں لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی ناسمجھی پہ مجھے رونا آیا "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"۔

اب شیخ صاحب کی مہربانی۔ کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اور سچ۔ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے۔ یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے"۔

جناب دیدار سنگھ صاحب گیانی (فاضل سکھ مذہب) گورمکھی استاد ڈی اے وی ہائی سکول قادیان ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ :۔ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آجتک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہوں گے جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انھوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہندو و سکھ دوستوں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔

عیسائیت میں نہیں ۔ بلکہ اسلام میں ہے ٭

آؤ میں تمہیں بتلاؤں ۔ کہ امن وسلامتی ۔ صلح وآشتی اور اخلاق و روحانیت کا اصول کیا ہے ؟ اور دنیا کی آبادی تعمیر اصلاح اور خیر خواہی کا منبع ہے ۔

امن وسلامتی کا منبع

قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے انسان کی تکوین میں دو متناقص قوی اشتمال کئے ہیں یعنی اور نفس عقل کا کام ہے ۔ ہر بھلی بری چیز کی بھلائی اور برائی دریافت کرنا ، اور نفس کا کام خواہش اور ان کی لذت حاصل کرنا ۔ جن سے انسان کی زندگی قائم رہتی ہے ۔ ایک تیسری چیز قلب ہے ۔ جس کا کام محبت کرنا ۔ دشمنی کرنا اور ارادہ کرنا ہے ۔ ان تینوں کے کام بدون ایک دوسری کی مدد و معاونت کے پورے نہیں ہوتے ۔ جس کی عقل نفس پر غالب ہو ۔ اس کے سب کام درست ہوتے ہیں ۔ اور حقیقت انسانیت اسی چیز کا نام ہے ۔ کہ نفس عقل کا محکوم اور تابع فرمان ہو ۔ جس کا نفس عقل پر غالب ہو گیا ۔ سمجھ لیجئے ۔ کہ انسانیت دم دبا کر بھاگی ۔ اور سر پر شیطان کے ایک شیطان چڑھا ۔ اور جس کا قلب ان دونوں پر غالب ہوا ۔ تو اگر خیر کی طرف جھکا ۔ تو سبحان اللہ کیا کہنا ہے ۔ دین اور دنیا دونوں کی کامیابیوں اور فائز المرامیوں سے شاد کام ہوا ۔ اور اگر کہیں شر و بدی کی طرف جھکا پڑا ۔ تو آخرت کی تمام سعادتیں گئیں ۔ غرض قلب کی بھلائی برائی عقل و نفس کے سبب ہوتی ہے ۔ اس لئے قلب کی حفاظت انسان کا سب سے بڑا کام ہے ۔

اگر عقل و نفس دونوں کو آزاد چھوڑ دے ۔ تو یہ دنیا کی تباہی کا باعث ہو گا ۔ اور ان دونو کا مقید کرنا بھی تباہی و بربادی کا موجب ہے ۔ اگر عقل کو چھوڑ دیا جائے ۔ اور نفس پر مذہب و اخلاق کی پابندیاں عاید کر دی جائیں ۔ تو اس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے ۔ اور دنیا میں امن و سلامتی کی فضا پیدا ہوتی ہے ۔ عقل و نفس دونوں کا آزاد چھوڑ دینا ہے ۔ جیسے دنیا کو جہنم میں دھکیل دیا ، کیونکہ ان دونوں کا تصادم انسانی زندگی کو حیوانی اور شہوانی زندگی کا رزم گاہ بنا دیتا ہے ۔

سو اسلام نے اپنی تمام تعلیمات کی بنیاد قلب کی حفاظت پر رکھی ہے ۔ نفس کو مذہب ۔ اخلاق کی قید سے مقید کر کے عقل کو آزاد رکھکر اس کے نشو و نما کی حمایت و حفاظت کرتا ہے ۔ اور یہی ہے سچی مذہبیت اور امن و سلامتی کی راہ ۔ اس راز تمدن کو دنیا کے کسی مذہب نے نہیں سمجھا ۔ پس امن و سلامتی اور صلح و آشتی کا منبع اسلام ہے ۔ دنیا والوں کو امن ملیگا ۔ تو یہاں اور نجات ملیگی تو یہاں (ماخوذ)

KHILAFAT LIBRARY

ہندو دیویوں کا اغوا

قارئین کو یاد ہو گا ۔ کہ گزشتہ سال مہا سبھائیوں نے بے انتہا شور مچایا تھا ۔ کہ بنگال کی ہندو دیویوں کو مسلمان اغوا کر رہے ہیں ۔ اسی سلسلہ میں مہا سبھائیوں کے ایک وفد نے گورنر بنگال سے ملکر رونا رویا تھا ۔ کہ مسلمانوں کے ظلم و ستم سے ہندو دیویوں کو بچایئے نیز ہندو سبھا بنگال کی مجلس تحفظ خواتین کی طرف سے ایک گشتی چٹھی شایع کی گئی تھی ۔ جس میں لکھا تھا ۔ کہ صوبہ بنگال میں عورتوں پر حملہ کی وارداتیں اس درجہ بڑھ گئی ہیں ۔ کہ صوبہ میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے ۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا تھا ۔ کہ ان وارداتوں میں زیادہ ہندو دیویاں ہی شکار ہوئی ہیں ۔ بہر حال اب صوبہ بنگال کے نظم و نسق ۳۳-۱۹۳۲ء کی رپورٹ شایع ہو گئی ہے ۔ اس رپورٹ میں گزشتہ چار سال کے اندر بنگال میں خواتین پر حملوں کے جرائم اور سزا یافتگان کے متعلق اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ۔ تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت اس قسم کے واقعات کی پولیس میں جو رپورٹیں ہوئیں ۔ گذشتہ چار سال میں ان کی تفصیل اس طرح ہے :-

۳۰-۱۹۲۹ء میں ۸۷۷ وارداتیں ۳۱-۱۹۳۰ء میں ۶۹۷ وارداتیں ۳۲-۱۹۳۱ء میں ۹۴۷ وارداتیں ۳۳-۱۹۳۲ء میں ۴۷۷ وارداتیں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۳ء تک صحیح وارداتوں کی کل تعداد جن کی مجسٹریٹوں کے یہاں اور پولیس میں رپورٹ کی گئی علی الترتیب ۱۰۲۹ - ۴۸۶ - ۶۹۰ اور ۸۲۱ تھی ۔ گرفتار شدہ اشخاص کی تعداد سالہائے مذکورہ میں علی الترتیب ۲۰۰۶ - ۱۳۸۹ - ۱۵۵۲ - ۱۶۵۷ تھی ۔ اور سزا یافتہ اشخاص کی تعداد ۴۹۰ - ۴۰۲ - ۳۹۲ - ۴۹۹ تھی ۔

اس مسئلہ کے فرقہ وار پہلو کا جہاں تک تعلق ہے ۔ اعداد و شمار بہت دلچسپ ہیں ۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء تک (بشمول ۱۹۳۱ء) کے ۶ سال کے عرصہ میں ہندو دیویوں پر جو حملے ہوئے ۔ ان کی تعداد علی الترتیب ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۰۴ - ۳۶۰ - ۳۶۲ اور ۳۳۸ تھی ۔ اس کے مقابلہ میں مسلم خواتین کی تعداد جن پر حملے ہوئے علی الترتیب ۴۵۴ - ۵۹۷ - ۶۰۵ - ۵۲۸ اور ۵۸۲ تھی ۔

ہندو دیویوں پر مسلمان مردوں کے حملوں کی تعداد مذکورہ بالا ۶ سال میں علی الترتیب ۱۱۴ - ۱۲۲ - ۱۰۵ - ۱۱۴ - ۱۲۵ ہے اور ہندو دیویوں پر ہندو مردوں نے اغوا وغیرہ کی اغراض سے جو حملے کئے ان کی تعداد بالترتیب ۲۰۵ - ۲۰۱ - ۱۹۸ - ۱۲۳ - ۲۳۴ اور ۱۹۴ تھی ۔

ان اعداد و شمار کے بعد جو کسی مسلمان کے پیش کردہ نہیں بلکہ حکومت نے پیش کئے ہیں ۔ ہندو سبھائیوں کے واویلا اور پروپیگنڈا کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے ۔ اگر دوسروں کے عیب گنانے اور دوسروں کو الزام دینے وقت اپنے اوپر بھی ہلکی سی نظر ڈال لی جایا کرے ۔ تو اس قسم کے موقعوں پر شرمندہ ہونے کی ضرورت نہ باقی رہے ۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے ۔ کہ مسلمانوں میں کوئی بھی بد اخلاق نہیں ۔ مگر اس رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ برادرانِ وطن باعتبار اخلاق مسلمانوں سے کہیں زیادہ نیچے ہیں ٭

مسلم نوجوانوں کا افلاس اور بیروزگاری

ہندوستان میں جب سے تعلیم پھیلی ہے ۔ اور لوگوں میں اپنی زبون حالت کا کچھ احساس پیدا ہوا ہے ۔ قوم کی اصلاح و فلاح کے لئے مختلف تحریکیں در پیش ہیں ، اور ہر تحریک کے سلسلہ میں کم و بیش کام ہو رہا ہے ، مگر جو مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے ۔ اس پر اب تک سب سے کم توجہ کی گئی ہے حالانکہ یہ مسئلہ پبلک اور گورنمنٹ دونوں کے مفاد کے لحاظ سے اس لائق ہے ۔ کہ اس پر بیش از بیش توجہ کی جائے ۔

KHILAFAT LIBRARY

تاکہ پبلک میں امن و سکون پیدا ہو۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارا ملک مطمئن، خوش حال و فارغ البال نہیں ہے۔ بے شبہ جہالت کی تاریکی ملک سے آہستہ آہستہ دور ہو رہی ہے۔ تعلیم پھیلتی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی افلاس بھی بڑھتا جاتا ہے۔ نوجوان تعلیم پا پا کر سکولوں اور کالجوں سے نکلتے ہیں۔ مگر اُن کو روٹی میسر نہیں ہوتی، زرِ بیہ کے علاوہ دل و دماغ کی بہترین قوتیں تعلیم حاصل کرنے کیلئے قربان کر دی جاتی ہیں۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ یونیورسٹیوں میں تقسیم اسناد کے شاندار جلسے منعقد ہوتے ہیں، اور طلبہ کو دلکش الفاظ میں نصائح کئے جاتے ہیں۔ اور زندگی کا بلند نصب العین اُن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن صاف بات یہ ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اُن کو ذرائع معاش کی طرف رہنمائی کی جائے اور یہ بتایا جائے۔ کہ وہ کس طریقہ سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے روزی حاصل کریں۔

(۲)

کچھ مدت سے بعض لیڈروں کو اس کا احساس پیدا ہوا ہے۔ کہ موجودہ تعلیم حصول معاش کے وسائل بہم نہیں پہنچاتی، اس لئے وہ لوگوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ صنعتی تعلیم حاصل کرنیکے بعد دفعتہً معاش کے دروازے اُن کے لئے کھل جائیں گے۔ اور بیروزگاری کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ مسئلہ اس آسانی سے حل نہیں ہو سکتا۔

اس وقت ملک میں ایسے متعدد نوجوان موجود ہیں۔ جو انگلستان یا جرمنی وغیرہ سے صنعت کے بعض شعبوں کی تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں۔ مگر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیکار بیٹھے ہیں، اور یہ تعلیم اُن کو حصول معاش میں مدد نہیں دیتی۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ان تعلیم یافتہ اصحاب کی خدمات سے اُسی وقت فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ جب ملک میں بڑے بڑے صنعتی کارخانے ہوں۔ جو کافی سرمایہ سے قائم کئے جائیں۔ اور وہاں ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کی خدمات سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ ورنہ بغیر سرمایہ اور کارخانوں کے یہ تعلیم یافتہ نوجوان وطن کی کیا خدمت کر سکتے ہیں، اور ذریعہ معاش کس طرح بہم پہنچا سکتے ہیں، مان لیجئے۔ کہ ایک نوجوان دیا سلائی، صابون، پنسل یا شیشہ سازی کے متعلق یورپ سے علمی و عملی تجربہ حاصل کر کے ہندوستان واپس آتا ہے، لیکن جب تک ان صنعتوں کے کارخانے مشترکہ سرمایہ سے ملک میں قائم نہ ہوں۔ وہ اپنے علم و تجربہ سے کیا نفع اُٹھا سکتا ہے۔ اور اس کی صنعتی تعلیم ہندوستان کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے؟ مختلف صنعتوں کے سینکڑوں ماہر ملک میں موجود ہوں، مگر اُن کے لئے کام مہیا نہ ہو سکے۔ تو اُن کے وجود سے کیا فائدہ؟ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ سب سے پہلے ملک میں مشترکہ سرمایہ سے کارخانے کھولے جائیں۔ تاکہ ملک مادی حیثیت سے ترقی کرے۔ اور نوجوانوں کے لئے کام بہم پہنچے، اور کسی حد تک بیرونی مصنوعات سے نجات حاصل ہو۔

موجودہ حالت تو یہ ہے۔ کہ ہماری ضرورت کی معمولی سے معمولی چیزیں جو ہندوستان میں بخوبی تیار ہو سکتی ہیں باہر سے آتی ہیں، مثلاً پچاس لاکھ سالانہ کا صابون اور دو کروڑ روپیہ سالانہ کی دیا سلائی اور نو کروڑ روپیہ سے زیادہ شیشہ اور مٹی کا سامان اور اسی طرح کی اور بہت سی چیزیں باہر سے آتی ہیں۔ حالانکہ اگر سرمایہ لگایا جائے۔ تو یہ سب چیزیں ہندوستان میں بخوبی تیار ہو سکتی ہیں۔ مثلاً علی گڑھ کے قریب ہجوئی میں شیشہ سازی کا کارخانہ ہے۔ جو شیشہ کے ظروف اور ہر قسم کا سامان تیار کرتا ہے، اس کارخانہ کی مصنوعات بیرونی مصنوعات سے نسبتہً ارزاں بھی ہیں۔ لیکن اس قسم کے دو چار کارخانے ہندوستان جیسے وسیع ملک کی ضرورت پوری نہیں کر سکتے۔ ضرورت ہے۔ کہ ہر صوبہ کے سرمایہ دار متعدد کارخانے مشترکہ سرمایہ سے قائم کریں، جس کا ایک معمولی فائدہ یہ ہے۔ کہ لاکھوں انسانوں کے لئے مزدوری بہم پہنچے گی۔ اور ہندوستان کا روپیہ ہندوستان میں رہیگا۔ مگر ہم مستقبل قریب میں اس کی امید نہیں رکھ سکتے، ہندوستان کی موجودہ اندوہناک حالت کا اندازہ ان اعداد سے کیجئے۔ کہ کم و بیش پچیس لاکھ سالانہ کی شراب اور ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ کا تمباکو اور سگریٹ باہر سے آتے ہیں۔ اور ۶۰ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ کا ریشم کا کپڑا ہم باہر سے خریدتے ہیں، جو ملک سامان تعیش پر اس قدر روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ اُس کی فلاح کی کیا امید کی جا سکتی ہے؟

(۳)

ہر زمانہ کے حالات و ذرائع معاش مختلف ہوتے ہیں موجودہ زمانہ مشین کا زمانہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہر چیز تھوڑے وقت میں بہت زیادہ مقدار میں تیار ہوتی ہے۔ اس لئے قیمت کے لحاظ سے ارزاں ثابت ہوتی ہے۔ پہلے زمانہ میں صناع و کاریگر مدت تک شبانہ روز محنت کر کے ہاتھ سے چیز تیار کرتے تھے۔ اور گراں قیمت پر فروخت کرتے تھے۔ اور چونکہ ملکی مصنوعات کی قدر تھی۔ اور ان سے بہتر چیز موجود نہ تھی اس لئے یہ چیزیں ہاتھوں ہاتھ لی جاتی تھیں۔ مگر اب مشینوں نے لاکھوں کاریگروں کو بیکار کر دیا ہے۔ اور اُن کے ارزاں مال کے مقابلہ میں لوگ بے مائیگی کی وجہ سے گراں قیمت بڑھیا چیزیں خریدنے کی جرأت نہیں کرتے۔ خواہ وہ بیرونی چیزوں سے زیادہ مستحکم و پائدار ہوں، اس کے علاوہ بیرونی چیزیں عموماً خوبصورت و نظر فریب ہوتی ہیں۔ اور اُن میں روز بروز ایسی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جن سے وہ زیادہ خوش نما اور کار آمد بن جاتی ہیں، اس لئے لوگوں کی رغبت اُن کی طرف بڑھتی جاتی ہے۔ عام لوگ حقائق و واقعات پر غور نہیں کرتے۔ جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ایک چیز کم قیمت میں آسانی سے اُن کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ تو وہ کیوں گراں قیمت چیز خریدیں، مثلاً اگر چند آنہ کی ایک ایلومینیم کی دیگچی اُن کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ تو کیوں تانبے کی دیگچی پر زیادہ دام خرچ کریں، اسی طرح بیرونی کپڑے کی ارزانی اور خوبصورتی اور نئے نئے نظر فریب نمونے لوگوں کے لئے باعث ترغیب ہیں۔ ایک گز دیسی کپڑے کی تیاری پر اس قدر مزدوری خرچ ہوتی ہے۔ کہ اس قیمت پر ایک گز خوبصورت جاپانی کپڑا مل سکتا ہے۔

(۴)

ماحصل یہ کہ چند نوجوانوں کا صنعتی تعلیم حاصل کر لینا ہندوستان کے افلاس کو دور نہیں کر سکتا، جب تک لوگ ملکی مصنوعات کی ترقی کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ اور غیر ملکی چیزوں پر کروڑوں روپیہ صرف کرتے رہیں گے۔ ہندوستان کی دولت باہر جاتی رہیگی۔ اور ہم روز بروز مفلس ہوتے جائیں گے۔ افلاس کے اور اسباب بھی ہیں۔ لیکن سب سے

KHILAFAT LIBRARY

بڑا سبب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے کارخانے نہیں ہیں۔ جو تمام ملک کی ضرورت پوری کر سکیں۔ اور بے روزگاروں کے لئے ذریعہ معاش بہم پہنچائیں۔ آج جاپان، جرمنی، امریکہ کو جو اعلیٰ برتری حاصل ہے۔ وہ محض اپنے مصنوعات کی تجارت کی وجہ سے ہے۔ جس نے ایشیا میں ایک جال پھیلا رکھا ہے خود ہندوستان کی حالت دیکھئے۔ کہ یہاں کونسا گھر ایسا ہے جہاں جاپان کی کوئی چیز موجود نہ ہو۔ ایک دُور افتادہ گاؤں میں بھی اگر اور کچھ نہیں تو سستی قسم کا جاپانی کپڑا۔ دیا سلائی۔ یا کوئی کھلونا موجود ہو گا۔ غرض آج جو ملک اپنے قدرتی ذرائع و وسائل سے زیادہ کام لیتا ہے۔ اور خام مال کو اعلیٰ درجہ کی مصنوعات کی صورت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ وہی زیادہ کامیاب ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہے۔ کہ اب تک چرخے اور کرگھے کے دور میں ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ دخانی یا برقی طاقت سے چلنے والی ریل گاڑی کا بیل گاڑی سے مقابلہ کریں۔ ایسی حالت میں افلاس و بیروزگاری کے دُور ہونے کی کیا توقع ہو سکتی ہے ؟

(۵)

ہندوستان کا افلاس درحقیقت ایک ملکی مسئلہ ہے، اس لئے ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت سے سب قومیں کم و بیش متاثر ہو رہی ہیں۔ اور ملک تنزل کی حالت میں ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر موجودہ کساد بازاری کا زیادہ اثر ہے، جس کے مختلف اسباب ہیں، مثلاً ہندوستان کی اندرونی تجارت پر برادران وطن کا قبضہ ہے، مسلمانوں کی معاشرت کا معیار نسبتہً بلند ہے۔ اور کاروبار میں حصہ نہ ہونے کی وجہ سے ذرائع معاش محدود ہیں۔ گزشتہ ملکی و قومی حکومتوں میں اُن کی معاش کا زیادہ تر دار و مدار حکومت کی خدمات پر تھا۔ لیکن حکومت اور طرز حکومت بدل جانے کی وجہ سے حالات بھی بالکل بدل گئے۔ اور مختلف اطراف سے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ مسلمانوں کے لئے ایسے مشکلات پیدا کئے گئے۔ کہ وہ اپنے کو موجودہ حالات کے لئے موزوں نہ ثابت کر سکے، یا نہیں سمجھے گئے۔ اس لئے حکومت میں ان کو بار نہ مل سکا، لیکن مشکلات کا اسی پر خاتمہ نہیں ہُوا، بلکہ رفتہ رفتہ وہ زمین سے بھی بے دخل ہوئے۔ اور اُن کی جائدادیں سود کی قرضہ میں دوسروں کے ہاتھ میں پہنچ گئیں۔ افلاس نے اُن میں جہالت۔ اخلاقی کمزوریاں، جسمانی انحطاط اور اندرونی کشمکش پیدا کر دی۔ اس بنا پر وہ اپنی پہلی حیثیت و اہمیت قائم نہ رکھ سکے اور اُن کے خلاف جو پروپیگنڈا مدت سے جاری تھا اور ہے وہ کامیاب رہا۔ اور شاید مسلمانان ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ جبکہ ماحول سے متاثر ہو کر وہ خود بھی یہ سمجھنے لگے۔ کہ ہم مفلس و کمزور ہیں۔ اور ہر قسم کی صلاحیت سے عاری مسلمانوں کی یہ ذہنیت اور خیالات کی یہ تبدیلی اُن کے لئے ہلاکت آفرین ہے۔ اس لئے مسلمان لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کی موجودہ ذہنیت و صحیح حالات کو پیش نظر رکھکر اُن کی بقائے حیات کے لئے ایسی تدابیر اختیار کریں۔ کہ موجودہ دور حکومت میں مسلمان جس قدر زیادہ سے زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کم از کم اُس سے تو محروم نہ ہیں ؛

(۶)

حکومت کے نقطۂ نظر سے بھی ہندوستان کی حالت خطرہ سے خالی نہیں۔ گزشتہ عہد میں ہندوستان کی مختلف اقوام کے متعلق حکومت کی پالیسی مختلف رہی ہے۔ آغاز حکومت میں مسلمانوں کے متعلق جو طرز عمل تھا۔ وہ مخفی نہیں، مسلمان ہمیشہ مشتبہ نظروں سے دیکھے گئے۔ یہ سمجھا گیا۔ کہ چونکہ حکومت ان کے ہاتھ سے لی گئی ہے۔ اس لئے یہ فطری بات ہے۔ کہ اُن کے جذبات مجروح ہوں گے۔ اور دلوں میں خلش ہو گی۔ اس لئے اُن کی ذہنیت بدلنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے بعد اسلامی دنیا سے مسلمانان ہند کے تعلقات جو کسی سیاسی سازش یا مقصد کے ماتحت نہیں۔ بلکہ محض بر بنائے اخوت اسلامی تھے ناپسندیدہ سمجھے گئے، کیونکہ حجاز، افغانستان، ترکی، مصر اور ایران کے متعلق برطانیہ کی ایک خاص پالیسی تھی، اور یہ ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس سے اختلاف تھا، برادران وطن نے بھی مسلمانوں کے بیرونی تعلقات کو کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ اور اس کو جذبہ وطن پروری کے خلاف سمجھا، ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے برادران وطن کو یہ باور کرایا۔ کہ ہندوستان کی سرحد پر افغانستان کا وجود اُن کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے۔ چنانچہ افغانستان کے حملہ کا وہم اب تک بہت سے دلوں پر مسلط ہے، ان سب حالات کا مجموعی نتیجہ تھا۔ کہ مختلف قوموں نے مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روکا۔ جس سے اُن کے قوائے عمل مضمحل ہو گئے اور وہ اپنی جگہ نہ حاصل کر سکے یعنی حکومت کے کاروبار میں اپنی اہمیت و تعداد کے مطابق اُن کو حصہ نہ ملا۔ تجارتی کاروبار میں پہلے سے اُن کا حصہ نہ تھا، ہندو اگرچہ اندرونی تجارت پر بڑی حد تک قابض رہے۔ نیز اپنی سادہ معاشرت و کفایت شعاری کی بنا پر بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ دولتمند ہیں۔ لیکن با ایں ہمہ اصلی فائدہ بیرونی سرمایہ دار حاصل کر رہے ہیں۔ اور ملک اُن کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے۔

(۷)

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ ہندوستان کی یہ صورت حال حکومت کے لئے بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ ایک طرف بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کا وہ گروہ ہے۔ جس کا دل غم و غصہ کے جذبات سے لبریز ہے۔ اور جو اپنا سب کچھ کھونے کے بعد بھی خود اپنے وطن میں ہر قسم کی دنیوی مسرت اور راحت سے محروم ہے، دوسری طرف کسانوں اور مزدوری پیشہ لوگوں کا جم غفیر ہے۔ جن کو بتانے والوں نے یہ بتایا ہے۔ کہ عہد ماضی میں ہندوستان خوش حال و فارغ البال تھا، اور ایک ادنےٰ سے مزدور اور کاشتکار کو بھی سچی مسرت و راحت حاصل تھی۔ اس لئے یہ لوگ جب عہد ماضی کا موجودہ حالات سے مقابلہ کرتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں۔ کہ ملک ایک مستقل مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور اس کے لئے وہ غیر ملکی حکومت کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں، گزشتہ جنگ عظیم کے بعد جب سے کہ ملک مسلسل گوناگوں مصائب میں مبتلا ہے۔ اور کساد بازاری نے لوگوں کو بدحواس کر دیا ہے۔ انقلاب پسندوں کو اپنے خیالات کا پروپیگنڈا کرنے کا زیادہ موقع ملا ہے۔ چنانچہ جو سیاسی سرگرمیاں پہلے صرف شہروں تک محدود تھیں۔ اب دیہات تک پہنچ گئی ہیں۔ جن لوگوں نے ہندوستان کے گزشتہ دس برس کے سیاسی حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں نے دیہاتی آبادی کے خیالات بدلنے اور انہیں حکومت کے مقابلہ میں ابھارنے میں خاصی کامیابی حاصل کی ہے۔ گورنمنٹ بھی ان حالات سے بے خبر نہیں۔ وہ کانگرس سے زور آزمائی کر رہی ہے۔ اور غالباً یہ سمجھتی ہے۔ کہ طاقت کے ذریعہ سے انقلابی تحریک کا خاتمہ کر دیگی۔ چنانچہ طاقت کا تجربہ کیا گیا۔ اور بظاہر یہ تجربہ کامیاب بھی ہوا

(باقی آئندہ)

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲)

سزا دی یا نہیں دی - ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا - کہ ایک احمدی نے اپنی کتاب میں حضرت باوا صاحب کے متعلق کچھ الفاظ سوء ادبی کے لکھ دیئے تھے - میرے پاس سکھوں کا وفد آیا - تو میں نے نہ صرف یہ کہ اس احمدی کو سخت سرزنش کی - بلکہ اس کی اس کتاب کو ضبط کر لیا - اور وہ صفحات تلف کروائے جو سکھ صاحبان کے لئے دل آزار تھے - اردگرد کے سکھوں کو آپ قسم دیکر پوچھیں - کہ کیا یہ سچ نہیں - کہ ان کی خاطر پندرہ سال تک میں نے قادیان میں مذبح نہیں بننے دیا - اور اب بھی مذبح صرف نادانوں کی نادانی کی وجہ سے بنا ہے - ورنہ میں نے ہندو اور سکھ روسا کو یقین دلایا تھا - کہ اگر وہ مجھ پر چھوڑ دیں - تو ان کے احساسات کا پورا خیال رکھا جائیگا - لیکن افسوس کہ مفسدہ پرداز لوگوں نے مجھ پر اعتبار نہ کیا - اور دھمکیاں دینی شروع کر دیں - جن کی وجہ سے مجھے اپنا قدم بیچ میں سے ہٹانا پڑا -

سردار صاحب - یہاں کے سکھوں کو قسم دیکر پوچھیں - کہ ان کی درخواست پر میں نے اپنے سکول میں ان کے لئے خاص انتظام کیا یا نہیں - اور اس وقت جب وہ مجھ سے لڑ رہے تھے - آریوں کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر میں نے ماضی کو بھلا کر پھر ان کے بچوں کے لئے ان کے حسب دلخواہ تعلیم کا انتظام کرنے پر آمادگی ظاہر کی یا نہیں -

ہاں انہیں قسم دیکر پوچھئے - کہ انفلوئنزا کے دنوں میں جبکہ میں اور میرے گھر کے سب لوگ سخت تکلیف میں مبتلا تھے - قادیان کا ہر گھر بیماروں کی چیخ و پکار سے ایک میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا - اس وقت اپنے پاس سے دوائیں دیکر اور اطباء اور ڈاکٹروں کو فارغ کر کے ان کے علاج کے لئے چھ چھ سات سات میل تک باہر بھجوایا یا نہیں - اور یہ بھی ان سے پوچھئے - کہ کوئی ایسے سکھ طالب علم انہیں معلوم ہیں یا نہیں - جن کی تعلیم کے لئے میں نے مدد کی - اور کوئی ایسے سکھ خاندان ہیں یا نہیں جنہوں نے اپنی مشکلات میں میری طرف رجوع کیا - اور میں نے ہر ایک طرح کی امداد کی - دور کیوں جاتے ہیں - اسی علاقہ کے رئیس خاندان سے جہاں آپ کا جلسہ ہو رہا ہے - پوچھیں کہ کیا بعض سکھ خاندانوں کے اختلاف کے وقت میں نے انہیں تباہی سے بچانے کے لئے باہمی سمجھوتہ کرا دیئے یا نہیں - ان کی خاندانی وجاہتوں کے خطرہ میں پڑنے کے وقت ان کا پوری طرح ساتھ دیا یا نہیں - سردار صاحب اگر ان باتوں کا جواب آپ کو اثبات میں ملے - . . . . تو ذرا سوچیں - کہ کیا دشمن ایسے ہی ہوتے ہیں - کیا ظالم اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں یاد رکھیں - کہ حقیقت چھپ نہیں سکتی - آپ بے شک آج مجھے اور میری جماعت کو ظالم کہکر چلے جاویں لیکن یاد رکھیں کہ نقصان آپ کا ہی ہوگا - میرا نہیں - کیونکہ آپ کے جانے کے بعد جب لوگ ٹھنڈے دل سے میرے سلوک پر غور کریں گے - جب وہ دیکھیں گے - کہ ایک شخص جو ان کا خیر خواہ ہے - اور ان سے محبت کرتا ہے - آپ اُسے ظالم اور بدخواہ قرار دے گئے ہیں - تو وہ حیرت میں پڑ جائیں گے - اور ان کے دل کہہ اٹھیں گے - کہ ہمارے ایک ایسے لیڈر نے جسے ہم اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے ہم سے دشمنی کی - اور ہم میں اور ہمارے خیر خواہوں میں لڑائی ڈالنے کی کوشش کی - مگر میں سمجھتا ہوں - کہ آپ کو دھوکا دیا گیا ہے - اور بعض شریروں نے آپ کو غلط اطلاعات دی ہیں - ورنہ مجھے اس وقت تک یہی یقین ہے - کہ جب حق کھل جائیگا - تو آپ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرینگے - اور اپنے الفاظ کو واپس لیں گے ؞

سردار صاحب! دوسری بات آپ نے یہ کہی ہے - کہ یہ ظلم انگریزی حکومت کروا رہی ہے - اور یہ کہ آپ اس حکومت کو سمندر پار نکال دینگے - اگر یہ روایت درست ہے - اور آپ نے ایسا ہی کہا ہے - تو میں کہوں گا - کہ اس بات کے کہنے سے آپ نے اپنی زبردست کمزوری کا اظہار کیا ہے - سردار صاحب اگر واقعہ میں انگریز ایسے ہی بُرے ہیں - اور اگر واقعہ میں آپ کو یہ طاقت حاصل ہے - کہ آپ جب چاہیں - انہیں پکڑ کر باہر نکال دیں - تو آپ اپنی قوم اور اپنے ملک پر اس قدر ظلم کیوں کر رہے ہیں انگریزوں کو پکڑ کر باہر نکال دیجئے - جلسوں میں اس قسم کی تقریروں سے کیا فائدہ - جب یہ بات آپ کے اختیار کی ہے - تو قوم کو اس عرصہ تک ظلم کا تختہ مشق بنا رہنے دینے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے - اور آپ خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہونگے اُٹھئے اور اس ظلم کو مٹا کر قوم و ملت کی دعائیں لیجئے - لیکن اگر یہ بات آپ کے اختیار کی نہیں - تو سمجھ لیجئے - کہ وہ بات کہنی اور اس بات کا دعویٰ کرنا جو انسان کے اختیار میں نہیں کتنا بڑا گناہ ہے - اور ایسے دعوے سے آپ پر کتنی بڑی ذمہ واری آتی ہے ؞

سردار صاحب! تیسری بات آپ نے یہ کہی ہے - کہ اگر احمدی ظلم سے باز نہ آئے - تو آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے - اور ان کے ظلموں میں سے ایک ظلم آپ نے مذبح کا اجراء بتایا ہے - اوّل تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سکھ قوم ایک موحد قوم ہے - ان کے گرو وں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے - کہ انہوں نے خالص توحید کی تعلیم دی - پھر آپ یہ بتائیں کہ مذبح پر آپ کو اس قدر جوش کیوں آتا ہے - ہندو تو گائے کو مقدس سمجھتے ہیں - اس لئے ان کے غصہ کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے - مگر آپ توحید کا دعویٰ رکھتے ہوئے اس قسم کا جوش کس طرح دکھا سکتے ہیں - اگر توحید کا دعویٰ صحیح ہے تو اونٹ گھوڑا اور گائے بھینس سب کا درجہ آپ کے نزدیک ایک ہونا چاہیئے - لیکن ان جانوروں کے ذبح ہونے پر آپ کو جوش نہیں آتا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ یا یہ جوش سیاسی ہے - اور ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے کی نیت سے ہے - یا پھر اپنے ست گروؤں کی توحید کے مغز کو آپ نے نہیں سمجھا - بے شک اگر آپ یہ کہیں - کہ ہماری سیاسی ضرورتیں بھی مجبور کرتی ہیں - کہ ہم ہندوؤں کے ساتھ اتحاد رکھیں - اس لئے ہمیں گائے کی حفاظت کرنی پڑتی ہے - تو میں اسے ایک جائز فعل کہوں گا - مگر اسے دین کا جزو قرار دینا میرے نزدیک سکھی مذہب کے مغز کے خلاف ہے ؞

اس کے علاوہ میں آپ سے پوچھتا ہوں - کہ کیا قادیان کی گائیں خاص طور پر مقدس ہیں - کہ آپ کو اپنا غصہ یہاں آکر ظاہر کرنے کی ضرورت ہوئی - آپ کے وطن سیالکوٹ میں روزانہ اتنی گائیں ذبح ہوتی ہیں - کہ قادیان میں سال میں اتنی نہیں ہوتیں - آپ نے سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ بجائی - بلکہ کیوں نہ ان سکھوں کے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بجائی - جو گائے کے بچھڑے کی تندیاں بناتے اور فروخت کرتے ہیں - اور لاکھوں روپیہ کا بیوپار سالانہ ان کا اس تجارت سے ہوتا ہے - اگر واقعہ میں آپ کے دل میں گائے کی اس قدر عظمت ہے - تو پہلے آپ کو سیالکوٹ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی چاہیئے - اور آپکے ہمراہیوں کو اس کا ملبہ سمندر میں جا کر گرا آنا چاہیئے - کہ خیرات اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے ؞

(باقی آئندہ)

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپکو بھی یہی بہترین سرمہ استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اُسے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا!!

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان بوڑھے گُذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت یا پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نہایت شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے کہ آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لے کر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پہ بشاشت۔ جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں۔

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے خط سے بہت خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پہ بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچا لیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے پر دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یاقوت وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ۔ ۔ ۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا بیٹھنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک بیس روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب غازی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے!!

"اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ اکسیر یہ ضرور تجربہ فرمایئے۔

اکسیر لوابیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک علاوہ

KHILAFAT LIBRARY

موتی دنت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دُور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دُور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے۔ ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں بجلی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ قولنج کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور جلے ہوئے آبلوں۔ تلی بخار ہیضہ بدہضمی کے لئے قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصّل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا

ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کردیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ زیابیطس۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دیتی۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بڑی بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کردیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلادینگی۔ قیمت یک صد گولی دو روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کردیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنادیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب لکھال۔ ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنادیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

لگانے کی دوا

اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کے ساتھ اگر اس لگانے والی دوا سے بیرونی مالش کی جائے۔ تو پھر کیا ہے سونے پر سہاگہ ہے۔ اور پٹھوں میں بے نظیر طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

[illegible]

KHILAFAT LIBRARY

ان نو کتب کا اکٹھا سٹ موتی کوڑیوں کے مول خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے۔ جس میں ہندوؤں کے کل عقاید ویدک بیان (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ہونک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے منتری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب موصوف دل وجان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر آخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شاہان اسلام ہمیشہ گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے بانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ محصولڈاک علاوہ ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اسکے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شایع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شایع ہو۔ تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے محصولڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے۔ جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسے پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شایع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شایع کیا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی صرف ۸ آنہ محصولڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے۔ جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو مسلمانوں سے ہی سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ۔

قیمت ۸/ محصولڈاک علاوہ ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باؤنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار۔ (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/۸) محصولڈاک علاوہ ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا اٹھا تھا اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اسکی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسلم اوٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر اس کتاب کو بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات ہے۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ۔ قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے ۔

ضرورت ہے۔ کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو۔ اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گلدستہ اور سکھ دھرم ایک آنہ۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ۔ جھوک مہدی ایک آنہ۔ یہ نو کتب کا سٹ جس کی کل قیمت پانچ روپیہ دو آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنہ (۹/۲) محصولڈاک علاوہ ۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان بھر کے سکھوں آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ ؎
〃 ششماہی 〃 ۱/۱۲
〃 سالانہ سرپرستوں سے عہ
〃 سالانہ امراء سے حہ
〃 ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

نور

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۱۴ و ۲۸ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلشر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا؛
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۲۳ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | نمبر ۲۳

ایک کرمفرما کا گرامی نامہ

مکرمی جناب حافظ عبدالعلی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن جو نور کے دیرینہ کرمفرما ہیں۔ آپ اپنے ایک والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "جناب من السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ قرآن مجید کے گرمکھی ترجمہ کے فنڈ میں بالفعل پانچ روپے کی علی الحساب حقیر رقم پیش کی جاتی ہے اسے آپ کسی خواہشمند نادار شخص کو ترجمہ مذکور مفت دینے میں صرف کریں۔ انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حسب حوصلہ اسی طرح خدمت کی جائیگی اور انشاء اللہ تعالیٰ حضور انور صلعم کی سوانح کیلئے بھی عنقریب ہدیہ پیش کیا جائیگا۔ دعا فرمائیں کہ زیادہ توفیق ملے"

نور۔ مکرم جناب حافظ صاحب موصوف نور کے پرانے کرمفرما ہیں۔ وقتاً فوقتاً نور کی امداد فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے کاروبار میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ اُن کو اور اُن کی اولاد کو حسنات دارین کا وارث بنائے۔ آمین۔ اگر حافظ صاحب موصوف جیسے چند ایک دردمند دوست پیدا ہو جائیں۔ تو غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کا کار خیر نہ صرف وسعت ہی پکڑ سکتا ہے۔ بلکہ اپنے بہترین ثمرات بھی پیدا کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرمکھی سیرت

یقیناً دوست یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ والئے دو جہان کی گورمکھی سیرت کا کام نہایت زور شور سے جاری ہے اگر اللہ نے چاہا۔ تو تین ماہ تک یہ کار خیر پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ یہ گورمکھی سیرت کیسی ہوگی۔ اس کے متعلق قبل از وقت کہنا مناسب نہیں مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ یہ سیرت بلاشبہ ہزارہا اوراق کی دیدہ ریزی کا نتیجہ ہے۔ اس سیرت کی جس قدر ضرورت تھی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے قرآن پاک کا ترجمہ اور آنحضورؐ کی سیرت مقدسہ جس قدر بہترین تبلیغی ثمرات پیدا کر سکتے ہیں۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔

ایک مہربان کا والا نامہ

ایک محترم کرم فرما جو اپنے نام کا اظہار پسند نہیں فرماتے۔ اور تبلیغ اسلام کیلئے اپنے پہلو میں ایک خاص دردمند دل رکھتے ہیں۔ وہ اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مخترمی سردار محمد یوسف صاحب زاد لطفہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکے نام کے قبل سردار کا ہونا ضروری تھا۔ میں نے اسے بہت پسند کیا۔ کیونکہ اس سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سکھ قوم کے ایک فرد نے اسلام کو قبول کیا ہے۔ بیشک چھ ماہ تک میں پوشیدہ ہی رہا۔ اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔ مگر قدرت ربانی کو جب منظور ہوا میں خود میدان میں آگیا۔ امید کہ آپ بخیریت ہونگے۔ نور کی اعانت کیلئے ... کی پہلی قسط ارسالِ خدمت ہے" صاحب ممدوح کو نور کے مشن کے ساتھ خاص اُنس ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کیلئے انہیں اجر عظیم دے۔ اور دین و دنیا کی خوبیوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

(آفتاب برقی پریس امرتسر میں با اہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

KHILAFAT LIBRARY
اخبار نور - قادیان دار الامان مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۳۷ء
نمبر ۲۳ جلد ۲۳

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھُوَ النَّاصِر

سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو دعوتِ حق

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نور ۱۷ر جون ۱۹۳۷ء)

سردار صاحب میں اس بارہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فقرہ کہنے میں تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ اینٹ سے اینٹ بجانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ بندوں کا کام نہیں۔ منہ سے دعویٰ کرنے پر تو کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اگر میں بھی آپ ہی کی طرح جوش میں آنے والا ہوتا۔ تو شاید میں بھی آپ کے اس دعویٰ کو سنکر یہ کہدیتا۔ کہ میں بھی آپ کے مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے تقویٰ عطا فرمایا ہے۔ جب میں نے آپ کا یہ دعویٰ سنا۔ تو بجائے کوئی ایسا فقرہ کہنے کے مجھے آپ پر رحم آیا۔ اور میں نے کہا۔ کہ میرے اس بھائی کو اگر خدا تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی۔ تو کبھی یہ ایسا دعویٰ نہ کرتا۔ جس شخص کو اپنی زندگی کے ایک منٹ پر اختیار نہ ہو۔ اس کا یہ کہنا۔ کہ وہ فلاں جگہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیگا ایک قابل رحم امر نہیں تو اور کیا ہے؟

سردار صاحب۔ جب آپ کے گرو صاحب ظاہر ہوئے تھے تو وہ بھی ظاہر حالت میں کمزور تھے۔ اور اس وقت کے طاقتور لوگ بھی آپ کی طرح یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم چاہیں تو ان کو یوں نقصان پہنچادیں۔ یوں ذلیل کردیں۔ مگر آپ کو معلوم ہی ہے کہ وہ غریب ماں باپ کا بیٹا کس طرح خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رات دن ترقی کرتا چلا گیا۔ اور اس کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجانے والوں کے اپنے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ دیکھو مغل ہمارے مقابل میں کس طرح تباہ ہوگئے۔ میں اس امر کو صحیح مان لیتا ہوں۔ مگر پوچھتا ہوں۔ کہ آخر وہ کیوں تباہ ہوگئے۔ کیا سردار کھڑک سنگھ کی بہادری سے یا اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

اگر آپ کی بہادری سے ایسا ہوا تھا۔ تو انگریزوں کے مقابلہ میں آپ کی تلواریں کیوں ٹوٹ گئی تھیں۔ یاد رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ کہ وہ کبھی کسی قوم کو بڑھاتا ہے۔ کبھی کسی کو۔ کبھی مغلوں کی تلواروں کے آگے پنجاب کے سورماؤں کے باپ دادے اور ہندوستان کے راجے بھیڑوں اور بکریوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ پھر وہ وقت آیا۔ کہ مرہٹوں اور سکھوں جیسی چھوٹی چھوٹی قوموں نے ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ پھر وہی مرہٹے احمد شاہ ابدالی کے سامنے پیٹھ دکھا کر ایسے بھاگے۔ کہ سینکڑوں میل تک ان کا پتہ نہ تھا۔ اور وہی سکھ انگریزی فوجوں سے اس قدر خائف ہوئے۔ کہ توپیں تک چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ پس سوال بہادری کا نہیں۔ سوال خدا تعالیٰ کی دین کا ہے۔ منہ کے دعوے نجات نہیں دیتے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو عزت دیتا ہے۔ پس جس جگہ کو خدا تعالیٰ بڑھانا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق ایسے دعوے کرکے جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ اپنی عاقبت نہ بگاڑیں۔ ہوتا وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس وقت اپنا نور قادیان میں اتارا ہے۔ پس خدا کا خوف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں۔ اور ٹھنڈے دل اور نیک ارادوں سے اس بات کو سنیں جسے ایک شخص نے خدا تعالیٰ کی طرف سے پاکر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ نہ پہلے کوئی رہا۔ نہ اب رہے گا۔ نہ آپ رہیں گے نہ میں رہوں گا۔ نہ آپ کے سامعین رہیں گے۔ ہم سب کو جو آگے کوئی پیچھے خدا تعالیٰ کے سامنے جانے والے ہیں۔ پس عاقبت کی فکر کیجئے۔ اور ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے۔ جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا موجب ہوں۔

یاد رکھیں۔ کہ جس قدر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ منکسر المزاج ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے کبھی ایسے دعوے نہیں کیا کرتے۔ اگر باور نہ ہو تو حضرت باوا نانک صاحب کا کلام پڑھیں۔ کبھی انہوں نے بھی ایسا کہا۔ کہ میں فلاں شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ ہاں جب کہا۔ یہی کہا۔ کہ خدا تعالیٰ میں سب طاقتیں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے سب پیارے کہتے چلے آئے ہیں۔ اور یہی بات میں بھی کہتا ہوں۔ کہ عزت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ نہ آپ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں۔ اور نہ میں قادیان کی کوئی اینٹ بچا سکتا ہوں۔ ہوگا وہی جو خدا تعالیٰ چاہیگا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے۔ کہ وہ قادیان کو عزت دے۔ اور اسے بڑھائے۔ یہاں تک کہ اسکی آبادی بیاس تک پہنچ جائے۔ اب اس ارادہ کے پورا ہونے میں نہ آپ روک ڈال سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور اگر شک ہو۔ تو یہاں کے سکھوں سے دریافت کر لیجئے۔ کہ یہ خدا کی خبر بانی سلسلہ احمدیہ نے کس وقت اور کن حالات میں شائع کی تھی۔ اور پھر کن حالات میں وہ پوری ہوئی۔ پس میں تو آپ کے اس اشتعال دلانے والے حملہ کے جواب میں کچھ نہیں کہتا۔ صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ اللہ آپ کے بڑھاپے پر رحم کرکے اس متکبرانہ فقرہ کی سزا سے بچالے۔ اور سچی توبہ کی توفیق دے۔ اور سچ کو قبول کرنے کی ہمت بخشے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

ستائیس مئی بوقت شب

نوٹ:۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے حضرت کے اس مضمون کو اردو و گورمکھی میں ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرایا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ دفتر نظارت دعوت و تبلیغ سے منگوا کر سکھوں میں بکثرت تقسیم کریں۔

ضروری اطلاع — خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور ہونا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل میں بعض اوقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان

مسلمان جداگانہ انتخاب کے کیوں حامی ہیں؟

KHILAFAT LIBRARY

ہندو صاحبان اس بات کو بہت بُرا منا رہے ہیں۔ کہ مسلمان مخلوط انتخاب کی بجائے جداگانہ انتخاب کے کیوں خواہشمند ہیں۔ اور اس کے لئے ہندو صاحبان تحریری اور تقریری پروپیگنڈے کے علاوہ سخت ترین دھمکیوں سے بھی کام لے رہے ہیں۔ دھمکیوں سے ایسی باتیں منوانا یقیناً اندھیرے میں گم شدہ چیز کو تلاش کرنا ہے۔ ایسی باتیں کبھی دھمکیوں سے نہیں منوائی جاتیں۔ بلکہ باہمی اعتماد سے۔ میرے ہندو دوستوں نے اس اعتماد کو کہاں تک قائم رکھا۔ اس کے لئے میں خود کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ چند واقعات آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ گذشتہ پرچے میں میں نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ مسلمان ہر آڑے وقت میں ہندوؤں کے کام آتے رہے۔ مگر برخلاف اس کے صرف یہی نہیں۔ کہ ہندو صاحبان نے مسلمانوں سے معمولی رواداری کو ہی نظر انداز کیا۔ بلکہ جب بھی موقع ملا۔ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسجد کے سامنے اور پھر خصوصاً نماز کے وقت باجا بجانا اور مسلمانوں کو زبردستی گائے کی قربانی سے روکنا یہ تو میرے ہندو دوستوں کا من بھاتا شغل ہے۔ مگر ہندو صاحبان اس پر ہی اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے بھی بہت آگے جانا چاہتے ہیں۔ ہندو مہا سبھا کا جو اجلاس ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ اس میں سوامی ستیا دیو نے جو تقریر کی۔ اُس کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ "مسلمان ہندوستان سے نکل جائیں۔ .... گنگا کی دھار اپنی گندگی دغیرہ کی ندیاں مل جائینگی۔ لیکن تم دھارا گنگا جی کی رہیگی

.... آج مسلمان کہتے ہیں۔ کہ مسجد کے سامنے باجا نہ بجاؤ۔ جلوس نہ نکالو۔ کہ ہماری نماز میں خلل پڑتا ہے۔ تو اُن کو چاہیئے۔ کہ اپنی مسجدیں شہر سے باہر جاکر بنالیں۔ ...... بھارت ورش (ہندوستان) کی قومی زبان سنسکرت ہے۔ میں عربی اور فارسی بھارت ورش سے باہر کر دینا چاہتا ہوں۔ .. مسلمان مہابھارت اور رامائن کیوں نہیں پڑھتے"

اس تقریر میں کئی ایک باتیں قابل غور ہیں۔ اوّل یہ کہ مسلمانوں کو گندی ندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو بہت ہی قابل اعتراض ہے۔ پھر مسلمانوں سے یہ کہا گیا ہے۔ کہ ہم مسجد کے سامنے نماز کے وقت باجہ بجانے سے نہیں رُک سکتے۔ ہاں اگر مسلمانوں کو یہ ناپسند ہے۔ تو اپنی مسجدیں شہر سے باہر لے جائیں۔ غور کیجئے یہ کیسی رواداری ہے۔ پھر کہا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی زبان سنسکرت ہے۔ عربی اور فارسی کو ہندوستان سے باہر کر دینا چاہیئے۔ حالانکہ ہندوستان میں نہ کوئی شخص سنسکرت بول سکتا ہے۔ اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ مسلمان مہابھارت اور رامائن کیوں نہیں پڑھتے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی مسلمان کہے۔ کہ ہندو قرآن مجید اور احادیث کیوں نہیں پڑھتے۔ کیا مسلمان کے اس مطالبہ پر ہندو صاحبان خوش ہونگے۔ یہی بات آپ مسلمانوں کے متعلق سمجھ لیجئے۔ کیونکہ ان کے جذبات بھی ویسے ہی ہیں۔ پھر یہ کہ مسلمان مخلوط انتخاب کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ کیا کسی کا اعتماد حاصل کرنے یا کسی کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کے یہی لچھن ہوا کرتے ہیں۔ پھر ۹ مارچ ۱۹۲۷ء کو آریہ سماج لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے مہاشہ رام دیو گورنر گوروکل کانگڑی نے کہا۔ کہ ہندو جاتی مسلمانوں کو مجبور کرے۔ کہ وہ اپنے آبائی دھرم کو قبول کریں پھر پرنسپل بالکرشن نے ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو گورنٹ بھون میں لیکچر دیتے ہوئے کہا۔ کہ "مسلمانوں کو ہندوؤں کے جذبات کی قدر کرنا چاہیئے۔ اتفاق تبھی ہو سکتا ہے۔ جب رسم و رواج لٹریچر زبان اور فلاسفی ایک ہو" مہاشہ رام دیو کا یہ کہنا۔ کہ مسلمانوں کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ اپنا آبائی دھرم (ہندو دھرم) قبول کریں۔ کیا رواداری اسی کو کہتے ہیں۔ پھر پرنسپل بالکرشن کا یہ کہنا۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے جذبات کی قدر کریں۔ اور وہ قدر کیسے ہو۔ آگے جاکر وہ خود ہی اسکی تشریح کرتے ہیں۔ کہ رسم و رواج لٹریچر زبان اور فلاسفی ایک ہو۔ مطلب یہ کہ مسلمان ہندو بن جائیں۔ یہ نیت اور ارادے کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ اب ہندو پریس اور ہندو لیڈر خود ہی سوچیں۔ کہ اس ذہنیت کی موجودگی میں وہ مسلمانوں کا اعتماد کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں ہندو دوستوں سے کہونگا کہ وہ اس ذہنیت کو ترک کر کے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کریں۔

اگر ہندو صاحبان یہ کہیں۔ کہ ہم مسلمانوں کو دھمکیوں اور دباؤ سے مرعوب کر لیں گے تو ع ایں خیال است و محال است و جنوں

مسلمان اُس وقت نہ دبے جب یہ سیکڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں آئے۔ اب تو یہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اب ان کو دبانا یا دبانے کی خواہش رکھنا یقیناً آگ سے کھیلنا ہے۔ مسلمان فطرتاً روادار اور نستگذار واقع ہوئے ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو دھمکیاں دیکر گائے اور باجا کے بہانہ سے لڑائیاں کر کے بھی دیکھ لیا۔ جس کے نتیجہ میں آزردگی گشیدگی اور تنفر بڑھتا ہی گیا۔ اب ہندو قوم میرے اس مشورے پر عمل کر کے بھی دیکھ لے۔ اور وہ یہ کہ اب مسلمانوں کی طرف اپنی محبت کا ہاتھ بڑھائے۔ اور رواداری کا ثبوت دے۔ تو یقیناً وہ مسلمانوں کو بہترین دوست پائیگی۔ میرے ہندو بھائیوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر اس بدنصیب ہندوستان کو کبھی سوراج مل سکتا ہے۔ تو وہ ہندو مسلم اتفاق سے۔ ورنہ بغیر اس کے اوّل تو سوراج کا ملنا ہی مشکل ہے۔ اگر مل بھی گیا۔ تو اسکی آج بھی خیر نہیں کل بھی نہیں کیا میں توقع رکھوں۔ کہ ہندو پریس اور ہندو لیڈر میرے اس نیک مشورہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے؟

شذرات

مجھ پر بہتان

شیر پنجاب اپنی ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ ایڈیٹر نور نے یہ لکھا ہے۔ کہ گورو صاحب نے دوسری شادی مسلمانوں کے گھر میں کی تھی۔ یہ مجھ پر صریح

KHILAFAT LIBRARY

آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔

قصہ کوتاہ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اُسے پاٹنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خان پور ریاست بھاولپور

سے لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انھوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کے لئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور مخلوق کے لئے نور خدا کا چشمۂ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان" "سکھ مسلم اتحاد" "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریبًا سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا وہ OPEN FACT (بین حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملا لیا ہے۔ میں سردار صاحب کو انکی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارک باد دیتا ہوں۔

آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پرادپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں کہ:۔ "میں آپکے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپنے کمال محنت سے کام کیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کرکے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پراتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپکو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خان

سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر عربی میں

بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اسطرح پورا کیا جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقینًا آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹماسٹر سنگرور

ریاست جیند

سے لکھتے ہیں کہ "سترمیان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپنے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کرکے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپنے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اتنیت (نہایت ہی) دیالو (رحمن) اور کرپالو (رحیم) ہے۔ دوسرا کیا دے گا۔

یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

"شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخصاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"

نور:۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

صرف دو روپے

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۲۸ کاغذ ڈمی اعلیٰ۔ چھپائی نہایت نفیس۔ جلد سنہری۔ گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے۔ محصولڈاک ۱۴؍ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ پھر یہ سنہری موقع ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

افترا ہے۔ میں نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ اگر ہے۔ تو ایڈیٹر شیر پنجاب ثبوت دے۔ بدون تحقیق کسی بات کا لکھنا کسی با اصول اخبار نویس کی شان سے بعید ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

شری گورونانک دیوجی کے متعلق میرا عقیدہ

میں شری گورو صاحب موصوف کو ولی اللہ مسلمان سمجھتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ دوسرے گوروؤں کے متعلق بھی میرے دل میں بہت احترام ہے۔ میں نے اپنی تحریر اور تقریر میں ہمیشہ انہیں عزت اور احترام کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور مجھے اس پر فخر ہے۔ کیونکہ یہ انسانیت کا پہلا تقاضا ہے۔ کہ بزرگوں کو خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں احترام کے الفاظ سے یاد کیا جائے۔ شری گورو صاحب موصوف کے مسلمان ہونے پر میں نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے میری ایک کتاب باوا نانک کا مذہب کا جواب دینے کی ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب نے بھی ناکام کوشش کی تھی۔ جس کا میں نے پندرہ روز کے اندر اندر ہی "ست ایدیش" نامی ضخیم کتاب کی صورت میں جواب دے دیا تھا۔ اگر ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب میں طاقت ہے۔ تو وہ اس کا جواب دیں۔ ورنہ گالی گلوچ اور سخت کلامی سے کیا فائدہ۔ سخت کلامی کسی دوسرے کا کیا بگاڑیگی۔ خود سخت کلامی کرنے والے کے اخلاق کو ہی برباد کریگی ؛

اس اصول کو اپنے پر بھی چسپاں کیجئے؟

شیر پنجاب کے ایڈیٹر نے کہا ہے۔ کہ جس قدر سکھ مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ عورتوں کے لئے ہوتے ہیں۔ جو صریح افترا ہے۔ اگر اس اصول کو تھوڑی دیر کے لئے درست مان لیا جائے تو کیا پھر ایڈیٹر صاحب اس بات سے بھی اتفاق کرینگے۔ کہ جتنے سکھ ہوتے ہیں۔ وہ سب عورتوں کے لئے ہی ہوتے ہیں یقیناً آپ اسے پسند نہیں کرینگے۔ تو پھر یہ آپ دوسروں کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں۔ ایڈیٹر شیر پنجاب کا رویہ مسلمانوں اور خصوصاً احمدیوں کے متعلق بہت سخت ہے۔ اور وہ ہمیں ہمیشہ مرزائیوں کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ اگر ہم نے بھی مجبوراً اس کے جواب میں سکھوں کے لئے کوئی ایسا نام تجویز کر دیا۔ تو پھر ایڈیٹر شیر پنجاب بُرا تو نہیں منائیں گے۔ میری یہ نصیحت ہے۔ کہ آئندہ اپنا قدم اس وادی میں سمجھ کر رکھیں۔ ورنہ یہ گنبد کی آواز ہے۔ جیسی کہو گے ویسی سنو گے ؛

آریوں کے متعلق یہ غیرت کہاں جاتی ہے؟

اگر ہم شری گورونانک دیوجی مہاراج کو ولی اللہ اور اُن کے اسم مبارک کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا احترامیہ فقرہ لگاتے ہیں۔ تو یقیناً ہم گورو صاحب کو بہت عزت دیتے ہیں۔ اس کے لئے ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب کو خوش ہونا چاہیئے۔ نہ کہ کسی کے بھڑکانے سے جوش میں بھر جانا چاہیئے۔ برخلاف اس کے آریوں نے شری گورونانک دیوجی مہاراج کو ستیارتھ پرکاش میں "دمبھی" جیسے مکروہ لفظ سے یاد کیا ہے۔ مگر آریوں کا آپ پر اس قدر رعب طاری ہے۔ کہ کیا مجال آپ انہیں یہ تو کہہ سکیں۔ کہ یہ لفظ ستیارتھ پرکاش سے نکال دو۔ جس سے حضرت باوا صاحب موصوف کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ مگر جب ہم شری باوا جی کو ولی اللہ مسلمان کہتے ہیں۔ تو آپ کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر آپ اس بات کا رد کرنا چاہیں۔ تو آپ کا یہ فرض ہے۔ کہ آپ دلائل سے کریں۔ میں نے آپ کی کتاب کے جواب میں "ست ایدیش" نامی کتاب لکھی۔ جو بذریعہ رجسٹری آپ کے پاس بھیجی گئی۔ اور میں تیرہ سال سے اس کے جواب کا منتظر ہوں۔

اب آریہ سماج کی ضرورت نہیں رہی

۲۱ رمئی کا ملاپ لاہور لکھتا ہے۔ کہ مسٹر راجپال اچاریہ نے گوروکل کورو کشیتر میں برہمچاریوں کے ایڈریس کے جواب میں کہا۔ کہ "میں آریہ سماج کے کام کی قدر کرتا ہوں۔ اس نے ہندو سماج کی بھاری سیوا سر انجام دی ہے۔ مگر میں کہوں گا۔ کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور اب اسے ہندو دھرم میں جذب ہو جانا چاہیئے۔" ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج نے ہندوؤں کی کچھ خدمت کی ہو۔ مگر جب سے آریہ سماج کا وجود ظہور میں آیا ہے۔ مختلف مذاہب میں جو فسادات برپا ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے آریہ سماج کوئی فخر نہیں کر سکتا۔ اگر آریہ سماج آج ہندو دھرم میں جذب ہو جائے۔ تو یہ مذہبی آزردگی اور کشیدگی دور ہو کر ملک میں امن کی فضا پیدا ہو سکتی ہے ؛

نیکی کا بدلہ بدی

۱۵ اپریل کے آریہ گزٹ نے لکھا تھا۔ کہ دکھ کی بات ہے۔ کہ کنیا مہاودیالہ جالندھر جیسی مشہور آریہ سماجی درسگاہ میں بھی یہ وبا پھیل گئی ہے۔ اگلے دن "ٹریبون" میں وہاں کی چند تصاویر شایع ہوئی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی۔ کہ "لڑکیاں ناچ رہی ہیں"۔ اس پر میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ یہ اسلامی دشمنی کا وبال ہے۔ اگر آریہ سماج پردہ کو ترک نہ کرتی تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ بجائے اس کے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر اس نیک مشورہ پر شکر گذار ہوتا۔ الٹا سیخ پا ہو رہا ہے۔ اور سوقیانہ حملوں پر اتر آیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سکھ وا کو دیجئے جا کو سکھ سہائے

خواہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر یا اس قماش کے دوسرے لوگ میری نصیحتوں اور نیک مشوروں کو کتنا ہی برا منائیں۔ مگر میرا یہ فرض ہے۔ کہ میں بطور انسانی ہمدردی کے انہیں نیک مشورہ دیتا رہوں۔

بھانڈہ پھوٹ گیا

۳۰ رمئی کا پرکاش لکھتا ہے "پچھلے ہفتہ آریہ سماج لاہور کے ادھیکاریوں (عہدہ داروں) کا انتخاب ہوا ہے۔ یہ انتخاب اپنے اندر چند ایک ایسے پہلو رکھتا ہے۔ جنکی طرف دھیان دلانا ضروری ہے۔ دو تین ورشوں (برسوں) سے آریہ سماج لاہور کا شاسن (تصرف) ان لوگوں کے ہاتھ میں تھا۔ جو ذات پات توڑک منڈل (گروہ) سے سمبندھ (تعلق) رکھتے تھے۔ اس لئے اس سماج کی نیتی (پالیسی) ذات پات توڑک منڈل کی نیتی کے ادھین رہتی تھی

لاہور کے کئی آریہ سماجی پرشوں کو یہ پسند نہ تھا" دیکھئے۔ کہاں آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ وہ رائج الوقت ذات پات کا حامی نہیں۔ اور پھر کہاں یہ عملی رنگ کہ ذات پات توڑک گروہ کو بُرا منایا جاتا ہے۔ اور انہیں کوئی عہدہ نہ ملنے پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ذات پات کا حامی نہیں جس نے کلمہ پڑھا۔ وہ بھائی بن گیا۔ آریہ سماج کی تحریک شدھی محض اسلام کی نقل ہے۔ مگر نقل نقل ہے۔ اور اصل اصل ؛

KHILAFAT LIBRARY

ہیں پھر وہی بات

۱۸ رمئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ حالانکہ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین مطلب یہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں ... ۸۰ سال کے اندر اندر ہندوستان میں تین کروڑ مسلمانوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ہر ایک مردم شماری اپنے اندر مسلمانوں کی آبادی کا ایک خاص اضافہ لاتی ہے۔ تبلایئے صاحب! اس ۸۰ سال کے اندر اندر کونسا جابر مسلمان ہندوستان پر چڑھ کر آیا۔ اسلام محض اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیل رہا ہے۔ ہاں آریہ مذہب جبر کی تعلیم ضرور دیتا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے۔ کہ آدھرمی (ویدوں کا منکر) خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی تنزل و تخریب میں لگا رہے" محض اس قصور پر کہ وہ ویدوں کو نہیں مانتا۔ اس وقت کسی بدھ دھرم والے کا ہندوستان میں نظر نہ آنا۔ یہ ہندو دھرم کے جبر اور عدم رواداری کا صریح ثبوت ہے ؛

کیا ہندو پریس اسپر فخر کرسکتا ہے

ہندو پریس بڑے بڑے موٹے عنوانوں سے یہ لکھ رہا ہے۔ کہ ہریجن تحریک کے لئے جناب گاندھی جی نے پانچ ماہ میں چار لاکھ ستانوں ہزار روپیہ جمع کیا ہے"۔ روپیہ کا جمع کرنا کوئی خوبی نہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ عملی رنگ میں اچھوت اقوام کو اس کا کیا فائدہ پہنچا۔ کیا اُن کے لئے مندر وا ہو گئے۔ کیا انہیں کوئی سوشل حقوق مل گئے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ میں تو صاف الفاظ میں یہ کہوں گا کہ جناب گاندھی جی اچھوت اقوام کی بہتری جو ہندو ماحول میں تلاش کر رہے ہیں۔ یقیناً پانی سے مکھن نکال رہے ہیں۔ اگر وہ اچھوت اقوام کی بہتری چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اچھوت اقوام کے ساتھ واقعی ہمدردی ہے۔ تو انہیں صاف الفاظ میں اچھوت اقوام کو یہ مشورہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ فوراً مسلمان ہو جاویں۔ جہاں مسلمان ہونے پر اُن کے لئے معاً مسجدوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ مسلمانوں کے ساتھ رشتے ناطے ہو سکیں گے۔ اور انہیں فوراً ہی روحانی اور تمدنی حقوق اور مساوات مل جائے گی۔ کیا گاندھی جی اچھوت اقوام کو یہ ہمدردانہ مشورہ دینگے ؛

کانگرسی مسلمان ہندو پریس کی نظر میں

۲۴ رمئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ جو لوگ کانگرسی حلقہ کے اندر ڈاکٹر انصاری۔ مسٹر آصف علی۔ مولانا آزاد اور ایک آدھ اور مسلمان کو دیکھتے ہیں۔ وہ اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ مسلمان بھی کانگرس کے ساتھ ہیں۔ ان مسلمانوں کا کوئی بھی اثر مسلمانوں پر نہیں ہے"۔ مسلمان کانگرسیوں کو ہندوؤں کی طرف سے یہ کیسا انعام ملا ہے۔ اور میں تو یہ کہوں گا کہ کانگرسی مسلمان ہیں ہی اس قابل۔ کیونکہ کانگرس کئی ایک لحاظ سے ہندو مہا سبھا ہی کا دوسرا روپ ہے۔ جو لوگ براہ راست اپنے قومی مفاد اور بہتری کو نظر انداز کر کے دوسروں کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اُن کو یہی صلہ ملنا چاہیئے ؛

پولیس کا فرض شناس کارکن

منشی آیا سنگھ صاحب جو اس وقت کچہری بٹالہ میں بطور سب کورٹ کام کر رہے ہیں۔ میں نے ایک مقدمہ کے دوران میں دیکھا۔ کہ وہ اپنے فرائض کو خوب سمجھتے۔ اور نہایت تن دہی اور جانفشانی سے اُسے سرانجام دیتے ہیں۔ اور گواہان پر ایسی سلجھی ہوئی جرح کرتے ہیں۔ جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ سب کورٹ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ... وکیل ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اچھے کارکن کو بہت جلد ترقی دیکر ہیڈ کنسٹیبل بنایا جائے۔ جس سے جہاں ایک طرف ایک فرض شناس کارکن کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ وہاں دوسری طرف دوسرے کارکنوں کو بھی اچھا بننے کی تحریص پیدا ہوگی ؛

میٹھا میٹھا ہڑپ کڑوا کڑوا تھوہ

۲۰ رمئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ سناتن دھرم پولیٹیکل لیگ کی نئے سرے سے تنظیم ہونے لگی ہے۔ کوئی ان اصحاب سے پوچھے۔ کہ اس موقع پر فرقہ پرستی کیوں بُری نہیں۔ پالیٹکس میں فرقہ پرستی کی تمیز کہاں تک موزوں ہے"۔ مگر دوسری طرف ۲۴ رمئی کا ملاپ یہ لکھتا ہے کہ "ایک بات دھیان میں رکھنی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کانگرس کا انتخابی بورڈ اسے ضرور سامنے رکھے۔ کہ ہندو مہا سبھا کے لیڈروں کے مقابلہ میں کسی کانگرسی امیدوار کو کھڑا نہ کریں۔ پنجاب میں بھائی پرمانند جی اور سی۔ پی میں ڈاکٹر مونجے یہ دو ایسی ہستیاں ہیں جن کی قدر کانگرس کو بھی کرنی چاہیئے"۔ اس منطق کے کیا کہنے کہ وہ بات جو ۲۰ رمئی کے ملاپ میں سخت ممنوع تھی۔ وہ ۲۴ رمئی کے ملاپ میں ہر طرح جائز اور روا ہو گئی۔ یہ کیسی اصول پر مبنی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں۔ کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھوہ ؛

عملی ثبوت ملنا مشکل ہے

اچھوت ادہار بل کے متعلق پروفیسر یو۔ این بال سیکرٹری پنجاب برہم سماج نے اپنی سماج کی طرف سے یہ اعلان کیا ہے۔ یہ برہم سماج نہ صرف چھوت چھات کو ہی دور کرتا ہے۔ بلکہ اس سے آگے جاتا ہے۔ یعنی ذات پات کے سسٹم کو بھی اڑاتا ہے" مجھے یہ پڑھکر نہایت خوشی ہوئی ہے۔ چونکہ میں خود اچھوتوں کا حامی ہوں۔ کیا میں

برہم سماج کے سیکرٹری سے یہ دریافت کر سکتا ہوں۔ کہ وہ کوئی برہم سماج میں عملی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ کسی اچھوت کو روحانی اور تمدنی نقطۂ خیال سے مساویانہ حقوق دیئے گئے ہوں ✤

KHILAFAT LIBRARY

شری دربار صاحب امرتسر کے سیکرٹری صاحب کا خط

آپ لکھتے ہیں کہ کرمفرما جناب مینجر صاحب اخبار نور تسلیم۔ آپ کا مرسلہ قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ وصول ہوا۔ اور سری گورو رام داس لائبریری امرتسر میں رکھا گیا ہے۔ اور اس کے لئے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اگر دوست قرآن پاک کے اس گورمکھی ترجمہ کو خرید کر مختلف لائبریریوں میں رکھ سکیں۔ تو یہ قرآن پاک کی تعلیم سے مخلوق خدا کو مستفیض کرنے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ باوجود اس قدر ضخامت اور لکھائی چھپائی وغیرہ بہترین ہونے کے ہدیہ صرف عہ روپیہ فی کاپی ہے

تبلیغی فنڈ

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی ایک کاپی سردار گوربچن سنگھ صاحب کراچی ہدیہ عہ محصولڈاک عہ ۔ ایک کاپی سردار گیان سنگھ صاحب الکھنور معہ محصولڈاک عہ ۱۴ ۔ ایک کاپی سردار لابھ سنگھ صاحب معہ محصولڈاک عہ ۱۴ ۔ ایک کاپی سردار بھگوان سنگھ صاحب موضع جانیکے معہ محصولڈاک عہ ۱۴ ۔ ایک کاپی بابو کاہن سنگھ صاحب پوسٹل پنشنر پٹھان کوٹ معہ محصولڈاک عہ ۱۴ ۔ میزان سعہ ۱۲ جمع ۱۲ باقی ۸۶ ۹

یہ فنڈ تبلیغی نقطۂ خیال سے جس قدر مفید ہو رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ دوستوں کو اس فنڈ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ یہ فنڈ جس قدر زیادہ مضبوط ہو گا۔ اسی قدر شاندار تبلیغی نتائج پیدا ہو سکیں گے ✤

نور اور نور کے ناظرین

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ مگر اس کی اشاعت بہت کم ہے۔ دوستوں کو اس مجاہد پرچہ کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ جس قدر اس کی زیادہ اشاعت ہو گی۔ اسی قدر تبلیغ اسلام کے لئے راستہ فراخ ہو گا۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ نور کی توسیع اشاعت کے سوال کو حل کر سکتی ہے۔ نور کے وہ کون سے ناظرین ہونگے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی توسیع اشاعت کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے ✤

کیا سوراج لینے کے یہی لچھن ہیں؟

۳ رجون کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ " بعد نماز جمعہ مسجد محمد جان امرتسر میں ایک سکھ مسمی پرتھی پال سنگھ بمع دو بچوں اور اپنی اہلیہ ہرنام کور مسلمان ہونے کے لئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سکھوں کو علم ہو گیا۔ اور سکھ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو گئے ..... اور سکھوں نے مطالبہ کیا۔ کہ ہمارے سکھ بھائی بہن اور بچوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے .... چنانچہ مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے لئے سردار دلیپ سنگھ وائس پریذیڈنٹ دربار صاحب کمیٹی۔ اور سردار لکھا سنگھ اور کامریڈ رام سنگھ مسجد میں گئے۔ بات چیت پردہ راز میں رکھی گئی۔ دونوں طرف سے جوش کا اظہار ہو رہا تھا۔ گر رائے صاحب لالہ عزت رائے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملک لال حسین مجسٹریٹ کوتوالی۔ شیخ برکت علی سٹی انسپکٹر پولیس کی گارد لے کر موقع پر پہنچ گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مسلمان ہونے والے شخص پرتھی پال سنگھ پہلے مسلمان تھا پھر سکھ ہو گیا "

ایک شخص اپنی مرضی سے مسلمان ہونے کے لئے مسجد میں جاتا ہے۔ مگر سکھ لوگ رعب ڈالنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں مسجد کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تاکہ یہ مسلمان نہ ہو سکے ہوں۔ صرف کھڑے ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ چند ایک دل چلے مسجد کے اندر بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر مسلمان غیر معمولی تحمل اور بردباری سے کام نہ لیتے۔ تو فساد میں کوئی شبہ نہ تھا۔ یہ بزور بازو تبلیغ اسلام کو روکنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر ایسی ذہنیت کے ملکوں کے ہاتھ میں سوراج کی باگ ڈور آ جائے۔ تو بتلائیے مسلمانوں کا کیا ٹھکانہ۔ اور ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ کھڑکن جانے میں کیا شبہ؟

اگر کسی سکھ ہونے والے کو مسلمان اس طرح بزور بازو روکتے۔ تو تمام ہندو اور سکھ پریس نے مارے شور کے آسمان سر پر اٹھا لیا ہوتا۔ ایسی ذہنیت کے مالک ہوتے ہوئے۔ پھر سکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو مخلوط انتخاب کا حامی ہونا چاہیئے۔ اور سکھوں کو پنجاب میں غیر معمولی رنگ میں زیادہ نشستیں ملنی چاہئیں ✤

اعتراف حق

۳ رجون کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ " حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے پیشتر کا عرب کا ادب اور تاریخ کہاں ہے " شکر ہے۔ کہ اب آریہ صاحبان نے بھی اس کا اعتراف شروع کر دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ملک عرب علم ادب اور تاریخ سے محروم تھا۔ اگر آریہ پریس خالی الذہن ہو کر غور کریگا۔ تو اسے یہ ماننا پڑیگا۔ کہ نہ صرف عرب ہی بلکہ تمام عالم حضور پر نور کی بعثت سے پہلے کیا روحانی نقطۂ خیال سے۔ کیا تمدنی جہت سے بالکل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ آنحضرت کے ظہور پر نور نے تمام دنیا کو روحانی تمدنی اور علمی دولت سے مالا مال کر دیا۔ حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا ✤

شربت مفرح

دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں تحفہ ہے۔ نسخہ:۔ گل گاؤ زبان ۱۰ تولہ۔ گل نیلوفر ۵ تولہ ابریشم مقرض ۱۰ تولہ۔ کشنیز ۳ تولہ۔ برادہ صندل سفید ۵ تولہ۔ گل سرخ ۵ تولہ۔ الائچی خورد ۳ تولہ۔ خس ۵ تولہ۔ آٹھ سیر پانی میں بھگو کر عرق کشید کریں۔ اور بطریقہ معروف شربت بنا لیں ✤

KHILAFAT LIBRARY

تاریخ خالصہ یا پنجاب میں سکھ راج

(از قلم ماسٹر علی محمد صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)
(سلسلے کے لئے دیکھو اخبار نور ۱۷ جون ۱۹۳۴ء)

سکھ گرووں کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر

اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکھ گرووں کی تاریخ پر ایک یکجائی نظر ڈالی جائے۔ تاکہ سکھوں اور مسلمانوں کو معلوم ہو۔ کہ اُن کے بزرگوں کے باہمی تعلقات کیسے خوشگوار تھے۔ اور آج کل باہمی منافرت ان کو کہاں سے کہاں لے گئی ہے۔ کیونکہ کیا اوقات انسان ....

اپنے ماضی پر نظر ڈال کر بزرگوں کے کارناموں سے فائدہ اُٹھا لیتا ہے۔ اور دراصل تاریخ کی غرض یہی ہے۔ کہ انسان اپنے حال اور مستقبل کو ماضی کے واقعات کی روشنی میں ڈھال لے۔ حضرت بابا نانک سے لیکر گرو رام داس تک کا زمانہ نہایت امن وامان کا زمانہ گزرا ہے۔ کیونکہ سکھ گرووں نے سلطنت کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دیا۔ بلکہ مذہبی معاملات سے سروکار رکھا۔ اسی طرح مسلمان بادشاہ بھی بابر سے لے کر اکبر تک سکھ گرووں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے رہے۔ اور دنیاوی اعزازوں سے بھی سرفراز فرماتے رہے۔ امرتسر جو سکھوں کا مرکز ہے۔ اکبر کی داد و دہش کا نتیجہ اور دربار صاحب حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کے مقدس ہاتھوں کا بنا یافتہ ہے۔ اگر سکھ اسی بات کو یاد رکھیں۔ اور امرتسر میں اشنان کرتے وقت مسلمانوں کے اس احسان کو بھی یاد کر لیا کریں۔ تو ملک کی فضاء چند ہی روز میں درست ہو جائے گرو ارجن دیو جی پہلے گرو تھے۔ جنہوں نے سلطنت کے معاملات میں دخل دیا۔ اور اپنے مذہبی فرائض سے تجاوز کر کے سیاسیات میں قدم رکھا۔ شہزادہ خسرو جو سلطنت کا باغی تھا۔ اس کی حمایت کی۔ اور اس طرح سے شہنشاہ کی حکومت سے عملی طور پر انکار کیا۔ لیکن گورو ارجن کو گوالیار کے زندان میں بھیجنے کی تکلیف بھی نہ دی جاتی۔ اگر چندو شاہ وزیر مالی کی دشمنی آڑے نہ آجاتی ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گورو ارجن کا جانی دشمن کوئی مسلمان نہ تھا۔ بلکہ ایک ہندو متعصب جو مدت سے بدلہ لینے کی فکر میں تھا۔ اسی طرح ساتویں گرو ہر رائے نے شہزادوں کی باہمی جنگ میں ایک شہزادہ کا ساتھ دیکر خواہ مخواہ اپنے گلے بلا لے لی۔ ورنہ اگر وہ اس جھگڑے سے الگ تھلگ رہتے۔ اور شہزادوں کو آپس میں نپٹ لینے دیتے۔ تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ لیکن پھر بھی اورنگ زیب کا حوصلہ دیکھو۔ کہ گورو صاحب کے لڑکے کو بطور یرغمال دربار میں بلاتا ہے۔ تو عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ اور ہر ممکن آسائش صاحبزادے کے لئے مہیا کرواتا ہے۔ اور یہ وہی اورنگ زیب ہے۔ جس کے خلاف ظلم کی نہ ختم ہونے والی داستان چھڑی رہتی ہے۔ پھر جب گرو ہر رائے کی وفات پر اس کے بیٹوں میں گدی کی بابت تنازع شروع ہو جاتا ہے۔ تو وہی اورنگ زیب اس بیٹے کو حق دلواتا ہے۔ جو ہر رائے کا حقیقی وارث ہے۔ اور دوسرے مدعی کے دعویٰ کو ٹھکرا دیتا ہے۔ اگر یہ ظلم ہے۔ تو انصاف کس چیز کا نام ہے۔ دسویں گرو گوبند سنگھ نے سلطنت مغلیہ کے مقابلے کی ٹھانی۔ اور پہاڑی راجوں سے جو سلطنت کے باجگذار تھے۔ نبرد آزما ہوئے۔ ایسی صورت میں اورنگ زیب کا سکھوں کے خلاف کارروائی کرنا قابلِ اعتراض نہیں کہلا سکتا۔ سرہند میں گرو صاحب کے دو بچوں کا مارا جانا بھی ایک ہندو برہمن کی مخبری اور دیوان سچانند کی دشمنی کا نتیجہ تھا۔ پھر اُن بچوں کی سفارش کرنے والا بھی ایک مسلمان نواب تھا۔ کوئی ہندو نہ تھا۔ پس سکھ صاحبان اگر غور فرمائیں۔ تو اُن کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سکھوں کی تکالیف کا اصل باعث مسلمان نہ تھے ۔:۔

گرو گوبند سنگھ کی وفات کے بعد جو شخص سکھوں کا دنیاوی لیڈر بنا۔ اسے بندا بیراگی کہتے ہیں۔ اس نے دکن سے آتے ہی دہلی اور سرہند کے درمیان علاقے میں تاخت و تاراج شروع کر دی۔ اور سرہند پہنچ کر سکھوں کی رہی سہی جمعیت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ بازید خاں حاکم سرہند کو قتل کر دیا۔ صورتِ حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے شہنشاہ فرخ سیر نے عبد الصمد خاں گورنر کشمیر کو ان کی سرکوبی کے لئے مامور کیا۔ اور خود دہلی سے افواج روانہ کیں۔ بندا کو ایک خونریز جنگ کے بعد پسپا ہونا پڑا۔ اور سرہند سے ہٹ کر گورداسپور کی طرف چلا آیا۔ راستے میں مسلمانوں پر جو آفت ڈھا سکا۔ اس میں کمی نہیں کی۔ ہزاروں بے گناہ مارے گئے۔ آخر بندا بہت سے سکھوں سمیت گورداسپور کے قلعے میں گھر گیا۔ اور زندہ گرفتار ہوا۔ اس کو ہمراہیوں سمیت دہلی میں پابجولاں بھیجا گیا۔ دہلی میں اسے اُن تمام افعال شنیعہ کے عوض میں جو اس نے روا رکھے تھے۔ قتل کر دیا گیا۔

بندہ کے مرنے کے بعد سکھوں کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی تقریباً چالیس سال تک وہ امن وامان سے رہتے رہے۔ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں سکھوں نے بحیثیت قوم کبھی بغاوت نہیں کی۔ البتہ ان کی دس دس بیس بیس کی ٹولیاں اپنی ذاتی اغراض سے امن عامہ میں خلل انداز ہوتی رہیں۔ مگر پنجاب کے مسلمان حاکم ایک گشتی فوج کے ذریعہ ان کے فساد کو روکنے کی تدبیریں کرتے رہے۔ ایک دفعہ حاکم لاہور کی سفارش پر سکھوں کے ایک سردار کپور سنگھ کو دربار دہلی کی طرف سے خلعت اور نوابی کا خطاب بھی مرحمت ہوا۔ محمد شاہ کی وفات کے بعد ۱۷۵۱ء میں جب پنجاب دہلی سے کٹ کر احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں آیا۔ تو سکھوں کو اس بدامنی سے فائدہ اُٹھانے کا پھر خیال آیا۔ لیکن میر معین الملک (میر منو) کی زبردست حکومت میں ان کو شورش کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور میر منو کے نائب نواب ادینہ بیگ نے انہیں خود سر نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ان کے ایک مشہور سردار جسا سنگھ کو اپنی ملازمت میں لے لیا۔ ۱۷۵۲ء میں میر منو کی وفات کے بعد جب ادینہ بیگ نے لاہور پر شاہ دہلی کا دوبارہ قبضہ کرا دیا۔ تو احمد شاہ ابدالی نے اپنے چھوٹے بیٹے تیمور کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا۔ شہزادہ تیمور نے فوراً ہی امرتسر کے قلعہ رام راونی پر قبضہ کر لیا ....

...... امرتسر کے تالاب کو بھروا دیا۔ یہ دیکھ کر سکھوں کے غیض وغضب کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ جوق در جوق لاہور کے گرد و نواح میں جمع ہو گئے۔ شہزادہ تیمور کو لاہور چھوڑ کر وزیر آباد کی طرف ہٹ جانا پڑا۔ سکھوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ سردار جسا سنگھ جو ادینہ بیگ کا ملازم تھا۔ اس نے

KHILAFAT LIBRARY

لاہور میں اپنے نام کا سکہ بھی جاری کیا۔ جس پر مغلوں کی تقلید میں یہ شعر کندہ تھا :۔

سکہ زد در جہاں بفضلِ اکال
ملکِ احمد گرفت جسّا کلال

سکھوں کی اس سینہ زوری کو دیکھکر ادینہ بیگ نے مرہٹوں کو دہلی سے بلاکر لاہور بلکہ سارے پنجاب پر ان کا قبضہ دلادیا چنانچہ پیشوا کا بھائی رگھوناتھ راؤ لاہور میں آیا۔ اور اٹک اور ملتان تک مرہٹوں کا جھنڈا لہرانے لگ گیا۔ اس لئے احمد شاہ ابدالی نے جھنجھلا کر پھر پنجاب پر حملہ کیا۔ اسکی آمد کی خبر سنکر مرہٹے پنجاب سے ہٹ گئے۔ اور احمد شاہ پانی پت کے میدان تک جا پہنچا۔ جہاں اس نے مرہٹوں کا کچومر نکال دیا۔ اور ان کی جہانبانی کی امید دل پر پانی پھیر دیا۔

احمد شاہ ابدالی پانی پت کی اس تیسری لڑائی کے بعد کابل کو واپس چلا گیا۔ اور لاہور اور سرہند میں بلند خاں اور زین خاں دو امراء کو علی الترتیب صوبیدار مقرر کر گیا۔ مگر اس طوائف الملوکی سے جو بدنظمی پھیلی۔ تو سکھوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ وہ نہ صرف اپنے ہی دیہات کے مالک بن بیٹھے۔ بلکہ انہوں نے جا بجا قلعے بنانے شروع کر دیئے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئیں۔ سردار چڑت سنگھ نے گجرانوالہ میں ایک قلعہ بنایا۔ اور جب صوبیدار لاہور کے نائب خواجہ عبید نے اس پر حملہ کیا۔ تو خواجہ ناکام واپس آیا۔ اور لاہور کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو بیٹھا۔ زین خاں صوبہ سرہند نے سکھوں کا مقابلہ زیادہ خوش اسلوبی سے کیا۔ کیونکہ بھنگن خاں نواب مالیر کوٹلہ بھی اس کی پشت پر تھا سکھوں نے نواب مالیر کوٹلہ کے علاقے کو تہ و بالا کر ڈالا۔ رائیکوٹ۔ ہلوارہ۔ اور مشہور جو راجپوتوں کے مشہور دیہات تھے۔ وہ بھی ان کی دست برد سے نہ بچے۔ اس لئے احمد شاہ ابدالی نے چھٹی دفعہ پھر پنجاب پر حملہ کیا۔ تاکہ سکھوں کو قرار واقعی سزا دے۔ چنانچہ ۱۷۶۲ء میں وہ لاہور تک آپہنچا۔ سکھوں کو افغانوں کی شکست کھلے میدان میں آ کر شکست دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس لئے وہ ستلج سے پار اتر کر جنگلوں میں چلے گئے۔ اور زین خاں اور بھنگن خاں کے علاقوں کو پامال کرتے گئے۔ لیکن شاہ ابدالی دن رات کوچ کرتا ہوا سرہند پہنچ گیا۔ اور سکھوں کو گجروال ضلع لدھیانہ کے مقام پر جا پکڑا۔ سکھوں نے ابدالی کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی کہتے ہیں۔ کہ سکھوں کے کم از کم بارہ ہزار آدمی اس لڑائی میں کام آئے۔ بعض نے پچیس ہزار تک بھی لکھا ہے۔ قیدی جو افغانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں سردار آلا سنگھ بھی تھا۔ اس کی شکل و شباہت اور مردانہ خوبیوں کو دیکھکر شاہ ابدالی خوش ہوا۔ اور اسے پٹیالہ کا راجہ مقرر کر دیا لاہور کا صوبیدار راجہ کابلی مل کو مقرر کیا جسکی سفارش نواب نجیب الدولہ نے کی تھی۔ مگر اگلے ہی سال سکھوں نے قصور پر حملہ کیا۔ جو پٹھانوں کا ایک مشہور شہر تھا۔ اور بھنگن خاں نواب مالیر کوٹلہ کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر انہوں نے چالیس ہزار کی تعداد میں سرہند پر حملہ کیا۔ نواب زین خاں مقابلے میں مارا گیا۔ سکھوں نے سرہند پر قبضہ کر کے اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور ہر جگہ سکھ قابض ہو گئے۔ اور عملی طور پر یہ صوبہ افغانوں کے قبضے سے نکل گیا۔

احمد شاہ ابدالی نے پھر پنجاب پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ اسکے اپنے ہی ملک میں بغاوت کے آثار نمایاں تھے۔ اس لئے اسی بات پر اکتفا کی گئی کہ سردار آلا سنگھ راجہ پٹیالہ کو افغانوں کی طرف سے سرہند کا صوبیدار تسلیم کر لیا جائے۔ شاہ کے واپس جاتے ہی سکھوں نے کابلی مل کو لاہور سے نکال دیا۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اب سکھوں کے حوصلے پہلے سے بہت بڑھ گئے۔ مختلف سرداروں نے جہلم تک کا علاقہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور سکھوں کی بارہ مثلیں بن گئیں۔ ہر ایک مثل ایک ایک سردار کے ماتحت تھی۔ اور جتنا علاقہ کوئی سردار دبا سکا۔ اتنا دبا کر بیٹھ گیا۔ ان مثلوں کا حال آئندہ مضمون میں درج ہوگا۔ (باقی دارد)

نور آپ سے کیا چاہتا ہے

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اسکے معترف ہیں۔ لہذا اسکی توسیع اشاعت کے لئے آپ کو خاص توجہ سے کام لینا چاہیئے۔ اگر اور نہیں تو کم از کم ہر ایک دوست ایک ایک خریدار ضرور عنایت کرے۔ نور کی جس قدر زیادہ اشاعت ہوگی غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے اسی قدر زیادہ دروازہ وسیع ہوگا۔

مسلمانوں کا افلاس اور بے روزگاری

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نور مورخہ ۲۲ جون)

لیکن کسی حالت میں ہمیں یہ امر نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ ایک عارضی کامیابی ہے، خیالات و حالات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی۔ کیونکہ تحریک آزادی کو جس چیز سے سب سے زیادہ مدد ملی۔ وہ ہندوستان کی اقتصادی ابتری ہے۔ جو بدستور موجود ہے۔ لہذا جب تک حکومت مرض کی صحیح تشخیص کر کے اصلی علاج کی طرف متوجہ نہ ہوگی۔ ملک میں مستقل طریقے سے امن قائم نہ ہوگا۔ بحالت موجودہ ہندو مسلمان کا مسئلہ اس قدر سیاسی نہیں ہے۔ جس قدر کہ اقتصادی اور اگر غور کیجئے تو ہندو مسلمانوں کی جنگ بھی بڑی حد تک اقتصادی ہے۔ یعنی یہ زیادہ تر "روٹی کی جنگ" ہے۔ اب ہندو و مسلم اخبارات میں بار بار بڑی بڑی سرخیوں کے ذیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ بلند شہر میں ہندو راج" یا انبالہ میں مسلم راج" پھر اس قسم کے مضامین کے ذیل میں اس ضلع کے سرکاری عہدہ داروں اور ملازموں کی فہرست دی جاتی ہے۔ اب اگر مسلمان ملازمین زیادہ ہیں تو اس ضلع میں "مسلم راج" ہے۔ اور اگر ہندو زیادہ ہیں۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ "ہندو راج" ہے۔ اس قسم کے مضامین کا مقصد ظاہر ہے کہ ہمارے ملک میں وسائل معاش محدود ہیں۔ ورنہ حصول ملازمت کے لئے اس طرح دیوانہ وار جدوجہد نہ کی جاتی۔ اور ایسی تنگ نظری کا اظہار نہ ہوتا۔ مگر بحالت موجودہ چونکہ ہندو مسلمان دونوں ملازمت کے لئے تعلیم پاتے ہیں۔ اس لئے جب تعلیم کے بعد ملازمت نہیں ملتی۔ تو نہ صرف حکومت سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دوسرے ہم وطن بھائیوں کو بھی حریف ملازمت سمجھ کر اپنا دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔ غرض ان مشکلات کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے درمیان ایک کشمکش جاری ہے۔ اور جب تک یہ حالات موجود ہیں جاری رہے گی۔

KHILAFAT LIBRARY

(۸)

ہم نے موجودہ تعلیم کے ناکام نتائج پر بحث کرتے ہوئے ایک سے زیادہ مرتبہ تفصیلاً عرض کیا ہے۔ کہ موجودہ تحریک انقلاب میں بڑا ہاتھ اُن تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ہے جو زندگی کی اُس جد و جہد میں جو حصول معاش کے متعلق تھی۔ ناکام ہو کر بحالت مایوسی آخر کار انقلاب پسند ہو گئے اس کی تصدیق حکومت کے جلیل القدر ذمہ وار ارکان اور دوسرے سربرآوردہ لوگوں کے بیانات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ابھی حال میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے ایوانہائے تجارت کی مشترکہ انجمن کے سامنے کلکتہ میں جو تقریر کی ہے اُس میں ہندوستان کی اقتصادی حالت پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ وہ مزدوروں کی حالت پر بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"دوسری جماعت جس کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جماعت ہے۔ آج سینکڑوں بلکہ ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان ایسے ہیں۔ جو بالکل بیکار ہیں۔ اور ہمیں اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ کہ ان ہی میں سے چند نوجوان ان لوگوں کے لئے کارآمد زمین تیار کرتے ہیں۔ جو تشدد پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

یہ کہدینا آسان ہے۔ کہ اس مرض کا علاج سوشل معاشرتی نظام یا اگر ضرورت پڑے۔ تو مذہبی نظام میں تبدیلی کر کے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ میں آپ لوگوں کو جو کارخانہ دار ہیں۔ اور خاص کر برطانوی لوگوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ آپ لوگ بیکار نوجوان ہندوستانیوں کے لئے کام مہیا کریں"

اس تقریر میں وائسرائے نے صراحتاً تسلیم کیا ہے۔ کہ ملک میں ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان ایسے موجود ہیں۔ جو محض بیکار ہیں۔ اور یہ کہ اس بیکاری کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ تشدد پسند جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وائسرائے نے مرض کی صحیح تشخیص تو کر لی۔ لیکن خود حکومت کی طرف سے اس کا کوئی علاج نہیں تجویز کیا ورنہ مستقبل قریب میں ہندوستان کی اقتصادی حالت سنبھلنے کے متعلق کوئی امید ظاہر کی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ:-

"گزشتہ سال تمام دنیا کی اقتصادی حالت بہت نازک رہی ہے۔ اور جب تک دنیا کی صورت حالات بہتر نہ ہوگی۔ اُس وقت تک ہندوستان کی اقتصادی صورت حالات کا بہتر ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے جس کی فارغ البالی اس کی زراعتی پیداوار پر منحصر ہے"

بے شبہ ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے۔ لیکن اگر حکومت توجہ کرے۔ تو وہ ایک صنعتی ملک بن سکتا ہے۔ اور کم از کم اتنا تو ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بیرونی مصنوعات سے بے نیاز ہو کر اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ بیکاری کا مسئلہ اور ممالک میں بھی مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ لیکن وہاں حکومتیں اس کے حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مثلاً آج کل مصر میں بھی تعلیم یافتہ بے کار نوجوانوں کی معاش کا مسئلہ زیر توجہ ہے۔ لیکن وہاں حکومت نے ایسے کارخانے قائم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جہاں ان نوجوانوں کی خدمات سے فائدہ اُٹھایا جائے گا۔ ہندوستان میں بھی حکومت کو اس طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

(۹)

ابھی چند روز ہوئے پنجاب یونیورسٹی کے جلسہ سالانہ میں **سر شادی لال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ** نے بھی حکومت کو سنجیدہ الفاظ میں متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ اس طرف توجہ کرے۔ وہ کہتے ہیں:-

"اقتصادی بے اطمینانی سیاسی بے اطمینانی کی راہ دکھاتی ہے۔ اور پھر سیاسی بے اطمینانی کے بعد دوسرا اقدام **سیاسی جرم کا ارتکاب** ہی ہے۔ جبکہ قانون کو اصلی جرم کی سزا دینے کے لئے آسانی کے ساتھ محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ تدبر کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ تمام تدابیر اختیار کی جائیں جن سے سیاسی جرم کے امکان ہی کا سدباب ہو جائے۔ اور سیاسی بے اطمینانی کے اصلی اسباب و علل ختم کر دیئے جائیں، یہ ایک تعمیری کام ہے۔ اسی طرح جس طرح بے آرام و بے اطمینان افراد کی دلجوئی اور تسلی کی جاتی ہے۔ جب ایسا کیا جائیگا۔ تو وہ سیاسی جرائم جو اقتصادی وجوہ کی بنا پر وجود میں آتے ہیں گھٹتے جائیں گے۔ اور ہندوستان اس قابل ہوتا جائیگا۔ کہ امن و خوشحالی کی ایک جدید راہ پر آگے بڑھے"

اس تقریر سے واضح ہے۔ کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیکاری **سیاسی جرائم** کے ارتکاب پر آمادہ کرتی ہے۔ برطانوی ہند کے علاوہ اب ہندوستانی ریاستوں میں بھی نوجوانوں کی بیکاری کا معاملہ مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ دسمبر میں مہاراجہ سر کشن پرشاد چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی نے عثمانیہ کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر جس میں تمام اکابر و اعیان حکومت جمع تھے بحیثیت صدر جو تقریر کی اُس میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیکاری کے مسئلہ پر بھی توجہ فرمائی۔ اور کالج کی گذشتہ کارگذاری پر اظہار اطمینان کے بعد یہ خیال ظاہر فرمایا کہ:-

"وہ (مہاراجہ) طلبہ کو تعلیمی قرضے دیکر غیر ممالک میں تعلیم کے لئے بھیجنے کے حامی نہیں ہیں! اس لئے ضرورت ہے۔ کہ نہ صرف ایسے قرضوں کو کم کیا جائے۔ بلکہ اس طرز عمل کو ختم کر دیا جائے"

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ انہیں یونیورسٹی کے گریجویٹوں کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیلات سے مطلع کیا جائے۔

(۱) ڈگری حاصل کرنے کے بعد اُن کا پیشہ؛

(۲) ان میں کتنے ملازم ہو چکے ہیں۔ اور کتنے بیکار ہیں۔

(۳) ان میں سے کتنے اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔ اور کتنے شہر میں روزگار ملنے کے منتظر ہیں۔

مہاراجہ نے فرمایا۔ امید ہے۔ کہ رجسٹرار انہیں مطلوبہ اعداد سے مطلع فرمائیں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اس کی ضرورت ہے۔ کہ یونیورسٹی بورڈ کے ارکان میں سے ایک ملازمتوں کی سنڈیکیٹ مقرر کی جائے۔ جو گریجویٹوں کے مفاد کی نگہداشت کرے۔ اور اس کا ایک فرض اُن کو روزگار دلانے میں امداد کرنا ہو۔

اس تقریر سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس وقت نوجوانوں کی بیکاری کا معاملہ تمام ملک میں اضطراب کا باعث اور سب سے زیادہ لائق توجہ ہے۔ نیز اس مسئلہ کی اہمیت مسلم و معروف

KHILAFAT LIBRARY

اقتصادی حیثیت سے ۔ بلکہ وہ سیاسی نقطۂ نظر سے بھی اہمیت رکھتا ہے ۔ مگر بغیر حکومت کے تعاون اور خاص توجہ کے اس مشکل سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے ۔ ہر ملک میں ہمیشہ سے حکومت کا یہ فرض رہا ہے ۔ کہ وہ بے کاروں کیلئے کام بہم پہنچائے ۔ تاکہ ملک مطمئن ، پرامن ۔ اور خوش حال ہو اور گورنمنٹ کے خلاف معاندانہ جذبات نہ پیدا ہوں ۔

چونکہ مسلمانوں کے افلاس کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ، اس لئے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے آئندہ اجلاس میرٹھ میں بھی اس کے متعلق ایک خاص رپورٹ پیش کی جائیگی ۔ اور ایک وقت کا اجلاس اس پر بحث کرنے کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا ۔ وہ اصحاب جو مسلمانوں کی فلاح سے دلچسپی رکھتے ہیں یا اس مسئلہ پر کوئی معقول یا مناسب رائے دے سکتے ہیں ۔ اجلاس میں شریک ہو کر اس بحث میں حصہ لیں ؛

ہندو دھرم کی تبلیغ کا انوکھا طریق

آریہ سماج کے ایک مبلغ پنڈت رام چندر ہیں ۔ جن کی نسبت عام طور پر سنا جاتا ہے ۔ کہ وہ اپنی تقریروں میں مذہب اسلام کے متعلق نہایت غلیظ اور حد درجہ دل آزار باتیں کہتے رہتے ہیں ۔ پچھلے دنوں وہ حیدر آباد میں تقریریں کر رہے تھے جن سے شدید فرقہ وار جھگڑے پیدا ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا ۔ اس وجہ سے ان کے خلاف مقدمہ چلایا گیا ۔

کوئی حکومت کسی شخص کو مذہب کی اشاعت سے نہیں روک سکتی ۔ لیکن مذہب کی اشاعت کا یہ طریقہ نہیں ۔ کہ دوسروں کے مذاہب پر تہمتیں تراشی جائیں ۔ دل آزار باتیں کہی جائیں ۔ جھوٹ باندھے جائیں ۔ دروغ بافیاں کی جائیں ۔ اور عوام کے لئے اشتعال کا سامان مہیا کیا جائے ۔ لیکن "ٹربیون" نے ان حقائق سے بالکل بے پروا ہو کر اسے مذہبی آزادی میں مداخلت قرار دے دیا ہے ۔ اور کہدیا ہے ۔ کہ حکومت آصفیہ کے اس اقدام پر تمام صحیح الخیال آدمیوں کو صدمہ ہوگا ۔ لیکن گذارش یہ ہے

کہ کیا ان صحیح الخیال آدمیوں کے نزدیک ہندو دھرم کی تبلیغ کا صحیح طریقہ یہی ہے ۔ کہ دوسرے مذاہب پر دل آزار حملے کئے جائیں ؟ کیا "ٹربیون" نے پنڈت رام چندر کی حمایت میں اس تیزی اور سرگرمی سے پہلے اپنی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ سوچا تھا ۔ کہ مقدمہ کس بنا پر چلایا گیا ہے ؟ آیا اس کی بنا محض تبلیغ ہے یا تبلیغ کا نہایت درجہ غلط اور اشتعال انگیز طریقہ ہے ؟ پھر یہی ٹربیون ہے ۔ جس کے سامنے اجودھیا کے شریر مفسد اور بدمعاش بیراگیوں نے مذبح میں گائے ذبح کرنے پر مسلمانوں کو قتل کیا ۔ اُن کے گھروں کو آگ لگائی ۔ اور اُن کی مسجدیں شہید کیں ۔ مگر مذہبی آزادی کے اس داعیٔ اعظم کی زبان قلم سے ان بیراگیوں کے لئے ایک کلمہ مذمت بھی نہ نکلا ۔ بہار میں پچھلے دنوں دو مرتبہ ذبح گاؤ پر ہندوؤں نے فساد کھڑا کیا ۔ اور مسلمانوں پر حملے ہوئے ۔ یہ تو مذہبی تبلیغ بھی نہ تھی ۔ بلکہ اپنے مذہب کے اصول پر عمل تھا ۔ گائے ہندوؤں کے لئے مقدس ہوگی ۔ مسلمانوں کے لئے حلال و طیب ہے ۔ اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے ۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں ۔ کہ وہ گائے کو حسب دلخواہ ذبح نہ کریں ۔ لیکن "ٹربیون" کی مذہبی آزادی اس وقت فوراً جوش میں آگئی ۔ جبکہ ایک بدزبان ہندو کے حق تبلیغ پر نہیں ۔ بلکہ دلآزار طرز تبلیغ پر مقدمہ چلایا گیا ۔ اور کافی شہادت فراہم ہونے پر مقدمہ چلایا گیا ۔

ہندو سبھا "ٹربیون" سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئی ہے ۔ اور اس نے لکھا ہے ۔ کہ پنڈت رامچندر کے خلاف یا تو الزامات واپس لے لئے جائیں ۔ یا ان کے خلاف مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک غیر جانبدار سپیشل ٹربیونل مقرر کیا جائے ۔ گویا حکومت نظام پنڈت رامچندر کے متعلق اپنے تمام فرائض و واجبات سے دست کش ہو جائے ۔ کیا آج تک ہندو ریاستوں میں یہی ہوتا رہا ہے ۔ کہ جہاں کسی کے خلاف مروجہ قوانین کی بنا پر مقدمہ چلا ۔ وہیں غیر جانبدار ٹربیونل باہر سے بلایا گیا ۔ کشمیر ۔ الور ، وغیرہ ہیں ۔ یہی دستور چلا آتا ہے ؟ ہندو سبھا کو اس روش و ذہنیت پر شرم آنی چاہیئے ۔ دنیا کی کوئی حکومت محض اس لئے اپنے مروجہ قوانین کے عمل و نفاذ کے عام طریقے نہیں بدل سکتی ۔ کہ ملزم ایک آریہ سماجی مبلغ ہے ؛ (انقلاب)

اسلامی ممالک کے رقبے

ذیل میں اسلامی حکومتوں کے مختصر جغرافیائی حالات درج کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ آئندہ اسلامی دنیا کے متعلق جو مضامین شائع ہوں ۔ ان کے سمجھنے میں قارئین کرام کو آسانی ہو ۔

ترکی رقبہ ۴ لاکھ دس ہزار مربع میل آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ۔ آبادی فی مربع میل ۳۳ ۔ طرز حکومت جمہوری ۔ دار الحکومت انگورہ ۔ دار الحکومت کی آبادی ۷ لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۹۰ لاکھ پونڈ ۔ موجودہ حکمران مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ؛

ایران رقبہ ۶ لاکھ تیس ہزار مربع میل ۔ آبادی ایک کروڑ آبادی فی مربع میل ۱۶ ۔ طرز حکومت شخصی دار السلطنت طہران ۔ دار الحکومت کی آبادی ۲ لاکھ دس ہزار ۔ سالانہ آمدنی ۶۰ لاکھ پونڈ ۔ موجودہ حکمران رضا شاہ پہلوی ؛

مصر رقبہ تین لاکھ ۶۰ ہزار مربع میل ۔ آبادی ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ۔ آبادی فی مربع میل ۳۰ ۔ طرز حکومت پارلیمنٹری دار السلطنت قاہرہ ۔ دار الخلافہ کی آبادی ۱۰½ لاکھ ۔ سالانہ آمدنی ۳ کروڑ ۴ لاکھ پونڈ ۔ موجودہ حکمران شاہ فواد ؛

نجد رقبہ دس لاکھ مربع میل ۔ آبادی ۲۰ لاکھ ۔ آبادی فی مربع میل ۲ ۔ طرز حکومت شخصی ، صدر مقام ریاض دار الخلافہ کی آبادی ۸ ہزار ۔ سالانہ آمدنی ۱۰ لاکھ پونڈ ۔ موجودہ حکمران ابن سعود ؛

عراق رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میل ۔ آبادی فی مربع میل ۲۰ ۔ طرز حکومت شخصی آئینی ۔ دار السلطنت بغداد دار الخلافہ کی آبادی ایک لاکھ ستر ہزار ۔ سالانہ آمدنی ۴۰ لاکھ پونڈ ۔ موجودہ حکمران شاہ غازی ؛

یمن رقبہ ۴۷ ہزار مربع میل ۔ آبادی ۳۵ لاکھ ۔ آبادی فی مربع میل ۷ ۔ طرز حکومت شخصی دار الصدر کی آبادی ۴۰ ہزار ۔ موجودہ حکمران امام یحیٰ ؛

عمان رقبہ ۸۲ ہزار مربع میل ۔ آبادی ۵½ لاکھ آبادی فی مربع میل ۶ ۔ طرز حکومت شخصی ۔ دار السلطنت

کی آبادی ۲۳ ہزار۔ دارالخلافہ مسقط۔ موجودہ حکمران تیمور سلطان

افغانستان رقبہ ۳ لاکھ ۵۴ ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ۔ سالانہ آمدنی ۱۵ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ ظاہر خاں۔

مذکورہ بالا حکومتوں کے علاوہ شمالی افریقہ میں مراکش الجزائر۔ ٹیونس۔ یہ تین بڑی حکومتیں ہیں۔ جن میں سے اوّل الذکر کا رقبہ یورپ کی بڑی سلطنتوں سے زیادہ ہے آبادی کا اندازہ بھی ایک کروڑ تک لگایا جاتا ہے۔ لیکن مراکش اور دوسرے ہمسایہ ملک الجزائر اور ٹیونس ایک عرصہ سے فرانس کے زیر اقتدار ہیں۔ اور اگرچہ ملکی حکمران وہاں موجود ہیں۔ لیکن اصلی حکومت فرانس ہی کی ہے۔ شمالی افریقہ میں ایک وسیع ملک طرابلس الغرب ہے۔ جس کے تمام ساحلی علاقہ پر اٹلی کا تسلط ہو چکا ہے۔ اور وہ اندرونی علاقہ میں بھی بتدریج وسعت دے رہی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

بابا کھڑک سنگھ جی سے سوال

(از ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول سیالکوٹ)

میرے کرمفرما جناب سردار کھڑک سنگھ صاحب! آپ سکھ قوم کے مسلم لیڈر ہیں۔ اور اپنی قوم پر آپ کا بڑا اثر اور اقتدار ہے۔ اس اثر اور اقتدار نے آپ پر ایک بھاری ذمہ واری عائد کر دی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ آپ اس قوم کو باوا نانک صاحب کے اصلی مذہب کی طرف لائیں۔ اور ان کو دوسری قوموں سے زیادتی کرنے سے روکیں۔ ہم لوگ باوا نانک کو ولی اللہ پکے خدا پرست موحد سمجھتے ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کی صنم پرستی گاؤ پرستی اور پیپل پرستی سے سخت بیزار تھے اور انہوں نے اپنی ساری عمر شرک اور توہم پرستی سے جنگ کرنے میں گذاری۔ اگر باوا جی کے متعلق یہ خیال درست ہے جو اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ تو پھر یہ کیا ظلم ہے کہ آج کل کے سکھ آپ جیسے روشن خیال لیڈروں کی موجودگی میں ہندوؤں کی اکساہٹ سے گاؤ پرستی کے حامی بنکر مسلمانوں کی جانیں لینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں مسلمان تھوڑے اور کمزور ہیں۔ اور یہ کیا اندھیر ہے کہ اگر راستہ کھلا کرنے کی غرض سے پیپل کے درخت کی چند شاخیں کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے۔ تو سکھ ہی ہزاروں کی تعداد میں مسلح ہو کر فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

میں آپ سے بحیثیت ایک قدیمی نیاز مند ہونیکے سوال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ کیا سکھوں نے اپنے مذہب میں تبدیلی کر لی ہے۔ اور گائے اور پیپل وغیرہ کی رکھشا انکے مذہب میں داخل ہو گئی ہے۔ لیکن اگر گائے اور پیپل کی پرستش سکھوں کے مذہب کا جز نہیں۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ آپ نے سکھوں کی قوم کے سب سے بڑے لیڈر ہونے کی حیثیت سے اس بارے میں اب تک کیا قدم اٹھایا ہے۔ کیا آپ نے سکھوں کو ان کے ان افعال پر علانیہ ملامت کی ہے۔ اور ان کو گاؤ پرستی اور پیپل پرستی کی حمایت سے بذریعہ اعلان روکا ہے۔ اگر آپ نے اپنا یہ فرض ادا کیا ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ صرف میرے نام اس اعلان کی ایک کاپی بھیج دیں۔ لیکن اگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ اس بارے میں اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کر کے اپنی امن پسندی اور لیڈری کی اہلیت کا ثبوت دیں گے۔

میں نے یہ عریضہ لکھنے کی اس لئے جرأت کی ہے۔ کہ مسلمان سکھوں کی زیادتیوں سے تنگ آ گئے ہیں۔ جن گاؤں میں مسلمان کمزور ہوں، وہاں یہ لوگ مسلمانوں کو اذان نہیں کہنے دیتے۔ اور دیگر طرح طرح کے ظلم ان پر کرتے ہیں۔ اس وقت تک مسلمانوں نے ہر جگہ صبر اور ضبط سے کام لیا ہے۔ لیکن اب بعض زیادہ حساس نوجوانوں کو خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ ان لوگوں کی زیادتیوں کی روک تھام کا بندوبست کرنا چاہیئے۔

اگر سکھوں کی قوم نے آپ کی رہنمائی سے اپنا رویہ نہ بدلا تو صورت حالات کے بہت خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں نے مجبوراً آپ کو توجہ دلائی ہے۔ کہ آپ اپنی قوم کو سمجھائیں۔ کہ وہ مسلمانوں سے خواہ مخواہ نہ الجھا کریں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ملک کے اندر فساد کے دروازے کھل جائیں۔

(ماخوذ)

ہندوستان میں تحریکات سیرت کی تنظیم کا صحیح وقت

(از جناب مولانا سید کشفی شاہ صاحب نظامی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک سراپا تعمیر و تنظیم ہے۔ مشہور عیسائی باسورتھ سمتھ لکھتا ہے کہ بہر سے اتفاق سے جو تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں تین چیزوں کے بانی ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک قوم کو منظم کیا۔ ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اپنے بعد ایک مذہب چھوڑا۔ اور اُمّی ہونے کے باوجود دنیا کو ایک ایسی کتاب دی۔ جو ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے اور قانون بھی۔ کتاب الدعا بھی ہے اور اشعار و نثر کا مجموعہ بھی۔ پیغمبر اسلام نے اس معجزے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور یہ واقعی ایک معجزہ ہے۔

مسلمانوں کو یوم النبی کے دن ثابت کر دینا چاہیئے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی بے مثال تعمیری اور تنظیمی کارناموں کے علمبردار ہیں۔

قوم سے ایک سوال

میں اُمت کے سامنے ایک سوال پیش کرتا ہوں۔ ہر ایک شہر کے مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ یوم النبی کے عدیم النظیر اتحاد و اجتماع اور جوش و خروش کا صحیح استعمال کیا ہے؟ کیا صرف بازاروں کا سجانا تکبیر کے نعرے لگانا اور نقارے اور نوبتیں بجانا اور تقریر سیرت کی چند تالیاں بانٹ دینا کافی ہے؟ کیا آپ کو یقین ہے۔ کہ سال کے بعد اتنا کرنے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم، سلطنت، مذہب اور کتاب زندہ ہو جائیں گے۔ اگر نہیں تو پھر یوم النبی کے قومی اتحاد اور ملی جوش کو اس طرح استعمال کیجیئے۔ کہ یہ مقاصد بار آور ہو جائیں۔

KHILAFAT LIBRARY

یوم النبی کے جلسے جلوس مقصد نہیں ہیں۔ بلکہ حصول مقصد کا ذریعہ ہیں۔ اصل مقصد یہ ہے۔ کہ نوع انسان کو اسوۂ حسنہ نبوی کی اشاعت و اطاعت کے راستے پر ڈال دیا جائے۔ بس یہ ایک مقصد زندگی بھر کے مقاصد پر حاوی ہے۔ یہ کائنات ہے ؛

یوم النبی کا نفسیاتی اثر

آپ یوم النبی کی تقریب پر ہر شہر میں تین چیزیں دیکھیں گے (۱) تمام قوم رسول اللہ کے احترام میں بلا تفریق ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگی (۲) ہر ایک دل پر عشق نبوی کا جذبہ موجزن ہوگا۔ (۳) تمام مسلمان اسلام کی عزت پر متفق اور اپنے محبوب نبی کے جذبات سے سرشار نظر آئیں گے ؛

قوم کی یہ وہ مخصوص حالت ہے۔ کہ اگر اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ تو ایک دن میں انقلاب آسکتا ہے قوم اپنے اصلی مقام پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ یعنی اصلاح عالم کے مقام پر جسے قرآن حکیم نے "امتہ وسطیٰ" کی واحد امتیازی خصوصیت قرار دیا ہے ؛

ہر مقام پر کمیٹیاں بنائی ہیں

میں آیندہ یوم النبی کے لئے چند عملی چیزیں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ امت محمدیہ کی سب سے پہلی ضرورت نظام ہے۔ ایسا نظام جو اسوۂ حسنہ نبوی کی عالمگیر اطاعت واشاعت کا علمبردار ہو۔ اور مسلمانوں کو عملی طور پر اصلاح عالم کے مقام پر کھڑا کر دے۔ اس مقصد کے لئے میری پُر زور اپیل ہے۔ کہ اس سال تمام ملک میں سیرت کمیٹیوں کے نظام کو مکمل کر دیا جائے۔ ہندوستان کے ہر ایک ضلع میں ذمہ دار اور سنجیدہ مسلمان جمع ہوں۔ اور مضبوط ترین سیرت کمیٹیاں بنائی جائیں۔ ایسی کمیٹیاں جو سال کے بعد صرف ایک جلوس اور جلسے کی نمائش پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ سیرت کمیٹی پٹی کی طرح سال بھر تک اپنے اپنے حلقے میں اشاعت سیرت، وخدمت خطبات۔ تنظیم مساجد۔ تبلیغ قرآن۔ اصلاح امت اور اشاعت دین کی لگاتار کوشش کرتی رہیں۔ تمام ضلع کمیٹیوں کو سیرت کمیٹی پٹی سے ملحق کر دیا جائے۔ اس الحاق سے ہماری مراد صرف وحدت عمل ہے۔ یعنی ایک پروگرام ہو۔ اور تمام ملک کی سیرت کمیٹیاں اُسے اپنے اپنے حلقہ عمل میں انجام دیں۔ یوم النبی پر ہر ایک شہر میں کمیٹی کے قیام کا بہت اچھی طرح اعلان کر دیا جائے۔

یوم النبی کا جلوس کیسا ہو؟

سیرت کمیٹیوں کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ یوم النبیؐ کو سادگی کے ساتھ منائیں۔ گتکہ۔ بنوٹ۔ باجا۔ آتشبازی۔ چراغاں کے بغیر بالکل سادہ جلوس نکالے جائیں۔ رضا کاروں کی تنظیم کا یوم النبیؐ سے بہتر کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا۔ ضلع کمیٹیاں دیہات میں اعلان کر دیں۔ کہ ہر گاؤں سے رضا کاروں کے دستے اپنے اپنے جھنڈوں اور نعت خوانوں کے ساتھ جلوس میں شامل ہوں دیہاتی جتھوں کو ایک دن مرکز میں رکھ کر اُن کی مستقل حد بندی کر دی جائے۔ جلوس کی نظمیں دیکھ لی جائیں۔ وہ صحیح اور زندہ ہوں۔ اور کسی پہلو سے بھی منافرت انگیز نہ ہوں۔ جلوس کے جھنڈوں پر مختلف زبانوں میں ایسی آیات واحادیث معہ ترجمہ لکھی جائیں۔ جن سے اسلامی اصولوں کی عالمگیری ظاہر ہو۔ مثلاً الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن عیالہ۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ وانکحو الایامی وغیرہ وغیرہ ؛

سیرت کے جلسے کیسے ہوں؟

جلسہ ہائے سیرت کی اشتہارات تمام اقوام کے مشترکہ دستخطوں سے شایع کئے جائیں۔ مہاتما گاندھی، ٹیگور۔ برنرڈ شا۔ سروجنی نائیڈو وغیرہ کے خیالات جو انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق ظاہر کئے ہیں دو ورقہ پر چھاپ کر مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کئے جائیں۔ تاکہ دنیا میں اسلام کی بڑائی ظاہر ہو۔ اور غیر مسلم اصحاب کے دل مطالعہ اسلام اور شمولیت جلسہ کی طرف راغب ہوں۔ تمام اقوام کے مذہبی پیشوا، حکام، لیڈر، عوام سب کو کوشش کر کے احترام کے ساتھ جلسوں میں دعوت دی جائے۔ اور تقریریں کرائی جائیں۔ جلسوں کی تمام تقریریں اور نصیحتیں صحیح روایات پر مبنی ہوں۔ اور بڑے اہتمام سے تیار کی جائیں۔ ایک بہت ضروری بات یہ ہے۔ کہ غیر مسلم اصحاب کی تقریریں پوری احتیاط سے خود لکھ کر یا ان سے لکھوا کر سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور کو بھیج دی جائیں ؛

تقریر سیرت کی مفت تقسیم

سیرت کمیٹی پٹی نے اردو، ہندی، گورمکھی، انگریزی پشتو۔ فارسی۔ عربی سات زبانوں میں سیرت نبوی کی دس تقریریں شایع کرائی ہیں۔ مولانا الیاس برنی کی تقریر کی قیمت ۰۰ا روپیہ فی ہزار ہے۔ باقی تمام تقریروں کی قیمت محصولڈاک کے علاوہ ۵ روپیہ فی ہزار ۶ روپیہ فی سینکڑہ مقرر کی گئی ہے یہ تقریریں ایک شہر میں مفت تقسیم کی جائیں۔ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ سیرت کمیٹی، اپنے کام میں کسی قسم کا پبلک چندہ قبول نہیں کرتی۔ اگر آپ کمیٹی کے کام کو پسند کرتے ہیں۔ تو اسکی مالی امداد کی واحد صورت یہ ہے۔ کہ آپ تقریر سیرت کی مفت تقسیم میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ وما علینا الا البلاغ

بزرگوں کے اقوال

جس طرح دریا اپنا پانی نہیں پیتا۔ اور درخت اپنا پھل خود نہیں کھاتا۔ اسی طرح نیک آدمیوں کی کمائی بھی اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کے کام آتی ہے ؛

پانی دریا میں بھی بہتا ہے اور نالیوں میں بھی۔ مگر دریا کا پانی اچھی صحبت کے اثر سے پینے کے قابل ہوتا ہے۔ اور نالی کا پانی بُری صحبت کی تاثیر سے نفرت کے لائق۔

انسان درحقیقت ایک پھول ہے۔ اس نے یا تو لوگوں کی پیشانیوں پر جگہ پائی یا جنگل میں کھلا اور مرجھا گیا۔

بے لوث انسانی خدمت اور اچھے کاموں میں خرچ کی ہوئی دولت غیر فانی ہے۔ بہت سی اخلاقی خوبیاں جھونپڑیوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر محلات میں نہیں ؛

طاقت کمزوروں کو کچلنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کو سہارا دینے کے لئے استعمال کرنی چاہیئے۔

صرف تمہاری اپنی ذات ہی تمہارے آرام یا تکلیف کا باعث ہے۔ جہالت خدا کا غضب ہے۔

کسی آدمی کی گفتگو اس کے عقل وادراک کی فہرست ہوتی ہے۔ ایک گناہ بہت سی نیکیوں کو چھپا دیتا ہے۔ لیکن بہت سی ... نیکیاں ایک گناہ کو نہیں چھپا سکتیں

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی ۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا ۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں ۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے ۔ لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کا ترجمہ پڑھنے سے نصیب ہوا ۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا ۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں ۔ آپ نے ایسا عمدہ سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے ۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے ۔ خواہ کسی کتاب سے ملے مجھے یقین واثق ہے ۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا ۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں ۔ دور ہو جائیں گی ۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے ۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ بھیجا ۔ جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے ۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں :۔ کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا ۔ لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی ۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے ۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں ۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے ۔ اور اسلام کی بڑی خدمت بجا لائے ہیں ۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار پولیٹیکل افسر سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ :۔ اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت نہیں مل سکتی ۔ کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیۃً پڑھ سکوں ۔ تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں ۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے ۔ گویا سراسر واحدانیت ہی ٹپکتی ہے ۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں ۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں ۔ مثلاً لفظ "انشاء اللہ" کو لیجیئے ۔ اس کے معنے ہیں ۔ کہ اگر اللہ کو منظور ہے ۔ تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے ۔ جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر بھی چڑھ گیا ہے ۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پہ اعتراض کیا کرتے ہیں ۔ کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے ۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے ۔ تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے ۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کا کوئی جواب نہیں ملتا ۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے ۔ کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو ۔ تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے ۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے ؟

اس کے بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں ۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے ۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے ۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے ۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں ۔ کیا خوبی ہے ۔ کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے ۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو ۔ اور کرنے والا الشیخ محمد یوسف ہو ۔ تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہو گی ۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے ۔ جو سونے پر سہاگہ ہے ۔ خداوند کرے ۔ کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں ۔ تاکہ مذہبی کش مکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو ۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی ۔ جو لوگ پہلے اذان سن کر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے ۔ تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں ۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں ۔ یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ آخیر تک اذان بھی سن سکیں گے ۔ مجھے یاد ہے ۔ کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا ۔ اس کے باہر ایک مسجد تھی ۔ جب اذان کا وقت ہوا ۔ تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی ۔ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں ۔ میں اس وقت گو بے سمجھ تھا ۔ مگر میں اس قدر سوچ سکتا تھا ۔ اور حیران تھا ۔ کہ اذان میں شاید ملا گالیاں نکالتا ہو گا ۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے ۔ جب میں نے ہوش سنبھالا ۔ اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا ۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ۔ خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم" ۔ اب شیخ صاحب کی مہربانی ۔ کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے ۔ اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی ۔ ہر ایک شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو ۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے ۔ اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے ۔ یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں ۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے ۔ اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے !!

جناب بیدار سنگھ صاحب گیانی (بی اے) فاضل سکھ مذہب
گورمکھی استاد ڈی اے وی ہائی سکول قادیان ۔ ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں ۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے ۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے ۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے ۔ جو گورمکھی دانوں کو عرصہ سے ضرورت تھی ۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر رسائی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے ۔ آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ رجسٹرڈ

جو جملہ امراضِ چشم کے لئے اکسیر ہے۔

ضعفِ بصر۔ ککرے۔ جلن، پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ گوہانجی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپکے موتی سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔“

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

جس نے ایکدفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہو گیا

اگر آپ کی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں دردسی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولتے قوّت رجولیّت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج ہی سے اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ نامرد کو مرد اور سرد کو جواں مرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ گردوں کو گرم اور قوی بنانے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط بنانے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکنے طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام۔ اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوئں کو واپس لانے۔ اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا حیات انسانی کے لئے نادر و نایاب تحفہ ہے۔

دل میں نئی امنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، اور دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا بس اسی کا ہی کام ہے مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے اکسیر ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں صرف پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ”مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز دل لے کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لے کر اسکو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ ”میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر نور صاحب والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت رفع ہو گئی۔ الحمد للہ! اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم، چہرہ پر بشاشت۔ اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں۔“

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لختِ جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔“

اکسیر اکبر

طاقت کی بے نظیر دوا جس کا اثر آخیر عمر تک رہتا ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء بھی شامل ہیں سونے کا کشتہ

KHILAFAT LIBRARY

کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ مختصر کوتاہ سترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے مابین جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ پرماتما انکی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے"۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر خانپور ریاست بہاولپور

سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادوہار (دنیا کی نجات) کے لئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق کیلئے تو خدا کا چشمہ فیض کھولدیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان" "سکھ مسلم اتحاد" "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (mean fact) (عین حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے ایڈیشن (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی اس کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کرکے ایک بہادر پکار دست بڑا کار خیر بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین"۔

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر کھوکھی

از ٹھٹھہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں۔ کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے۔ اور خون پسینہ ایک کرکے گورمکھی دانوں کے لئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے۔ کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ایسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"۔

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یارخاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "۔ کہ میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ مگر پدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کرسکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کار نمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے"۔

سردار گرودت سنگھ صاحب ریٹائرڈ پوسٹماسٹر سنگرور ریاست جیند

سے لکھتے ہیں۔ کہ :۔ کہ شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے۔ اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کرکے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"۔

مہنت وسادارام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور،

لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو انتیت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا"۔ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون سنگھ کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے"۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے۔ اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی پڑھنے والا ہی لگا سکتا ہے"۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے انک میں لکھتا ہے۔ کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کیساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے۔ اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے"۔ **نور**:۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ

صرف دو روپے (عہ)

یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز ۲۲×۲۶ صفحات ۸۲۸ کاغذ ٹی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے عہ علاوہ محصولڈاک ۴ ؍ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں بھی موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپکو بھی یہی بہترین سرمہ استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالٰے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اُسے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سُرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ: مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نہایت شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اُس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لے کر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اُس کا خط آیا میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنا شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت۔ جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کردیں"۔

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے خط سے بہت خوشی ہُوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اسکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچالیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے پر دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ ہمیلین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ بفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک بیس روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر بشیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں "کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔ "اکسیر اکبر" واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمایئے۔

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

KHILAFAT LIBRARY

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دُور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر سوتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبُوئے دہن کو دُور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آبِ حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النساء کے درد، قولنج کے درد، معدے کے درد، کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار ہیضہ، بدہضمی کے لئے مختصر کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیقِ زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل، اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے

سب بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

اکسیرِ معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ یا گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا، تنے، جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی، دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ، حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اوّل تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو۔ کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلّمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھُل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بڑی بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیرِ جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ چہرہ زرد۔ طبیعت سرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب نگھال۔ ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔!!

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

لگانے کی دوا

اکسیر البدن۔ اکسیر اکبر یا رفیق زندگی کے ساتھ اگر اس لگانیوالی دوا سے بیرونی مالش کی جائے۔ تو پھر کیا ہے سونے پر سہاگہ ہے۔ اور پٹھوں میں بے نظیر طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس نے

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا واحد اخبار

نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور قادیان

ہر ماہ کی ۶ و ۱۳ و ۲۰ و ۲۷ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲/-

" ششماہی " " ۱/۴

" سالانہ سرپرستوں سے ۳/-

" امراء " ۵/-

" ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

ایڈیٹر

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔

۲۔ غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔

۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا

۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

سردار محمد یوسف

جلد ۲۳ | اخبار نور قادیان دار الامان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۴

KHILAFAT LIBRARY

عالم اسلام کیلئے عظیم الشان خوشخبری

قرآن مجید کے ہندی ترجمے کا کام بہت حد تک مکمل ہو کر بوجہ روپے کے نہ ہونے سے رُک گیا تھا۔ مگر ۱۹ جون ۱۹۳۴ء کا روز سعید مجھے بہت دیر تک یاد رہیگا۔ جبکہ ایک عالی شان شخصیت جن کی ذات والاصفات نام و نمود سے بالاتر ہے کی طرف سے قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کی طبع کے لئے ایک ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم کی خوشخبری ملی۔ میں یہ بشارت پاتے ہی بے ساختہ سجدہ میں گر گیا اور بہت دیر تک خداوند قدوس کا شکریہ اور اس واجب الاحترام وجود کیلئے درد دل سے دعا کرتا رہا۔ اور مجھے اس وقت دعا کا وہ لطف آیا۔ کہ میری عمر میں ایسی گھڑیاں بہت ہی کم آتی ہوں گی۔ اور یہ اس لئے کہ قرآن پاک کا ہندی ترجمہ جس کی تکمیل کے لئے کئی سال خرچ آئے۔ اور جس کی ہندو دنیا کے لئے اشد ضرورت تھی۔ قریباً سب کام مکمل ہو کر صرف روپے کے نہ ہونے سے رک گیا تھا۔ الحمد للہ یہ روک بہت حد تک دور ہو گئی۔ اور اگر سچ پوچھو تو اس ترجمہ کی اشاعت کے ساتھ ہی بفضل ایزدی ہندو قوم میں تبلیغ کا دروازہ بھی کھل جائیگا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر جس نے میری محنت کو ٹھکانے لگایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

یہ صحیح ہے کہ میں اس کام کے رک جانے سے بہت گھبرا گیا تھا۔ مگر یہ میری غلطی تھی۔ لوگ ناولوں کا ترجمہ کرتے ہیں اور وہ کریم ان کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ تو کیا وہ رحیم و کریم میری اس محنت کو جو میں نے اس کے پیارے کلام کی اشاعت کے لئے کی ضائع کر سکتا تھا۔ ہرگز۔ ہرگز نہیں۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ یعنی اللہ کی رحمت سے کبھی بے امید نہ ہونا چاہئے۔ سچ ہے ــــــــ

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار ؎ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار

انشاء اللہ اب یہ ترجمہ جلد ہی طبع ہو کر مستحقین کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔ دوست دعا کریں۔ کہ یہ ہندی ترجمہ گورمکھی ترجمہ سے بھی بڑھ کر مقبول ہو۔ اور ہماری ہمسایہ ہندو قوم جو آج تک محض ہماری ہی غفلت سے پرماتما کے اس بہترین گیان و عرفان سے محروم تھی۔ وہ اس بابرکت کتاب کی بابرکت ہدایت سے مالا مال ہو۔ آمین۔ تاکید ہے کہ دوست اس مخیر وجود کے لئے جن کی توجہ عالیہ سے قرآن پاک کے ہندی ترجمہ کی طبع کے لئے راہ کھل گئی خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ اللہ کریم اس کار خیر کے لئے انہیں اجر عظیم دے۔ اور حسنات دارین سے مالا مال فرمائے۔

آمین

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرا نیا مکان

جب یہ پرچہ دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ امید ہے۔ کہ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس وقت تک اپنے نئے مکان میں ہوں گا۔ اگرچہ ہر ایک کو اپنے نئے مکان کی خوشی ہوتی ہے۔ مگر میرے لئے یہ خوشی ڈبل خوشی کا موجب ہے۔ کیونکہ میرا پہلا مکان مسجد بن رہا ہے۔ اور جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ ایک غریب کا گھر خدا کا گھر بن گیا۔ تو میری خوشی کی انتہا کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اور پھر مجھے اس لئے بھی خوشی ہے۔ کہ میری یہ قربانی انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کو بہت وسیع کر دیگی۔ کیونکہ میرا مکان مسجد اور ہندوؤں کے مکانات کے درمیان ٹھیک وہی پوزیشن رکھتا تھا۔ جو روس اور ہندوستان کے درمیان افغانستان کی پوزیشن ہے۔ یقیناً اس مکان کے مسجد بن جانے سے دوسرے مکانات انجمن کو جلد اور نسبتاً سستے مل جائیں گے۔ اور جمعہ کے روز بفضلِ ایزدی مسجد اقصےٰ میں نمازیوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد اگر اس قدر بھی اور وسیع ہو جائے۔ تو پھر بھی اور وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ جہاں میرا سابقہ مکان بہترین کار خیر کے لئے جا رہا ہے۔ وہاں میرا یہ نیا مکان الحمد للہ مکانیت کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔ اور موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں۔ سابقہ مکان کے صرف چھ کمرے تھے۔ جو میرے جیسے کثیر العیال کے لئے ناکافی تھے۔ مگر پھر بھی مجھے اس مکان سے غیر معمولی انس تھا۔ کیونکہ جب میں اس مکان میں آیا۔ تو اس وقت میں دو بچوں کا باپ تھا اب نو کا۔ اس وقت میں صرف چار کتابوں کا مصنف تھا۔ اب چھتیس کا۔ اور فرقان حمید کے گورمکھی و ہندی تراجم علاوہ۔ مگر مسجد کی ضرورت مقدم تھی۔ اور میرے لئے یہی واجب تھا۔ کہ میں اس قربانی کو بخوشی قبول کرتا۔ اور الحمد للہ خداوند تعالیٰ نے میری اس قربانی کو قبول فرمایا۔ میرا یہ نیا مکان حقیقی معنوں میں نعم البدل ہے۔ اور میرا یہ جدید مکان الحمد للہ سترہ کمروں سے بھی زیادہ مکانیت لئے ہوئے ہے۔ سابقہ مکان میں جب کوئی مہمان آتا تھا۔ تو بوجہ تنگی جگہ مہمان کو تکلیف ہوتی تھی۔ شکر اللہ اب یہ تکلیف نہیں رہیگی۔ کیونکہ اس مکان میں میں نے مہمانوں کی آسائش کا خاص خیال رکھا ہے۔ اور میری یہ خواہش ہے۔ کہ دوست جب کبھی قادیان تشریف لائیں۔ تو وہ میرے جدید مکان نور بلڈنگ میں ضرور تشریف لائیں۔ میں اُن کی خدمت کو اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ میرے پہلے مکان پر دوستوں کو پہنچنے کے لئے تکلیف ہوتی تھی۔ گو وہ مکان شہر کے مرکز میں تھا۔ مگر راستہ پیچیدہ تھا۔ مگر اب نئے مکان پر تشریف لانے میں یہ دقت نہیں رہیگی۔ کیونکہ یہ مکان عین نور ہسپتال کے جانب مشرق اور قادیان کے ہال روڈ پر واقع ہے۔ میں ان سطور کو ختم کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس نے مجھے یہ عظیم الشان مکان بنانے کی محض اپنے فضل سے توفیق دی۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

جن دنوں حضور پُر نور چشمہ معرفت تصنیف فرما رہے تھے۔ اس تصنیف کے آخری حصہ میں جو سکھوں کے متعلق ایک خاص باب ہے۔ حضرت اقدس نے از راہ ذرہ نوازی یہ خدمت اس ناچیز کے سپرد فرمائی۔ حضور بسا اوقات خاکسار کو اندر بلا لیتے۔ گرنتھ اور جنم ساکھی سنتے اور بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور پُر نور نے خاکسار کو ایک گرامی نامہ لکھا۔ جس میں آں مکرم نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ میں آپ کے کام سے بہت خوش ہوا۔ اور میں نے آپ کے لئے بہت دعا بھی کی۔ ان دنوں میں سکول میں پڑھاتا تھا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ حضور نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو یہ لکھا۔ کہ یہ لڑکا ہونہار نظر آتا ہے۔ اس کا نصف وقت دینیات کے لئے خالی کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ سب حضور کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ اس وقت خدا کے کرم سے میں ایک اخبار کا کامیاب ایڈیٹر ہوں۔ کامیاب لیکچرار ہوں۔ چھتیس کتابوں کا مصنف ہوں۔ قرآن پاک کے ہندی اور گورمکھی تراجم کا مترجم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی اور ہندی سیرتیں زیر تصنیف ہیں۔ اس کے لئے میں جس قدر بھی خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لاؤں تھوڑا ہے۔ کیونکہ یہ محض اس کے فضل کا ہی نتیجہ ہے ورنہ میں اپنی قابلیت کو کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ دوست دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق دے۔ نہ صرف مجھے ہی بلکہ میری اولاد بھی دین کی بہترین خادم بنے آمین

نور کی توسیع اشاعت کا ایک مفید پہلو

مکرم جناب پیرزادہ صاحب احمدی کلکتہ سے ایک روپیہ بارہ آنہ بذریعہ منی آرڈر اس غرض سے بھیجتے ہیں۔ کہ اس رقم سے کسی سکھ یا آریہ کے نام چھ ماہ کے لئے اخبار جاری کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس بھائی کو جزائے خیر دے۔ اگر دوسرے دوست بھی توجہ کریں۔ اور اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے سکھوں یا آریوں کے نام اخبار جاری کروا سکیں۔ تو یقیناً وہ تبلیغ اسلام کے لئے ایک بہترین خدمت بجا لائیں گے۔ آئے روز ایسے خواہشمند لوگوں کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ مگر بوجہ فنڈ کے نہ ہونے کے انہیں مایوس ہونا پڑتا ہے۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجا لا رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ اگر آپ صاحبان خواہشمند سکھوں اور آریوں کو نور سے مستفید کرینگے۔ تو جہاں آپ تبلیغ اسلام کے ایک اہم فرض کو بجا لائیں گے۔ وہاں نور کی توسیع اشاعت میں بھی مدد کرینگے۔ گویا یہ ایک کرشمہ دو کار ہیں۔ بعض بھائی ایسا کرتے ہیں کہ اپنے نام سے پرچہ بند کر کے کسی سکھ یا آریہ کے نام جاری کروا دیتے ہیں۔ اس سے نور کی توسیع اشاعت میں کوئی مدد نہیں پہنچتی۔ بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ نور جیسے غازی پرچہ کو اسی صورت میں مدد پہنچ سکتی ہے۔ جس صورت میں آپ اپنے

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۷۸۶) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان

وید اور ویدک سدھانتوں (اصول) پر ایک تنقیدی نظر

ویدک نقطۂ نگاہ سے شادیوں کی قسمیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۵ ایڈیشن سوئم میں منو ادھیائے تین شلوک اکیس تیز (؟) شادیوں کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل برہم۔ دوم دیو۔ سوم آرش۔ چہارم پرجاپت۔ پنجم اوسر۔ ششم گندھرب۔ ہفتم راکشس۔ ہشتم پشاچ۔ اوّل برہم:۔ اس شادی کا نام ہے۔ جو دولہا دلہن دونوں کامل برہم چاری ہوں۔ فاضل۔ نیک سیرت اور باہمی رضامندی سے بیاہ کریں۔ دوم دیو۔ اس شادی کا نام ہے۔ جو بڑے یگیہ میں عمدہ طور پر یگیہ کرتے ہوئے داماد کو زیور پہنی ہوئی لڑکی دینا۔ سوم آرش۔ اس شادی کا نام ہے دولہا سے کچھ لے کر بیاہ دینا۔ چہارم پرجاپت۔ اس شادی کا نام ہے۔ جہاں دونوں کا بیاہ دھرم کی ترقی کے لئے ہو۔ پنجم اوسر۔ اس شادی کا نام ہے۔ دولہا اور دلہن کو کچھ دیکر بیاہ کرنا۔ ششم گندھرب۔ اس شادی کا نام ہے بے قاعدہ بے موقع کسی وجہ سے دولہا دلہن کا بامرضی باہمی میل ہونا۔ ہفتم راکشس۔ اس شادی کا نام ہے۔ لڑائی کرکے جبراً یعنی چھین جھپٹ یا فریب سے لڑکی کو حاصل کرنا۔ ہشتم پشاچ۔ اس شادی کا نام ہے سوئی ہوئی یا شراب وغیرہ پی کر بے ہوش ہوئی ہوئی یا پاگل لڑکی سے بالجبر ہمبستر ہونا۔ یہ مذکورۃ الصدر ویدک دھرم میں آٹھ شادیوں کی اقسام ہیں۔ ان اقسام اور اس پر تبصرہ کو میں فی الحال دوسرے موقع پر چھوڑتا ہوں۔ اور اب میں اس موضوع پر آتا ہوں۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین عموماً موجب نزاع رہتا ہے۔ یعنی وید اور ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ہندو اور خصوصاً آریہ یہ کہتے اور مسلمانوں پر آوازے کستے رہتے ہیں۔ کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنا عیاشی کا ذریعہ اور قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس کے متعلق میرا یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ وہ ہندو یا آریہ جو ویدوں کو مانتا ہے۔ اور اپنے رشیوں یا مہارشیوں کے طریق عمل پر ایمان لاتا۔ اور اُن کے نمونہ کو اپنا خضر راہ بناتا ہے کم از کم اُسے ویدوں کی تعلیم اور ویدک رشیوں کے نمونہ کے سامنے اپنا سر جھکا دینا چاہیئے۔ یجر وید اٹھارہ ادھیائے منتر چھتیس ۳۶ میں ایک رشی کہتا ہے۔ کہ "میری تین قسم کی بھیڑوں والی استری (عورت) اور میری پانچ قسم کی بھیڑوں والی استری"۔ گویا اس منتر میں بصراحت اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ایک رشی کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کے پاس تین بھیڑیں تھیں۔ اور دوسری کے پاس پانچ۔ اوّل تو ویدوں کے ماننے والے کیلئے یہ منتر ہی کافی ہونا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے اس پر اُن کی تسلی نہ ہو سکتی ہو۔ تو پھر انہیں ویدک رشیوں کے طریق پر غور کرنا چاہیئے۔ اوّل۔ کتب رشی ابتدائی زمانہ میں ایک بڑے رشی ہوئے ہیں۔ اُن کی دو بیویاں تھیں۔ دوم راجہ دسرتھ۔ جو بڑے ویدک دھرمی راجہ گذرے ہیں۔ جن کے ایک صاحبزادہ کا نام شری رام چندر جی مہاراج تھا۔ جنہیں ہندوؤں کا بیشتر حصہ خدا کا اوتار مانتا ہے۔ اُن کے والد مکرم یعنی راجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیا، کیکئی اور سومترا۔ سوم بھیجے (؟) ایک بہت بڑے رشی گذرے ہیں۔ ان کی ایک سو بیویاں تھیں۔ چہارم مہارشی جاگولکیہ جن کا درجہ ویدک رشیوں میں بہت بلند ہے۔ ان کی بھی دو بیویاں تھیں۔ پنجم شری کرشن جی مہاراج کے والد داس دیو جی کی سات بیویاں تھیں۔ ششم شری کرشن مہاراج کی بہت سی بیویاں تھیں۔ سناتنی تو اُن کی ہزاروں بیویاں مانتے ہیں۔ مگر آریہ سماجی بھی آٹھ سے کم تسلیم نہیں کرتے۔ اور شری کرشن جی کو ہندوؤں کا بیشتر حصہ خدا کا اوتار مانتا ہے۔ اب یہ بات قابل غور ہے۔ کہ ویدوں کی تعلیم کو گذشتہ ویدک رشی بہتر جانتے تھے یا موجودہ آریہ سماجی وغیرہ۔ معاملہ صاف ہے۔ کہ سابقہ ویدک رشی ویدوں کی تعلیم کو نسبتاً زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ اس لئے اس طے شدہ مسئلہ کے متعلق جبکہ ہندو صاحبان کے رشی اور مہارشی عامل رہے ہوں۔ مسلمانوں کے منہ آنا یا مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا موجب تعجب اور حیرت ہے۔ ضرورت تو اس بات کی ہے۔ کہ ہم اپنی مذہبی کتب سے ایسی ہدایات اور تعلیم نکالیں جو مشترکہ ہو۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہو سکیں۔ اور باہمی اتحاد کے لئے راستہ صاف ہو سکے۔ غور کرو قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے۔ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ یعنی ہر ایک قوم کے واسطے ہدایت دینے والا آیا۔ اس شبہ پر مسلمانوں کا بیشتر حصہ کرشن جی اور رام چندر جی کا بہت احترام کرتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ دونوں بزرگ اپنے وقت کے نبی گذرے ہوں۔ غور کیجئے نقطہ نگاہ میں کس قدر فرق عظیم ہے۔ مسلمان تو محض شبہ پہ عزت اور احترام کریں۔ اور ہندو کثرت ازدواج کے متعلق باوجود ویدک تعلیم اور ویدک رشیوں کے طریق عمل کی صراحت کی موجودگی کے مسلمانوں سے جھگڑیں۔ محض اس لئے کہ مسلمان اسے مانتے ہیں۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

زیادہ جھگڑنے والا آریوں کا فرقہ ہے۔ میرے آریہ دوستوں کو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ نیوگ کیا ہے۔ اگر وہ بُرا نہ منائیں۔ تو مجھے یہ کہنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ یہ بھی ایک طرح سے کثرت ازدواج کی بگڑی ہوئی صورت ہی تو ہے۔ تو پھر ہم کیوں بگڑی ہوئی صورت کو چھوڑ کر اچھی صورت کو اختیار نہ کریں۔ اور اگر ہم بگڑی ہوئی صورت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو پھر اچھی صورت کے اختیار کرنے والوں پر اعتراض کیوں کریں؟

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

پرتاپ ڈے

پچھلے دنوں ہندوستان میں نہایت وسیع پیمانے پر پرتاپ ڈے منایا گیا۔ مہارانا پرتاپ کی شان میں اخبارات نے اپنے خاص نمبر نکالے۔ جگہ بہ جگہ جلسے کئے۔ اگر مہارانا پرتاپ کی زندگی پر غور کیا جائے۔ تو ہندو نکتہ خیال سے اس میں جو بڑی خوبی نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُس نے مسلمان بادشاہوں کا مقابلہ کیا۔ بہادروں کی زندگیاں اقوام کی رگوں میں بلاشبہ بہادری کی روح پھونکتی ہیں۔ مسلمانوں میں الحمد للہ بہادروں کی کمی نہیں۔ دور کیوں جاؤ۔ محمد بن قاسم کی شخصیت کو ہی لے لو۔ ان کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی تھی۔ جب بحیثیت فاتح جرنیل ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور مٹھی بھر فوج سے تمام سندھ اور بیشتر حصہ پنجاب کو بھی فتح کر لیا۔ اور اسلامی اخلاق کا وہ نمونہ دکھلایا کہ مخالف بھی عش عش کر اُٹھے۔ آج جو سندھ میں مسلمانوں کی کثرت یا مسلمانوں کے تمدن کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ محض عربوں کی طفیل جو یا تو بحیثیت تاجر وارد ہوئے یا بحیثیت فاتح۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ قاسم ڈے نہایت شان و شوکت سے منایا کریں۔ تاکہ قوم کے بچے اس سے سبق حاصل کر سکیں۔ کہ ہمارے بزرگوں نے پندرہ پندرہ اور سولہ سولہ سال کی عمروں میں وہ فتوحات حاصل کیں۔ کہ جس پر ایک زمانہ واہ واہ کر اُٹھا۔ ہم بھی انہی کی اولاد اور انہی کے نام لیوا ہیں۔ لہذا ہمیں بھی ان لوگوں کے اخلاق اور انکی بہادری کی روح کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیئے ؂

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گرمکھی سیرت

یقیناً دوست یہ سُن کر خوش ہونگے۔ کہ حضور پُر نور کی گورمکھی سیرت کا کام نہایت تن دہی اور جانفشانی سے ہو رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو تین چار ماہ تک یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اس وقت ہندی ترجمہ کی طباعت اور سیرت کی تیاری میرا خاصہ وقت لے رہی ہے۔ اور مجھے اس کار خیر میں وقت دینے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ وہ عظیم الشان کام ہے۔ جس کی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اور ایسے اہم کام اقوام کی متفقہ کوشش یا بادشاہوں کی توجہ کے قابل تھے مگر یہ اُس رحیم کریم ذات کا کس قدر فضل ہے۔ کہ وہ ایک ایسے **بے کس اور بے بس** انسان سے یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے دوست میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ یہ ہر دو کار خیر جلد سے جلد بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ مجھے اس سے بھی بڑھکر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے ؂

کونسی حاتم طائی کی قبر پر لات ماری

اخبار لائیٹ نے کہیں یہ چھاپ دیا۔ کہ ہسپانیہ فنڈ میں ایک ہندو نے ایک روپیہ دان دیا ہے۔ اس پر پرکاش وغیرہ آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ کہ دیکھو یہ ہے ہندوؤں کی دریا دلی اور وسعت قلبی۔ برخلاف اس کے مسلمانوں نے ہندوؤں کی درسگاہوں اور مندر وغیرہ کو ہزارہا روپیہ دیا۔ مگر مسلمانوں نے کبھی نام تک بھی نہیں لیا۔ اگر اعتبار نہ ہو۔ تو ذرا حیدر آباد دکن کے ہندو مندر کے مہنتوں رنگون کی آریہ سماج اور ڈاکٹر ٹیگو سے پوچھ لیا جائے۔ بھلا ایسے لوگوں سے رواداری کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جو ایک روپیہ پر اپنی دریا دلی و وسعت قلبی کے راگ الاپنے شروع کر دیں۔ یہ تو ایک روپیہ تھا۔ اگر دو ہوتے تو پھر تو خدا کی پناہ مسلمانوں کے لئے کہیں منہ چھپانے کو جگہ نہ رہتی ؂

انسان کی قربانی

پرکاش لکھتا ہے۔ کہ ریاست میو بھنج میں ایک ہندو نے ایک نجومی کے کہنے پر دولت کی دیوی کو خوش کرنیکے لئے ایک انسان کی قربانی نہایت بے رحمی سے دی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ اسلام کی برکت ہے۔ کہ جس نے ہندوستان میں ایسی وحشیانہ رسومات کا قلع قمع کیا۔ ورنہ مسلمانوں کے آنے سے قبل ہندوستان میں جو انسان کی رذیل حالت اور اسکی جو قیمت تھی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان سے اس قسم کے وحشیانہ افعال کا ہمیشہ کے لئے سدباب ہو سکے۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہم جس قدر جلد ہو سکے۔ تمام ہندوستان کو اسلامی نور سے منور کر دیں ؂

دل کے بہلانے کیلئے یہ خیال اچھا ہے

سی۔ پی گورنمنٹ نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس کی رُو سے صوبجات متوسط میں اچھوت اقوام کو "ہریجن" کے نام سے پکارا یا لکھا جائیگا۔ انگریزی اخبار ٹریبون اس کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ "یہ نیک مثال ہے۔ اور باقی لوکل گورنمنٹوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے"! کیا اچھوت کی بجائے ہریجن کہنے سے اچھوتوں کی مجلسی۔ تمدنی اور روحانی مشکلات حل ہو سکتے ہیں۔ ایک اَن پڑھ کو فاضل کہدینا تا وقتیکہ ہم اُسے علمی دولت سے مالا مال نہ کریں۔ یقیناً اس کے ساتھ مخول کرنا ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اچھوت اس ہریجن نام کے کھلونے سے کیسے خوش ہو سکتے ہیں؟

اچھوتوں کا حل اسلام میں ہے

میں تو یہ کہوں گا۔ کہ اچھوتوں کے لئے کوئی خاص نام تجویز کرنا خواہ وہ ہریجن ہو یا کچھ اور۔ اچھوتوں کی ہتک کرنا ہے۔ ہاں اگر اچھوت یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی ان مشکلات کا خاطر خواہ حل ہو سکے۔ تو انہیں اسلام کی پناہ میں آجانا چاہیئے۔ جہاں کوئی اچھوت نہیں۔ کسی کے لئے کوئی علیحدہ نام تجویز نہیں۔ سب بھائی بھائی ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے۔ اکرمکم عند اللہ اتقاکم کیا اچھوت کہلانے والے میری اس ہمدردانہ نصیحت پر کان دھرینگے؟

بے اصولاپن کی حد

مسٹر برلا کے روپیہ پر پنڈت دلیشو بندھو جی جاپان میں بدھ کانفرنس میں بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ وہ وہاں ہندو دھرم کی قائم مقامی کر سکیں۔ اس پر آریہ گزٹ لاہور لکھتا ہے۔ کہ پنڈت موصوف سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو نہیں مانتے۔ ہاں مہی دھر وغیرہ کے بھاشیہ پڑھ لئے ہیں مطلب یہ کہ وہ آریہ سماج کے قائم مقام نہیں۔ مگر مجھے حیرت ہے۔ کہ اگر یہی بات تھی۔ تو پنڈت دلیشو بندھو کو آریہ گزٹ پارٹی نے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کا انچارج کیوں مقرر کیا۔ کیا آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

حیوان کیلئے انسان کی قربانی

۲۳ر جون کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ گیا کے قریب گئوکشی کے سلسلہ میں ہندو مسلمانوں میں فساد ہوا جس میں کئی ایک مجروح اور ہلاک ہوئے مجھے تعجب ہے۔ کہ ہندو صاحبان گائے کے سوال پر مسلمانوں کو کیوں اتنا دکھ دیتے ہیں۔ اگر گائے مقدس ہے۔ تو ہندوؤں کے لئے مسلمانوں کے نزدیک تو وہ ایک حیوان سے بڑھکر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ہے بھی حیوان ہی۔ اب حیوان کی خاطر انسان کا خون بہانا یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ اور پھر صوبہ بہار میں ہی ہندوؤں کی رگ حمیت اس کے لئے کیوں جوش مارتی ہے۔ کیا اس لئے کہ وہاں ہندوؤں کی کثرت ہے۔ کیا اسی کا نام رواداری ہے۔ اور سوراج لینے کے یہی لچھن ہیں؟

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے ہندی ترجمہ کیلئے خواہشمندوں کی بیتابی

ایک ہندو صاحب اکھنور ریاست جموں سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکرم مولانا تسلیم! مجھے مسلم لٹریچر پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ نے قرآن کریم کا ہندی ترجمہ کیا ہے۔ اگر یہ ترجمہ شائع ہو گیا ہو۔ تو براہ کرم اس کی ایک کاپی جلد سے جلد مجھے بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ لوگ اس ترجمہ کے کس قدر خواہشمند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اب یہ ترجمہ جلد ہی طبع ہو کر خواہشمند لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا۔ دوست دعا کریں۔ کہ اللہ کریم اسے قبولیت عطا فرمائے۔ اور یہ ترجمہ ... ... بہتوں کے لئے موجب ہدایت ہو۔ آمین؟

تبلیغی فنڈ

قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ کی ایک کاپی بھائی گوردت سنگھ صاحب دو میل ہدیہ ۱۲ محصولڈاک ۴ر ۱۴ر۔ ایک کاپی سیوک پرتاپ ہری صاحب ۱۴ر۔ ایک کاپی بھائی روڑ سنگھ صاحب گڑھی کپورہ ۱۴ر۔ ایک کاپی سردار تارا سنگھ صاحب چک ۱۱۶ ۱۴ر۔ ایک کاپی خالصہ ریڈنگ روم سرگودھا ۱۴ر میزان للعہ ۶ر جمع ۹؎۸۶ اور عہ از جناب حافظ عبد اللہ خانصاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کل للعہ ۶ر باقی ۹؎۸۶ یہ فنڈ تبلیغی نکتہ خیال سے جس قدر مفید ہو رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس تبلیغی فنڈ نے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ دوستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے اس کار خیر کی طرف خاص توجہ دیں۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا۔ اتنا ہی غیر اقوام میں تبلیغ کا راستہ فراخ ہوگا۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر قرآن مجید کی مقدس تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کرنا یہ نیکی سب نیکیوں کی سرتاج ہے؟

ہندو دھرم کی رواداری

ہندو صاحبان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ہندو مذہب بہترین روادار واقع ہوا ہے۔ جو نرمی اور حلیمی ہندوؤں میں پائی جاتی ہے۔ دوسرے مذاہب والے اس کی نظیر نہیں دے سکتے مگر یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ گاندھی جی سی نرم طبیعت جیسے انسان پر پہلے لاٹھیوں سے حملہ کیا گیا پھر بم پھینکا گیا۔ پھر ان کی گاڑی کو پٹڑی سے اتارنے کی کوشش کی گئی۔ غرضیکہ وہ کونسا حیلہ تھا۔ جو گاندھی جی کی جان لینے کے لئے استعمال نہ کیا گیا ہو۔ باقی اگر وہ بچ رہے تو اپنی قسمت سے۔ پچھلے دنوں پریس میں ایسی خط و کتابت بھی آئی تھی۔ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں رواداری کا کہاں تک دخل ہے۔ وید مقدس میں اپنے مخالفوں کے لئے جو احکام دیئے گئے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ پھر ویدوں کے پیراؤں کا وطیرہ مزید گواہ۔ اگر ہندو دھرم میں رواداری ہوتی۔ تو یہ امر واقع ہے۔ کہ آج ہندوستان میں بدھ مذہب کے پیراؤ نایاب نہ ہوتے۔ یہ مسلمانوں کا ہی حوصلہ اور اسلام کی ہی برکت ہے۔ کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں اپنی حکومت کا ہندوؤں کو ساجھی بنایا۔ اور سپہ سالار جیسے اہم ذمہ داری کے عہدوں پر ہندوؤں کو تعینات کیا۔

اعتراف حق

۲۸ر جون کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ جس بات نے ہندو دھرم کو بے انصاف بنا رکھا ہے۔ انسانیت کے درجے سے گرا دیا ہے۔ جس بات نے اُسے دنیا بھر میں بدنام کر دیا ہے۔ جس وجہ سے ایک عالم اس سے نفرت کرتا ہے۔ اُس بات کو دُور کرنے کے لئے وہ (گاندھی جی) کوشش کر رہے تھے" یہ صحیح ہے۔ کہ گاندھی جی اچھوت اقوام کی

KHILAFAT LIBRARY

بہتری کے لئے ہندو ماحول میں یہ کوشش کر رہے تھے۔ مگر میں نیک نیتی اور ہمدردی کے ساتھ گاندھی جی کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ ہندو کرۂ ہوائی میں اچھوت اقوام کے بہتری کی تلاش کرنا یقیناً خشکی سے مچھلیاں پکڑنا ہے۔ اگر ان کے دل میں اچھوت اقوام کے لئے درد ہے۔ تو میں انہیں یہ خیر خواہی سے مشورہ دوں گا۔ کہ وہ اچھوت اقوام کو یہ ایڈوائس دیں۔ کہ وہ جلد سے جلد مسلمان ہو جائیں۔ جہاں سب بھائی بھائی ہیں۔ اور صرف دو منٹ میں ان کے لئے مسجدوں کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر کھا سکتے ہیں۔ رشتے ناطے کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ اسلامی دائرہ (کرۂ ہوائی) میں انہیں بہترین سے بہترین تمدنی اور روحانی حقوق مل سکتے ہیں۔ کیا گاندھی جی ایسا کرینگے؟ مشکل؟

ہندو لیڈر اور پردے کی ضرورت کا احساس

یکم جون کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ بھائی پرمانند جی نے سناتن دھرم کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ "ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھیں۔ اور جب تک وہ اپنی حفاظت کرنی نہ سیکھیں اور جب تک ان کے اندر نسلی خودداری کی سپرٹ پیدا نہ ہو۔ انہیں گھروں کی چار دیواری کے اندر بند رکھا جائے"۔ بانئے آریہ سماج سوامی دیانند نے بھی ستیارتھ پرکاش میں پردے کی ضرورت کا احساس کیا ہے۔ اب ہندو دنیا یا ہندو پریس جو پردہ کی مخالفت کر رہا ہے۔ تو وہ محض اسلامی دشمنی کی وجہ سے۔ اور آئے روز جو اس کے بد نتائج سے ہندوؤں کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تو یہ محض اسلامی دشمنی یا ... کا ...

یہ اسلام کے اچھا مذہب ہونے کا ثبوت ہے

یکم جون کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ "بمبئی ۲۹ جون کو ڈاکٹر مونجے کے اعزاز میں دی گئی۔ ٹی پارٹی میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جیکر نے کہا کہ ... تعداد میں ... روز شمار

ہیں۔ ان کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اوسطاً تیس ہندو عورتیں روزانہ مسلمان بنائی جاتی ہیں"۔ عورتوں پر ہی کیا موقوف ہے۔ مرد اس سے زیادہ تعداد میں اسلام قبول کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے مسلمان بادشاہوں پر یہ الزام لگایا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے زبردستی لوگوں کو مسلمان بنایا۔ اب مسٹر جیکر اور ڈاکٹر مونجے ہی بتلائیں۔ کہ اس وقت ہندوستان میں ہندوؤں کے سروں پر کونسی اسلامی تلوار رکھی ہوئی ہے جس کے خوف سے وہ اس کثرت سے مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہ سب اسلام کی خوبیوں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اسلام بنی نوع انسان کا بہترین ہمدرد اور جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر اسلامی تعلیم پر غور کریگا۔ وہ گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیگا۔

ایک برہمن دیوتا نے اپنی بیوی کو فروخت کر دیا

۱۹ر جون کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "کانگڑہ کے علاقہ کے ایک گاؤں میں ایک برہمن دیوتا نے اپنی نوجوان بیوی کو پہلے اپنے شریکہ کے چچا کے پاس ایک سو روپیہ میں فروخت کیا۔ گویا اپنی بیوی کو اپنے چچا کے گھر اپنے ہاتھ سے آباد کرایا۔ اور روپیہ کی ادائیگی کا چار ماہ بعد کا قرار پایا۔ مقررہ وقت پر جب بھتیجا نے اپنے چچا سے اپنی بیوی کی قیمت کا مطالبہ کیا۔ تو چچا نے یہ کہکر عورت کو واپس کر دیا۔ کہ مجھے پسند نہیں۔ اب اس برہمن دیوتا نے پھر اپنی بیوی کو چنگڑ کے علاقہ کے ایک برہمن کے پاس مبلغ ایک سو پچاس روپے میں فروخت کیا ہے ... پنڈتانی کا بوقت روانگی سفر کا منظر نہایت رقت انگیز اور دلوں کو ہلا دینے والا تھا۔ مگر افسوس کہ اس کی چیخ و پکار اور رونے پیٹنے کا کسی پر کوئی اثر نہ ہوا"۔

ہندو صاحبان مسلمانوں پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں۔ کہ اسلام میں عورت کی کوئی قدر نہیں۔ مگر کوئی بڑے سے بڑا مسلمان اپنی بیوی سے یہ سلوک خواب میں بھی روا نہیں رکھے گا بصورت تنازع اور وہ بھی اشد مشکل کی حالت میں اسے طلاق دیگا۔ جس پر اسے حق مہر ادا کرنا پڑیگا۔ اس سے ناظرین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حقیقتاً کس مذہب میں عورتوں کی قدر ہے۔ عورت کی قدر ایسی باتوں میں نہیں ہے۔ کہ اس کا پردہ اٹھا دیا۔ اور انہیں کسی حد تک روحی تعلیم دلا دی اور آزادی کا پرچار کر دیا۔ بلکہ مستورات کی قدر کا معیار اس سے زیادہ بلند ہے۔ عورت کیلئے غیرت، وراثت، جائداد میں حقوق، خاوند کی طرف سے حسن سلوک جن سے گھریلو زندگی خوشگوار بن سکے۔ یہ باتیں مجموعی حالت میں سوائے اسلام کے دوسری جگہ ملنی مشکل ہیں۔ سوائے اسلام کے وہ کونسا مذہب ہے۔ جو حق مہر کے علاوہ اپنی جائداد میں بھی عورت کو ساجھی بناتا ہے۔ ان حالات میں اگر عورتیں اسلام قبول کریں۔ تو مسٹر جیکر یا ڈاکٹر مونجے کو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔

جادو سو جو سر چڑھ بولے

گاندھی جی نے ۲۳ جون کو پونا میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں آنحضرت صلعم کے متعلق یہ کہا۔ کہ "پیغمبر اسلام ایک فقیر تھے۔ اور انہوں نے دنیا کی تمام چیزوں کو ترک کر دیا تھا۔ اگر ان کی خواہش ہوتی۔ تو وہ بہت سی دولت جمع کر سکتے تھے۔ جب میں ان کی اور ان کے خاندان اور ان کے ساتھیوں کی غریبی کے حالات پڑھتا ہوں۔ تو میری آنکھوں میں مسرت کے آنسو آجاتے ہیں۔ میرے جیسا سچائی کا متلاشی کس طرح اس شخص کی عزت کئے بغیر رہ سکتا ہے۔ جس کا دماغ ہمیشہ خدا کی طرف لگا رہا۔ جو ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہا۔ اور جس کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے بے اندازہ رحم تھا"۔ (پرتاپ یکم جولائی)

حضور پر نور کی سیرت ہر جہت سے اپنے اندر ایسی خوبیاں اور قوت جاذبہ رکھتی ہے۔ کہ جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر اس پر غور کریگا۔ وہ نیک اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میرے دل میں یہ غیر معمولی خواہش ہے۔ کہ میں جلد سے جلد رسالت مآب کی سیرت گورمکھی اور ہندی میں شائع کر سکوں۔ کیونکہ آج تک ہندو دوست اس دنیا کے محسن اعظم کے حالات زندگی اور سیرت سے صرف ہماری ہی کوتاہی کی وجہ سے ناواقف رہے ہیں۔ جب انہیں دنیا کے اس سب سے بڑے خیر خواہ کی سیرت کا علم ہو جائے گا۔ تو آپ یقیناً سمجھیں کہ دنیا کی ذہنیت بدل جائے گی۔

چار ماہ کا مجاہدہ

KHILAFAT LIBRARY

گذشتہ چار ماہ جس بادر نشیں میں میرے گذرے۔ اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً سمجھیئے کہ گھبرا جاتا۔ اوّل علاوہ دیگر روزمرہ کے فرائض کے جو اس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ اگر میں کم از کم بارہ گھنٹے روزانہ دوں۔ تو پھر کہیں کام اپ ٹو ڈیٹ رہ سکتا ہے۔ اس پر مکان کی تعمیر کی مصروفیت مزید برآں جس پر مجھے غیر معمولی وقت دینا پڑتا تھا۔ بذات خود یہی مصروفیتیں کچھ کم نہ تھیں۔ کہ اس پر ایک دیوانی مقدمہ بھی مجھ پر اچانک آپڑا۔ جس کے واقعات اس طرح ہیں۔ کہ ۲۰ر جون ۱۹۳۲ء کو ایک ہندو صاحب جن کی عمر اسی سال سے بھی تجاوز ہوگی۔ جو کسی وقت مرفہ الحال اور ہمارے خاندان سے کئی پشتوں سے جن کے تعلقات تھے میرے پاس آئے۔ اور آبدیدہ ہو کر یوں گویا ہوئے۔ کہ میرا تمام کاروبار حوادث زمانہ سے تباہ ہوگیا۔ میرا اکلوتا لڑکا جسے میں نے سات سال تک ولایت میں تعلیم دلائی۔ اور جس پر قریباً چالیس ہزار روپیہ خرچ آیا۔ اور جب وہ ولایت سے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر کے وطن پہنچا۔ تو چھ ماہ کے اندر اندر اس کی وفات ہوگئی۔ اور اس کی وفات نے میری کمر توڑ دی۔ یہ کہکر وہ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگ پڑے۔ اور کہا۔ کہ اب میری یہ حالت ہے کہ میں نان شبینہ کا بھی محتاج ہو رہا ہوں۔ میں اس شخص کے عروج کو دیکھ چکا تھا۔ اور پھر پشت ہا پشت کے تعلقات ان امور نے میرے دل پر عجیب چوٹ لگائی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ میری مالی حالت گو خود بھی کمزور ہے۔ اور پھر مجھ پر ایک وسیع کنبے کا بوجھ ہے۔ میری ضعیف والدہ ہے۔ اس کو بھی میں باقاعدہ ماہوار بھیجتا ہوں۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ کہ میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ مگر آپ کا دکھ مجھ سے دیکھا بھی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا میں حسب توفیق بطور قرض حسنہ آپ کی کچھ نہ کچھ مدد کرتا رہوں گا۔ دس روپے میں نے اس کو اس وقت دیئے۔ اور باقی میں وقتاً فوقتاً انہیں بذریعہ منی آرڈر بھیجتا رہا۔ جو قریباً سو روپیہ ہو گیا۔ مکان کی تعمیر کے وقت مجھے روپیہ کی ضرورت پڑی اور میں نے انہیں لکھا۔ کہ مجھے مکان کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر آپ میری یہ رقم بھیج سکیں۔ تو میں مشکور ہوں گا۔

بجائے اس کے کہ وہ رقم بھیجتا۔ اُس بھلے لوگ نے وکیل کے ذریعہ الٹا مجھے نوٹس دے دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ فلاں تاریخ کو جو آپ مجھ سے پانچسو روپیہ قرض لے گئے تھے۔ اور جس میں سے اتنی رقم ادا ہوئی ہے۔ باقی جلد بھیج دیں۔ ورنہ میں مع سود آپ پر دعویٰ دائر کردونگا۔ مجھے یہ پڑھکر افسوس ہوا۔ اور اس شخص کی حالت پر رحم بھی آیا۔ کہ انسان جب گرنے پر آتا ہے۔ تو کتنا گر جاتا ہے۔ عمر اسی سال سے تجاوز پاؤں قبر میں لٹکائے ہوئے اور پھر اس پر خدا سے بے خوفی کا یہ عالم کہ جس نے اُڑے وقت میں مدد کی۔ اسی کے گلے پر کند چھری رکھدی۔ میں مولوی فضل الدین صاحب عباس مرزا عبدالحق صاحب اور لالہ سنت رام صاحب وکلاء اور خان بہادر میاں الطاف حسین خاں صاحب صدر میونسپلٹی بٹالہ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنہوں نے مجھے اس کے متعلق بہترین مشورے دیئے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ نہ صرف یہی کہ اس کا یہ جعلی دعویٰ رک گیا۔ بلکہ میرے روپیہ کی بھی اس پر ڈگری ہوگئی ۔

دوسرے مجھے اسی اثناء میں ایک فوجداری مقدمے سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ جس کے واقعات اس طرح ہیں۔ کہ ایک آوارہ لڑکے نے میرے لڑکے کو گزند پہنچانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کسر نہ کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اُسے بال بال بچایا۔ اگر ملزم حد سے گذرا ہوا نہ ہوتا۔ اور اتفاقیہ اُس سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہوتی۔ تو یقیناً میں درگذر اور چشم پوشی سے کام لے لیتا۔ مگر وہ اپنی آوارگی کی وجہ سے کئی لڑکوں کی زندگیاں تباہ کر چکا تھا۔ گذشتہ سال امور عامہ نے اس کی شرارتوں سے مجبور ہو کر اُسے چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکال دیا تھا۔ اس کے علانیہ شراب پینے اور پھر عید مبارک کے روز شراب پی کر بدمستی کی حالت میں پھرنے کا ریکارڈ امور عامہ میں موجود ہے۔ اور چھوٹی موٹی وارداتوں کا تو ذکر ہی کیا۔ پھر اُس نے گذشتہ ماہ دسمبر میں ایک ایسی خطرناک حرکت کا ارتکاب کیا۔ کہ اگر میں اسے پبلک میں لے آؤں۔ تو یقیناً تمام ہندوستان کے مسلمان انگشت بدندان رہ جائیں۔ کہ کیا انسانی فطرت اتنی بھی گر سکتی ہے۔ میں نے اس کے حال پر رحم کیا۔ کہ میں عدالت کے ریکارڈ میں بھی یہ بات نہیں لایا۔

ان حالات میں میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ سو اس کی ایک سال کے لئے ضمانت ہوگئی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ نہ مجھے اس کی قید سے کوئی خوشی ہوسکتی تھی۔ اور ضمانت سے ضمانت تو بعض حالات میں قید سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس نوجوان کی اصلاح ہوگئی۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔ کیونکہ مجھے اس سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ میں دشمن ہوں۔ تو اس کے عیبوں کا۔ اس مقدمہ کے دوران میں مجھے بعض عجیب در عجیب تجارب سے واسطہ پڑا۔ صفائی کے قریباً سات گواہان پیش ہوئے۔ جن میں سے ایک سکھ تھا۔ ایک غیر احمدی اور ۵ .... کہلانے والے۔ سکھ نے جرح میں سچ سے کام لیا۔ غیر احمدی پیش نہیں ہوا۔ اُس نے صاف الفاظ میں کہدیا۔ کہ میں ایک شریف کے مقابلہ میں شریر کی حمایت میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ باقی .... کہلانے والوں نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ جماعت میں انکی قیمت ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ مگر عرف عام میں وہ جماعت کی طرف ہی منسوب ہوتے ہیں۔ مجھے ان پر اتنا افسوس نہیں۔ جتنا افسوس مجھے اپنے مکرم بزرگ جناب شیخ اصغر علی صاحب امین آبادی پر ہے۔ وہ نیک ہیں پھر مہاجر۔ میرے دل میں ان کا بہت احترام اور محبت ہے۔ مگر جتنی محبت اتنا گلہ بھی۔ وہ مجسٹریٹ کے ہموطن تھے۔ وہ ملزم کی طرف سے سفارشی ہو کر گئے۔ ہر ایک اپنی رائے کا مختار ہے۔ مگر خدا کے لئے انکو یہ سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ وہ ایک ایسے شخص کی سفارش کر رہے ہیں جس نے قوم کے کئی معصوم بچوں کی زندگیوں کو برباد کیا ہے۔ جسے امور عامہ اس کی بڑھی ہوئی شرارتوں کی وجہ سے چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکال بھی چکا ہے۔ کیا ایسے شخص کی حمایت اور سفارش کر کے وہ قوم اور قوم کے بچوں کے لئے تباہی اور بربادی کے سامان تو پیدا نہیں کر رہے تھے۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ مجسٹریٹ صاحب پر اُن کی سفارش کا اثر نہیں ہوا۔ اگر میں چاہتا تو۔ تو میں بھی بہت سی سفارشیں